يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد الله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب بادی شیخ و شاب راه صدق و صواب ماحی عقائد باطله کاشف مکائد عاطلان مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه حسب الارشاد فیض بنیاد محی اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب محمد عبد الله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم بنگلوری

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة بالدلائل

المقلب

الفاضحة لمن قصد ابطال المروج ومن الميلاد والفاتحة

که لمعه ایست از لمعات شمس سمای معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکای فلک ذکاوت رئیس علمای فحول جناب مولوی نذیر احمد خان متوطن امیٹه افغانان مدرس مدرسه طیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد دامت افاداته وادام الله بالاه و حمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبد الله صاحب قوراد ادام الله مجده بما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی لباس طبع پوشیده مطبوع گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در رد براہین قاطعہ گنگوھی

ال

بحث قیام میلاد شریف

تمت بالخیر

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

الحمد لله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبہ قبل جمیع الاشیاء کہ درین زمان بمیمنت القرآن کتاب لاجواب
ہادی شیخ و شاب مثبت بصدق و صواب حق عقائد باطلہ کاشف ظلمات عامہ مسائل و بدعات المسمی

البوارق اللامعہ علی من اراد اطفاء الانوار الساطعہ

الملقب

بالدلائل الفاضحہ لمن قصد ابطال المرجح من المیلاد والفاتحہ

کہ از تصنیفات لطیف شریف سرآمد علمای منقول و معقول جامع فروع و اصول کاملان حقیقت آگاہ زبدۂ علمائے عظام جناب مولانا
مولوی مفتی احمد حسن صاحب سلمہ مدرس مدرسہ ... واقعہ گجرات شہر احمدآباد دامت افاداتہ الی ابد الآباد ـ

در مطبع دت پرساد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیدہ مطبوع طباع خلائق گردید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی یصدق وعده ولا یخلف عهده والصلوٰة والسلام علی من
ختم به النبوة وحده یقول ناعته لم ار مثله قبله ولا بعده وعلی آله واصحابه
الذین بذلوا جهدهم فی اعلاء کلمة الحق فکانوا حزب الله وجنده ۔ بعد حمد وصلوٰة کے
خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لهما الرحمن متوطن رامپور
افغانان اہل خبرت وتصفت کی خدمت بابرکت میں گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین
شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندھ
وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلاء نامدار کثرہم الله تعالیٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی
آله الصلوٰة والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتے اور اس محفل
اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب میں صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیط تصنیف فرمائی
کہ اگر ان فتاوی وکتب ورسائل کے اسماء علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہوں تو ایک کتاب کبیر الحجم
طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے گمراہوں کے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا
بلادت نہیں ملتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنے مقتدائے سابق کے مقتدی ہیں کون مقتدا اور
مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المحتار کی جلد ثالث آغاز باب البغاة میں یوں تحریر فرمایا
کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین
وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف
اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی
کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین
ومائتین والف انتهی یعنی علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ ودرود وسلام کے

مرتد

متبوعین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج
کشی کی اور اپنا ہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ
کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت
کا مار ڈالنا اونہون نے مباح کر دیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز رکہا یہانتک
کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کر دیا اور مسلمانون کی لشکر کو
اونپر فتح دی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین رد المحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی
رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ
کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بھی یہان
قلم کے قدم کو آگے بڑہا دیا واقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پا سکتے ہین تصریح کی ضرورت
نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب
تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ
وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسلط کر سکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون
بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبانِ بنادقِ غزات سے مرجوم ہون
وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی مسلسل کیا مقدور انکا جو گوہ خوری اور بیہودہ گوئی کر سکین باقی رہا
نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بے باک کر دیا ہے کہ
ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ بشکل انسان متشکل ہو کر
قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور ولاغوینہم اجمعین اونکا کلام ہے تفسیق جملہ
علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام و تشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ
کذابین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدود
تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ
اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بنا دے اسوجہ سے بخوف ہو کر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات
کفار رو سیاہ کر رہے ہین جو مجمع ایسا دیکہتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل
ہو رہی ہے جلجاتے ہین اور بانم آتے ہین جہان حسنات کے سامان کی طیاری ہوئی تو گویا ان
شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بہی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

تحریر یہ دیوبند تہا اگر چند سال سے میدان خالی پاکر یا ہوگیا ہے اونکی تحریرات نے گوہ خوری شروع
کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی وبادشاہ
شہاب الدین غوری وشاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم وسلاطین معنوی حضرت معین الدین
چشتی وخواجہ قطب الدین بختیار کاکی وشیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستان کی
پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اور ان بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان
تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار
کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جما دیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑ دی بنیاد اسلام کی گاڑ دی بتخانے اور
اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام
اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون
اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوئے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے
صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
وحضوری مین بحث کر گئے امکان وامتناع کے مطالب سمجھا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم
قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی
تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہیلا گئے مولانا عبد العلی بحر العلوم
لکہنوی قدس سرہ منقول ومعقول کا دریا بہا گئے فقہ واصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ
دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ وباطنہ کے نکات ودقائق کہول گئے اور علاوہ انکے بہت سے
صاحب فضل وکمال کا جاہ وجلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب وعجم سے لوگ واسطے استفادہ کے
یہان آنے لگے بلخ وبخارا سے استفتا بہیجے جانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پر نور اور ان
سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد ومدرسہ خانقاہ ٭ کہ درو بود قیل وقال محمد
انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام وفاتحہ اموات اہل اسلام واجتماع باعراس
بزرگان عظام کو مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود بہی عمل مین لاتے رہے اور یہ
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ
نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ
کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین و شرم ہو اتفاق
کی روشنی جاوے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان درہم ہو اسکے لئے
اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نپائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفر لہ الغفار وعفا عنہ الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد و آبا و خویش و اقربا جو
مرگئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو ایک پکے مسلمان
ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیہ آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
عبد الوہاب مذکور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صداے سطور دینے لگے جب خویش و
اقربا نے یہ نفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی التوقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچھ
فہمایش کی کچھ سودمند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بڑھکر بمضمون ع بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ۞ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ۞
شور و شغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبد الوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے یہی بات کرجایا
کرتے تھے صراط مستقیم ہی دکھا جایا کرتے تھے پس نذر اگر برگوشت واقع ست آن گوشت
حلال ست بھی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بہی در پر لپیٹا اور قلمرو ہند کو بکقلم مشرک اور مبتدع ہی سمجھ لیا اور از انجا کہ کوئی حاکم دافع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑھتا گیا لیکن علماے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علماے اسلام نے بہت کر
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہوگیا تہا اب ماضی قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع آب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوٰۃ ومنع من الخیرات سے باز نہ آیا۔ ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلےٰ کا مورد بنا پہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا مین ذلیل وخوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک کژدم ومار اور فی النار ہوگا فرعون سے بہی بڑہکر مغرور تہا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ بچائے محفوظ رکھے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے اور کہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم او قول سے خسر الدنیا والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات ہین دیکہیے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کئے تہے دافع الاوہام مدحت القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی + اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ دافع الاوہام کو دیکہکر تو اغویائے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ مزخرفات جمع کرکے تحقیق الساطع ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون ظاہر ہوا کہ یہم عمہ تے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کر سکے

سچ ہے ۔ شعر پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست + تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست +
بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح شفیق کو گالیان دینا شروع کردین۔ یعنی کتاب موصوف
انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ
کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور + اور اوسکے
دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالے تو
معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علماے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
تمام کتاب پُر ہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے کہ کلمات عداوت محبوب
کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش
غضب مین جلکر خاک ہو جاوے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ادام الافلاک کو اپنا
بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی پر سنع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرکے اور
اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بناوے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے
جو بڑا بہائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع
نافہم ہے اسوجہہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے
کلام بے سرانجام کا صاحبو از براے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بہی
اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بہی
ہین قرآن وحدیث پہر دو مضمون ناطق ہین لیکن کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات
ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد
جسکو تہوڑا بہی مساس علم و عقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ
والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نکریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت
و مساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت و مساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت
و مساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً و عرفاً عقلاً و نقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بی ادب
سید آدم و عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہی پیچہے ہدایت پائی یا پہلے
غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہر ایہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بہی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدك ضالا فهدیٰ اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑہیگا کہ قائل
قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہہ رہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے
اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذوی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا
بیان کرنا بغیر ذکر ما تقدم وما تاخر والہ وما علیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول
وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول
نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ
ووجدك ضالا ای وجد قومك ضلالا فهداهم بك وبشرعك یعنی کبہی مراد
ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئی کہ
تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال
بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انك لفی ضلالك القدیم ای فی محبتك ومعناہ انك
محب فهدیناك الی الشرایع التی بها تتقرب الی حضرۃ محبوبك یعنی ضلال یہان پر
محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انك لفی ضلالك القدیم مین بہی ضلال
بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت
عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال
بہی بیان کئے جاوین اور ان فوائد ومصالح کے ساتھہ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے معہ ذکر
ما تقدم وما تاخر وشان نزول کے کچھ نافع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا پہرے کہ آپ
پہلے گمراہ تہے پیچہے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہہ رہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ
کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے
اوسکو مجبور کر دیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے ما فی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہے
وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو
استاد کہ اپنی شاگرد پر بکمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہو جاوے
تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کر لو
تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تہے کہ انکو یہ ذراسی بات بہی معلوم نہ تہی اب خاکسار
منصفین انصاف سے پوچہتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین - اللھم سلط علی اعدائی حبیبک
کلبا من کلابک اب مانحن فیہ کا حال سنو تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالی لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنی تعلیما للتواضع والا لکنسادیہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بہائی بول رہا ہے جب یہان اسکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بہائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اسے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مردود کو یہ بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بہی ہون اور میرا باپ بہی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بہائی کہتا
ہون واقعی عند اللہ وعند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت
یہی بول اوٹہیگا ؎ زنان باردار اے مرد ہشیار * اگر وقت ولادت مار زایند * ازان بہتر بنزدیک
خردمند * کہ فرزندان ناہموار زایند * اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکہدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتہہ ہے معاذ اللہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو سمجہتا نہین رسائل فارسی
دست فرسودہ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہوجاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑہا نہین ادب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃ ومجاز احدھما قریب ودلالۃ اللفظ علیہ ظاھرۃ والاخر
بعید ودلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلک ولاجل ھذا سمی ھذا
النوع ایھاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بہائی کہا تو گو اسنے بمضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابوجہل مردود اور شداد
ونمرود لعنۃ اللہ علیہم بہی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بہی عمرو کا بڑا بہائی سمجہو تو عرف عام مین یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتہہ عمرو موصوف
ہے زید بہی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہوگئے سو یہ امر مانحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعا نا جائز

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکھو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو بہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو ولہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہون کی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اور اسکے خرافات مقطوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹون مین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب ملعونین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ ماشمن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیۂ کریمہ انہ لیس من اہلک کو اپنے دل سرایا غفل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت
ومعلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سفہاء کے حق مین خالق الحکماء نے فرمایا ہے فی قلوبہم مرض فزادہم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب کو
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مولف اور ہم مشربان مولف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہ جائین اور
آئندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنے جملہ اتباع

نہ

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزہ قلم بہی کچھ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؏ اَنْتَ فِیْ سِتْرٍ وَّخَوْنَتِ
الْقُلُوْبِ + لَوْ کُشِفَتِ الْوُجُوْہُ مَاذَا تَصْنَعُ + خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کیسہ معائب کی ہر ہر عیب
جدا جدا کرکے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہوجاویگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہوجائیگا اس سبب سے مختصر کہا اور مشتے نمونہ از
خروارے اہل دانش کو دکہلادیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کرینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم خود ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے مستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہی اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوے دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور اور چند مواضع کے دوسرے بلاد و قصبات
روم و شام و ہند و سندہ عرب و عجم کے علما و فضلا و اولیا و اصفیا جو مجوز مولد و قیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو و بکر و خالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینت کلام و نرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اَیسا ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ
کیا معاملہ کیا جاوی زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑہ جائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی رہا
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تمہنے لکہین نہین ہین سو جناب کن
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکہدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہوکر بقید صفحہ و سطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ علیہ رشیدیہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کرکے خدمت سامی مین ارسال کرویگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکہنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
و جماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی و فارسی و اردو مین لکہون اور
اون عقائد اور اعمال کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکہکر بلاد
قریبہ و بعیدہ عرب و عجم کے علمائے نامی و فضلائے گرامی کی خدمت بابرکت مین روانہ کرکے
فتوی کا طالب ہوں اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از بہر خدا رعایت
کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق
ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم و توقیر ہین یا سزاوار توہین و تحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین
اونکے ساتہ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ کہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکہکر شائع کیے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کر دون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکہدون پہر جب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کرکے بطریق اشتہار کے

چھپوا دون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد پر
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجھین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخان صاحب اصل قندھاری ثم اللکھنوی الحنفی الصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جیسے
دوسرے دن اونکو فہمائش کی ہو ایسے ہی ایکبار تم بھی نرمی سے اونکو سمجھا دو اور کتب شرعیہ سے اونکے خدشات رفع کردو کیا عجب
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردی اور اونکے قلوب مین اثر کر جاوے کہ وہ بھی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو نہ بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان پھر بھی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط پس امتثالا لامر الآمرین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکورہ سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکھنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تھوڑے ہی دنون مین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکھئے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکھاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچا دے ایسا نہو کہ اونکی مرض
اور زیادہ ترقی ہو جاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہو کر بخوف سرایت آن
با شخاص دیگر بمضمون فر من المجذوم کفرارک من الاسد اشتہارات مذکورہ بالاکے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہم شہریان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکھدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو در صورت
ظہور اغوای عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگون مین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغگو کو تا بخانہ پہونچا دے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مکائد پر اطلاع ہو جاویگی اب چند مکائد اونکے
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کیے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کر لین اور ہر چند کہ مکائد اونکے بیشمار ہین کوئی کہانتک اونکو لکھے اس کتاب سے
اکثر پر انشاء اللہ تعالے ناظرین خائرین مطلع ہو جاوینگے اونمین سے بعض مکائد اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین۔ کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو جامع خرافات متعلوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور وانتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت کو نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہئے کہ تا بکجا رسیدہ است اور تفصیل آگے آتی ہے انشا اللہ تعالیٰ کید دوم یہ کہ جامع خرافات متعلوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ عداوت قلبی رکہتا ہے و لہذا تصریحاً و تعریضاً کلمات گستاخی نسبت اوس جناب سعلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث کا مین عامل ہون تاکہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین اور اوسکی گستاخی بپردۂ اختفا مین ہو جاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم ہو چکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ شخص تو معلوم ہو چکا کہ عقل کا پورا ہے پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کر دیا ہے کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا ہے اسکو جامع خرافات جائز کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا حال کچہہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلاً اور نقلاً اور اذکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا پتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کید چہارم یہ کہ جیسا کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تہے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص بہ ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر پایا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہواب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹہکانا ہے
جب آنکہہ بند کرکے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی بجز قصار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع روا رکہتے ہین اور اونکے
ایمان کا ٹہکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پہسل جاوین لیکن علما اور عقلا تو پہچان گئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مناسب
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مستند زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کرکے لوگون مین
پہیلا دی اور یہ کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے - اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
اگر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم هاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا جیسا کہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہو گئی کہواب طاعن کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے جب آنکہہ بند کرکے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمایئے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی بلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہو گیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کر دی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہہ دیتا اور رائت
فیہ کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مریدہ کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اذکیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے یہ اکتفا
کیا - کید نجم یہ کہ ناظرین باتمکین پر سابق سے واضح ہو گیا اور مالحق سے اوربہی ظاہر ہو جاویگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہٰذا من کرہ شیئاً منع
ذکرہٗ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے باین سبب
وہ اسے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بھی نہین کرسکتا
کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بھیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان
اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت وجماعت بلکہ پہلے جاہل ہی اسکا کام
تمام کردینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہے کہ جہلا کو تو یون سمجھا کر ٹالدیتا ہے
کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری
ہوتی ہے بہت کچھ ہاتھ پانون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سے شعبدے بروے کار لاتا
اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ
بعض ظرفا نے لکہا ہے کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت
کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضان مین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتھ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت
کرین قاضی نے بلاکر بہت کچھ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون
اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ روز ہین سو مجھکو پندرہ روز حیض رہتا ہے
نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہو اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز
باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنے سے اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے
اور وہ غصہ مین آکر مجھکو جان سے مارڈالے محافظت جان کی نماز سے زیادہ شریعت مین مقدم کیگئی
ہے اسوجہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا
کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے
خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہہ ہے کہ اکثر اوقات
میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹھے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجھسے کوئی چیز طلب کرتا ہے
اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بہلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتھ صحبت رکہنیکا
حال جو میری شوہر نے آپسے بیان کیا سو وجہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد شریعت کی حیثیت سے میرا بہائی ہوتا ہے شوہر
میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجھتی ہون لہٰذا ہر مرد کے

ساتھ صحبت رکھتے ہون فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
اعذار شرعیہ مین دربارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہین اور مضمون ع خودی بدرا
بہانہا بسیار + کو ظاہر کیا ہی اور لکہا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہین ہی بہلا علمای سنت وجماعت کب اس
شعبدہ باز کیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہین چنانچہ آگے
معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالی **کید ششم** یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین
بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقا جگہہ باقی نہین الہ جامع خرافات مقطوع چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچہہ فکر
کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے باخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے
اعذار واہیہ پیش کر دیے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہو سکتے ہین وسیجئی تفصیلہ انشاء اللہ تعالے
کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوع کسی مقام پہ عوام کالانعام کے ساتھ تعبیر کیا ہی
اور کہین علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر
نقارہ انا خیر منہ کا بجا دیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین
عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکہتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر اور غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک
پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال وبستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون
اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎
تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہرا اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکہا ہی کہ جو علما مولد
وقیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین
اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی وشیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی
وحقانی ہین اس سے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل التسنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی ونفسانی ہین اور
تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین کہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت ماتقدم فیہ
کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو
مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہوا ونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ
وہ تمہاری سمجہہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سو تم عالم
ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی
اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر علیحدہ درکار ہے قدس اللہ اسرارہم و ارواحہم فاض علینا من فیوضہم و برکاتہم اور اب جو بزرگان دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب و مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحی صاحب کانپوری اور خود ہمارے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور سوائے انکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن اور مجوز اس کار خیر کے موجود ہین سو یہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹھہرے کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سیدانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و علمای اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ تعالی او خذلہ کہید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت سے اپنے ساتھ نہین ہے اس وجہ سے گہبراتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے کہ کچہ سہارا ملے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہے کہ جناب مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا ہے باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر مطلع ہونگے ضرور ہماری انحرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے اور ہر طرح سے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بھی نہی تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف تو ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنہون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ تو بہلا کیونکر ایسے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہے نہین آنیکا اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین آئے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف

مولف وآمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر ومولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر بمضمون مذکور طبع ہوچکی ہے اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہے ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید سیم یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیاوون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر حاشیہ اپنی طرف سے چڑھایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب انوار اور مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ کہ خرافات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید مین اونکو آپ منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ واعمال کاسدہ درج کئے ہین فقط یہہ خلاصہ مضمون خطِ مذکور ہے بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہوچکا شایع ہوا اسکی تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بہی لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہے جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چہپوایا اور شایع کیا یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المرء یقیس علی نفسہٖ کی نسبت خاکسار کے لکہی اور جناب مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کی نسبت لکہا کہ وہ نہ سمجہے تو مجہے رسالہ درباب امتناع کذب باری لکہنے کو بیٹہہ گئے فقط اب سنئے کہ اوس تمہید مین جوان مکارون نے لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہے اسکے مقابلہ مین تو احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین آیا اور ان کیادون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہے الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکہا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چہپوایا ہے فی الحقیقت آپکا ہے یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا کرتا ہون چنانچہ وہ خط بھی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چھپوایا ہے مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے علم پر اعتماد کر کے مضمون مذکور لکھ دیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ مذکور ہین وہ سراسر میرے عقائد و اعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد و اعمال کا معتقد و عامل نہین ہون فقط. صاحبان براہین کے پیر و مرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہو گیا وکیے پیر و مرشد اون عقائد و اعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ و عمال کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذالک اب رہا یہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھ کے مطابق لکھدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت خاکسار اپنی زبان سے کچھ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرتا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا کہے یا لکھے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور جنکو علم اور خبرت ہو ناظرین و بعقل کیخدمت مین چند استفسار رکھتا ہے اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم و عقل تو دیہی دینگے وہ لوگ جو کہ فقط ذرہ سی عقل کی ہی رکھتے ہین جواب اون استفسارون کا دیسکتے ہین اب خاکسار ماسبق سے قطع نظر کر کے ایک روئیداد بیان کرتا ہے بعد ازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے ممتاز فرماوین پھر جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل گردانیگا اور جانیگا کہ یہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئیداد یہ ہے کہ عمرو و بکر نے ملکر ایک کتاب چھپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اوس سے مفہوم ہوا اور ذات بیعیب پرور دگار عالم کی جناب اقدس مین عیب لکھتا ہوا اور اسلام مو جب اعتراض بنتا ہو زید و خالد و حامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طابعان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین اور راہ راست پر آوین سو یہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو و بکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر ہمیشہ بہ ضامن کو لکھنا چاہئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کر دین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہے کہ عمرو و بکر اپنے مرشد کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھ بھیجا ضامن کے پاس جب یہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو و بکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجا لایا اور زید کے خط کا جواب عمرو و بکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو و بکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرف سے چڑھایا اور اوس حاشیہ مین بہت سے کلمات ناشائستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکھے اور اوسکو چھپوا کر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا تو ضامن کو اوسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کرکے چھاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بھی اون عقاید کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بھیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنے قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط روئیداد تمام ہوئی اب وقت استفسار ہی اول یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق اس سے خبر ہی نہ کی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکی اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو و بکر کو فہمائش کرنی تھی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی اور بیجا لکھا ہے تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بھی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو و بکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین وہ مانین یا نہ مانین ہم اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس زید کے خط کا جواب باین مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجھ ناقص ہی عمرو و بکر نے جو کچھ اوس کتاب مین لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کرکے سمجھلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہو جاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دل مین آوے وہ لکھ لاؤ در صورت اول جو کچھہ مامور نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہ قول کہ مین اون عقاید سے بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بھی اہل عقل ملحوظ فرماوین یہہ ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بھی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بھی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکھنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو و بکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہو بلکہ یہہ سب کیا دہی و شیا دہی عمرو و بکر کی ہی ہو
وجہ یہہ ہو کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو و بکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ لکھواو تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہوجاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو و بکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکہا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بھی لکھدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہہ دیجئیگا اور لکھدیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکہا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکہا اور خود اونکے عقاید سے بھی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکھدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید و اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو و بکر نے چھپوایا ہو وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکہا کہ عمرو و بکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہو کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو و بکر کو ہی بانیان فساد سمجہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچہ قصور نہ تہا وہ دوسرے شخص کا قصور تہا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکہا ہی لہذا یہان مختصر کہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکہا ہی عجب نہین کہ اونکے اساتذہ و تلامذہ مین سے کوئی مستعد ہو کر اس گستاخی کا مزہ چکہا دے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکہا کہ جملہ علمای عرب کافہ فضلای عجم مولد و قیام کے مجوز و مستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دل مین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہئے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہوجاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بہی لا العلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہہ بھی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہو اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ہین کہ کیا لکھ گیا مفاد
اوسکا یہہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جا دے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
و طعن سب و شتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکہہ گیا فاسق بھی کہہ گیا مشرک بھی ثابت کر گیا جاہل بھی بول گیا
اسکی سزا کچہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالے
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مطبوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عمداً دشنام سے یاد نہ کیا ہو اور نافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہو اور عوام کو فریب دیا ہو کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہو سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین نہ فقط ہجو علمای اسلام ہو بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام و تہمت خالق انام ذو الجلال والاکرام بہی بہت کچہہ موجود ہو پہر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع معلوم کی جہالت ہوئی ہو مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہو ؎ ز جاہل نیاید جز افعال بد + و ز و لشنود کز جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہو کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام درود و سلام کا استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کو تو زمانا وہ دو چار شخص مین سوا اونکو جامع معلوم ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہو کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکہی اور مانعین کے ساتھ عداوت رکہنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہو صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیای امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی ولیًا لی فقد آذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجہایا کہ سواد اعظم کی مخالفت اچہی نہین ہو اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کر کے اونکو بری کر دیا کہ یہہ عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہو اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہو حاشا و کلا بلکہ وہی مفسق اطہار و مکفر اخیار و مجہل اخبار و مخقل ابرار و محقر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکہتا ہو کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہو جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکہا ہو اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہو وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا وہ اس کتاب سے معلوم کر لینگے اصل یہہ ہو کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھ گفتگو کی ہو

اور حال یہہ ہے کہ **شعر** چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی + فزون گردد ش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ تجربہ کرکے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام دشنام رکہا اور یہہ بہی سبب ہے کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہے کہ تم یہ عقیدہ نہ رکہو کہ فاسد ہے اور یقین نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہوا اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہے تمہارے اس قول سے تفسیق ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکہا اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکہہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہہ تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہے کہ کوئی نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکہکر کہا کہ اے کمبخت تھوہے مسجد اور یہہ کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بدتہذیب مسجد مین تھوکتا ہے اور میری نسبت خلاف تہذیب الفاظ بولتا ہے اگر بیکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تھوہی بے ادبی اور بدتہذیبی مین داخل ہوا ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مقطوع عار اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک ادب اور تہذیب ہے اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب وشتم نام رکہے گئے اور لعن وطعن مین محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہے مجکو خوف اسکا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقائد و اعمال کے مخالف ہوتی ہے سب متنفر ہوجاوینگے اور ہرچند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو چاہیے کہ اسکو منع کریں اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹہا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات کیون کرتا ہے اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہے ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہے جب دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے اور ابہی تک خیر ہے کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکہا ہے آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ ہوجاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کرکے دہجیان اوڑادین لہذا مصلحت یہی ——— ہے

ع زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش ✦ رموز غامضۂ علم عالمان دانند ✦ فقط غرض یہہ ہے کہ اس شخص نے
اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنے ساتھ ہدف سہام
ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہا تھا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تھے صاف اسکے دام فریب سے
نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل
ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تھا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہے پر یہہ معاملہ برعکس کیسے ہوگیا
اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھ
منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بھائی بولنے لگا گنگوہ کو ساتھ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا
راگ اناخیر منہ گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہے اور دوسرے بھی تو آخر
حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بھی ہین فاضل بھی ہین عاقل بھی ہین سوا اسکے کسی نے اونمین سے یہ راہ پر خطر
آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پھر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے
کدورت نہ آئیگی یہہ تو بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بھی اس شخص کو
صالح جانتا تھا جب اس دفتر خرافات کو دیکھا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب
مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے حمیت
اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے
اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجھ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو
اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبیہ کر اسی خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹھایا ورنہ احقر اوسکی طرف
التفات بھی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کید چہار دہم
یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات
باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کر دئے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام
و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکھ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مجروحہ لائق اعتماد
کے نہین ہو سکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ
نص کو فص جانتا ہے اور فص کو نص پھر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پر مستعد ہوا ہے
العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئے کہ دیکھو یہہ علمائی ربانیین عرب و عجم مانحن فیہ
کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑبڑاتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آسکا ہی نہین ہے عاجز ہوکر یہہ کہدیتا ہی کہ فلان عالم کا یہ قول ہی اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین
سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہوجاتا ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان
فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا
پھر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہی انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہی کہ اس مجتہل احبار
اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہی کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان اللّٰہ
لا یجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی و فضلائی حقانی ہین کہ اونکا ادنی
شاگرد اسکو چالیس برس پڑھا سکتا ہی اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کھل سکیگی اور فرض کیا اگر اون قائلین
مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہی سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے
ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی
لایق غور ہے اور مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہی سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہی اور
اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کر دکھایا ہی اسکا حال بعون اللّٰہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علمائے محققین اہل سنت مین سے اسکے ہمزبان نہین ہی مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا اور جنکو یہ شخص
اپنا ہم مشرب سمجھا ہی حاشا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہوگا اور جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدودے ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین
بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم
کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ جای آنکہ مانحن فیہ کے مجوز اکثر علما اور اتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گھر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا ہوسکتے ہین بیان ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر رفات صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا تارک الصلواۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پی رہا ہی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے
جواب دیا کہ ابتدا تو آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہی مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان
مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللّٰہ اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے
نماز رکھا ہی اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کر سکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہے قرآن شریف مین بمواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہے آپنے نہین پڑہا رفیق نے
کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک ٹیہاڑہی لکڑی کا نام ہے کہ
آپ نے شاید وہ نہین دیکہی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہے اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۃ شریفہ مین ارشاد ہوا ہے
اقامت بمعنے راست کردن ہے عرب بولا کرتے ہین اَقامَ العُودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی
مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گہر کے کام مین لانیکے لایق ہو جاوے
اس آیۃ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہے اور تدبیر منازل ایک قسم ہے اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے
اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہے جو آپ صلوۃ کے معنے اس اوٹھا بیٹھی کے سمجھے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین
اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوۃ کے معنے بیان اوسی عبادت کے لکھے ہین جو مشتمل ہے رکوع وسجود
قیام وقعود پر رفیق نے کہا کہ آپ زید وعمرو وبکر وخالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس لفظ سے اپنا مدعا ثابت
کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہو سکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۃ پڑہی
حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۃ سے تو ہمارا مدعا ہی مذکور
ثابت ہوتا ہے نہ آپکا مقصود مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہے مطلب یہ ہے کہ جب
لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہے اوسکی
تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہے کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہے کہ اوسکے واسطے
خوف ہوتا ہے کہ کوئی اوٹھا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہے کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین
ولہذا اونکی خرید او فروخت جاری ہے بخلاف تمہارے اس اوٹھا بیٹھی کے کہ اوسکو کوئی اوٹھا نہین
لیجا سکتا اور نہ اوسکو لیجا کر کوئی کہین فروخت کر سکتا ہے اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ
بیان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لا نسلم کی سپر آگے
کر دی واقعی لا نسلم کی وہ سپر ہے کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ وشمشیر سے نہین کٹتی
ہے اور نہ ٹوٹتی ہے اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہے جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
مین نظم فرمایا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض
مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نتوان گرفتن از جہان بے روی سخت +
آتش آوردن برون از سنگ کار آہن ست + مولوی صاحب کی صغرا اوس خرکی زیر لسبت رہگئی

باآخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے قائل ہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت ہین تارک الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہے سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہے اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہے فقط یہی کہدیا کرتا ہے کہ فلان اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو صین دلیل تیرے عجز کی ہے اثبات مدعا سے اور ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کر دیا ہے پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہے انتہی خاکسار کہتا ہے کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوٰۃ نے نص اقیموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے پس جیسا کہ اوس تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی اس جامع خرافات مقطوع تارک الصلوٰۃ یعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیل نص سے اثبات کو پہونچایا ہے اور صاحب انوار کو یہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہے شاباش ہے اوس تارک الصلوٰۃ کو اور آفرین ہے اس تارک الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالیٰ من شرور اقوالھما

کید پانزدھم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای مالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھتے وقت تعلیم دیتا ہے کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے صحیح پڑھ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف ہوجاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہے قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑھایا اور سمجھایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہے وہ غلطی خود بزبان حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہے یا اہل مطبع سے ہے یا مصنف سے ہے اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہ غلطی اوسکی ہے نہ اسکی یا اسکی ہے نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کے دوسری قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

تھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند
تحقیق کر کے معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان
جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع
خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہان یہہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس
شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر
قرار پایا یہہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جانتے ہین عالم ہونیکا
دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیئے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے
ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہقین
بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو
جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھہ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ
جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین
پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تھا کہ اغلاط
لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کر کے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل
ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑہاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے
غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای
دہلی کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو کر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن
بنا لیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی ہی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ
اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بھینس کے آگے بین نہ بجا
بزرگ روبرو شاہ فیہ نہ پڑہ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو
سمجھا ہر شخص کی تعلیم اوسکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی
ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولہم پر نظر رکھہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف
لہجہ صاحب ہامین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکھین کہ زبان غیر معتادین
گفتگو تصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وھا انا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہ ہے من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفا حرفا بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال** جامع البراہین القاطعہ صـ۳ سـ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد محتار مین ہے - ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس تیرہویں صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ ٹہرایا اسپر مؤلف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالی کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مؤلف کی پیشوایان کا دین ہے اور مؤلف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم وفہم مؤلف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہانی شروع کی دیکھئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مؤلف نے بناء تالیف براہین قاطعہ رد بدعت و محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از بحث بحث کرکے کیون خطرہ عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا - **دوسری خطا** جامع براہین نے خارج از بحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالے کا ثبوت دیا جسپر بچے مکتبو نمین کریما پڑہنے والے بہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی را کند بیوقار + دروغ آدمی را کند شرمسار ؎ ز نار استی نیست کارے بتر + کزو گم شود نام نیک اے پسر + تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینھم اجمعین الا عبادک

المخلصین کی لکہا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ھذا الاستثناء ان لا یصیر
کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ
انتھی انتخی ــــ سا چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا ئیتعالی کے
حق مین اسکا جواز ماننا اہل ایمان کا کام نہیں ہے - اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے
کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا - ؎ توبہ توبہ ہزار
بار توبہ ✦ اس قول سے لاکہ بار توبہ ✦ اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے
اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو نوع خلف
وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے
ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود و کرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا ئیتعالے
مین موجود ہین سب اوسکو جواد و کریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا
ثابت کردیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو
یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجا ئین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب
کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرھون
اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری
مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص
یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق
نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت
نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے
تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عز اسمہ کو امکان
کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبہٹیکا
یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی
ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹہے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف
چلا آتا ہے اب سمجہدار آدمی سمجہہ گئے کہ بیشک انکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری
مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین قد اچون وچرا نکرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہے کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیا واثباتا کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سے لکہا تہا آپ ورس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۷ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ و
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی یہ تحریر خلاف ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہے نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہے اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سے خالی نہین اگر وہ امکان وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہے چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہے کہ کذب باری محال ہے تو اومین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علمار نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تم نے کیون مجادلہ کیا دیدہ ودانستہ ناحق زبان زوری کرنے دین و دیانت کی خلاف ہے بلکہ حرام ہے
درمختار مین ہے کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگون مین از روے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیما اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ وخواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
تمہین نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہے اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہے اسلئے کہ جو چیزین مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اومین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ وسماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین وانوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہے اوسکو رد نہین کیا۔ **چوتہی خطا** یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علما مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا اکو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایسا کہے تو اوسکی دشمنی سے
خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوے ہین
ایک یزدان دوسرا اہرمن پس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا -
پانچوین خطا یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتھ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ
کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اونمین ابہی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے
بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے
غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکہا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون **چہٹی خطا** - یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک
مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا بامید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین
اونمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پہر کیا ضرور کہ
ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹہرین
اودہر خداے تعالے بقاعدہ امکان کذب جنت مین نہ داخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے
نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے - **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید
کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہے تعجب ہوا کرے
دیکہو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آئی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء
علیہم السلام سے کفار تمسخر این کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا تو وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے
باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر
عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت و ہم یسخرون واذا ذکروا لا یذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہے
ای محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے
نہین سنتے اور نہین مانتے اسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خدا تعالی نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الخ حاصل تعجب کے لئے امر جدید ہونا شرط نہین ہے
عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا علیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل
سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹہوین خطا** آپ لکہتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول**
اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۵۵ سطر ۵ مین لکہتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ
مین بہی نہین انتہی یہ تماشا دیکہئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدما کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن و تعجب کرنا طعن بر مشائخ بالیقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بدا عتقادی و بد اعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنے کے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقائد باطلہ
مین سے اومین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدا ئے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدہ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو وجوہ تحت بیان کی ان
وجوہ دافع کے بیان نہ کرنے سے واضح ہو رجع اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہو اس سے واضح ہو
کہ اس محل مین صرف عناد ہی اسکا باعث ہو کر صاحب انوار پر طعن و تشنیع کرتے ہین اور لاعلمی بتاتے ہین کما لا یخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکہدیا نام قدما کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا **خوین** خطا آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمحتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر
مافی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹھگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے ردمحتار کی عبارت مین یہ حیالا کی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہو کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہو اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدا تعالی کے چنانچہ
پوری عبارت ردالمحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر مافی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصاً بل کرماً وجوداً وصرح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح
لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل
القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
بہ العباد خاصۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہو کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہا ہے اور اس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرآنیہ سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیا ہے اس عبارت مین بس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے نزدیک ثابت ہے اور یہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتا ہے نہ اختلاف چنانچہ درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتہی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کو بھی اختلاف کہدیتے ہین اور اس محل مین جو جامع برا ہین خلف وعید مین قدما کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی   دلیل پر ہوتا ہے اور اسکی اثبات مین عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ انکو مفید وہکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہو گیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے اور اسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید پر ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصلہ ان ما دل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فہو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرۃ لہم وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ منہم وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ما ثبت بالنصوص الصریحۃ لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ لابد من نفوذ الوعید فی طائفۃ من العصاۃ واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ مثل قولنا اللہم لاتوجب علینا الصوم والصلوۃ وایضا یلزم منہ جواز الدعاء بالمغفرۃ لمن مات کافراً ایضا الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلک اظہاراً للفرط الشفقۃ علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء لاعداء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظہار التضجر من الطاعۃ فیکون

عاصیاً بذلک لا کافراً على ما اختاره فی البحر وقال انه الحق وتبعه الشارح لکنه مبنی علی
جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیه یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد
علمت ان الصحیح خلافه فالدعاء به کفر لعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً لتکذیبه
النصوص القطعیة بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے
بیان کیا تہا وہ بہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے
جس سے مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ حق مومنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود وکرم ہونے کے
سبب سے باطل ہوا اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی
جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی
جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے پس جود وکرم کو
دلیل خلف وعید فی حق المومنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المومنین مین بہی باطل ہوا
بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاری فی المرقاة بعد ذکر الادلة الدالة علی
امتناع خلف الوعید ثم رأیت صاحب العمدة من الحنفیة قال تخلید المومنین
فی النار والکافرین فی الجنة یجوز عقلاً عندهم الا الاشاعرة الا ان السمع ورد بخلافه
فیمتنع وقوعه لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب
مجمع البحار فی تکملته تحت لفظ وعد وفی وعده له عقاباً فهو بالخیار هذه مسئلة مختلفة
فیها فمن مانع لانه یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانه لم یخص به انساناً معیناً
حتی یکون خلفاً اذا عفا عنه انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیه علی الخیالی
لعل مراد ذلک بقولهم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید
فاللائق بحاله ومقتضی کرمه ان یبتنی اخباره علی المشیئة فجمیع العمومات الواردة
فی الوعید متعلقة بالمشیئة وان لم یصرح بها زجراً للعاصین ومنعاً لهم فلا
یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیا لان جواز
التخلف فیه لوم لا یلیق بشانه فلا یجوز تعلیقه بالمشیئة انتہی اور امام رازی تفسیر
مین تحت ومن یقتل مومنا متعمدا کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید
بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجه الثانی من الوجهین الذین اختارهما فهو فی غایة

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتھی۔ اس سے بھی واضح ہو کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہو اس جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطا عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلئے کہ تمام عقلا نے اتفاق کیا ہے کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بھی خلف اسوجہ سے جائز ہونا چاہئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بھی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہئے پس معلوم ہوا کہ اسکا دروازہ کھولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد مختار و تفسیر کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف و مرجوح و بلا دلیل ہے اور امام رازی باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر و نہایت فساد و خطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف نہونا بھی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا مسئلہ جدید ہونا بھی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدا تعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی و عقلی پر نہین ہے اونکے قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالے کے بھی قائل ہین تو یہ سراسر غلط و افترا اونپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم و معلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باری تعالی عن الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ عقلاء مین سے کوئی بھی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جائز نہین ہے اور عبارت آیندہ سے بھی یہ واضح ہے اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعتراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان کذب باری تعالے باطل نہین ہے بلکہ جائز ہے اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینہ اقتضاو کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہے اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات و احادیث جنمین تصریح مشیت کے ہے قرینہ اس تقدیر کا ہو سکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہے نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشا ہے اگرچہ صورتین اخبار ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہے پوری عبارت اونکی یہہ ہے حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن و کافر و مومن دو قسم است مطیع و عاصی و عاصی نیز دو قسم بود تائب و غیر تائب کافر مخلد است در نار اجماعًا و مطیع و تائب مخلد اند در جنت بالاتفاق و عاصی و غیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش درآرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ عذاب بہشتش فرستد یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء این بود و احادیث در باب عفو و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن این است کہ اللہ تعالی بندہ را در عرصہ حشر ایستادہ کند و اورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ تا دیگران از روے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور ماند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امروز ترا آمرزیدم دیگر و بہشت در آی تا ابد جای تو آنست و این ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را درینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نبخشد و چرا یکی را بخشد و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ خلاف نرود و در وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدہ انعام و احسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بقہر عذاب بترساند بوجود نیارد و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعا نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذلک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضاء کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ تصریح بدان نکرده باشد و

خبر وعده حتماً مقضیا باشد و آیات و احادیث کہ در انجا تصریح بمشیت و وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن

توانند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا بالفعل یا مراد بدان انشاء وعید

نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح ولائح ہی کہ قائلین خلف وعید امکان کذب باری تعالیٰ کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل وملتزم ہین سراسر اونپر افترا ہی اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنیٰ عقل والا بھی نہین کر سکتا ہی پس خلاف ہونے سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع براہین کا ہی ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل وفہم خدائی تعالیٰ کے حق مین امکان کذب کا گمان کر سکتا ہی آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے خدای تعالیٰ کیواسطے صفت صادق قدیمی ہونیکی ثابت ہی اور بمقتضاے عقاید اہل اسلام واہل فہم ع صفات الذات والافعال طرا + قدیمات مصونات الزوال + تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالیٰ کے قدیم ہین اور عدم وزوال اونکا محال ہی چنانچہ قضیہ مقبولہ ہی ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ پس زوال صدق خدای تعالیٰ کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقاء ووجود اوسکا واجب وضروری ہوا اور کذب صدق کی ضد ہے اور ثبوت ووجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع وزوال دوسری ضد کو لان اجتماع النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہی مثلاً رفع حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال ورفع حیوان کا انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالیٰ مین تو صدق باریتعالیٰ کا ضروری نہونا لازم آویگا اور صدق کے زوال ورفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال ورفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا وہذا خلف اور یہی استحالہ امکان وجود کذب باریتعالیٰ سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہونا ہی پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال ورفع جایز وممکن ہوا تو صفت صدق خدا یتعالیٰ کی قدیمی نہوئی اور صدق کا قیام بالفعل خدایتعالیٰ کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار ایانکے ساتھ خدای تعالیٰ کے اور ساتھ آیات اوسکی کے کراونین سے آیت من اصدق بھی ہی مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا ساتھ خدای تعالیٰ کے لازم آوے گا وھو تعالی عن ذالک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہی

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو و مشحون ہیں پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ ظلما ہ مین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری ممکن و تحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا یتعالی اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً وابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً وابداً متصف ہی چنانچہ خدا ے تعالی قبل خلق و احداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتی وہ محیی ہی حقیقتہً بسبب ثبوت قدرتکے ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی و ابن الہمام رحمہ کما کان اللہ تعالی بصفاتہ ازلیا کذلک لا یزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیۃ ولا مخلوق کما ان محیی الموتی استحق ہذا الاسم قبل احیائہم کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر انتہی فقولہ ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق اسم الخالق قبل المخلوق فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالی علی الخلق واسم الخالق ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ الخلق فی الازل وہذا ما یقولہ الاشاعرۃ انتہی وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ تعالی متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسی ای والحال انہ لم یکن تکلم موسی بل ولا خلق اصل موسی وعیسی و قد کان اللہ تعالی خالقاً قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی ان ہذا النعت فیہ تحقیق لا مجاز الی ان قال وایضا فرق واضح وبون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ لانہ یوخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنۃ وتحت الاختبار فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی

مختصر اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالی ازلاً وابداً متصف ہی حقیقتہً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً وابداً حقیقتہً اوس کذب کے ساتھ خدا ے تعالی متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالی کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدا یتعالی کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل و نقل کے ہی پس امکان کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل و فہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی تعالی مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ مین خدای تعالی چاہے تو آسکتی ہی کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالی کیواسطے کوئی صفت منتظرہ وحالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے کو آجاوینگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالی کیواسطے ہونا جائز و ممکن نہین ہے کتب حکمت تو
اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہے کہ کوئی حالت و صفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالے
کیواسطے نہین ہے چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاته واجب الوجود
من جميع جهاته كاسمائه وصفاته وللعوانه ليست له صفة منتظرة ولاحالة متاخرة اذ ليست ذاته محلا للحوادث
فان ذاته كافية في حصول جميع ماله من الصفات والحالات التي بها يتم الاعراض ولانه لولم يكن ذاته كافية في
حصول ذلك لكان محتاجة الى ظهور الغير هنالك وكل محتاج الى الغير فهو ممكن الوجود وقد ثبت انه واجب الوجود
قال الله تعالى يا ايها الناس انتم الفقراء الى الله والله غني حميد اى غنى بذاته وصفاته عن ظهور مصنوعاته وهو حميد
بنعوته واسمائه سواء حمد ولم يحمد احد من سواه فهو منزه عن التغير والانتقال بل لا يزال في نعوته
الفعلية منزها عن الزوال في صفاته الذاتية مستغنيا عن الاستكمال فلا يلزم من حدوث متعلقات الصفات
حدوث الصفات كالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الكائنات وجميع المعلومات انتهى
پس معلوم ہوگیا کہ یہ ممکن نہین ہے کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالی مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے
پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہے اور عقل تقدیرا اوسکے وجود کی خارج مین بنسبت باری تعالی کے
جائز نہین جانتی ہے اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہے اور باری تعالی محل حادث نہین
ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی
مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم الميم ما لا يمكن في العقل تقدير وجوده في الخارج انتہی اور
دوسرے معنے اونہون نے یہ لکھے ہین المحال والمستحيل ما يقتضي ذاته عدمه انتہی اور اول سے ہے
خدای تعالی کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی وابدی ہووے اسکو صراحۃ جامع براہین بھی قبول
نکریگا اور نہ کیا ہے اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کو
بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے
انکا ذکر انشاء اللہ تعالی آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے
تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالی محال ہے اور اسپر اہل سنت و معتزلہ و روافض وغیرہم
بلکہ منکرین اسلام حکمائی عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن يخلف الله عهده رقم فرماتے ہین صفحہ ۲۱۴ مین یعنے ہرگز خلاف نخواہد کرد
خدای تعالی این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی ست عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہنی یا بدالی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین درباب عقاید
متعلق جناب باری عز اسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول فیما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عزوجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمین تینتیس چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب مین صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان ۴۶۴ مین تحت قولہ
تعالی ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکھا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال **الخامس** مدارک التنزیل ۱۴۲ مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین
لکھا ہے وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئ بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی
تفسیر مین لکھتے ہین المعلوم عند اللہ واقع لا محالۃ لانہ تعالی منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین
یہہ تصریح فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت وجماعت
ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع اولہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد عولوا علی اصلہم
وھو انہ تعالی عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب فاما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالی غیر محتاج الی شئ اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بھذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فھو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فیقی ضارا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما ثم انتفی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ

نہ کان امتنع الکذب حاصلا تعالی اللہ قد ثبت انہ من القطع بکونہ تعالی صادقا

عن الکذب انتہٰی **العاشر** تفسیر ابی سعود میں تحت آیت من اصدق کے ہے انکار لان یکون احد اصدق منہ
تعالٰی فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہٰی
الحادی عشر خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی میں کذب کی نسبت لکھا ہے منتف بالاجماع یعنے اجماع ہے ماتریدیہ
اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری میں منتفی ہے اور اسیطرح مسلم رکھا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی
عبد الحکیم سیالکوٹی نے فلولم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالٰی وھو باطل بالاجماع **الثانی عشر**
علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف میں جو کہ موضوع ہے واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت
کے ذیل کلام باری تعالٰی میں لکھتے ہیں یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اور مسلم رکھا اس مقام پر
روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بھی اور تائید کی اوسکی **الثالث عشر** حاشیہ
باجوری علی مقدمہ سنوسیہ میں تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برھان وجوب صدقہم فلانہم لولم
یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالٰی لتصدیقہ لہم بالمعجزۃ النازلۃ بمنزلۃ قولہ تعالٰی صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی
موجود ہے یہ عبارت اما برھان وجوب صدقہم ای فی دعوی الرسالۃ وفی ما بلغوہ عن اللہ تعالٰی لان ھذا البرھان
انما یدل علی ذلک کما ہو حقولہ فلانہم الخ تقریرہ ان تقول لولم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالٰی لکن الکذب فی خبرہ تعالٰی محال فما ادی
الیہ وھو عدم صدقہم محال ایضا واذا استحال عدم صدقہم ثبت صدقہم وھو المطلوب انتہٰی **الرابع عشر** مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ
فی الاحکام میں ہے لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلۃ الاحسان بالاساءۃ مما اتفق علیہ العقلاء حتی
من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ میں خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہیں
العقلاء اہ لک ان تقول ان اتفاقہم علی ذلک یجوز ان یکون لانہما من صفات الکمال والنقصان
کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقہ تعالٰی انتہٰی **الخامس عشر** مسلم الثبوت
کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم میں ہے والمعتزلۃ قالوا ثانیا انہ لولا ای لولا کون الحکم عقلیا لما
امتنع الکذب منہ تعالٰی عقلا اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب
ولو اکتفی بہ لکفی فینسد باب النبوت وھو مفتوح والجواب انہ للمذکور نقص فیجب تنزیہہ تعالٰی عنہ
کیف وقد مرانہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جوانہ ہے
اوسکا مرجع کذب ہے جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہے چنانچہ قول ملا نظام سے بھی یہی واضح
ہے جواب مذکور رہوتا ہے **السادس عشر** قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت میں
وہ یہ ہے قولہ والجواب انہ ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیہ اسے عقلیتہ انتہٰی

یقولہ مما اتفق علیہ

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہو کہ کذب باری محال ہو اور یہ نقص ہو اور اسمین کسی کا نزاع نہیں ہو باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی عبارت سنیئے تفسیر کشاف مین تحت آیۃ من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب وذلک ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ ووجہ قبحہ الذی ھو کونہ کذبا و اخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ فمن کذب لم یکذب الا لانہ یحتاج الی ان یکذب لیجر منفعۃ او یدفع مضرۃ او ھو اغنی عنہ الا انہ یجھل غناہ او ھو جاھل لقبحہ او ھو سفیہ لا یفرق بین الصدق والکذب فی اخبارہ ولا یبالی بایھما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیہ الحاجات العالم بکل معلوم منزھا عنھا کما ھو منزہ عن سائر القبائح **الثامن عشر** علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب دہم عشر عقاید مین ہے من صفاتہ الثبوتیۃ کونہ صادقا والصدق ھو الاخبار المطابق والکذب ھو الاخبار الغیر المطابق لانہ لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وھو باطل لان الکذب نقص والباری منزہ عن النقص انتہی

ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است وکذب و دروغ مطلقا بر وے روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است و او از قبائح منزہ است و دروغ مصلحت آمیز کہ ما را روا است باعتبار ارتکاب امر قبیحی است و این از عجز ما است کہ قادر نیستم کہ مفسدہ کلام راست را دفع کنیم و خدا بعجز موصوف نمیشود و ایضا اجماع مسلمین بر این باب معقول است بر آنکہ حق تعالی صادق است در جمیع افعال و اقوال و کتب الہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی

التاسع عشر قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ تعالی موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ یعنی ان صفات اللہ واسمائہ کلھا ازلیۃ لا بدایۃ لھا وابدیۃ لا نھایۃ لھا لم یتجدد لہ تعالی صفۃ من صفاتہ ولا اسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ فلو حدث لہ صفۃ او زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلک الصفۃ وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن مقام الکمال وھو فی حقہ سبحانہ من المحال فصفاتہ تعالی کلھا ازلیۃ ابدیۃ وھھنا سوال مشہور وھو انہ قد ورد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ الماضی کثیر نحو قولہ تعالی انا ارسلنا نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب علیہ محال ولہ جواب مسطور وھو ان اخبارہ تعالی لا یتصف ازلا بالماضی والحال والاستقبال

معرہ

لعدم الزمان وانما يتصف بذلك فيما لا يزال بحسب التعلقات فيقال قام بذات الله تعالى اخبار عن ارسال نوح مطلقاً وذلك الاخبار موجود ازلاً باق ابداً فقبل الارسال كانت العبارة الدالة عليه انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغير في لفظ الخبر لا في الاخبار القائم بالذات و هذا كما نقول في علمه تعالى انه قائم بذاته سبحانه ازلا العلم بان نوحاً مرسل هذا العلم باق ابداً فقبل وجوده علم انه سيوجد وبعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسل فالتغير في العلم لا في العلم[۱۲] انتہی (اي تعلق العلم ۱۲)

اس عبارت کے نقل سے اس محل میں فقط ہماری غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ کذب باری محال ہے وہ فقط والکذب علیہ محال سے حاصل ہے باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالی کا قدیم ہونا بھی معلوم ہو گیا اقوال آیندہ کیواسطے کار آمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا کہ کذب باری تعالی محال ہے اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ و غیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہے تو امکان کذب میں اختلاف قدماء علماء کا بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہیں ہے لوگوں کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہے **دسوین خطا** یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب میں جامع براہین کو چاہئے تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمیں صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب من اللہ ببعید مگر یہ مضمون نامقبول قرآن میں نکلنا محال تھا تب ناچاری کلام البشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان سے سہو و نسیان ہوتا ہے شاید کسیسے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم کے موافق اشاعرہ میں اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش نہیں وہ کذب کے قایل ہی نہیں جیسا کہ گذرا اور عنقریب آتا ہے **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ میں تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہیں جانتے ہیں باوجودیکہ نور الانوار میں بھی جسکو ادنی طالب العلم پڑھتا ہے موجود ہے صفحہ ۸۵ میں تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اور شامی میں ہے کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہؓ کا شرط نہیں اور یہہ دونوں صاحب تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہیں مانتے ہیں چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ میں ہے (مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہیں دیا جاتا ہے ایک داب ہے کہ علماء نے یون کہا ہے یون کیا ہے سو جواب چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ میں کسی کا قول لایق التفات نہیں ہے اگرچہ صد ہزار ہوں) اور صفحہ دو سو بہتر میں ہے (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود و ہیئت مروجہ کا ہی نہین
محض قول علما اور تعامل اونکا پیش کردیتا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم
ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو
جو مزعوم مولف کا ہی باطل کردیا) الی ان قال (مجامع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علما کی کچہہ حجت
جواز کی نہوئی اگر کڑوڑون علما بہی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین)
اور اسیہی صفحہ مین کہا (ایکہی عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی
بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک وہی عالم مظفر و منصور و عند اللہ مقبول ہووینگی)
اسیہی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے کھے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ
رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسیہی صفحہ مین یہ بہی
لکہدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ بعض عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ
بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے
اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال
جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکہون کروڑون علماء فتوے
دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی و ملا علی قاری و سخاوی و غیرہم
کی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر و تمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین
فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم و فہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص و من اصدق
من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کر کے نص مذکور پیش کر کے امکان کذب باری کا
انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال و زعم کرلیا ہی
کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا
انکار کرتے ہین علی الحق و منصور و مظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری
مخالف نص ہی تب بہی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود
مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص
و عیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل و مخالف بہی ہووے تب بہی معتبر ہو جاوے اور پہر طعن
لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بہی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہو کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہو اس سے لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہو تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہو کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہو ایسے لوگو نکے ایمان پر افسوس ہو کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا گہر کر تعامل و استحسان علماء لاکہون
وکروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالی کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کر کے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہو عقلاء
مین سے سوائے دو چار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والون پر طعن کرین اور باینہمہ ادعاء
ایمان ہو خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہو لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ اب تک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ معاذ اللہ ہم کہتے
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالی مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہو اور حال آنکہ خدای تعالے کی
ذات قدیم ہو محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹہر چکا ہے کہ لا یقوم بذاته حادث اور اوپر
کچھ بیان اسکا گذر بھی چکا ہو شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مؤمن کو ضرور
ہے کہ کہے امنت باللہ کما هو باسمائه وصفاته یعنی ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہو جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہو وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ وصفاته قدیمہ ہین اور ثابت ہولیا ہو کہ جس چیز کا قدم ثابت ہو اوسکا عدم محال ہو بنا بر علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہو پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرتا ہو جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما هو باسمائه

پہر کہان رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پیر مسلم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین انما انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہے وفی کونہا قدیمۃ نزاع فمذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہے کہ کل اسما و صفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ و اشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ٹھرالاہے اسلئے کہ حنفی علما عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکھا ہے ابو المنصور الملقب بامام الہدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہے کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ مے پہلے انکے حق مین یہ لکھا ہے ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی بہر صورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑکر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکھتا سوا اسکے کہ اور روئے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجئے اور تماشا یہ کہ سب کچھہ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ بین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لایعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہے **اقول** اس عبارت و استدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکھی ہے کہ لانہ لایعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھئے اسمین اشاعرہ انکار کرگئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود و کرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو یہ نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی
دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین
کہتا ہو معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین
معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہو کہ وہ اسکو جھوٹ
نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہوچکا ہو کہ کذب وجھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیکر
رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم
کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہ خوش فہمی جامع براہین کی
ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہو **سولھوین خطا** آپ نے رد محتار
کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف
تھی اوسکو نقل نکیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل
کردی ہے پہر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی
عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی
وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصۃ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ
تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین
ہے اور صاف لکہدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہو اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالی کا محال ہو کیونکہ اوس نے
خود کلام الہی مین فرمادیا ہو کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا
وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہو نہ اللہ تعالی کا انتہی مضمون
رد المحتار دیکھئے اسمین صاف ثابت ہو کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہو پس جب کہ جامع براہین اپنے
نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تھا اور عبارت مین لکھا ہوا ہو کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہو جیسا کہ
ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہو پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب تنویر مذہب محققین کے موافق مذہب
مقابل پر طعن کرتا ہو اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھ عیب کی بات نہین ہو چنانچہ اوپر گذر چکا ہو تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون
نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہو اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم وقریب کفر وطعن
شریعت وقرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لیکن یہ بات کسطرح سمجھ مین آتی غیظ
وغضب آدمی کی دیدہ وحق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہو کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر پرستان گفتہ

اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بد کرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر

شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقًا نقصان است خواہ نیک باشد

خواہ بد زیرا کہ لطف وکرم او تعالی را نا ہی بسیار وارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید وخلف در وعید

ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید ایشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود

پس در حق ایشان خلف در وعید بترجیح نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است ودر حق

او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم تاشاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبد العزیز

صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لا علمی ہے اور اسپر طعن کرنا

مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم

ہوچکا ہی اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف

اللہ عہدہ لکہا ہی وفیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف مین تحت قولہ

تعالے ذلک جزینا ہم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ

اہل الکتاب **رابعًا** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہی انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا

خامسًا بیضاوی مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادسًا**

تفسیر کبیر مین تحت آیت ومایبدل القول لدی کی لکہا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ

سابعًا تفسیر جمل مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار

ومجازاۃ العصاۃ علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی

ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے

بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ

نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرمایا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اس سے معلوم

ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ

بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی

قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ

اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچھ بھی عذاب ندیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گنا ہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تہا کہ فلان فلان آدمی جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالی نے وعید عذاب اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کر لیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرا لیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا ندیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا جدا ہمکو نہین بتائے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہ اوسنے مقرر کیا ہوتا کہ مثلا زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پہر اوسکو نہ ڈالتا وجب مجملا فرمایا ہی تو یہہ مقرر ہوتا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید و سزا او نہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالی کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین جاویگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت و ارادہ الٰہی کے ہرگز نہین ہوسکتا ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علم سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات الٰہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالی نے اونکے عفو کو نہ چاہا ہووے کہ وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۱ مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھ عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالی نے عفو و ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت و ارادہ ازلیہ واقع ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام الٰہی مین کذب نہین حاصل ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالی سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ مصداق یغفر ما دون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین یہی تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بھی معاف ہوگیا اور کذب بھی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک ناجائز تہا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کردیا کیونکہ ظاہر نظر وینمین ایساہی نظر آتا ہی گو درحقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کرچکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیئۃ وان لم
یصرح بذلک فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالیٰ نے جہوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالیٰ نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکہیئے سب علما خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹہے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا
او حق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃً لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کردئے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین

آسکتا ہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علما نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا
تو اونکے جواب دوسرے علما مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجہا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکہا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دہبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور ہی کسی پر طعن کرنا مد نظر نہین ہی اگر امر حق
بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین شور
خالی کرتا ہی تمام بلاد کے علما و لاکہون و کروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علما کی عمل و اعیان
علما و صوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو
طعن زعم کرتا ہی بربن فہم و دانش بباید گریست **اونسیوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر
طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر
خود سمجھ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار
بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و
اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا گیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے
قائل ہین مہر کردی اور طعن کرنیوالونمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے
تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاؤ کہ ہمنے
اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لیکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی
کہ یہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف
طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے
اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہ
اعتراض ہی نو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرونمین بھری ہوئی ہین بیان کر کے
آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہ
نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی
انی بریٔ مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن
اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے
خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا
ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ بر آن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے
اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے
بھری ہوئی نکلے گی لاعلم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ
سینۂ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم کہتے ہین مقتضائے عالمیت کا
یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کرکے نصیحت کرتے غیظ و غضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور مقتضائے فقر و تصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر
لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ برنجد تنک آب است
ہنوز * اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا *
دل دشمنان ہم نکردند تنگ * اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ وفا کنیم و
ملامت کشیم و خوش باشیم * کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن * فبنائً علیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے
کچھ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کرکے محض نصیحت فرما دیتے قال السعدی رح
؎ اگر من ناجوان مردم بکردار * تو بر من چون جوان مردان گذر کن * اور فرماتے ہین
؎ بدی را بدی سہل باشد جزا * اگر مردی احسن الی من اساء * لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ
بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین
ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی
کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہین کہ مشہور عام
یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض
والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف
لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی
کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی
کرلین کہ بالفرض صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین
کاذبہ اور سب و شتم و فضول و لغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعائے مقبولیت کرکے
اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہو گئے اور کیونکر نہوتے مرید کو جو کچھ حاصل ہوتا
ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

؎

ے میرے مرشدین گھر سے کیا لایا + ہو یہہ سب کچھ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مریدہی کی ہوتی
تو ہدایت فرماکر کتاب سے نکلواتے سکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پھیرتا تو خود اوسکو نہ چھپواتے ذمہ دار و طرفدا
نہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہرگز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہو گیا ے راز کتنا ہی چھپایا ہائے
افشا ہو گیا + آب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ
الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت رد محتار درباب خلف وعید
نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین ۱۷ ص ۱۸
مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکھتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر رد محتار پر نظر ہی انتہی اور ص ۱۳
س ۵ مین لکھا ہی عالمگیر یہ پر مولف کی نظر ہے اور ص ۲ س ۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ
مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی
شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر از روی عناد کیسی ہی الفاظ سے
لکھا لیکن اسناد انکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد
صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بھائی
ہوئے اور ص ۱۵ س ۵ براہین مین ثابت کر دیا کہ یہہ دونون باہم پیر بھائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی
صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی
اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑھا ہے اس
طریق سے وہ استاد بھی ہو گئی غرض یہہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذار دی
اور ص ۱۳ س ۳ لکھتے ہین پھر جو احقر نے لکھا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مؤلف بھی یعنے
صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بیعلم وغیرہ لکھکر لوگونکے دلون مین
تحقیر اور توہین صاحب انوار کے چاہتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی
زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے
صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہو گئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہو گئی اور یہہ بھی خوب
ظاہر ہو گیا کہ جامع براہین نے جو عبارت رد محتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے
اور صاحب انوار اوسکی ماہیت بہت ٹھیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے
خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی
کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے
تم خود بیان جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر جب کل شے مین
ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جاتا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کر سکتے
ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا
کیونکہ عقلاً درست نہوگا اور جود وکرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین
بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ رد واحدی کے
اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود وکرم کو وجہ جواز خلف وعید بنا کر خلاف وعید کافرین کا
بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی آور بھی جود وکرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً وعادتاً ہی نہ عقلاً
پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نہ رہا پس تمنے اس عقیدہ
کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار وقصص
قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب
ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن و واجب و ممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جا سکتا
ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ جسقدر خبرین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل
اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بید کاذب پر
اظہار معجزہ کا جائز ہوگیا اسلئے کہ ید کاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تھا کہ امکان کذب کا
نہ تھا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری و مسلم الثبوت سے واضح ہوگیا ہے پس ثبوت نبوت
و قرآن کے اخبار کا کچھ اعتبار نہ رہا اس سے بڑھکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم
آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچھ اعتبار نہ رہے ایسے لوگون کے
ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہ کہ ہان حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل
پیدا کرنے پر قادر ہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تھا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے
یا ہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم وتحیہ کو کن الفاظ
مابہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا بنائً علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدا نہوگا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہوجائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بنائً علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال و ممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے
الفاظ لکھتے ہین کہ وہ ہمارے بھائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے
کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال وخوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پھر بھائی
کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی
کل شیئ قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیین مقرر ہوچکی لقولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ
سبکے آخر ہو اور جسکے فرض وقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا
وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض ومقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین
اب وہ نبی خاتم ہوجاویگا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقررہ ومفروض کے بھی ہوا
اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص وعیب ہونیکے اور یہہ محال فرض وقوع
مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے
ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے
محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر
اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم
نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و
کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑ کے اپنا مطلب بناتے ہین بہرکیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب
باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائً علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلالہٗ جو چاہین
ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے
کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل
پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہے جو بندہ اوپر عرض کر چکا ہے استغفر اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ اللھم صلے علے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول**
اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین
کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی الرسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین
بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو
مین علامت نبوت تمکو دکھا دون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا
وہ اوسیوقت کافر ہو جائیگا اسلئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا
بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہے حال آنکہ آپ فرما چکے ہین لا نبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے
اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب ہین جسکو حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بھی پڑھا ہے اور قدما کے اہل سنت مین
اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہے من ادعی النبوۃ فی زماننا فھو کافر ومن طلب منه المعجزۃ
فانه یصیر کافرا لانه شك فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہو جائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ
مانگے وہ بھی کافر ہو جائیگا کیونکہ اوسنے آیت و حدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب
مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید و مسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہے لکھا ہے
؎ نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفےٰ کے سوا + کسیکا لقب
خاتم الانبیاء + اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمّٰے بہ بہار جنت مین لکھا ہے ؎
نبی ایسا جیسا بشیر و نذیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہے و آنکس کہ گوید بعد ازین
نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست این ست شرط درستی ایمان
بخاتم انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و ذریاتہ انتہی وکفتم ما قال و اصل ؂ رَبُّنَا اللهُ لَا عَدِيلَ لَهُ
حِبُّهٗ كَيْفَ لَا يُبْتَلُ لَهٗ × سب صاحب سن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین
صدی تک عرب و عجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہے افسوس ہے کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا
عقیدہ بیان فرماتے ہین تو انکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع
ہے مبتدع ٹھہرے معاذ اللہ معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

تینتیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا **اقول** جو لوگ یہہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی بسبب لزوم خُلف و کذب باری کے کما مرآنفا اور امام صاحب کا قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالی نے خبر دی فہم لا یؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدا یتعالی نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اوس سے طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے اسکو دیکہکر قائل ہوگئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے طلب مین کفر و فسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹہرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف آیت کے تو جب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ آلہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالی کو عاجز کہنا ہی اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بہی تحت قدرت نہین ہے اور واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالی کے وهی القدرة والارادة المتعلقان بجميع الممكنات والعلم المتعلق بجميع الواجبات والجائزات والمستحيلات اس سے واضح ہی کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب و جائز و مستحیل تمام سے متعلق ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین قدرت کی یہہ تعریف لکہی ہی ہی صفة وجودية قائمة بذاته تعالى يتاتى بها ايجاد كل ممكن واعدامه اس سے بہی یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قوله بجميع الممكنات کے تحت مین حاشیہ باجوری مین لکہا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے متعلق ہوگی تو یہہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالی اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بہی قادر ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول بہی ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالی اتخذ ولد پر قادر ہے اگر اتخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لیئے پر خدای تعالیٰ قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہیں ہے عبارت حاشیہ مذکورہ کی یہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمہا بحیث یستوی الیہا النسبۃ الوجود و العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ لا من الامکان العام وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب ھہنا وانما لم یصح ارادۃ الامکان العام ھہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذٍ مع ان کلاً من القدرۃ والارادۃ لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق القدرۃ بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہا ولانہا لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وبسلب الالوھیۃ ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزًا انتہی مختصرًا بقدر الحاجۃ اور حاشیہ مذکورہ میں ہے تحت قول مقدمہ مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلیئے ہے کہ علم صفات تاثیر نہیں ہے بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ دونوں یعنی قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونمیں کرینگے تو وجود تو اول سے ہی ہے پس تحصیل حاصل لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہیں کرتا ہے ممکن ہوجاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہیں طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہے یا مستحیل میں اثر عدم کا ہی کریگا اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہے پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہ دونوں قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہیں پس تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہے وہ عبارت یہ ہے وانما تعلق بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرۃ والارادۃ ولذلک لم یتعلقا الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب الحقائق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب الحقائق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات فتامل انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہیں ہیں اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہیں منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہیٰ پس یہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہیں ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہیں آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہیں ہو اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ وولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہو مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہاں جامع براہین نے یہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہیں اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہیں کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہو تو یہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہو کہتے ہیں اور عبارت حاشیہ باجوری سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خدائے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہیں اور نہ قادر ہونے مین عجز خدائے تعالیٰ کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہ مذہب ہو کہ خدائے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بناپر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہو خدائے تعالیٰ کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع وبرہان ساطع ثابت نہیں کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہوگیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہوگیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہو کر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہوگیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہیں ہے بقاعی نے بنا براس مسئلہ کے کہ انہ یستحیل علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن ما
یہ خیال کرکے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہو جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہو پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خدائے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہیں ہے اسلئے کہ علم و ارادہ خدای تعالیٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہیں ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہیں

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالی کے جیسا کہ گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی پر اعتراض کیا ہی اور بعض علماء سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کھے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو اپنی مملکت سے نکال دیوے آیا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالی کی مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالی اوسکو نکال دے اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی کھے کہ خدای تعالی کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه شبهة العجز الیه تعالی لکن اجیب عنه بان المراد انه لا یمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله وارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع منه فلیس فی کلامه ما یقتضی نسبة العجز الیه تعالی کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال لا یقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر اولا فاجاب بانه لا یکفر لان خروجه من مملکته تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لا تتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلک کما لا ضیر فی ان یقال لا یقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلک انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالی کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کھے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی طرف خدای تعالی کے نہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تاکہ محال پر قادر و قدیر نکھنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیء کے خلاف ہوجاوے اب یہی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شیء سے کیا مراد ہی اور شیء کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیء خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شاء کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالی کو بھی ہوجاتا ہی اس آیت مین قل ای شیء اکبر شهادة قل الله یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول یعنے مشیء کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالی نے اوسکے وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر و اللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہے پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت وجماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی واجب ممکن کو شامل ہے ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت وجماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہے کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے حالانکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بناءً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے
بدلیل عقل یہہ مطلب منتخب بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہے عبارت اون کی یہہ ہے والشیئ یختص بالموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاء تارۃ وحینئذ یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
فلا قالا المعتزلہ
اللہ وبمعنی مشیئ اخری ای مشیئ وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فھو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر واللہ
ای مراد منہ معنی اسم مفعول ۱۲ — ای فی الحال او الاستقبال ۱۲
خالق کل شیئ فہما علی عمومہما بلا مثنویۃ وللمعتزلۃ لما قالوا الشیئ ما یصح ان یوجد وھو یعم الواجب و
ای بالمعنی الشامل الواجب والممتنع ۱۲
الممکن او ما یصح ان یعلم ویخبر عنہ فیعم الممتنع ایضا لزمھم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر وھو شیئ لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیئ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی
کل شیئ قدیر وھذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
اللہ شہید بینی وبینکم وحینئذ یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبھذا الاعتبار اطلاق لفظ الشیئ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہے کہ آیت ان اللہ علی
کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہے جسکے وجود کو
خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوسپر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالی نے ارادہ نہین کیا ہے اور اوسپر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسرےکے وجود پر مشیت خداوندی اور ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہو پس اوسکا شیئی ہوتا ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہو اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہو اگر باوجود مشیت و ارادہ کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جہل و اشالہما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان المشیۃ ھی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وھو المسمی بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وھو المسمی بالمشیۃ والارادۃ والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وھو سبحانہ تعالی منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر واقع ہووے اور جس کا ارادہ خدائے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہو لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہو وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوئی جس کا وجود و وقوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہو اور جامع براہین نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا لکھا ہے تو اس سے واضح ہو کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی ہے جو اس آیت مین مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے اور ضرور پس اس سے یہ لازم آیا کہ ان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ کو ہونا انکے نزدیک ضرور ہوا اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہو بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اورکوئی چیلہ چانٹا یہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع ووجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور با وجود داخل ہونے کے تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھہرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی وہمراہی ہونا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہی مراد ہونا تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق اوپر معلوم ہو چکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی تحت قدرت داخل نہین ہے علماء ان کو ئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گھڑ رہین اور اہل سنت وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے ایسے معنے گھڑ لیے تھے کہ اوسپر یہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکھون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض بواسطہ فی العروض لکہا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرف نسبت نبوت مجازا ہے نہ حقیقۃً اور سلب نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام سے درست ہے باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازاً اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بھی اسد وشیر کا زید سے جائز ہے باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسے علیہ السلام نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہ کہنا بھی درست ہوجاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ وامان مین رکھے اللہم آمین ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما الخ صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیء قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ وما لیشأ من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیء تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ھو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما محالدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

اور وہ چیز مخلوق مین سے جسکو خدای تعالی نے نہین چاہا ہو اور وہ جسکا وقوع کائنات مین محال ہے سب اس آیت مین داخل
نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای
تعالی قادر نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ
مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہو کہ جامع
براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی
اقول جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب
عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہونے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہو کہ قدرت کو صفات ذاتیہ
جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے
کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے سو ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر * کہ ہو تو علی کل شیئ قدیر
اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہوگیا امین عجز بتانا بے علمی جامع کی ہی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے
ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین
ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ
خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہو وہ خود مولوی
رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین بغیر پیشواؤنکو ان الفاظ
سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤ نکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تھانوی بھی ہین چنانچہ اوپر
ذکر اونکا بالتفصیل ہو چکا ہے اونہون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو جو خاتم النبیین
حضرت صلعم کے نظیر بنا کر کھڑے کر دیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب
بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہو اور حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہو صفحہ ۲۰ مین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے
نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ رسلہ
اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہئے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف
اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا**
آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہو چکا کہ خلف وعید کے معنے
عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدای تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

تحفہ

شخص کے گناہون کو بخشین گے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گنا ہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہو وہ لوگ علم آلہی مین اوس
سزا سے مستثنی ہین لیس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہہ سزا ہو جسکو ہم سزا دینا
چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا نچاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود ق انون
آیت مذکورہ یعنی یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرمایا
دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پہر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب
ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا
کہ انکو سزا دینگے اور پہر نہ دیتا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب جو معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف
واقع کے بیان یہ تعریف کہان صادق آتی ہو تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا کی ہے

وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضا حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جھنم الآیۃ ھی
جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعا عن النبی صلعم انہ قال ھو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و
بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امر ان فعلتہ فجزاءک القتل والضرب
ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذبا قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عز وجل
یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بھذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی
حدیث انس رض اللہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثوابا فھو منجز لہ ومن اوعدہ
علی عملہ فھو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور
لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ھذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہی

اس عبارت سے واضح ہو کہ ابن عباس رض سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے
فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنے وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینی پر ہے اور عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ
وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزاء
قتل و ضرب ہو اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور او سکو جزاء نہ دے تو یہ جزا نہ دینا اوسکا جہوٹ و کذب
نہین ہے اور واحدی نے انس رض کی حدیث نقل کی ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ خدای تعالی نے جو ثواب
دینے کا وعدہ کیا ہے او سکو پورا کریگا اور وعید و سزا مین خیار خدائی تعالے کا ہے اور تحقیق یہہ ہو کہ وعید مین
اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزاء ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہین کہ جزا خدائے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنے جزا سیئہ کی سیئہ ہے اس سے واضح ہو کہ فقط اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیوےگا بھی یہ جزا اگر اس آیت میں مثلاً اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالیٰ جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفوا عن کثیر جس سے واضح ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کر دیگا لان نقیض الموجبة الکلیة سالبة جزئیة اور معارضہ و مناقضہ کلام الٰہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا ندینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد کلام ہے کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح اوسکو کاذب کرنے نہ کرنے مین نہین کہہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہے افسوس ہے کہ جامع براہین امکان کذب باری تعالیٰ کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان هذا لشیء عجاب یہ بات بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوع مانتے ہین باین طور کہ بعض عصاة کو عذاب خدائے تعالیٰ نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مؤمنین عصاة سے فقط عقلاً جائز ہے اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین اور یدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحۃً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاة جسکو اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہے اسلئے کہ کذب کو فرع خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہے کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اُسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے انا لله وانا الیه راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدمار مین مختلف فیہ ہو چکا ہے

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذر چکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر اولٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد او بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اس سے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **ع** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھہ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کھون **ثانیاً** یہہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازوی عدل ہین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الٰہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے
اسپر یہہ کہا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سو اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہوچکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہوچکا ہی دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکہا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کردیئے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہہ سمجہکر کے کہ کذب
باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شیئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بنا پر کہ مشیت ارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود و وقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اون چیز کا وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری ونظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلئے کہ کذب باری نقص ہے و بنسبت خدای تعالیٰ کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت
قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا
اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق بھی کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری و نظیر خاتم النبیین صلعم
بسبب عدم مفعولیت مشیت و ارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہو ئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان
دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام
اہل عقل ونقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب و ممتنع دونون کو ممکن و تحت قدرت
الہی اس آیت کی جہت سے مانکر خدای تعالیٰ کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب اُلوہیت پر و اپنے شریک پر و ظلم پر اور اتخاذ ولد
و زوجہ و جماع و کھانا و پینا و تمام حوادثات و عیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ معاذ اللہ خدا خدا ھی کا ہیکو ہوا
جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسی صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہے کہ قول
جامع براہین بالکل غلط اور دعوی و قول صاحب انوار نہایت صحیح ہے لیجئے آپ نے امتحان کرایا تو کچھ فہم و علم
کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دنائت و قباحت ہے اور صاحب انوار کا دعوی اور منور روشن ہوا کہ کس درجہ کا
صاف و پاک و متجلی و منجلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلئے دو عقیدہ فاسدہ
ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہا ایک دروغ گوئی جناب باری تعالیٰ و تقدس کا ممکن ہونا اسلئے کہ آپ فرماتے
ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہے پھر آپ کا یہ فرمانا
کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہے یعنے جو اختلاف اب ہو رہا
ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہے پھر آپ نے عبارت لکھی رد محتار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو
اسکے سوا اور ہین اونمین بھی یہی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ
پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا
کرتا ہے بنا علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب و غیر مطعون جانینگے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے
ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے
دوسرا عقیدہ کاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہوجاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی
یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مخلوق ہین پس خدای تعالیٰ اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے
جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نہ رہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بنا ئ علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نہ رہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہے تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہے جو مشتق جزم سے ہے اور جزم عبارت ہے عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جس نے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہے پس جب خدائے تعالیٰ کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہے امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تھا صدق مین نہ پایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقاء احتمال نقیض کے بالبداہۃ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تھا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہ ہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان و احتمال ہے تو ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان و احتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہے اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال و امکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہے اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچھ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر پر ایمان واجب ہے کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہو گیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرما چکا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کر چکے ہین اس جواب کے لائق منھہ باقی نہین رکھا یہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالی مین محال و ممتنع ہے ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہے بنا ئ علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالی ہم فیہا خالدون **تبصرہ** مبصران ذی ادراک سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جس نے ٹھوکرین پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دلی دور منزل بھر پور کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیمانی امکان کذب باری ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور درویش بہین حالش مپرس **ع** خشت اول گر گذارد مبرزمین معمار کج + گر مرآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہے خاصی طرح

حال انتزعی براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہو کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہو مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم و کیف ظاہر کیا جاوے انشاء اللہ ہو الموفق

قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کہ کہ ایک تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہ شان ہی کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء

پھر اس زمانہ مین ایک ادنیٰ سا آدمی ہو کر وہ کہتا ہو رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعویٰ برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہو معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالیٰ کی مراد ہو چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساء مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الیٰ کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ بشریت کی ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہو لہذا چونکہ جس نے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہو اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہوویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا الحال آیت لستن کاحد من النساء **اقول** وباللہ التوفیق سخن فہمان شراف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہو اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا ع بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلۂ اژدخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول مین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑکر بعض
امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہے **قولہ** ایکہ مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالےٰ کی مراد ہے الخ **اقول** وباللہ التوفیق
جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم
مماثلت فی البشریۃ کی ہم کہتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہے ایک بالایمان
دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الآیۃ فرق بایکدیگر ہے تو مدارج کمالات یقین و مشاہدہ وغیرہ مین ہے نفس تصدیق
مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ وکم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہے ایمان اھل السماء
ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لا یزید ولا ینقص
ای من جہۃ مومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی
مختصرا بقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث
اور ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبتہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہے کالہ قانتون
ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہے
صلوا کما رایتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ
سے ثابت ہے کہ سبکو خدائے تعالےٰ کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے تو نفس تقرب
الی اللہ مین سب شریک ٹھہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہے یہی بات بشریت مین بھی ہے یعنے نفس بشریت
مین سب شریک اور منتہائے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی
شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۴ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان
بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ
اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال
ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین
کوئی آپ کا شریک نہین بنا برعلیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر
یہ کہنا چاہئے تھا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس
مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹھہرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادت مند وہ آدمی جو مقابل مین کہے
کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بھائی مین چھوٹا بھائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی وبیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۴۷۹ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس ابی یوسف انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت صلعم سے قبیح ونامشروع ہونے وخوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس نا سعادت مندی معارض مین کیا کلام ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے جو عوارض مانند امراض وموت وقوت شہویہ وغضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن وروحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر وحضور بدون ملالت وفتور کے اور قوت طاعت وعبادت بغیر ملالت کے کہ وہ سلیم ہین تغیر وآفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری وضعف انسانی لاحق نہین ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین وباطن وارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب ومخالطت کر سکتے اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کر سکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام وابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونکے مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کر سکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام وابدان مین مشارکت بشر سے اور ارواح وباطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا وشرح ملا علی مین ما تن وشارح نے فرماکر یہ شرح ومتن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمر وابی ھریرۃ وانس وعائشۃ جوابا لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم وماھیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے واضح ولائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان واجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح وبواطن کی جہت سے اور خالص بشر نہین ہین کہ ظاہر وباطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت وماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہے فقط ظاہری بشریت ہے آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار بدن وجسم کی ہے نہ باعتبار باطن وروح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ہذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ
بماہیتہا لسائر النفوس اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علماً کی تحت مین فرماتے
ہین فنقول ان جواہر النفوس مختلفۃ بالماہیۃ عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقی
نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہے کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیۃ ہین پس آنحضرت صلعم
کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی
پس مثلیت فی البشریۃ کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہے ایک امر مین مشابہت ہونے کے سے اور اشتراک پائی
جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس
مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بہائی فرس کا کہنا
عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم
مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین
باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ
علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ
ودیگر انرا این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رحمہ وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ
وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم
کائن است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت
وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص
از شخص لطیف تر است وچون لطیفتر از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش
مین کوئی فرد افراد سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہوکر اوسمین
کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا
امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے
خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو
دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی
یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قوله البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے
تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کرکے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص
کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز
اطلاق اخوت کی علت ٹہرادیا اولی الابصار دیکھین کہ بنی آدم مین کون کون قومین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ
آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذ اللہ معاذ اللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان
اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ
ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسیتے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا
اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر
پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور یہہ ان صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہووے
بلکہ اور زیادہ خوش ہو کر بولین کہ اونہون نے بڑی قدر دانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ پیدا کر لانے والا یعنی بہائی
کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون و حلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے
اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹہائین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو
بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی
پیشوا التقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکہنؤ صفحہ ١٣١ مین نامناسب موجب مضحکہ لکہتے ہین حال آنکہ اونمین اخوت باہمی
از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اوسپر کیا فتوی لگاوینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب و موجب
مضحکہ لکہا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رضہ کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے
بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک
اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بہی حشر کو
اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول دہلہ مین نہ کرینگے اور
ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوینگے چونکہ انبیاء علیہم السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا
اونسے ممتنع ہے علما محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ و تعریض فرمائے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور
اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بہی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی حو
مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیسا کہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک
یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علما اس اعتراض کے جواب مین جو لکہتے ہین تو یہی

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب کہا تہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جسکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علما محققین و فضلا و مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی نوا و نہین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جوا زاوسکے
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم و فہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہی پہر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو بہ متعدد ہ علما ادا کرتے ہین او جتنی الامکان جو جو
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن نہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کریگی پس
سوا اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علما محققین کے نزدیک جائز
عقلاً و شرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکھتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورۂ حم السجدہ ۵۹ مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان ۳۲۷ مین بھی اس جگہہ لکھا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورۂ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورۂ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمداً صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا البشر مثلکم نازل
فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہے تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل و تخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن و خود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ نہین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹھہرا اور لفظ کم درجہ کا
قاعدہ یہی ہیکہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا
اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہے اور وہ آدمی گستاخ
و بے ادب ٹھہرتا ہے مثلاً امیر عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا
خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بھائی کہکر پکارا تو یہہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے
اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بھائی کہکر پکارا
کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بنا٫ٌ علیہ امتیون کا یہہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین
کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بھائی
ہوئے کلمہ گستاخی کا ہے اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہہ اسواسطے کہ آپ کو
حکم ہوا تہا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دوسری جگہ بھی صراحۃً دیا ہے
واخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکہہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے
جناب باری تعالے سے ساتھہ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان ماموں ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بھائی تھے جیسے سب بنی آدم
قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق
کہتا ہے **اقول** جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعوی اور لن ترانی اور مقام
استدلال مین ایسی حواس نمادہ ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت
و شرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ
بالذات فان احتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہو کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے
یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سننے سے پہچان لے اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ
نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہ ہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے
لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص
تاویل کا بہی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے
بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم
اللہ تعالے نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بھائی کہا کیجو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے
کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کروان دونون
لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے
ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی
اون لوگون نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہووین پس ان لفظون کے
معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت
قرآنیہ ہی نہ مصطلح اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت
ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص
کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعیٰ فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جوا وسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ
تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل
ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبھی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اسکے کسطرح صحیح ہوسکتا ہے
دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بہی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے جیسے حیوان
کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پہر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہوسکتی
ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہ پس پشت ڈالا ذرا بہی قواعد کا لحاظ نہ رکہا
اور کچہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین
قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بہی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دینے تو یہی کہتے کہ آنحضرت
صلعم ہمارے باپ ہین تا کہ ادب بہی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو
شرعاً بہی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بہی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے
اور شرعاً بہی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوٰۃ کے آداب الخلا مین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولد ہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون
جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہووین نہ مانند بہائی کے
اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ لکہتے ہین وللآخرۃ خیر لک

تجتمع عندلی امتک اذالامۃ کالاولاد قال تعالی وازواجہ امہاتہم وھواب لہم الی آخرہ اور صاحب تفسیر روح البیان نے سورہ احزاب مین لکھا ہی کہ اُبَیّ کے قرآن شریف مین اور قرأت عبداللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہی وھواب لہم وازواجہ امہاتہم اس تقریر سے مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین اگر ادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے نہ بھائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگر چہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو اوسنے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلیم ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالے فرماتا ہے ملۃ ابیکم ابراھیم اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہی ھواب لھم اور اسواسطے بھی نبی اپنی امت کے باپ ہین کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین بھائی ہوئے قال اللہ تعالی انما المؤمنون اخوۃ چنانچہ یہ تمام شفا اور شرح شفا ملا علی مین موجود ہے

ازواجہ امہاتہم ای ھن فی الحرمۃ کالامہات حرم نکاحھن علیہم بعدہ تکرمۃ لہم او خصوصیۃ ولانہن لہ ازواج فی الاخرۃ وقد قرء ای فی الشواذ قیل وھی قرأۃ مجاھد ونسبت الی ابی بن کعب ایضا ھواب لہم اذکل نبی اب لامۃ کما قال اللہ تعالی ملۃ ابیکم ابراھیم من حیث انہ حیاتہم الابدیۃ وتعلم الاداب الدینیۃ ومن ثم صاروا اخوۃ فی الدین کما قال اللہ تعالی انما المؤمنون اخوۃ من حیث انتسابہم الی اصل واحد ھو الایمان الناشی عنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اس تمام کو چھوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بھائی بنانا چاہا اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم مین ابوت حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بھائی کہنے والے بھی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین جو متصل اسکے ہی یہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی و غیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی نفی کی تو تو ہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدای تعالی نے دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب سے اور اس اعتبار سے باپ ہین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہی اور یہ بھی کہ آپ کا نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے پہوٹی ہین سہ تو اصل وجود آمدی از نخست + بنا بر علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول وفروع وقرآن وحدیث واقوال محققین سے بھی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا بشر مثلکم کی بھی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بھی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی و ایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرما کر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں وہ یہ ہے

قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد رأینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہو کہ کاش مین اور جو لوگ میرے ساتھ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے امتی یہہ ترجمہ کیا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہے کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی آپ وددت انی قد رایت احبائی امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت مین اگر آپ فرماتے وددت انّا قد رأینا امتنا تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین و مومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناءً علیہ لفظ اخواننا فرما دیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کر لیتے ہین مثلاً چاند و سورج کہنا منظور تہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسرے کو اوسکے تابع کر دیا اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور مان و باپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور تہا کہ مین اپنی صلبی امت کو دیکہون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکہین آپنے بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندرج فرما دیا انا قد رأینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندرج فرما دیتے جواب یہہ ہی کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناءً علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرما دیا اور جامع براہین نے اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلا اخوانی روایت فرمایا تا کہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار رہے

ثانیاً بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین اون لوگونکی دیکھنے کی تمنا ہو جو ابھی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہو کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیا غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہو کہ آپنے اصحاب کے سامنے اونکو

بھائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہو اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید
باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بھائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ مین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر
فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہو وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد راینا اخواننا ہو صحیح مسلم مین
نکالکر دیکھو اوسمین لکہا ہو کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے
جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقًا سحقًا یعنے دوری ہو جیو انکو دوری ہو جیو انکو پہر اونکو بھائی کہنا اور تمنای
دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہو اور ظاہر ایہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لپس خوردہ چاٹنے والا **عبد الوہاب نجدی** کا ہی
شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہو جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقًا سحقًا فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنی اور تفرق
اہل اسلام مین پڑے مین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم دعا فرمائے اللہ ہماری
نجد مین بھی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین پہر صحابہؓ نے دوبارہ
عرض کی کہ نجد کے لئے بھی دعا کیجئے راوی کہتا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بھی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب
تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے
گروہ شیطان کے پس جب یہ فریق تابع عبد الوہاب نجدی ہو کر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے
مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریفہ جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہ پیارا نام بھائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہ ہے کہ جناب صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ یہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و
یقین تھے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبھی یہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بھی نہ کیا کہ ہم
بھائی ہین رسول اللہ صلعم کے اور کبھی عبد اللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت
صلعم کو لفظ بھائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبھی روایت احادیث مین بھی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ
مین سے نہ کہا اور نہ یہ بھائی کہنا تابعین وتبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے
لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف وخلف تمام اس سے کیون
اعراض کیا عجب بات ہے کہ موافق نص کے ہووے بزعم جانب براہین اور کوئی بہی اسپر عامل سلف وخلف متقدمین و متاخرین
مین سے نہووے سوائے فرقہ بدعتیہ وہابیہ کے اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نہی
بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود لعہد زمانہ ثلاثہ کے بہی نہووے تب بہی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقد ون اپنے اوستاد کی

ارتکاب ہوگیا ہو وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذالک اور یہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے
اثبات اخوت مین اسلام و ایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیا انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم
ہونا علت اخوت ہو جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بھائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا
کہ جسقدر قومین شریف و رذیل کافر و مومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بھائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے
اون سب بھائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ انا قد رأینا اخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر
یہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے تو ہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو
کیونکہ اس حدیث مین اونھی لوگون کو بھائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان و تجلی ایمان و ہدایت عام و ارشاد تام اس قابل
ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پھر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو
بھائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بھائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پر کی تھی کہ ذلیل ذلیل آپ کو اپنا بھائی کہہ رہا ہو چنانچہ عبارت صاحب انوار
ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہو (اس زمانہ مین ایک دنی سا
آدمی ہے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک
ذرہ بھر نہ پہنچے قلم یا وہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکھنے لگے ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش
در نظر + پس جامع براہین پر لازم تھا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہ واضح ہوجاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت
صلعم کو بھائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بھائی فرمانا ثابت ہو اوسکا شمول ذلیل ذلیل
آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعاً ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے
نہین فرمائی پس اونکو بھائی و اخوانا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بھائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثاً** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی
خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بھائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہو معاذ اللہ
بطور تنزل و فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنھ سے یہ کہنا جائز ہو جائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بھائی فرمایا تو وہ تواضع و فروتنی اور کسر نفسی سے
فرمایا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہو کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین
و انصار صحابہ موجود تھے اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پھر ہم تو اونسے
زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بھائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً لنفسہ اور شیخ عبد الحق دہلوی بھی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات میں یرید نفسہ الکریمۃ تواضعاً وتنبیہاً علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بھائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے عربی میں تو ٹرنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بھائی قرار دیا اونکا شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان امر سمجہین کہ آپ نے اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بھی تھے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تھے باعتبار اشتراک نسب بھی اونکو بھائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بھائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بھائی کہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے منہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکھتا ہے اوسکے مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع براہین کو یہہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکھے تو جامع براہین و دیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکہا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہئے کہ گو آنحضرت صلعم بطور کسر نفسی کے خود کو بھائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بھائی بتانا نادرست وجائز نہین ہے بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہے ان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات بعیدہ سے اوسکو جائز بنادیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی عیاض وشرح للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصداً نہ تہا لیکن اگر طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائے اندلسؒ نے ابن حاتم مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقاراً آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی لکھی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفاف

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرۃ وزعمان
زھد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصرا اور اوسی کتاب میں یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق میں کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد میں نے عقرب یعنے بچھولی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالےٰ کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہے
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہوئی اسلئے کہ صریح لفظ
میں ادعاء تاویل مقبول نہیں ہے اسلئے کہ یہہ حقارت کرنا و استخفاف ہے اور قائل اسکا غیر معزز و مبجل و غیر معظم شان نبی کا ہے
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء و شرح شفا یہہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمان (فی)
رجل قیل لہ) ای فی رجل قالہ لا وحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود بعند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمان للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاؤہ (لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزز) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ واوادہ بحیوان استخوبھا انہ (فوجب اباحۃ دمہ) لتقصیرہ فی تحقیرہ وتوقیرہ وقد قال تعالیٰ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ و علامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہیں اور تعظیم و توقیر میں تقصیر کرنیکے سبب سے اباحت دم واجب ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم کو
ادمی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم و توقیر میں آپ منصفین انصاف کریں کہ جامع براہین کا
یہہ کلام کس درجہ کا قبیح و نامناسب ہے **رابعًا** یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب و حدیث میں ہوں اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ اونہوں نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اونکو فرمایا ہے عصی آدم ربہ فغوی ہر آدمی مجاز نہیں کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین میں سے تھے جائز نہیں بناءً علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کو کب لازم ہے بلکہ کب درست ہو کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہو کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بھائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہو کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بھائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہو کہ یہہ بطور کسر نفسی وبراہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی وبراہ اشفاق بھائی فرمایا ہی موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو درست ہو این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا ۔ خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث وقرآن کے کرکے ضلال
واضلال کے مرتکب ہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہٖ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہے
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہؓ
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت وخبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہؓ کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا وقولوا انظرنا ہرچند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہود انی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرماوی
جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کیے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات درمیان کا متخاطبین کی ہے اسلئے خداے تعالی نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے والرابع ان قولہ راعنا مفاعلۃ من الرعی بین اثنین فکان ہذا اللفظ موہما للمساواۃ بین
المتخاطبین کانہم قالوا ارعنا سمعک لنرعیک اسماعنا فنہاہم اللہ تعالی عنہ وبین ان لابد من تعظیم
الرسول فی المخاطبۃ علی ما قالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہی اس سے واضح ہو کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بھائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بتانا منع ہوا اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۹ ۲ مکتوب چہارم میں
دیکھو لکھتے ہیں اور اسی صفحہ میں ایک مضمون دوسرا آپ نے لکھ رکھے ہیں وہ یہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف
آنحضرت صلعم میں ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت وطبع تھا لیکن چونکہ اذیت وبے اعتنائی
شان والا کا اوسمیں ایہام تھا یہ حکم ہوا یاایہا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجہروا لہ بالقول
کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون کیا صاف حکم ہو کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے حبط اعمال
تمہارے ہوجاوینگے اور تمکو خبر بھی نہو گی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۱ میں مجرد ایہام منع کو
دلیل منع بیان کرتے ہیں اور اسپر دو عبارتیں درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہیں ردمجرد ایہام اللفظ مالایجوز
کاف فی المنع کما قدمناہ انتہی دوسری عبارت یہ ہے ران مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا
الکلام وان احتمل معنے صحیحا ولذا علل المشائخ بقولھم لانہ یوھم ونظیرہ ماقال فی انا مومن انشاء اللہ تعالی
فانہم کرھوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پھر صاحب انوار
ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بھائی کا آنحضرت صلعم کی شان میں بولنا اور یہ کہنا ادنی ادنی کا رسول اللہ
میرے بھائی ہیں ناجائز لکھتے ہیں بڑے افسوس کی بات ہو کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز
بتاتے ہیں اور یہی وجہ صاحب انوار یہان گذارتے ہیں اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین
یہان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بھائی ہیں) قبول نہیں کرتے اور اپنے لکھے ہوئے کو یاد
نہیں رکھتے مثل مشہور ہے (دروغ گورا حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور میں (کہ رسول اللہ میرے بھائی ہیں) ادعاء
رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہو کہ (مشتق میں
مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہو رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل
مذکور کرتا ہے کہ میرے بھائی ہیں بسبب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہوگی پس قائل نے شرکت
فی الرسالۃ کے سبب سے یہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہووے لکن لفظ تو اسکا موہم ہو پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور
یہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمیں یہ تاویل کرو وہ بسبب مساوات فی البشریۃ
کے بھائی کہتا ہے معہ ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہیں ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل وارادہ
قلبی اوسکا ضرور نہیں ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہیں اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو
دافع نہیں ہے اور نیز مساوی سمجھنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت ومحبوبیت وخاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہے
اگرچہ بھائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہو مبادا اوسکے اعمال حبط ہوجاویں اور اوسکو

خیر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات میں حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہی پس دیتا وبل کہ وہ
شرف و تقرب میں مساوات نہیں جانتا جو جامع براہین کی ہی اوس سے صاحب انوار کو کچھ ضرر وہ صاحب براہین کو کچھ
فائدہ نہیں ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت میں وہ بھی لغو ہا **سا دوسرا** یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ
بدل جاتے ہیں چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صفحہ ۵۳ براہین میں موجود ہے پس جائز ہے کہ بھائی کا
لفظ اول زمانہ میں ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ میں یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی ہوے تو قریبی
میں شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفاً اوس قائل کو
غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہیں گے اور اوسکا یہہ عذر کہ میں بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہوں کوئی
قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر اور استاذ و بادشاہ ہیں اونکو بھی یہہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا
اور در مختار کے باب وصیۃ الاقارب وغیرہ میں ہے قیل من قال للوالد قریب نہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے
تو عاق ہے اسکے تحت میں رد المحتار میں ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف
الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالی الوصیۃ للوالدین والاقربین والعطف الشئ علی غیرہ حقیقۃ معرف ان
القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط والوالدان والولد یتقربان بلا واسطۃ انتہی اس سے واضح و لائح ہی
کہ قریب لوگوں کی زبان میں اوسکو کہتے ہیں جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹے کی بواسطہ نہیں ہے
بلکہ بلا واسطہ قرابت ہی اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہی اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ ماں و باپ کے
ہی پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا بہ دلالت واضح کرتا ہی اسپر کہ بواسطہ قرابت ہی نہ بلا واسطہ اور قریب جو بواسطہ
قرابت رکھتا ہی اوسکے کہنے سے باپ کے حق میں عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا
پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و مرید و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفاً اور باپ کو قریب و بھائی
کہدینا عاق ہوتا ہے شرعاً تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالی کے ہی **ع** بعد از خدا بزرگ
توئی قصہ مختصر بھائی کہدینا بطریق اولی گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہی اس تحقیق سے سیری نہوئی ہو
تو لیجئے خدای تعالی نے قرآن شریف میں بہت جگہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمایا ہی قولہ تعالے
علم آدم الاسماء وقولہ تعالی علم الانسان ما لم یعلم وقولہ تعالی وعلمک ما لم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس
طرح کے ہیں ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدای تعالی کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای
تعالے میں موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہی ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ
کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حالانکہ علماء ربانی نے خدای تعالی کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہین کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہے پیشہ ورونکے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑھاتے ہین پس متبدل ہوگیا یہ لفظ عرف عام مین بنا برعلیہ بولنا اس کا جناب باری تعالی مین
سو ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ مین ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہون نے کپڑا بنا تھا پس ہم سب جولاہے کے بچے ہین پس یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہے انتہی ترجمہ
ملخصاً اب دیکھئے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تھا اور جولاہے کا کام بھی کپڑا بننا ہوتا ہے اور جولاہہ آدمی بھی
ہوتا ہے کوئی کلمہ خلاف حق نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بنا برعلیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تھا لیکن چونکہ عرف عام مین جولاہہ نظرون مین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہے صرف اس باعث سے اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیرون سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام مین ایسا ہو جاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہین ہے فَانْتَبِہُوْا
یَا اَیُّہَا الْغَافِلُوْنَ **سابعًا** واجب ہوا لازم فرمایا اللہ تعالی نے ہم پر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انمین سے ایک آیت ہے وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ فرماتے ہین ای تُجِلُّوْہُ مشتق اجلال سے یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر مین ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم مین اور ایک قرأت اس لفظ کی زا معجمہ کے ساتھہ بھی ہے مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکھو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض مین موجود ہے اسکی شرح مین ملا علی قاریصاحب فرماتے ہین کہ لفظ تعززوہ
دو زا کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی مین فرماتا ہے
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ مین تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے
جو باب تفعیل سے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاریصاحب سے واضح ہے کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوئے
کہ بہت عزیز رکھو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہے کہ مشتق
توقیر سے ہے یعنے ادب رکھو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر مین معلوم ہو چکا
ہے کہ بہائیکا لفظ موافق عرف عام کو ایک کلمہ مساوات ہے اور مساوات انکو تعظیم سے منافات ہے بنا برعلیہ
بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہوگیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہے پس جامع براہین
کو چاہیئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدے سے ہاتھ اٹھاوے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی لکھتے پھرتے ہیں کبھی انکو موافق نص کے کہے اس سے خود بھی توبہ کرے اوروں سے بھی
توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ کہا کرے کہ بھائی کہنا مخالف نص قطعی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم
ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کی ہوا **اقول** جامع براہین نے قرآن شریف
کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھے اور حدیث وَدِدْتُ اَنِّي قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِي لکھی بھائی لکھنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی
ہوا کرے جائز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و استاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے
کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم
کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ
اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جائز ہے پس لفظ بشر
منصوص فی القرآن سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہوا اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت
کیا چاہے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہیں
ہے مماثلت فقط اشتراک ہے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدا تعالی فرماتا ہے
مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدا تعالی نے تمام جانوروں اور
پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے انہیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے
تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور
آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
کی تحت میں مماثلت کے باب میں سات قول نقل کئے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل
تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے
ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر یہ ہے الاول
نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی
ویحمدوننی والی ہذا القول ذہب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ **دوسرا قول** یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے
امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے انس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے
پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم فی کونہا امما و جماعات و فی

کونہا مخلوقۃ بحیث یشبہ بعضہا بعضا ویانس بعضہا ببعض فیتوالد بعضہا من بعض کالانس الخ
اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس امر میں مماثلت ہے کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہے القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا وخلقہا وتکفل برزقہا
الخ چوتھا قول یہ ہے کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ میں بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت
و شقاوت کا احصا کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصا رکھی ہیں پانچواں قول یہ ہے کہ
مماثلت اسمیں ہے کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہے القول الخامس
اراد تعالی انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمۃ یوصل الیہا حقوقہا الخ چھٹا قول یہ ہے کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تھے اسکے جواب میں خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسی ہی ہے جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہے کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت
و فضل کرنے میں اوسکو نہیں ہے تو وہ رحمت و فضل کرنے میں انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنا نہیں طلب کرنے والوں کے واسطے مصلحت ہے اور اسکے اظہار میں اونکا ضرر
ہے عبارت یہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وہو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الاتیان بالمعجزات القاہرۃ الظاہرۃ فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت
الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لا یبخل بہ علی البہائم ثم کان بان لا یبخل بہ علی الانسان
اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاہرۃ علی انہ لا مصلحۃ لاولئک السائلین فی اظہارہا
وان اظہارہا علی وفق سوالہم واقتراحہم یوجب عود الضرر العظیم الیہم اور قول ساتواں سفیان
بن عیینہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو مشابہت بعض حیوان سے ہے بعضے مثل قدمی مانند شیر کے
کمر توڑین بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہیں بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہیں بعض فعل مانند طاؤس کے
کو کرتے ہیں بعض مشابہ خنزیر کے ہیں کہ وہ جسطرح طعام طیب نہیں کہاتا ہے گندگی انسانکی کہاتا ہے
ایسے ہی اس کے مشابہ جو انسان ہے وہ مجلس ما میں حکمت علم کی نہیں محفوظ رکہتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
محفوظ رکہتا ہے ایک بار سنکر اور جسجگہ بیٹہتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہے عبارت یہ ہے القول
السادس ما رواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینۃ انہ لما قرأ ہذہ الآیۃ قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ
شبہ من بعض البہائم فمنہم من یقدم اقدام الاسد ومنہم من یعدو عدو الذئب ومنہم من ینبح نباح الکلب
ومنہم من یتطوس کفعل الطاؤس ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قام الرجل عن رجیعه ولغ فیه فکذلک نجد فی الآدمیین من لو سمع خمسین حکمة لم یحفظ
واحدة منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم یجلس مجلسا الا رواه عنه ثم قال فاعلم یا اخی انک انما
تعاشر البهائم والسباع فبالغ فی الحذار ولا احتراز فهذا جملة ما قیل فی هذا الموضع انتہی یہ تمام
ساقط **قول** علماء نے اس مماثلت کی بارہ میں ہیں درمیان انسان و حیوانات کے کسی کا یہ مفہوم نہیں کہ مماثلت
کو اخوت لازم ہووے اور تمام امر خارج میں مماثلت کے ندا کرتے ہیں جس سے اخوت کو کچھہ علاقہ نہیں ہے
اسیطرح آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں جو کہ اسمیں مماثلت سے مراد یہ ہے کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بے نہایات خدا تعالی کو احاطہ نہیں کر سکتے ہیں اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ میں اس امر میں مثل تمہارے
ہوں کلمات بے انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں اور اس احاطہ میں مدعی نہیں ہوں چنانچہ
تفسیر بیضاوی میں ہے وسبب نزولها ان الیهود قالوا فی کتابکم ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا
کثیرا وتقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) لا ادعی الاحاطة علی کلماته
یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ انما تمیزت عنکم بذلک انتهی پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بے غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہیں ہے پس معنے نص کے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہاں ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہے کہ آنحضرت صلعم میرے بھائی
ہیں پس یہ ادعا جامع براہین کا یہ کہ موافق قرآن کے ہے سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے اور حدیث
میں بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہے یہہ لفظ موجود نہیں جسکے معنی یہ ہوویں کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بھائی کہا کرو پھر موافق حدیث کے کہاں ہوا اور آپنے لفظ جو اخوان فرمایا وہ کس نفس سے تھا
جیسا کہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہے پھر اس کہنے کو کہ رسول اللہ میرے بھائی ہیں موافق قرآن و حدیث کے
سمجھنا بڑی کمفہمی کی بات ہے بلکہ سراسر قرآن و حدیث پر افترا ہے **قوله** اس پر طعن کرنا
قران و حدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہیں
قرآن و حدیث کا نام لیکر ایسے موقع میں کیوں دین کی اہانت کرتے ہو اپنی [illegible] قرآن و حدیث
پر لگاتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکھو قرآن ہمارا نور ایمان ہے اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر و طغیان ہے **قوله** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہے کسی دوسرے نوع میں داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہے **اقول** یہ بات
تو ایسی ہے جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان میں باتیں کیا کرتا ہے جسکا کوئی سر ہوتا ہے نہ پاؤں اسلئے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکھ لو آمین کب شریعت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قوله** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہی **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھی ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام ہین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتی ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا اُونظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بناء علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق
اخوت کو باعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بجنسہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھ ہو معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہین سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال سے آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال** صاحب الانوار الساطعة
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہین **قال جامع
البراهين القاطعة** وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہی صحابہ اوسکے مقر اور مالک و شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہین رکھتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہے کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہی نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمة اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے اس قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑہا کرو مال انکا
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑہیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضونکے
نزدیک ناجایز ہوگا اور اگر تین پڑہیگا تو بالاتفاق جایز ہوگا جو علماء وتر کو کم و بیش کرتے ہین انکے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑہی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پھر پڑہانا دانا وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑوں برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف وفساد اہل اسلام میں پیدا کرے بناءً علیہ صاحب انوار نے لکھا (کہ کس کس اختلافکو بیان کیجیے ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھو) جامع براہین نے جیشم الغضا فکو شدت غیظ سے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصروںکو لکہا ہے کیونکہ لفظ ایک کہتا ہے) صیغہ مضارع کا ہے صیغہ ماضی نہیں جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس میں کچہ صاف طور پر صراحۃً بیان سلف وخلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ انوار ساطعہ میں یہ عبارت موجود ہے (تیرہویں صدی میں لوگوں کا حال کیا غضب تہا اب چودہویں شروع ہوئی دیکہیے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہے کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازوں کے یہ کلام ہے اور انسے بہی یہ کلام ہے تو کچہ تشنیع الفاظ سے نہیں فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھو) اسمیں کونسا لفظ سلف کے بیان کا ہے خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے مراد نہیں مانتا اور ایسا لکہا جیسا جامع براہین نے ہان جامع براہین کے زخم قلبی میں مرچیں خواہ مخواہ لگ گئیں کہ آپ نما سلف کر نیکو تیار ہو گئے ہم کہتے ہیں کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ ومالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اسکو بہی یہ کہنا درست نہیں کہ اسکے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے اسلیے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہیں ایک رکعت وتر کو دیکہو کتاب ہدایہ جو مذہب حنفی میں بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمیں لکہا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قول کی شرح میں لکہا ہے کہ یہ حسن حضرت حسن بصری ہیں انہوں نے حکایت کیا اجماع مسلمانوں کا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ کے باب سجود السہو میں ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لا تجزیہ لنہیہ علیہ السلام عن البتیراء تبیراء کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک ازروئے حدیث ممنوع اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردے کہ مخالف اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام دیتے ہیں اسطرح والحجۃ علیہما ما روینا جامع براہین نے فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء ومشایخ کو حنفیہ وامام حسن بصری ومجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمان کا ٹہکانا نہ ہونا بتاتا ہے کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار میں ہے کہ وہ انکار رد ایک رکعت وتر کا ہے وہی وجہ ان اکابر میں موجود ہے کہ یہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہیں اور جامع براہین ان سب کے

مقابل

مقابلہ مین زور لگا کر فرماتے ہین کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ ہین مخالف احادیث
صحاح و مخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ مین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو
ایسا کورا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے
دلیل ہین اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی پختگی عقاید کیلئے کچہ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کرین
اور مذہب حنفی کی نصرت کرین واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن ذرعن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یون پہونچا روی ابو حنیفۃ رح عن حماد عن ابراهیم عن الاسود عن عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وفی الثالث قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد الہندی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد
نے موطا مین روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لایسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا انھون نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت انھون نے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلوۃ المغرب اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لایسلم الا فی آخرهن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ماهذا البتیراء التی لا نعرفها علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسا ہی انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ مین مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لایسلم الا فی آخرهن
ہمنے یہ چند روایتین بنظر اختصار لکھے ہین ورنہ بہت روایتین تین رکعت وتر کی بابت آئی ہین اور وہ روایتین
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہین ان سبکی جوابات علماء حنفیہ کی کتابون مین مندرج ہین

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار میں مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کر کے
آخر میں یہ لکھا فہذا عندنا مما لا ینبغی خلافہ لما قد شہد لہ من حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرھم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف
نہیں چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور انکے
مابعد اکثروں کے اقوال پھر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھئے یہ قول بھی اسی معنے
میں ہے جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر میں حنفی
مشہور ہو کر پس حنفیوں کا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلوں کا جواب کتب علماء حنفیہ میں دیا گیا ہے وہ دلیلیں
مخدوش لوگوں کو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدیں اور منجملہ دلائل راسخہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایما کا کیا ٹھکانا یہ صاحب نواب کے ساتھ خاص نہیں ہے در پردہ کل
حنفیوں پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پھر کہیے سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اس لئے صاحب نواب نے لکھا کہ پس اختلاف کو بلکہ ان
کیطرح ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور نہیں اب پھر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کی ایما کا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایما کا ٹھکانا نہ ہوا معاذ اللہ معاذ اللہ سبحان حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کہاں گیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی داد دی آفرین ہے اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں (اور در
مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ میں کہتے ہیں عوام کا مذہب معین نہیں
ہوتا یہ دونوں مسئلے خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہیں اکثر عوام لوگ
ہوتے ہیں وہ تو یوں ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر میں ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مستبصر ہیں پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ میں الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہیں تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کر رہے ہیں لا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پھر صفحہ ۲۹ میں جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف انکے ہوا
ایسے اقوال متناقضہ کوئی نا سمجھی کرے تو عجب نہیں ہے اہل عقل و عالم مستدین کا یہ کام نہیں عوام جہال
کیواسطے آزادی پر اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونوں مسئلوں کی حجت خوب تھی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ کشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا کریں جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چھپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ مین ظاہر کی تہی اُسنے کچھ پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؎ سیہ رُو وہ بیرون انچہ در اُو ندر دل است ؛ قال صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہیں آٹھ سنت ہیں قال جامع البراہین القاطعہ تراویح آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہیں ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقطہ کا ذکر یہان مہمل ہی البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین اقول الحمد للہ اب تو آپنے بہی ان لوگونکو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا ء رقم فرمادیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم نہین کیا قیامت برپا ہوجاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جاوے واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بہی ایسی ہی لوگون پر اعتراض کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلیئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسیواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان کیا ہے نہ دو فریق کا دیکہو آنکہین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہہ ہی (کس کس اختلاف کو بیان کیجے ایک کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھ سنت ہین) پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہوگئی کہ اوس نے ایک رکعت وتر مین تو سمجھ بوجہے امام شافعی اور امام مالک و صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسے مقبولین کا نام خواہی نخواہی بر محل لکھکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لایق سرزنش و مذمت لوگونکی شرعًا نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج و استنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو بہی اُسکا یہہ صنع ناجائز ہے اُسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے جو کچہ کہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کر کے مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین اُنکو ایسا کہنا شرعًا ممنوع ثابت نہین ہوا جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اُسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جانلینا عدم انفہام قول صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی مخاصمت و مخاصمت کرنا صحیح

آیت فلم تجاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہی **قوله** ایسی اقوال ساقط کا ذکر یہان بیمحل ہے **اقول**
صاحب انوار نے جو قول اُن سفہا کا نقل کیا وہ تو بیمحل جامع براہین کے زعم مین ہوگیا اور اُنہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہے اسطرح (این تماشہ و دیدنی است کہ منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را
بدعت می انگارند) مولویصاحب موصوف کا لکھنا بیمحل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تہا منصف لوگ خوب ترازو سے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قولکو دو شخصون نے نقل کیا ایک کا لکھنا آمنا و صدقنا ہوا اور دوسرے کا
لکھنا مورد طعن و تشنیع ٹھیرایہ کیا سبب ہے یہہ بغض و عناد کی مار ہے اعاذنا اللہ بحالی معاندین الد الخصام سے آمین
قوله البتہ بعض علما نے جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زاید کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب انوار نے اون لوگون کا ذکر کیا ہے جو آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بیمحل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت بر محل کو بیمحل
قرار دیتے ہین اور اپنی بیمحل عبارت کی میانکو خبر نہین ابھی آپنے بیمحل اعتراض کیا تھا ابھی بیمحل سہو کیا اسکی
نہ کیا خوب سوء الفہم اس ہاتھہ دے اُس ہاتھہ لے ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بیشک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت و عتاب تک بھی نہین ہے کتب فقہ و اصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جاوے کہ سنت مؤکدہ آٹھہ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے
کہ چھوڑکر بیٹھہ رہا کرینگے اور آٹھہ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگے پس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہو جاویگا
جو غیر مقلدین نے جاری کر رکہا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کہل کہیلین گنگوہ اور انبیٹھ
مین ہی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجاوین اور یہ معلوم ہوئی چکا ہے کہ انھون نے براہین مین کہا ہے کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب جبر کرنا ان پیر و مرید کی طرف سے باقی ہے یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہے کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب و عقیدہ کو پوشیدہ کرے لیکن خدا تعالی کبھی نہ کبھی اُس کے اقوال یا افعال سے اسکا ترشح کرا دیتا ہے اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رحمہ کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہے آٹھہ رکعت ہی سنت ہے اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے
یہی ہے کہ آٹھہ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خلل ابن الہمام رحمہ کو نہین جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیون نہین جائز ہے
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا انکے حق مین
ہے کہ وہ بھی بیس رکعت کے قایل ہین کیونکہ اس صورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین بڑا الزام آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہووین گے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار پاویگا
تراویح کے باب مین اور انکو اسکی کب گنجایش ہے کہ ایس سے بچا لینے کے واسطے وہی گمان و ظن نیک انکی حق مین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہے
جائز ہے کہ بطور ایراد سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تھا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہ
کا یہہ قول کہ قرآن شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتے ہین اسیکی پر محمول کرتے ہین کہ
اظہار اشکال کے طور پر انہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکی نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہہ ہے انما ھو تفتیش علمی یعرض
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ھذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیۃ فامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنھم ابوا الا الغسل
فالذی یفھم الفقیر انہ لیس بذاھب الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل ولکنھم یقررون ھنالک اشکالا ولا یظھر فی
احتمالا لا یعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ھذا التعارض ای مسلک یسلکون فی
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس و یعدہ مذھبا لہ حاشا
حاشاہ انتہی پس کسی منصف ذکی کو گنجایش نہین ابن الہمام رحمہ کی قول کو یہہ سمجہہ جانے کہ فقط آٹھ
تراویح کی سنت ہونیکا انکا مذہب ہے، اور بالفرض انکا یہہ مذہب بھی ہو وے تو اس سے یہہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کی انکے قول کو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اُس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اُس پر اعتراض و اسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب ۳۱۲ دوسو بارہوین مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکی اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب عام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام رحمہ
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیر سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور کس طرح

علما مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت و ثابت قیاس ہے رکھتے ہیں کہ اصل انکا تابع شرع کی ہے اور حال آنکہ وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہے اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کے جو کثرت اختلاف رواۃ سے حاصل ہے حدیث ثلثین کو ضعیف بتایا ہے یعنی یہی وجہ ضعف کی اشارہ سابقہ کے احادیث میں بھی موجود ہے اب یکھو امام ربانی حضرت مولوی رشید احمد و خلیل احمد حنفی کو اپنے پیران کبار میں سے جانتے ہیں ابن الہمام کو محققین کی نسبت خلاف مشایخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہیں اس مسئلہ تراویح میں اسی امر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اس پر متفق ہیں تو کیوں انکا قول قابل رد و طعن ہوگا اور کسطرح طرفداری حجم عظیم کیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم عطا کرے کہ ایسی ویسی کی باتیں زبان سے نکالی اب کچھ روایتیں بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکے بارہ میں مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہیں امام غزالی رح احیاء العلوم میں فرماتے ہیں التراویح وھی عشرون رکعۃ و کیفیتھا مشہورۃ وھی سنۃ مؤکدۃ یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں ویکون فعلھما بعد صلوۃ الفرض بعد رکعتین سنۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا اصلاھا وھی عشرون رکعۃ وینوی فی کل رکعتین اصلی رکعتی التراویح المسنونۃ یہ حضرت شریعت و طریقت کے پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کے محدث و فقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہیں اور یہی مذہب ہوا امام احمد رح کی روایت بیس کے اونکے مقلدین کے درمیان میں مفتی بہا و معمول بہا ہے اور آٹھ کی اگرچہ روایت آٹھ کی بھی ان سے یعنی امام احمد رح سے ہو وے لکن مفتی بہا اور معمول بہا نہیں ہے اور عینی شرح ہدایہ میں ہے وعند مالک تسع ترویحات ستۃ وثلثین رکعۃ غیر الوتر واحتج علی ذلک بعمل اھل المدینہ اس سے امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتے ہیں اور ایک روایت ان سے چالیس کے بھی ہے الغرض انکو مذہب میں بھی آٹھ نہیں ہیں تو بیس یا سولہ اور زیادہ ہیں اونکے یہان اب مذہب حنفی جاننا چاہئے غنیۃ المصلی و کنز الدقائق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار و شرح وقایہ و ملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہ کتب میں بیس رکعت کو سنت لکھا ہے اور در مختار میں ہے التراویح سنۃ مؤکدۃ وھو عشرون رکعۃ الخ علامہ شامی فرماتے ہیں ھو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا اور عینی شرح ہدایہ میں ہے احتج الشافعیۃ بمذھبھم بما رواہ البیہقی باسناد صحیح عن سائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عہد عمر رضی اللہ عنہ

بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلاً ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعۃ قال ھذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہو کہ اسناد صحیح سے ثابت ہو کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علی رضی نے امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہو اس لیے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی عینی میں چند سطور کے بعد ہو قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ھو السنۃ ویصلی الباقی فرادی
کانہ لیس من التراویح بل ھو نفل مبتداء اذا الجماعۃ فیہ مکروھۃ انتہی اس سے واضح
ہو کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہو نفل ہیں اس لیے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہیے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہو تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہو وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی
والبیہقی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وھو معلول بابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ وھو متفق
علی ضعفہ انتہی لیکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہو ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہو مضر نہیں ہو اس لیے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہو کہ علماء کے
موافق عمل کریں اور اسلیے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہو نزدیک علماء کے اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہو اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پروا کر دیتی ہو چنانچہ شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر جلد
ثانی کے صفحہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں ومما یصحح الحدیث ایضاً عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب العمل علیہ عند اھل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال امام مالک
شہرۃ الحدیث بالمدینہ یغنی عن صحتہ سندہ انتہی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدھا مقال لا یضر بعد تلقی الامۃ بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ جب علماء صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کے موافق عمل کریں اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہیں ہوتا ہے پس اسیطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑھنی آنحضرت صلعم کی ہے کہ جب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں
بیس رکعت تراویح بدون انکار و اختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی ائمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقاً و غرباً اسی پر عمل ہوا تو بلا شبہہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہے
اس کے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہ ہونا واضح ہو گیا پس حدیث مرفوع و عمل خلفاء راشدین و من بعدہم سے
سنت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین میں کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کے ہے چنانچہ نحو میر پڑھنے والا بھی جانتا ہے جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم کے سنتی پر کیا اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہے پس
سنت خلفاء راشدین کے حق میں بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی و سنت خلفاء
دونونکا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہے ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہے کیونکہ کلمہ الزام کا دونون کے حق میں وارد فرمایا ہے اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہو لیا پس اسکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہو گیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم و مفہوم باحسن وجہ ہے **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہیں تو پہلا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی میں نہیں لیتے ہیں جو معنی حقیقی اسکے ہیں اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کے معنی حقیقی کے سے طرف معنی مجازی کی انصراف فرماتے ہیں تو یہ انصراف انکا جائز نہیں ہے بسبب قاعدہ
کیونکہ علم اصول میں مبرہن ہو لیا ہے کہ بدون تعذر حقیقت کے بلا قرینہ صارفہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہیں اور علم کلام سے واضح ہو چکا ہے کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کے جائز نہیں ہے پس ایسا کرنا جائز
لازم آتا ہے کہ دوسرے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور میں اپنے معنی حقیقی پر نہیں ہوا اور الزام اس سے
مراد نہیں ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین دونون کے حق میں وارد ہے تو دونون سنت کا الزام
ثابت نہیں دونون عمل مندوب و مستحب ہے تو پس کوئی سنت نبوی بھی لازم ہمیشہ نہ ہوئی جیسے کہ سنت خلفاء راشدین لازم
نہیں اور آٹھ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہ ہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہیں مندوب ثابت ہوا تو مؤکدہ
ہونیکی کیا معنی ہیں پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہے اور اگر اسیہی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف میں وارد ہے آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب و استحباب مراد لیتے ہیں

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہے وہ ہی ہمارے نزدیک نا جائز ہے اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے کیونکہ عموم مجاز بھی قسم مجاز کی ہے پھر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ مانع و دفع و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا اُن ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہے پس تھا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کہ قطع درست و بہت ہے اور کیونکہ اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی محققین واقع ہیں انحراف فقط ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکا اس قول کو کوئی غیر مقبول مطعون کہیں اور صحابہ یعنی خلفاء راشدین رض جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہیں تو وہ بھی اپنی طرف سے نہیں مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی تحقیق معلوم ہو گی اور عدم اضطراب ضعف سند جانا گیا بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے تو ظاہر بھی ہے کہ وہی بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیا فرمایا ہے جسکو بخوف افتراض آنحضرت صلعم نے ترک کیا تھا فتح المنان بمذہب النعمان میں شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں فالظاہر انہ قد ثبت عندھم صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختارہ عمر رضہ انتہی اور کیونکر ہو سکے کہ تعین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجرا فرماویں اور تعین بیس رکعت کی کریں اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ میں نہیں ہوئی ہوتی تھی اگر وہ چیز ہوتی تھی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرأت نہیں کرتے تھے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تھے چنانچہ جمع کرنا قرآن شریف کا خیر و احسن تھا لیکن اول مسلہ میں صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہیں کی ہے ہم کسطرح کریں اگرچہ آخر میں اتفاق ہو گیا اور اس بارہ میں کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہیں ہے پس اگر آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رض کا گفتگو کرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے لیس ببعید بلکہ البعید ہے اور نعمت البدعۃ ہذہ فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہیں کہ بیس رکعت کو ہی محققین نے کیوں نہیں جائز ہے کہ دوسرے بعض حیثیات کے سبب ہووے مثلاً اول شب میں پڑھنا اور کوئی دوسری حیثیت سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور اجرا فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت کو تکرار دیگر امام ابن الہمام سنت موکدہ کہتے ہیں ایسے ہی یہ بیس رکعت بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت موکدہ ہوئیں نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت موکدہ کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہے اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہے بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رض سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہے تو اس سے حدیث ابن عباس کی تثبیت جسکی بحث ہو چکی ہو نا

لازم نہیں آتا اسلیئے کہ حضرت عائشہ رضہ تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی تہین جو حضرت عائشہ کے موجودگی
مین تھا اور ہوا ہو آنحضرت صلعم سے باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر کسی بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہو حضرت عائشہ رضہ کے موجود نہونیکے سبب سے انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی انکی
قول سے ہرگز نہین ہوتی ہر ایسے کسی صحابی سے بھی جو روایت آٹھ کی ہو تو وہ بھی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہوسکتے ہین
پس روایت آٹھ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفا فقط آٹھ تراویح پر کرتا ہو تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کا کہ ان کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و موکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہو مخالف ہو پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہو اور قول ابن الہمام ساقط ہو و قابل رد و طعن کے ہو جامع براہین
جو قابل طعن یہ ہونا لکہتا ہو صرف بے علمی و نادانی سے کہتا ہو خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھہ خدا تعالی کے اور آنحضرت کو اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھہ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہو اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بہائی کہدیا اور ست
رکہا ہو اور وتر کی ایک رکعت کے منکر کی ایمان کا ٹھکانا نہونا لکہتا ہو جس سے لازم آتا ہو کہ نعوذ باللہ متقدمین والک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رضہ جو منکر ایک رکعت وتر کے ہین و امام حسن البصری و تمام حنفیہ علما و غیرہم
کی ایمان کا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہو کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علیت اس حکم کی یہان بہی موجود ہے
پس ایسے شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہو اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور بہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہو کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہین کہ اسکی اصل شرع سے
انکے نزدیک ثابت ہو تو اوسکی کراہت بہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہو کسقدر بے علمی سے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر بآحسن وجہ
دال ہو اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسی امر مین اختلاف ہو کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کو حقیقین استعمال کرنا جائز نہین کہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے ہین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سے واضح ہو کہ اسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑہے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے سے نماز پڑہلے اور قلتین سے وضو کرکے نماز پڑہے اور خصے کہائی ہوئی پاؤن پر مسح کرکے نماز پڑہلے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہو پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہو اور یہ مناقض ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اہل الذکر

ان کنتم

ان کنتم لا تعلمون الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہے اور تصریح کی ہے کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہے
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہے الخ اور یہ تناقض متدافع بین القولین دلیل جہالت و بے علمی
جامع براہین کی ہے اب بتائیے کہ بے علمی تمہاری ہے یا صاحب انوار ساطعہ کی پس یہ بہی گائی
مصرع
مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ایسی بے علمی و لامذہبی جامع براہین کے واضح ہے اور صاحب انوار
اسکی بہتان سے بری ہے اور انکا حال بہی معلوم ہے اور آیت فاسئلوا اهل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہے لکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کی مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علما محققین نے اسیہی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی نہین ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہے کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین او سمین مطلق پر زائد ہے اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہے
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اسکے اسکے نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہوجاتا ہے
اسیہی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے پس بناء علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد و فاتحہ
و سوم وغیرہ ہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہے اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ و متاخرہ باعلی صوت اسکی ندا کر رہی ہین تو چاہیے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہے اسیہی دلیل سے مقید کو بہی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اسکی ان
امور مقید مین جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید و غیر مقید دونونکو ہے پس انکے قول سے امور مذکور مقید
کا ثبوت ہوگیا اور اسی لئے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہوگیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف و قیام و طعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی قاری و جلال الدین
سیوطی رح و ابن جزری و ابن جوزی و سخاوی و دیگر علما محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی و چند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم بن کلیب رض
کی ہے واضح ہے اور حدیث جریر کی محامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ ذوو روایہ و درایہ نے مستحسن جانا ہے چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایۃ الامر یہ کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا
بلاضرورت یون بہی جائز ہونا یہ قائل بتاتا ہے پس یہ امور بہی بلاضرورت یون بہی جائز ہوئی پس اول
سے آخر تک جو قائل ہے اِن امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کرنا تمام اپنی تقریر سے اپنے یہ مسئلہ بیان

کر کے رائیگان ولغو کر دی اور اپنے رسالہ کو مردود و ولچر اسنے کر دیا عاقلین پر واضح ولائح ہے کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حق مین مفید ہے یا ہمارے حق مین الحق یعلو ولایعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہے کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہ سے ہی ثابت ہو گیا ان حضرت کو سیر بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعویٰ کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کے امور بہت سے اس شخص غافل کے
مین کہ اسکے اقوال کے متناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بے علمی وعدم و مسائل شرعیہ سے اسکی
ظاہر ہے چنانچہ اسکے چند اقوال اور بیان کیے جاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ کی اصل اوس بادہ
کیوقت مین جب ہجوم سے محفل میلاد شریف ہونے لگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول کی بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہو کہ وہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین ہے پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سو لکھی اس عالم نے جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قول کو رد کیا اور فتویٰ دیا کہ یہ مستحسن مستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہے جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہے پس اسی فتوے پر عمل ہو گیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علماء اور مشائخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتے چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکھا ہے وکان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة
اور رائج ہو گیا یہ تمام شہرون مین اور ملکون مین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی وقسطلانی وغیرہ نے لکھا ہے الخ **قال** جامع البراہین
فی صفحہ ١٦٦ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ حاکم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف ہے باطل کر دیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھ ثبوت نہین پس سب آپکے علماء کا فتوے لایعباء بہا ہو گیا اور بدعت
ہونا مقرر ہو گیا اور حاضر ہونے مشائخ او علماء کی کچھ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوے دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچھ بھی علم وعقل ہو تو ظاہر ہے پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوة لیلة البرأة اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروع کا موجب جواز کا نہین ہوتا ہے پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکھنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ قول تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکے انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع ہے اور جھوٹ ہے بلکہ انکار فاکہانی کا جلال الدین سیوطی نے حسن المقصد
فی وہ دندان شکن جواب دیا ہے کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوے چنانچہ انکے رسالہ حسن المقصد مین حر

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی میں بھی انکی جواب کو نقل کیا ہے اور تسلیم رکھا ہے اور ظرف
دارس فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہیں کی اور ایسے ویسے تو انکے کلام سمجھنے کے لیاقت بھی نہیں ہے
رد و انکار تو کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا نادر و کامل ہے اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہے اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو میں ذکر کرتے ہیں تاکہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور سبکی
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہیں جانتا ہوں میں کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت میں **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہیں لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل بن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہے اور میں نے بھی ایک اصل استخراج کی ہے اور دونوں اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ فاکہانی کے علم میں اصل نہ ہونے سے اور فاکہانی کا علم اصل مولد تک نہ ہونے سے اور
فاکہانی کو تنبیہ اصل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں اسکی اصل موجود نہیں ہے اور دوسرے علماء و فضلاء
کی علم میں بھی اسکی اصل ثابت و موجود نہیں ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہے ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ عدم علم کسیکا دین الٰہی میں صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہیں
رکھتا ہے چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احادیث زکی کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
در مختار میں لکھا ہے کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچے تھے انتہی اسکے جواب میں فرماتے ہیں فدفع بان عدم علمهما لا يصلح
دليلا في دين الله انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رضی نے کیا چنانچہ توضیح میں موجود ہے لحديث معقل بن سنان في بروع ماتت عنها هلال
بن مرة وما سمى لها مهرا وما دخل بها فقضى عليه السلام لها بمهر مثل نسائها فقبله ابن
مسعود ورده علي رضي الله اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلاء میں موجود ہیں
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اسچیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہے بدون منکر نہیں جانا ہے پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم سے اور انکی نزدیک ثابت نہونے سے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہیں ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہیں ہوا اور دلیل شرعی نہیں قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار پاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسطرح سے مضر نہیں ہے متبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال الفاکہانی** محفل مولد شریف
بدعت ہے دعوت کہانیوالوں اور بطال لوگوں نے اسکو نکالا ہے اور اسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ جب

ہم اُسکو احکام خمسۂ شرعیہ پر پیش کرتے ہیں تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہیں ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرع کا ہووے بدون علامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع میں
نہیں ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہیں ہے میرے علم میں **قال** جلال الدین سیوطی رحمہ اول
معلوم ہوچکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اُسکے پاس اس محفل میں علماء و صلحا بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
ابن دحیہ اور اس محفل کے بارہ میں ابن دحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دینداروں نے اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکھا ہی اور انکار نہیں کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بھی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالوں نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہیں ہوسکتا ہی اور اپنے علم کے موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الہی میں دلیل ہونا اُنکو
معلوم ہوچکا ہی پس یہ قول بھی فاکہانی کا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہیں ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بھی
نہیں ہے کیونکہ حقیقت مندوب کی یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبھی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبھی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ میں نص وارد نہوئی ہووے تب بھی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلوں آیندہ آنیوالیوں پر قیاس کر کے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی کہ شرعًا
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہیں ہے
پس رد قول فاکہانی کا قول جلال الدین رحمہ سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہیں ہے کیونکہ
ابتداع دین میں باجماع مسلمین جائز نہیں ہے **قال** جلال الدین رحمہ یہ کلام مستقیم و راست نہیں
اور یہ مسلم نہیں کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ میں نہیں بلکہ بدعت کبھی مباح ہوتی ہی اور کبھی مندوب
و کبھی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا ہی کہ بدعت شرع میں وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسمیں ہیں حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد میں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت میں داخل ہووے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت میں داخل
ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت میں داخل ہووے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت میں داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت میں داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کو ان پانچ اقسام میں مثالیں جو گزریں یہاں تک

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہیں انمیں سے حداث مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول میں نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ میں سے تراویح باین ہیئت مخصوصہ و کلام دقایق تصوف و جدال میں سے اور
اور اسی میں سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کے بشرط قصد لوجہ اللہ ہووے اور امام بیہقی نے
اپنے اسناد کے ساتھ مناقب شافعی میں امام شافعی رحمہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں یعنے امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت
ضلالت ہے اور **دوسری** وہ جو ان چاروں میں کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رضی نے قیام شہر رمضان کے حق میں فرمایا ہے نعمت البدعۃ ہذہ یعنے اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تھی اور اسمیں کسی دلیل قرآن و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہیں ہے یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہے یہ آخر کلام شافعی کا ہے اس سے پہچانا جاتا ہے ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ ہے کہ مباح جائز
نہیں اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہے کہ یہ بدعت مکروہ ہے او ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانی کا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو مخالف قرآن
و حدیث و اثر اجماع کے ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہے جیسا کہ عبارت امام شافعی رحمہ سے ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی و احسان میں سے ہے کہ عصر اول میں معہود و معروف نہ تھا اسلئے کہ کھانا کھلانا سوائے اقتران
گناہ کے احسان ہے پس وہ بدعت مندوبہ میں سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام میں ہے یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر و بے خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب
و مندوب مباح بھی ہوتی ہے بدعت کو منحصر مکروہ و حرام میں کرکے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سے لگادیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہیں جانا کہ بدعت مکروہ
و حرام جب ہوتی ہے کہ قرآن یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمیں کوئی حکم جو ان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہیں ہوتا ہے پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکے درمیان بدعت
مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہے جو فاکہانی سے صادر ہوا کیونکر معقول عند الشرع ہو سکتا ہے پس قول فاکہانی کا
بھی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہیں ہے اسیواسطے علمائے فحول و فضلائے عطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا و ہابیہ کے نزدیک سو اسطے مقبول ہوا کہ انکی مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے انکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہیں آتا ہے **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہے کہ اوس محفل مولد میں خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور وہ سب والیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اس دینے کے سبب سے دینے والیکا دل درد و رنج
میں آوے تو یہ مثل غصب کر لینے کے ہو ساتھہ تلوار کی خصوصًا جب اسکے ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باملہ دف
وغیرہ کے ہووے اور مرد و عورتیں مجتمع ہوویں اور عورتیں گانے والے اور رقص و انعطاف و استغراق لہو وغیرہ میں
پس اسکی حرمت میں اختلاف نہیں ہے **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہے مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہے اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہیں ہے اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ میں بھی مثلاً
پائی جاویں تو قبیح و شنیع ہو جاوینگے لیکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور ہم نے بعضے
ایسے امور رمضان میں تراویح کی اجتماع میں بھی دیکھے ہیں ان امور کے سبب سے تراویح کے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویح کے سنت و قربت ہے اور یہ امور غیر مشروعہ جو مضموم ہیں اسکی طرف یہ وہ قبیح و شنیع ہیں اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کے مندوب ہے اور قربت اور امور غیر مشروعہ اوسکی طرف جو مضموم ہیں وہ مذموم و ممنوع ہیں یہ کلام
علامہ جلال الدین رحمۃ کا بھی بہت قوی و متین ہے اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنا سوال اور نا راضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص و انعطاف مردوں و عورتوں
کا ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل میں جو متنازع فیہ ہے ہرگز نہیں ہے فاکہانی کے زمانہ میں ہوتی ہوگی
اور اسکا رد فاکہانی نے کیا ہے اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد انسے نہیں ہوتا ہے یا فرضی ٹھہرائی ہوگی یا کسی
جائے پر ہوتی ہوگی ایسے محفل کے ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتوں کے ناچنے اور گانیوالیوں کے
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بھی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لیکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہیں کی اور کسی دلیل شرعی و عقلی سے یہ ثابت نہیں کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد کے بھی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہیں ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہیں کہ وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہے اسیہی مہینہ میں آنحضرت صلعم نے وفات پائی ہے پس خوشی جیسے کہ اس مہینہ میں ہے ویسے ہی
غم و حزن بھی کم نہیں ہے **قال** جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جواب اس قول فاکہانی کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہے شریعت سے حث و ترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہے اور شارع علیہ السلام نے وقت ولادت کے کہ نعمت الہی ہے واسطے اظہار فرح و سرور
مولد کے اور واسطے ادا شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہے اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ و اظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہیں فرمایا

پس قواعد شرعیت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح و سرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن و نیک
ہے اور اظہار غم و حزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن و نیک نہین ہے یہ قول بہی جلال الدین سیوطی رح
کا بہت متین ہے اور موافق قواعد شرعیہ کے ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر و بلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
فرح و سرور کو اولی اظہار غم و حزن سے ہونا بتا دیا ہے پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود و باطل ہو گئے اور
مخالف قواعد شرعیہ کے بلا دلیل ہونا واضح ہو گئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رح کے پس باطل و دروغ ہو گیا
قول جامع براہین کا جو کہتا ہے کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی
اہل علم کی شان سے بہت بعید ہے اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے ہوے کچھ شرم نہین آتی ہے جہلاء
و سفہاء کو ایسی ہی دروغگوئیون و بیباکیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکے اضلال سے مسلمانون
کو اپنے حفظ و امان مین رکھے اور یہ جو کہا کہ فقط اوس کے انکار نے یعنی فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم
مولف ہے باطل کر دیا کلام بے معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہے اور یہ کہ فاکہانی کا انکار بغیر دلیل
شرعی ہے نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اور یہ ہو چکا ہے کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہ ہونا بیان
کرتا ہے اور عدم علم کسی کا دین الہی مین اصلا حجت دلیل شرعی نہین ہو سکتی ہے اور امر واقعی کسیکے
بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہے اور بدعت کو منحصر مکروہ و حرام مین کرنا مخالف نص من سن سنۃ
حسنۃ کے اور اقوال آئمہ کی ہو کر ساقط و باطل ہوا پس اس نے جو یہی کیا تھا کراہت و حرمت محفل کو
اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو
خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر معتد بہا اختلاف ہوتا ہے نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان
القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی
انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہے نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء و معتبر نہین پس اجماع
و اتفاق کو ہرگز مضر نہین ہے اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین ہے چنانچہ
اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہے کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے
کوئی معاند و متعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہے اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے
مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکہو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج و اوس نے بیعت
حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نے بیعت
نہین کی مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہ تھی اور دلیل اجتہادی قابل قبول پیش انہون نے نکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ ان کے مخالفت مضر اجماع کو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
میں ہے فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ
واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصراً ایسے صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کے سبب سے نہ تھی مضر اجماع کو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلاف حکم نا
و انکار کیونکر مضر اجماع کو ہو جائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہے تو لازم آتا ہے کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی کی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہیں کہ خلافت حضرت صدیق رضی کی اجماعی ہے باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رضی نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک ونسبت رجوع محقق نہیں ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اس کے رجوع پر دال نہیں ہے من ادعا فعلیہ اقامۃ البرھان پس معلوم ہو کہ خلافت ابی بکر
صدیق باوجود خلاف سعد بن عبادہ رضی کے اجماعی نہ ٹھہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکھنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی بدری کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتے ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہے کہ خلاف سعد بن عبادہ رضی صحابی بدری کے سے تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماع کا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونوں نہیں ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بھی معتبر و معتمد زیادہ ہے پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقل کو
معلوم نہیں کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہے اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانی کا کیا ہے اور کسی نے
ان جمہور میں سے اسکے قول کو معتبر و قابل التفات نہیں جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہو تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیوں نہیں ہو سکتا ہے اور یہ کسطرح عقل سلیم و فہم
مستقیم میں آسکتا ہے کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہو جاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل و غیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانی کا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم و صراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے **شعر** ایسے اسعد وہ کج ادا ہیگا نہ
اسکے ابرو کی کمانکو تیر کی حاجت نہیں .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہے کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہے ایسی ضلالت و نادانی کا کیا ٹھکانا ہے (ببین عقل و دانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتد بہا بھی بمقابلہ جمہور ہو وے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت محمود
ہونیکا خیال ہے مفصل انکی الاصابہ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکان
ذلك البعض من اهل السنة فلثانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصًا اذا كان المخالف اقل
قلیل مبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد مبدع ولو سلم ان المخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن لیس له رای لا یحسن وای فائدة ولعله
یترتب علیه مالا یحمد عواقبہا انتہی نخعی و شعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو انسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیر کے شاذ و غیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا ہے اسکی تکفیر بعض نے کہی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفا قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی والنخعی مما یقتضی کراهة زیارة
القبور شاذ لا یعول علیه لمخالفته اجماع غیرهما وقد فرط ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفر
لزیارة النبی صلعم کما افرط غیره حیث قال لکون الزیارة قربة معلوم من الدین بالضرورة وجاحده
محکوم علیه بالکفر ولیل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیه بالاستحباب
یکون کفرًا لانه فوق تحریم المباح المتفق علیه فی هذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں بھی ہے صفحہ ۲۴ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف و البیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعه وان خرب ما حوله تعظیمًا للمسجد و
احترامًا له من السغناقی ولما اجتمع فقهاء الامصار علی شیئ فقول واحد یخالف
قولهم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ و نادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تاکہ قول جمہور باطل نہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا نکتا طرہ اٹھتے یہ کہ اپنی بے علمی و بے فہمی سے صاحب انوار ساطعہ پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا **رباعی** ایک روز وقت یاس کہا منہ آئے سے یوں :: آزردہ خاطر و نکستانسی فائدہ
بولا وہ واقعی بڑی ہے بدا و گرمیں ہستم :: ہمسرکسی کو دل لگے لگا نہیں فائدہ کسی سے آئینے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اسکا مطلب بے علمی کے سبب سے کچھکا کچھ سمجھ گیا
اور یہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہو دے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیفما کان معتبر ہوجاوے کہ فاکہانی کا انکار

بھی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہیں کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک قول کے موافق جو مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہوجاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانتا ہے اور اسی پر عمل درآمد اُسکا اسی رسالہ براہین میں ہے کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بناتا ہے یہ تو کوئی احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اوسکے معتبر ہونیکی یہ معنی ہیں کہ تحقق اجماعکا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو جہلیت صرف ہے بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہے اہل فہم پر روشن ہے کم فہم کیلیے سمجھے مسائل و قاعد کو اور یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ میں یہ قول لکھ چکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہے کہ شافعی اوسکو جائز فرماتے ہیں کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہے تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے کسقدر بے علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہے اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے یعنی مکروہ بھی نہیں ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کے بارہ میں یہ قول بنا جاری اُسنے کیوں نہیں کیا کہ محفل مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہے اوسمیں اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ کہ یہاں محفل مولد ہے یوں بھی بلا ضرورت جائز ہے پس اسہی جامع براہین کے قول سے جواز محفل مولد لازم آتا ظاہر ہے اب بھی تقریر اُسکی یہاں جاری ہے پر یہاں اُسکا اعتبار نہیں کرتا ہے اور معتبر نہیں جانتا ہے اور اجرت علی التعلیم کے بارہ میں کیونکہ مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ طے کے سبب اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر ماننا کسقدر بے علمی ہے اور امام شافعی ہے کہ مخالف مذہب ہمارے ہیں انکے نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اُسنے معتبر قرار دیا ہے جس سے واضح و لائح ہے کہ مخالف کے نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلیے کافی ہوتا ہے پس اسیطرح یہاں بھی جاننا چاہیے تھا کہ جمہور کے نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کو واسطے کافی ہے اس بیچارہ کو اپنے اقوال اگلے پچھلے کی بھی خبر نہیں اور اسقدر تمیز بھی نہیں کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہیں اور سبھی کے اقوال اسکے مدعی کی بیخ کنی کرتے ہیں اور اپنے بے علمی دوسروں پر ڈالتا ہے ایسی کشر مندگی مشابہ کیواسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر خوب راست آیا **رباعی** جب کہا میں نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ÷ بے مروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ میں تو خیر جو کچھ ہوں سو ہوں ÷ تم بھی تو بے صبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوتی تو اون عالم کی سُنی سُنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی مین ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
مین کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشایخ متاخرین کا جواب ایکہی ہووے اور اس مسئلہ مین تمام متفق ہوجاوین تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشایخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درمختار مین یہ مصرح ہے و اذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاہر و تکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی اِس محفل میلاد مین آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہین ہے اور غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشایخ کی ہے کہ ایک جانب مین فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب مین تمام علماء دین تو اون تمام علماء کے قول کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہئے
لیکن جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچہ خوف و خشیت خدا تعالی سے نہین کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت اٹکل پچو جو منہ مین آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل و
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہین کر سکتا ہے ایسے مواقع مین مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان پر لانا کیونکر اسطرح درست ہے فقہاء نے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل و تدبر و اجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
ویخشی اللہ تعالی و یراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیسا کہ جامع براہین ہی لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہان ہے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر و جم غفیر علماء
نہ اسکی بات اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہین مثلاً مشہور ہے نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو بہر صاحب علم ہین گو اس مسئلہ مین خاطی سخت ہین لیکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار مین ہے
اسنے خود کو کیا خیال کر کے دست اندازی اسمین کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمین سرفرازی تہی
اور ملا علی قاری نے مورد الروی فی مولد النبوی مین بادشاہان عادلین قامعین بدعت ملک مصر
و ملک اندلس و ملک مغرب و ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام مین
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان و صوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہین
اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جزری و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہین
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے انکے رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہو جاوے وقال الاصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة
وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل
الاسلام في سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم وقال
الامام شمس الدين ابن الجزري المقرئ والمجرب من خواصه انه امان تام في ذلك
العام وبشرى تعجيل بنيل ما ينبغي ويرام قال واكثرهم بذلك عناية
اهل المصر والشام ولسلطان مصر في تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت في سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله
بقلعة الجبل العلية فرأيت ما هالني وسرني ولا ساءني وحررت ما انفق في
تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين
ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرها مما يستقيم به الضلوع
قال السخاوي قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين ممن وفقهم الله
لهدم كثير من المناكير والشين ونظروا في امر الرعية كالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بجنده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة
تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلو
بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك
فيما هنالك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولي النقل والتحرير قلت واما
العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقراءات الختمات والتلاوات
المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن بجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرن عليه
في ذلك الزمان ومن تعظيم مشايخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه
احد في حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوي واما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون
الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويزيد اهتمامهم

بيوم

به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد سيما الشريف صاحب
اللواء والحجاز ولاهل المدينة كثرهما الله احتفال على فعله اقبال انتهى اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام
مشہورہ معروفہ میں محفل میلاد شریف کا ہونا اور بلا انکار علماء متبحرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار
بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا ثبوت اجماع ہے
اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہے اور اصول اور ان پر واضح ہے کہ ایک زمانہ کے علماء مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کے علماء
جو بعد زمانہ اختلاف کے ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف پر اتفاق کر لیں تو اجماع ہو جاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق
مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنے والے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہے اسلئے
کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہو گئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اسوقت میں
اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام كل واحد منهم الدليل مقرونا بشرائطه لا يكون
احد منهم ضالا ولا مخطئا بالنظر الى الدليل ثم اذا انعقد الاجماع بعدهم على احد الطرفين
فدليل المخالف لم يبق الآن دليلا لانه حدث دليل اقوى وهو الاجماع انتهى وقال بعيد
ذلك لان عليهم كان دليلا في ذلك الزمان لكنه لم يبق دليلا في زمان حدوث الاجماع
انتهى وفي مسلم الثبوت اتفاق العصر الثاني بعد استقرار الخلاف في العصر الاول ممتنع عند
الاشعري والمختار انه واقع حجة وعليه اكثر الحنفية والشافعية لنا على الوقوع اجماع التا
بعين على جواز متعة العمرة وقد كان امير المؤمنين عمر وامير المؤمنين عثمان ينهى عنه ولا
يلزم تضليل بعض الصحابة لان رأيه كان حجة قبل حدوث الاجماع وانما يلزم خطاءه وهو لازم
في كل اختلاف لان الحق واحد انتهى مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متبحرین علماء و فضلاء
صالحین کا اسکے جواز پر ہو گیا جیسا کہ بیان ملا علی قاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علی قاری میں مثلا مخالف کوئی
اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہے پس بلا اتفاقین
اجماع متحقق ہو گیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہو گیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونے کی باقی
نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کو تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا
شرط مانو اور اتفاق کرنیوالوں کو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء
علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے ابھی عبارت ملا علی قاری سے واضح ہو چکا
ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت ہے مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہے قال فی المسلم وشرحہ

بحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی امر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین حجۃ کالاجماع
فانہ یابی العقل من اجتماعہم من غیر ان یکون واضح الدلیل لہم وان کان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہ ہوتا تب بھی اکثر اس محفل کو جو مجوز ہیں اور اختلاف کی حالت میں اکثر کے قول کو اخذ کرنا واجب ہے
سو اوپر گذر چکا ہے پس دعویٰ ہمارا بہر حال ثابت ہے بالغرض قول فاکہانی یا اسواسطے کہ دلیل شرعی کے نہیں ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کرتے ہیں اور عدم علم کسی کا دین الہی میں دلیل نہیں ہو سکتا ہے اور یا وجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت وکراہت میں منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہیں بدعت کا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب ومستحب ومباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت وکراہت میں کوئی دلیل شرعی نہ ہوئی تو اس پر متفرع کر کے حرمت وکراہت
محفل کو بلا دلیل شرعی ہوا پس خلاف فاکہانی مخالف اجماع محققین اسکے اہل زمانہ تو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ میں تھا بعد کو جب
اختلاف نہ رہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانی کی دلیل شرعی نہ رہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانی کو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت وخرق اجماع سے خالی نہیں ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم وفتوی دینا علماء
نے جہل وخرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہو گئی بد علمی وبدرائی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی وامثال کے اقوال ضعیفہ ومرجوحہ وغیر مدللہ ومردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہیں اور واضح ولائح ہو گیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تھا کما لا یخفی اور جامع براہین کا ہی قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہو گیا اور صفحہ ۱۹۹ میں جو لکھا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس
محل میں اول وآخر اس کے فاکہانی کے قول کو نقل کیا ہے سب کا جواب شافی بیان ہو گیا ہے جگہہ علیحدہ علیحدہ تحریر
کی ضرورت نہ رہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہاں کا امکان نہیں اور قرآن وحدیث سے
کچھ ثبوت نہیں ۲ اقول باللہ التوفیق فاکہانی کے قول کا بطلان وبلا دلیل وغیر معتبر ہونا وضعیف ومرجوح ومخالف
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہو مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اوس دلیل کا باقی نہ رہنا بخوبی ابھی معلوم ہو گیا ہے اور اس محفل کی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین ومحققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین لکھتا ہے کہ انکا قیاس کرنا کام نہیں ہے امام جلال الدین

سیوطی

سیوطی و ابن حجر و علامہ ملا علی قاری وغیرہم متبحرین فضلا و علما ہے تو اُس قیاس کو جائز و پسند کریں اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علما کے طفل مکتب ہونگے بھی لیاقت نہیں رکھتا ہے اور اُن کی کلام کی فہم کی بھی اسکو
تمیز نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اُس قیاس کو کام کا نہ بتا دے بلکہ اوسکو بیفہمی و بے علمی سے رد کرے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم انکو اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کما حقہ
کے وہ فاضل بھی تھے مشکوٰۃ و بخاری پر حواشی مختلفہ شروح علما سے دیکھکر اونھوں نے لکھے تھے اور بعض
لوگونکو اونھوں نے آخر عمر میں احادیث پڑھائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہیں اُن کے قول کو جو مخالف
جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے تہا کہ ادنی طالب علم بھی انکی غلطی پر واقف ہو سکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تہا تو براہین کے صفحہ ۱۵ و دیگرہ ۱۵ میں جامع براہین نے یہ کہا کہ دیگر میان بے ساختہ
طبع نے یہ شعر لکہا ہے ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید میں عبد السمیع کلام کرے قیامت آگئی صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری انتہی دیکہو آسمان
کا تہوکا منہ کو آیا اور تہوکا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ بے ساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد و چیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے انکو و لونکو مصداق اسکا بنایا ہے ظہور حشر نہو
کیونکہ کلچڑی گنجی ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد و اونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علما محققین مقبولین معروفین کا رد کریں اور انکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کریں اور انکے قیاس کو کہیں کہ
کام کا نہیں قیام قیامت کیوں نہ ہووے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر
الساعۃ رواہ البخاری سچ ہے کہ جو کوئی بھائی کیواسطے کنوان کہودتا ہے خود گرتا ہے اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ میں صفحہ ۱۵۱ میں تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بھلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہے کہ غریب حدیث منحصر ضعیف میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح لیک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اُسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ و علل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہے کہ بعض محل میں غریب بمعنی ضعیف و مطعون بھی آتی ہے اور عادت ترمذی
کی ہے کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر دیتا ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکہا
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی اسکے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہے مثلاً تو کہیں لفظ صحیح و حسن ذکر کرنا اور کہیں ذکر نکرنا لغو و بیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہو اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بہی دو قسم ہے ایک مطعون
وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جس جگہ مطعون نہیں ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے
اور جس جگہ مطعون وضعیف ہوتی ہو وہاں فقط غریب کہکر چپ ہو جاتا ہے اس احتمال قریب کے ہوتے ہوئے ہمالسند میں
قول ترمذی میں لغو بیفائدہ ہونا لازم نہیں آتا ہو شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین سنین تہا
شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہیں کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد
نہیں ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت ہذا هو المراد من قول صاحب المصابیح من قوله هذا حديث غريب
کما قال بطريق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول میں غریب سے مراد بہیلی مطعون حدیث غریب
مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے
زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہو تو اس سے عمر ہی مراد لیتا ہو اب اس سے یہ کہاں مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا
اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہیں لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث
میں ہے باقی اقسام میں ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے میں جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے
محدثین استعمال کرتے ہیں ترمذی بہی کرتا ہو قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرف الذي يقول فيه
حسن فقط اما ما يقول فيه حسن صحيح او حسن غريب او حسن صحيح غريب فلم يعرج على تعريفه كما لم يعرج على
تعريف ما يقول فيه صحيح فقط او غريب فقط فكانه ترك ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر
على تعريف ما يقول في كتابه حسن فقط اما لغموضه واما اصطلاح جديد لذلك قيده بقوله عندنا ولم
ينسبه الى اهل الحديث انتهی پس غریب وصحیح کے بارہ میں جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہیں ہے تو اوسکو
غریب کہدینا بہی مانند دوسروں کے ہوا پس جس طرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہو اسطرح ترمذی
بہی لیتا ہو بعض مواقع میں چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم میں یہہ حدیث ابی ہریرہ رضہ کی ہے قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الكلمة الحكمة ضالة الحكيم فحيث وجدها فهو احق بها رواه الترمذی وابن ماجة
وقال الترمذی هذا حديث غريب ابراهيم بن الفضل الراوي يضعف في الحديث اس سے ظاہر ہو کہ ترمذی کے
نزدیک غریب ضعیف کیساتھ جمع ہو جاتی ہے اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہیں ہے فی الواقع بی فہمی جامع براہین
کی ہو اور صاحب انوار پر اتہام بیفہمی و نادانی کا صفحہ ۱۵۲ میں لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد
واصول حدیث کے صحیح بتاتا ہی اور یہ شعر ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ بہ بیتی
کرتا ہو اب ہماری طرف سے یہی شعر جامع براہین کو دادہ ہو اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق میں ہی یہ دوسرا امر یہ ہماری طرف سے

ہر **بیت** آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند ؛ در جہل مرکب ابد الدہر بماند ؛ اب صاحب انوار سے برمی ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا میں ذکر کرتے ہیں اس سے یہ کہاں ثابت
ہوا کہ وقت عطسے کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نہی کے سبب سے نہیں تھا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تھا اوس پر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہیں ہے بلکہ
موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معینہ دونوں کا ایک حکم ہے اور ایک حکم کا مستلزم بھی نہی ضد اسکی کو جیسا کہ اوپر گذر چکا
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہیں ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا
کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت کے تم مدعی تھے اور تمہیں ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت و ممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھ علاقہ نہیں ہے پس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائیے فہمید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی * نہ بطفلی و نہ از نوش منش می برسے
زعشق ما چہ کہ از حسن خویش بیخبرے ؛ اور کیا ضرور تھا کہ تمہارا قول نصلی فی ھذا المواطن صراحۃ ابن عمر کہدیتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہو سکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جانا وہ فرمادیا مقصود حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات و وسواس بے غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بے علمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہیں کہ جامع براہین کو یہ خبر نہیں کہ بعض امور شرعیہ محدود و مقدر ہیں اور بعض غیر محدود
و غیر مقدر محدود و مقدر میں زیادت نقصان جائز نہیں اور غیر محدود و غیر مقدر میں زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ میں
اسیواسطے ہمارے علما زیادت کے جواز کے قائل ہوتے ہیں اور امام شافعی رح اذان و التحیات پر قیاس کر کے تلبیہ میں
کہ جسطرح اذان و تشہد میں زیادت درست نہیں ہے تلبیہ میں بھی درست نہیں ہے فی الھدایۃ وان زاد فیہا جاز خلافا
للشافعی رح فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہیں کہ تشہد درست و عزت نماز میں ہے اور نماز میں وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ بھی
مقید ہے غیر وارد اوس میں جائز نہیں ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
تتقید فیہا بالوارد لانہا لم یجعل شرعا الحالۃ عند منھا و لذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان للتشہد الثانی
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور لانہ اطلق فیہ من قبل الشارع نظرا الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور
نماز کے اور اذان و تشہد کے اسی قسم کے ہیں کہ انمیں زیادت و کمی جائز نہیں ہے اور تلبیہ میں زیادت جائز ہے وہ
اس قسم میں نہیں ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار میں بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور و محدود
ہیں لھذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفا ویبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من

تشهد او زاد فیه کان مکروها لان اذکار الصلوة محصورة فلا یزاد علیها انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح
ہو گیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و انتقاص کا
محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوة تحت الحدیث المعهود انما علمنا فیها ان نقول
الحمد لله علی کل حال فقط من غیر زیادة سلام فیه علی انه ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی المأثور
من غیر ان یزاد وینقص فالزیادة فی مثله نقصان فی الحقیقة کما لا یزاد فی الاذان بعد التهلیل
محمد رسول الله وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم ہوئے کہ ایک میں زیادت درست اور
دوسری قسم میں زیادت درست نہیں جیسے ذکر مخصوص اور ہمیں وارد ہو وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی انہیں امور
محدود و محصور میں سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بے علمی و نافہمی ہے
کیونکہ محفل میلاد میں کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہو لیا ہوتا اور اس پر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو
اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد میں تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہیں ہے کہ اوس میں زیادت ممنوع
ہووے اگر کسی وہابی کو ادعا ہو کہ فلاں امر اس موقع محفل میلاد شریف میں بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود
معین ہے کہ زیادت اوس پر جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس
والحجارة کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف میں تقیید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم
اطلاع سے اور معنے و ماہیت تقیید کے کوئی تقیید مطلق بتاتا ہے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے
انشاء اللہ اقول آئندہ میں حال تقیید مطلق کا جو آتا ہے جس سے بے علمی جامع براہین کی واضح ہو جاویگی کہ اوس بھلے
آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے بھی نہیں ہیں
فقط لفظ سن بھاگا ہے الغرض پس جامع براہین نے قبل بیان اتنی کے قیاس جلال الدین وابن حجر کا دونوں
اصلوں پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ دکھلا کر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے ہیں اور اپنی بے علمی و نافہمی کا اظہار
اوسکا پر بخوبی کر دیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کو ثابت کرنے کو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے
جو یہ ہے وان لم یرد فیه نص ففیه القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدل دیا ہے بایں طور کہ ولیس فیه نص
ولکن فیه قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور
اور جامع براہین صاف فرماتے ہیں کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہیں کہ
قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جائز ہو فلا بد لرفع
هذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم سے دور ہے پھر جو عبارت انوار الانوار اس رسالہ میں پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہیے اور منار کی عبارت لکھی کہ شرط اجماع کل کا ہو اور خلاف واحد مانند
خلاف اکثر کے ہو یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار و منار سے یہ واضح نہیں ہے کہ بلا دلیل
والے لوگ و با دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہیں اور خلاف دلیل اجتہادی و بلا دلیل فقط عدم علم کے
سبب سے اور توہمات کے باعث سے کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہیں ہو سکتا ہے یہ امر بر علما اصول کے
معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضر اجماع ہو وہ بھی جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم و انحصار بدعت کو براءت
وحرمت میں شرعاً و عقلاً کوئی دلیل نہیں ہے اور فاتحہ کا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو
نہیں مگر یہ بات بڑا ہوا آدمی و صحبت یافتہ علما جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن میں علما کا خلاف کرنا
بیان کرتا ہے اگرچہ یہ دعوے سچا تو زمانہ فاتحہ خوانی سے آجتک ہر قرن میں خلاف کرنیوالوں کا نام اور انکے ادلہ شرعیہ جنکے سبب سے
اونہوں نے خلاف کیا ہو بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے پیچ صفحہ ۱۴۹
صاحب انوار ساطعہ کے حق میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد
دہلوی نے معیار میں لکھا ہے کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہیے ورنہ اجماع باطل ہے ویسا ہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے
ہیں اور عبارت تلویح و توضیح دونوں میں خیانت کر کے آخر سے اوڑا کے لکھتے ہیں (اور پھر سند اجماع کی بھی
ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ
لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہو کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم
ہونا ضرور ہو ورنہ اجماع باطل ہے تو فساد اوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی
معلوم ہونا ضرور نہیں فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہیے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع میں ضروری ہوتی ہو تو
یہ آپکو اس محل میں مفید نہیں اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے کہ اور سند موقوف علیہ اجماع کے
بایںطور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہیں ہے بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہے توضیح و تلویح میں اسیکی عبارت
کے ساتھ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہیں کی ہے اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
یہ ہے واما الخامس ففی السند والناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض
لابد من قطعی ولنا ان الاجماع لغو او یکون حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح میں لفظ یجوز
ان یکون کے لفظ کو اول تو جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکے مخفی خلاف تھا اسی سند کی ضروری ہونیکا دعوے کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہے دوسرے
لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہے کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہیں بلکہ بعینہ بوجہ کرامت کے حجت ہے بلکہ جامع براہین نے سمجھا

قاطع ہے اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعاً و قاطبۃً اونکی حق مین
سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہو وجوابہ انکونہ الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیل ای مسئلہ بل ھو حجۃ
لذاتہ کرامۃ لھذہ الامۃ واسند منہ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہو کہ اجماع لذاتہ حجت ہے
یعنی مستند پر نہیں ہے صاحب انوار ساطعہ پر فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کے زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہیں لکھا تھا
اردو مین اور پوری عبارت نقل کردی تھی صفحہ ۱۱ براہین مین یہ مصرع یہ وہ ولا درست نہ ہوئے کہ بکف چراغ دارد
لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ وزدی و خیانت یہ ہے کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح و تلویح مخالف
اپنے مقصود کو اوڑا دیا ہے یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہے شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین فرد و درست ہے
اور خیانت عبارت کی جائز ہو اور ترجمہ نکرنا درست نہیں ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ
من ھذا المخالفۃ والضلالۃ بعد ان واضحات مزخرفات کے اس درط ظلمات سوء ادبی و جہل مرکب مین جامع براہین
آنکہ گرا کہ دو اصلین کہ وہ دو محدثین مین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطی نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی مین
صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی و حیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (اگر حق یہ ہے یہان قیاس بھی
صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہے کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی
نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہوجاویگا اور یہ بھی شرط ہے کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق
مقید مثلاً قال فی التوضیح ولا یصح القیاس ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ
وان کان مخالفا یبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسا علی الکسوۃ
لانہا تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفارۃ
القتل مخالف اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہئے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین
جس کا تمام دیانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین و محققین کے قیاسکو باطل کرے
اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا ابھی پر منقلب کیا ہے یعنی ؎
ظہور حشر نہو کیونکر کلجڑے لگنجے ٭ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ٭ اسی کیونکر صادق نہووے اب گنگوہی کے
فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہئے توضیح کی عبارت تو نقل کردی لکن اس سے کچھ بحث نہیں کہ یہ اس محل مین
منطبق ہے یا نہیں پس جاننا چاہئے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہے وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس
جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہیں ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے
اس لئے کہ صاحب توضیح اس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کردے جیسے کہ نص اول

اصول نے لکھا ہے اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے کہ وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہے کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اس سے مخالف ہو کر اور اسکے حکم کا مغیر ہو کر باطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاهر هو ما ظهر المراد منه بنفس الصیغة والنص هو ما ازداد وضوحا علی الظاهر بمعنی
فی المتکلم نحو قوله تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیة فانه ظاهر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله انتهی وقال فی التوضیح اللفظ اذا ظهر منه المراد یسمی ظاهرا بالنسبة الیه ثم زاد الوضوح
بان سیق الکلام له یسمی نصا انتهی اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جب وہ
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہیں ہے جیسا کہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور با وجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ و سوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہوا اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق تھا اگر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہیں ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کیے ہیں اونکے موافق قرار دادہ جامع براہین
ہرگز نہیں ہے وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہیں کہ صراحۃ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح و سوق لاجلہ ہیں ہر عارف باللسان
اونکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین میں قولہ تعالی فکفارته اطعام عشرة کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحۃ لفظ سے ثابت ہے اسیغرض کیواسطے اوسکو خداتعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی و ثلاث و رباع سے مراد اعداد ہیں اور
اور احل الله البیع وحرم الربوا جواب میں کفار کے ہے جو انما البیع مثل الربوا کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربوا کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے و علی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمیں موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کریں اول و آخر جو کچھ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور انکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہاں ہیں بس کوئی عاقل و عالم انکو نصوص منکر حق محفل میلاد شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق میں بتاویں اپنی بے علمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے نہ شاشی پڑھی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہیں تسلیم کریگا اور مدعا کا خفا کہیگا اور ثبوت تعلق ذکر ولادت
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہوجاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہے کہ جس سے مخالفت و تغیر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہونا بتایا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
پس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہیں ہے تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے کہ پس اب ہوگیا سابقا
محقق ہوچکا کہ احادیث سے ثابت ہولیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہے اور اوس پر اجماع
تمام امت کا ہے اور شرح حنفیہ سے بھی اوسکو خوب واضح اسیوا سطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کے وجود کا
نصوص میں مطلق وارد ہوا ہے مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ والشکر وانعمۃ اللہ الآیۃ پس
مطلق النصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت میں کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہے اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ہے اور جب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہے کہتا ہوں میں کہ یہہ سراسر سودائی خام و اثر سرسام بدانجام ہے یہ مسلم ہی کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لیکن یہہ کلیۃ مسلم نہیں ہے کہ تقیید بدون واجب جانے کی بھی اور اوسکی تاثیر ماننے کی بھی جائز ہووے
چنانچہ اقوال آیندہ میں انشاء اللہ تعالی معلوم ہوجائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہے بعض
مواضع میں تقیید مطلق و حمل مطلق بر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع
کہاں ہے آپکو یہ بھی نہیں خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا قلت تدبر سے اور جو
کچھ شرح حنفیہ سے لکھا ہے اوسکا بھی حال معلوم ہوجاویگا اور انشاء اللہ تعالی حق و باطل کھلجاویگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت واشکروا سے ایما ما و اجمالا و عموما نہ تنقیصا و تصریحا تحقیقا ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے
وجود با جود کا ثبوت مفہوم ہے ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہیں عارف باللسان ذکر
میلاد کا ظہور و سوق لاجلہ یعنے بطور نص اوس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہے اور یہ ابہام و اجمال مانع و غیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی و ابن حجر و دیگر علما ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہے کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا
جس سے واضح ہے کہ شکر نعمت واجب نہیں ہے ندب ہے اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ میں آیت لقد من اللہ
علی المومنین و قولہ تعالی والشکر فی نعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
ہے پھر ایسے خرافات جہالت و حماقت سے قیاس علما کو باطل بتانا بے شرم و حیا اوسکو نہیں جو منہ میں آتا ہے وہ کہتا ہے

انتہی تمیز و فہم بیجا انکو کہاں ہے جو سمجھے کہ یہاں قیاس سے کوئی مطلق مقید نہیں ہوا ہے اول یہاں نصوص مطلق الذکور
نہیں ہیں کہ انکی الطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہے وہ ثابت ہو دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر و دیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہیں آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہے ایجاب شیئی زائد کو
مطلق پر قال مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق
انتہی وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب انکانا مثبتین فان وردا معا والسبب واحد حمل المطلق
علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد
ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیتہ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم
الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب للمقید
یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاء مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید
یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للاصل الثانی انتہی
اول عبارت سے واضح ہے کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہے کہ مطلق مقید دونوں
مثبت ومعًا وارد ہوں اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقیید دونوں
کو ایکوقت میں واجب نہیں کرتا ہے اور اس قول میں کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت میں واجب نہیں کرتا ہے اشارہ اسطرف
ہے کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ میں ہوگا اور ندب واباحت میں یہ نہیں ہے کہ مطلق سے مقید مراد ہو
اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید ومطلق میں نہیں ہے یعنے مطلق اور مقید دونوں مباح ہوں تو
اسمیں تمانع نہیں اور دونوں کی اباحت کی حالت میں مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہیں ہے اور عبارت تلویح سے ظاہر ہے کہ حمل
مطلق کا مقید پر کرنے سے بطلان مطلق کا لازم آتا ہے کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید وغیر مقید دونوں کافی ہوا ہیں
اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہے پس قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب
ہونا ثابت نہیں کرتے ہیں جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوسپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے
جب اقتضاء تقیید یہاں موجود نہیں تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہیں ہے اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے
ہے نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی ہے پس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہاں نہیں ہے
اور دوسری عبارت مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہے کہ اباحت مطلق ومقید کو درمیان تمانع نہیں ہے یعنے
مطلق ومقید دونوں جائز ہوں نہیں کچھ تنافی وتمانع نہیں ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع
ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہیں ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مطلق کو مقید

کہ جیسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہے اور مطلق سے مقید وغیر مقید دونوں کا کافی ہونا ثابت ہوتا ہے اور قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہے اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہیں ہے پس تقیید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہے قیاس سے لازم نہیں آتی ہے پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الفرض تقیید مطلق وتغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہے کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کر مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے بھی واضح
ہے کہ قید کا موقوف علیہ وشرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہیں وان لا یغیر القیاس
حکم نص امثال الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو نا جائز ہے اس پر
یہ متفرع ہے کہ تملیک طعام کفارہ میں شرط کرنا کیونکہ یہ قیاس کر کے صحیح نہیں ہے اور اسی طرح کفارہ میں جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح میں شرط کرنا تملیک طعام وایمان کا غیر
صحیح کہتا ہے اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہیں ہوتا ہے یہ تقیید مطلق ومغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطی وابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیئات مخصوصہ شرط ہیں اور بدون ہیئات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اُس تقدیر پر نہ ہونا
ہی جائز نہیں ہے تو تقیید مطلق وتغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط وموقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق وتغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہیں ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہیں
اور یہ تقیید مطلق نہیں ہے کیونکہ اوپر عبارت توضیح سے واضح ہی ہو گیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہے اس واضح ہو کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہیں ہے وہ مقید ہی نہیں ہے اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع وباطل نہیں ہوتا ہے پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہیں آتی ہے بلکہ افادہ استحباب قید وفضل فید کرے تو مقید عزیمت ہے اور مطلق رخصت ہی ہوگی
میں تیج بحث مطلق کے ہے فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ بلزوم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید وفضلہ وانہ عزیمۃ والمطلق رخصۃ ونحو ذلک وبالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسقدر بیان سے خوب واضح ہے کہ قیاس امام جلال الدین سیوطی وابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہے اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہیں ہوتا ہے اگر جامع براہین کے فہم میں عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جرباً علی صورت ہذا کرنی ہے کہ تغیر وتقیید مطلق جو مبطل قیاس سے ہے وہ ہے جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہو وے اور
وہ یہاں مفقود ہی جیسی نکرتا اور بکار جاہلیت کی ظہور کر کے اپنے اوپر نہ لیتا جس مقام پر اس کتاب میں جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل وخلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت میں جو یہی تقریر واقع ہوئی ہے اور مجلس میلاد شریف کو اسی تقیید مطلق کی زعم سے مکروہ و ناجائز و بدعت قرار دیا ہے اوسکا بطلان بھی ظاہر ہو گیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہیں ہے تقیید مطلق کی حقیقت سے بالکل واقف نہیں انکی غرض یہہ ہے کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہے جواز کیواسطے اور انکو اتنا خیال نہیں کہ عدم ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نہ کہنا یہی تقیید مطلق ہے یہاں عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتے ہیں یہاں انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہے اور تقیید مطلق ایسی ہے کہ سوا انکی زعم فاسد اپنی کے کوئی دلیل یقینی و ظنی و قوی و ضعیف اس پر موجود نہیں ہے جامع براہین و ہم مشرب گنگوہی کو مطلق مقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علما پر بہتان تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے ڈنگر باتیں نکرتے کفارہ یمین میں رقبہ مؤمنہ و کافرہ دونوں کی آزادی کو علما حنفیہ جائز فرماتے ہیں اور اسکو تقیید مطلق نہیں جانتے اسیواسطے کہ اسمیں ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہیں ہے ہاں اسکو تقیید مطلق جانتے ہیں کہ فقط رقبہ مؤمنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونوں فردوں مؤمنہ و کافرہ میں سے ایک فرد یعنی مؤمنہ میں کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتے ہیں ممنوع جانتے ہیں پس جو شخص مطلق کو ایک فرد میں منحصر کرے اور دیگر افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہے وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علما کے ہرگز نزدیک نہیں ہے ہم اہل سنت و جماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد میں نہیں کرتے اور آجتک کسی نے ہم میں سے یہ نہیں کہا ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہے اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہیں ہے اور ہیئت کو مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہیں آتا ہے اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہیں اور ساتھ ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں بلکہ غیر جائز کہتے ہیں اور حال انکا یہ ہے کہ مع ہیئت بھی فرد مطلق کا ہے پس وہابیہ نے ایک فرد میں انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوتی اسکو ادنی فہم والا بھی جانتا ہے اور یہ بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھے ہیں مگر جانتے نہیں کہ یہ نام کس چیز کا ہے اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے تشنیع کرتے ہیں انکو شعور ہیں تحریر دیکھو تو ایک مجذوبکی بڑ ہے جس سے صفحہ قرطاس کو نقش پست کردیا ہے بیہودہ سرقات گوناگون اور تلبیسات بوقلمون بہت بڑی دلیل انکی بزرگی کی ہے پس مولوی احمد علی سہارنپوری و گنگوہی و دیگر مسکرین جو ہم پر حجت لاتے ہیں وہ انھیں پر حجت ہے ہمیں اہل فہم خوب جانتے ہیں نادان مجبور و معذور ہیں امام جلال الدین و ابن حجر کی قیاس کے بطلان و فساد کی ثبوت میں جو کچھ اپنی نافہمی و بیعلمی جامع میں ہیں نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہو چکا اب جو کچھ بدیان جامع براہین ان دونوں اماموں کی دو اصلکی رد کر رہے ہیں صادر ہوا ہے اوسکو معلوم کرنا چاہئے اور اسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہئے جلال الدین سیوطی رح نے اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائیے اوس حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تھا باوجودیکہ وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتویں دن
پیدائش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا ہے پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تھا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعلمین پیدا کیا ہے اور یہ تشریع واسطے امت کے ہے جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑھتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدائش باجتماع اخوان و اطعام طعام و نحو ذلک من القربات و اظہار مسرات مستحب ہے
جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہے جامع براہین گنگوہی کا چھوٹا منہ بڑی بات و ہذیانات و مزخرفات اوسکے اوس جگہ ہیں مصنفہ ۱۶۴
ہیں کلام و سمین جو یہاں کا ذکر ہے تاریخ و اجتماع و اطعام کا اسمیں ذکر نہیں ہے پس باقی قیود سب کے سب اونکی نزدیک بھی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت و کراہت و حرمت و انکار پر باقی ہیں انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہیں کہ جب عقیقہ کا
ثبوت ہوا تو عقیقہ میں اجتماع اخوان و اطعام ہوتا ہے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب سے کسی نے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین جو اوسکا جواب بھی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ ناقصہ کی خبر نہیں تھی کہ وہ تاریخ معین میں کرنا بھی موجب کراہت و حرمت گمان
کرینگے پھر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہے جسکا بطلان اب بھی معلوم ہو گیا حاجت اعادہ نہیں
اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہے یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود
امکان حمل نیک کے کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتے ہیں اور فسق میں ڈالتے ہیں اپنی بلا دوسروں پر گنگوہی کیوں ڈالتا ہے
یہ کہنا کہ بہر حال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہیں ہوتی ہے پس قیاس اس سے کرنا بھی لائق اعتماد کے نہو گا سراسر غلطی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطی محدث مشہور و امام و شیخ فن ہے اور اسکا ثبوت حدیث سے کر رہا ہے اور اوسکے نزدیک صحت حدیث یہ دال ہے جلال الدین
سیوطی نے اپنی کتاب موضوعات دیکھو بہت سی احادیث جو دوسروں کے نزدیک موضوع و ضعیف ہیں اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
مجروحہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کر دیا ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہو اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسروں کا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہیں ہے اور اجماع کو صحت حدیث میں دخل ہے بلکہ حدیث کا ضعف مسلم نہیں ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ میں کسی نہ کسی میں ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونے سے یہ مراد ہے کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہیں ہوتا ہے تو مسلم ہے لیکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہے وجوب ثابت نہیں کیا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت و استحباب کے طور پر بھی ثابت نہیں
ہوتا ہے تو یہ غلط ہے اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہے قول بدیع کتاب علامہ سخاوی میں ہے و عن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ و فی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال و ذکر ابن حزم ان الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای و القیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی و فی خاتمۃ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ و کذا ابو داؤد و کان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فقد

فی اللباب وغیرہ وہو حجۃ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہو جامع براہین گنگوہی کا ثبت
عمل لکھنا سراسر غلط ہے اس شخص کو کچھ خوف خدا تعالیٰ کا نہیں اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الٰہی گمان کر لیا ہے جو زبان پر آجاتا ہے
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہے نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجھنے کی لیاقت و استعداد نہیں اب
جامع براہین کو دیکھو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکھو کہ عقیقہ کے معنی لغوی و شرعی دونوں کو سیوطی نے ترک کر کے ایک معنے
مجازی لئے کہ دم شکریہ کا ہے سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہیں ہو سکتا ہے اب وہی شعر گنگوہی
گنگوہی کا بیان صادق ہے بلکہ حق یہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ ذہبات ۔ میدان معرکہ میں کہو کیا اٹک کے پاؤں
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہیں معنے مجازی لینے میں درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی و شرعی
وغیرہ نہیں ہے اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہے کہ اعادہ عقیقہ کا نہیں ہوتا ہے لیئے اعادہ عقیقہ متعذر
ہے سو اتو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی میں مجازی معنے مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحاء میں شائع و ذائع ہے گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہے تو قرآن و حدیث کے معنے مجازی کو بھی قبیح جانکر اپنی
ہمدانی و نادانی لوگوں میں بخوبی ظاہر کردی اور جلال الدین سیوطی نے جب تعذر معنی حقیقی کے وجہ بتلادی تو بلا دلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہیں لئے پس اعتراض گنگوہی کا بھی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکے ہے کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہیں سمجھا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی حد ابرائی ذہنکی ہے کہ مطلق کا مقید کرنا ہے
جسکا ابطال ہم اول بیان کر چکے ہیں کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہیں ہے پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا
بھی ساقط ہے **اور پانچوان** اعتراض نافہمی کا یہ ہے کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ و ماہ و اطعام و سرور و اجتماع ثابت نہیں
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیوں نہیں کیا اور ائمہ قرون ثلثہ میں کیوں متروک ہوا اور ائمہ قرون ثلثہ میں متروک ہونا دلیل
اسکی ہے کہ اسکی کچھ اصل بھی نہیں ہے اور خاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے رفع خبط
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے خاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہیں اونکو لکھکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہے ہم عنقریب بیان کر چکے ہیں کہ ادنی
فہم والا بھی جانتا ہے کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سمجھ مرضیہ کے اپنے اصحاب کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت کے سرور کے ہوتا ہے اور اصحاب کو کھانا کھلانا تھی آپکو عادت تھی اپنے ضرور کھلایا ہوگا پس اجتماع و سرور و اطعام
ثابت ہے یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع میں آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع و اطعام آنحضرت کے پاس نہیں
ہوتا تھا یہ نہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہیں ہو سکتا ہے جامع براہین ہو وے تو ہو وے اوسکا
کیا اعتبار ہے اور تشریح کے طور پر مقتضی اعادہ کا ہی عذر جاہئی اور فہم سلیم ضرور ہے تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہے کہ کتاب
وسنت مین موجود نہین تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم
جامع براہین کے ہے ورنہ فاکہانی کے قول مین اسپر دلالت ہرگز نہین ہے فاکہانی کے رسالہ مین سوال وجواب مولود مین
ذکر تاریخ معین کا نہین ہے اجتماع ماہ ربیع الاول مین مولود سوال ہے اور اسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہے کہ کتاب وسنت وغیرہ
ہما مین اسکی اصل ہونا مجھکو معلوم نہین ہے چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانی یہ ہے اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین
عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول ویسمونہ المولد ہل لہ اصل فی الشرع او ہو بدعۃ وحدث
فی الدین وقصدوا الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہے وخاصۃ النبی لا یوجد فی غیرہ
اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین مین ہی رکھتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت
صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم مین ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین ف صوم اثنین ہر بر تقدیر سبب آن شکر نعمت
وجود آنحضرت صلعم ووجود دین وشریعت اوست انتہی اس کے دن معین نزول مین ہے اعادہ شکر کرنا ثابت ہے اور حاصل
اعادہ شکر ولادت کا ہی ثابت ہے اور اس روز دوشنبہ کو روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کے آنحضرت صلعم
رکھتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بھی مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہین اشار علیہ السلام بفضیلۃ
ہذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن
لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بھی جانسکتے ہین پس تاریخ وماہ ودن سب واضح
تھا اسواسطے کسی عالم نے اس سے تعرض نہین کیا منکر بداہۃ وہابیہ کا کیا اعتبار ہے اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی
نہین ہے خلاصہ کیدانی ہے کہ گنگوہی نے اوٹھا کر دیکھلیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دوبارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی
مثبت استحباب ہے والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخری شاید گنگوہی یہ کہدے کہ اس عبارت
کے بعد وما احب السلف بھی موجود ہے جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا
بھی جمع ہووے اور عمل مذکورہ مین یہ دونون امر موجود نہین ہین یہ قول بھی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم کا
اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت مین ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل
آنحضرت صلعم کافی نہین ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ
بھی کہہ اٹھنا کچھ بعید نہین اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہین تو اوسوقت یہ جانین کہ

مخالفت سبیل مؤمنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کے ساتھ جسوقت مفہوم مجتمع ہو وے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ مین وما احبہ السلف کے عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا جاتا گر
مجموعہ پر حکم استحباب کا کرین نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت مین بھی کرین اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہوگا کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہے کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہے جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہے تو مانا کہ تب
بھی ہمارا ایسا اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہے اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہیں ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیون نہین کیا اور ان قرونین کیون متروک ہوا لغو ہے کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہے اور کیون نہین جائز ہے کہ عمل اسکا سلف مین ہوا ہو وے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہو وے
کہ منقول ہو وے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہین پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہے کہ عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہو انکے سبب سے سلف مین دوسرے فرد پر عمل درآمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
عمل مین لانا اوس کلی کا ہے کسی فرد کے ضمن عمل مین آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہین ہے پس عمل سلف بعلاوہ
لیکن گنگوہی غربت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہے اور قرون صحابہ وتابعین مین ہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہے کہ اسکی
کچھ اصل نہین ہے جیساکہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو شروط احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین مین
نہ تھین اور دیوبند کا جلسہ امتحان و دستاربندی کا بھی اون قرونین نہ تھا اور تقویۃ الایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو
نجدی و وہابیہ بھی اوسکو کرتے ہین ان کل کی اصل کچھ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہئے اور یہ تمام ضلالات ماننا چاہئے
اور فاکہانی کا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہے کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رح کے اوپر گذرچکا ہے اون اقوال فاکہانی مین یہ اعتراض
ہرگز نہین یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہو اور ایسا اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہے اور انکا جواب بھی بفضل خدا تعالیٰ بخوبی ہوگیا کہ تقیید مطلق اسمحل مین ہرگز صادق نہین ہے سفہا
سفاہت سے زعم کرین تو اونکی کون سنتا ہے اور فاکہانی نے جو اپنے عدم علم اصل مولد کے بارہ مین ظاہر کی تھی سو اصل انکا الکہ جلال الدین رح
وابن حجر نے پیش کردی اور بغفلت عدم تدبر کے جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت مین فاکہانی نے گمان کرلیا تھا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تھا اوسکا بنا فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت مین اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بعلم دنا فہم ہو دیتو کسی دوسرے کا
اوسمین کچھ قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رح سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام نقشبندیہ
کہ جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتے تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے وحشر کا بیان بھی انکو حشر معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی کہ خیال

٢ مسائل حقہ کو نہ سمجھتے تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطی رحمہ پر تعجب ہوتا ہے اور اعتراض باطل فاکہانیکو حق بتاتا ہے اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہیں کہ بھلا کوئی آفتاب پر بھی خاک ڈال سکتا ہے ؎ کیوں ڈراتا ہے فال انکا کو زیبن ہے تو؛ بیشرتی کہیں ہے خاک بھلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطی رحمہ کی اصل کے بارہ میں تو مصداق شعر ظہور حشر نہو کیونکر گل جڑے گنجے ؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہے اور جلال الدین رحمہ کی جلال کی تاب نہ لا کر روش افسوس اٹھا چکا ہے اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل کی
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ میں گلہڑے گنجے کے مانند کچھ آواز نکالنا چاہتا ہے مگر کوے کے غاغاں
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہے شاید یا مذاری و متانت علمی اور جہل فہم و فضل سے واقف نہیں زبان
حال اوس علامہ سے یہ واضح ہے انا صخرۃ الوادی اذا ما ازدحمت واذا نطقت فانی الجوزاء گنگوہی بیچارہ اوس جبل علم و فضل
کو ٹکر لیسے کب ہلا سکتا ہے یہ سنگین طبع یہ پتھر اوسکے ٹھوکر کہاں اٹھا سکتا ہے بقول نطاقی ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ السبز زرا کرد شاید خراب ؛ جب جلال الدین کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ میں اوندھے منہ گرے کہ اٹھنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بے ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقوں باطلہ کے کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکھتے دیکھکر پوچھا کہ تم کیوں
اسدن روزہ رکھتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز میں فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرانہ روزہ رکھا تھا تو ہم بھی رکھتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ ہم حقدار ہیں ساتھ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکھا اوس سے
معلوم ہوا کہ بعوض منت احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہے اب سنو یہ قیاس بھی درست نہیں ہے اول تو وہی تقریر
سابق یہاں بھی ہے کہ شکر وجود ہر جو دہر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا پس قیاس لغو ہے اور سبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر صادق ہے ؎ ظہور حشر نہو کیونکر کلہڑے گنجے
حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ؛ ابن حجر پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاس کو جلال الدین سیوطی و ملا علی قاری وغیرہما علما محققین تسلیم کر چکے ہیں عاقلین کیواسطے اسی قدر کافی ہے
کہ اس قیاس میں بطلان و فساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح تسلیم کرتے ؛ ان جامع براہین مانند سفہاء لامذہب
لہم کے یہ کہدینگا کہ یہ محققین متعصبین میں تھے اور بدعتی تھے اور اوامر شرعیہ سے اعتراض کرتے تھے اور قیاسات غلط
پر انکا مدار تھا اور ظنی سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جاننے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
و سفہاء وہابیہ عنقود ذکر خیر حضرت فخر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ چانٹا یہ کہے
مجتہد سے خطا ہوتی ہے یہ قیاس خطا ہے تو عاقلین جانتے ہیں کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد کو جو درجہ اجتہاد نہ رکھتا ہو جیسا کہ گنگوہی ہے بلا دلیل اقوال واضحہ و آشکار کے
ظاہر نہیں ہو سکتی جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہیں کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجھے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر ایسے ہی کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر پر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار ہووے تو تمام لامذہب ایسے قیاسات صحیحہ
کو باطل بتاتے ہیں اور جامع براہین کو بھی ادعاء ظاہر ہے و لسانی تقلید کا ہے اگرچہ اوسکی اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہے پس تمام قیاسات
حقہ موافق لامذہب ایسے کے باطل بتاوے اور کھلا ہوا لامذہب ہو جاوے تقیہ مقلد بنا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکی بعض لامذہب ایسے کی تقریرات
کے ہم جوابات دیتے ہیں تو اسیطرح جامع براہین گنگوہیکی تقریر پر تزویر ہذیانات کو بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک نقل ہے کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچہ نہ ہوسکا تو بہتر ہونگا کہ کسیطرح گمراہ راست پر نہ آجاویں تو نقل لا حزب کو نقل کر دیے تاکہ مشہور ہووے کہ جواب دیتے ہیں
ہم بھی ہیں یا نہیں سوار و نہیں ۔ دیکھو اس قول میں بھی وہی ہوتا رہا کہ مطلق مقید ہوا جاتا ہے جسکو ہم اوپر کتب اصول سے تحریر فرما
کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق او سوقت ہوتی کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا ابطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی جیسا
رقبہ مومنہ کا جواز و عدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہاں مقتضی مطلق کا ہے لہٰذا
جامع براہین و موردیگر وہابیہ کی غرض یہ ہے کہ ان قیودات کے ساتھ یہ محفل جائز نہیں ہے تو انہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کر دیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ کو تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا ابطال ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام
ہے کسی مسلمان کا قول اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس اسکو کیا مانع ہوا اور
خود مثبت اجماع جو فاکہانی کا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** وباللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے ممانعت جامع
براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا اس سے واضح ہے کہ کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں انتہی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اسکے فروع میں اور اصل کی ثبوت سے
فروع کا ثبوت ہو جاتا ہے اور حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جیسا کہ اس میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کے ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور
اس سے منفک نہیں ہوتا ہے اس روز اعادہ شکر ضروریاد ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجر کا یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگوں کا و اطعام طعام
فرش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لواحق و ملاحق سرور کے
ساتھ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اسکے ثابت ہو گئے اور اونمیں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں ہے جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ میں سے قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہیں اور علامہ ابن حجر ؒ نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے مثل مانند تلاوت قرآن اور امور محرکہ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للآخرۃ سب ہیں اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوسی امر کور بالا کے ساتھ لاحق ہے جن سے شکر مفہوم ہے الخ
ہر لیس ابن حجر پڑھنے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ اوس تقریر کے جامع ہیں نہ سمجھے تو ابن حجر
پر کیا ملامت ہے شیخ سعدی نے اول ہی ایسے لوگوں کی حق میں فرما گئے ہیں ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✻ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
پس قول مع جابر ابن کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہیں ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض بہیئت اجتماع پر قائم ہی ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بنا فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رحمہ نے ہبا منثورا کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ میں منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل متقرر و منفسخ ہوا فاکہانی کا بلا اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور یہ بدعت
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہی جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب سنت اجماع
سے ثابت نہیں ہے اور یہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہے کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہو کہ موجب سرور مومنین مخزن شیاطین ہے اور
بلا شبہ مستحب ہے تو قول فاکہانی محض باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا **قولہ** اب تحقیق اس
کی سنو کہ بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کے مکہ میں رکھتے تھے عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء
تصومہ قریش فی الجاہلیۃ وکان رسول اللہ صلعم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ (علی عادتہ قسطلانی) وامر الناس بصیامہ
فلما فرض رمضان (فی السنۃ قسطلانی) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشورا کا روزہ اول اس میں آپ نے حسب عادت رکھا تھا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکھ رہے ہیں اور خود ابن حجر عسقلانی
بھی شرح بخاری میں یہی اقرار کرتے ہیں اور لوگوں کو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالی تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہیں ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکھا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہے کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ بعادت و افتراض اللہ تعالی تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہؓ سے جو مفہوم ہے اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہے کہ اول اس میں آنحضرت صلعم نے روزہ عاشورا کا
بحسب عادت رکھا تھا اسمیں دلالت اس پر کہاں ہے کہ واسطے ادائے شکر اوس نعمت کے جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانوں پر وارد ہوتی تھے کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تھا اور اوسکے رنج و الم تکلیف رسانی سے نجات ملی
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانوں کو نہیں آنحضرت صلعم نے یہ روزہ نہیں رکھا اور یہ کوئی استحالہ عقلی ہے کہ بعد بیان ہونے کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا تھا بطور ادائے شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کے ہوا ہو یا بنقل

محمود

متواتر ہوجاویگی کہ تواتر مین ایمان و عمل شرط نہین ہے یا ساتھ بیان اون علماء یہود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہوچکے تھے آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکریہ روزہ رکہا ہووے اور محلی عادتہ رکہنے سے یہ زعم فاسد کرنا کہ کسی وقت مین دو نیت ہوجانا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ معترض ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت مین ہونا منافی دوسری نیت کی ہے تو دوسرے وقت مین بطور فرضیت رکہنا بہی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکہنا خود جامع براہین بھی قبول کرتا ہے اور پہر منسوخ ہونا بہی مانتا ہے پس بہ نیت اداء شکر بعد بیان یہود کے روزہ رکہنا بہی ویسہی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یہود کے فقط علی عادتہ تہا اور بعد بیان بہ نیت اداء شکر کے ہوگئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بہی نیت ہونا جائز ہے پس علی عادتہ پر مدار کرنا جامع براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسی علیہ السلام کیواسطے نہوا تہا بناء و فاسد علی الفاسد ہے و قول سفاہت و تقریر کا سفسطہ ہے اس جامع براہین کو صحبت بہی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکی ہین اور وہ منسوخ نہین ہوئی ہین اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاوین کہ یہ احکام شریعت ما تقدم کی ہین تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا اور ماننا اونکا لازم و ضروری ہے بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم مین شامل ہین اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہے طریق ثبوت کا علماء محققین بیان فرماتے ہین قصہ کرنا اللہ تعالی و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ما تقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الہی ہی زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والونکو جبتک ناسخ ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہے دوسرے اجماع امت کا ہے اور یہ استدلال کے ساتھ **قولہ تعالی** کے **وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن** وجوب قصاص کی ہمارے شریعت مین بہی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسی علیہ السلام کے رکہتے ہین تو فرمایا کہ مین احق ہون ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول مین یہ موجود ہے مسلم الثبوت و شرح بحر العلوم مین بہی یہ موجود ہے بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہے المختار انہ علیہ و علی آلہ وسلم بعد البعث و نحن معشر الامة متعبدون بشرع من قبلنا و یجب علینا العمل بہ مالم یظہر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر و علیہ جمہور الحنفیة والمالکیة والشافعیة و طریق ثبوتہ عند الحنفیة قصص اللہ و رسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار و من ثم ای لاجل طریق معرفة اخبار اللہ تعالی او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا خامسا بل صار داخلا فی الکتاب و السنة لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالی فیلزم المکلفین الذین وجدوا زمن الخطاب و بعدہ مالم یظہر ناسخ یرفعہ و لنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالی وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا و لنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشورا حین اخبر ان الیہود یصومونہ اقامة لسنة موسی علیہ السلام فقال انا احق بموسی انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ

آنحضرت صلعم وامت آپکی متعبد بشریعت سابق نہیں اور غیر منسوخ پر عمل کرنا واجب ہو۔ حضرت نے کہ شریعت ہمارے
نبی صلعم کی ہو اسطرح سے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہو اور اسکے چند ادلہ ہیں اور نہیں ہو ایک یہ بھی ہو کہ آنحضرت صلعم نے روزہ عاشورا
کے بارہ میں فرمایا کہ ہم موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنیمیں احق ہوں جس سے واضح ہو کہ تمہی سابق شریعت پر عمل کیا ہے اور جو
ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو جائز ہی اور یوم عاشورا کا روزہ بجز اداء شکر
الٰہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جو انا احق بہ سے واضح ہو دیگر وجہ سے ہرگز ہرگز کہنا کسی دلیل شرعی
معتبر سے ثابت نہیں پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ رکہا تہا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے
رکہتے ہیں بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے اداء حکم الٰہی جانکر رکہا تھا اوسی طرح آنحضرت
صلعم نے رکہا تہا یعنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کی نہ تھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہیں جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر
موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکہنیکا کرنا اسرع علمی و ناقہمی ہے۔ **قولہ**
دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہو کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود
صیاماً یوم عاشوراء فقال لهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما هذا الیوم تصومونه فقالوا هذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسیٰ
وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسیٰ شکراً فنحن نصومه فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم
فصامه وامر الناس بصیامه الحدیث پس اس حدیث میں اول کلام تو یہ ہو کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومه ہی اتباع لموسیٰ خود یہود
روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تہا نہ بوجہ شکر کے کیونکر شکر روز نجاۃ کا تہا اور پھر شکر نعمت کا مثل سب نعما کی ہر روز
رہتا ہی اسمیں بحث نہیں پس فخر عالم صلعم کا روزہ بھی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق
تقریر و تزویر جامع براہین کی دیکہو اپنی طرف سے فنحن نصومه کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا
تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم میں موجود ہو فقالوا هذا الیوم الذی اظهر اللہ فیہ
موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومه تعظیماً له فقال النبی صلعم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فامر بصومه دیکہو
خود حدیث مسلم میں موجود ہو نصومه تعظیماً اسکو چھوڑ کر گنگوہی نے اپنی طرف سے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور اسواسطے ترک
کردیا جو دوسری حدیث میں وارد ہو کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہیں ہوگا اور جامع
براہین کو تابع بنانا منظور ہو اور یہ قصہ فساد و عناد و خباثت نظر سے ہو کہ روزہ بطور اداء شکر خدا تعالیٰ کے رکہنا آنحضرت
صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو ادعا امتی ہونیکا کرتا ہی اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنا
ہی اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہی آنحضرت کی کرتا ہی اور اسہی تحقیر میں اول سے آخر تک سرگرم ہی اور
انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی میں تام ہی اور واقعی امر یہ ہی کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی و جعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ بے حمیتوں کو خوف خدا نہیں آنکھیں بند کر کے منہ پھاڑ لیا جو جاہا بکدیا
دین و ایمان سے تو کچھ علاقہ ہی نہیں شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہیں اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت میں ڈالیگی
کہ قریب ہی جو دیکھو گے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم آواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہیں کہ خواب جہالت سے بیدار ہو
اور نشہ شراب سفاہت سے ہوشیار ہوں اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ اور مقابلہ کو تیار ہوں اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بھی نہیں ہے کہ علماء محققین کتب اصولیین تصریح کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تھے قبل بعثت کیا
بھی لیکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اوس زمانہ میں کہ آدم علیہ السلام درمیان روح و جسد کی تھے
آنحضرت صلعم نبی تھے اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کے ہیں اسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت میں تابع کسی رسول کے نہ تھے اور تعبد آپکا اس حیثیت سے تھا کہ وہ حکم الہی ہے نہ کسی وجہ سے
جیسے فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراھیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ
من الشرائع لا قبل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا احکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ
حرام لبطل المنسوخ و اجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیا و آدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا متعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا لغیرہ انتہی اس سے واضح ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بھی نہ تھے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکے سبب سے کرتے تھے و حدیث نبوی لو کان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہے کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری میں اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کے اونکو چارہ و گنجایش نہ ہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اور آنحضرت صلعم کو اس روزہ
عاشورا کے رکھنے میں تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہے پس یہ مخالف قول مختار علماء فقہا و اصولیین کے اور برعکس حدیث
مذکور کے ہے پس بے علمی و بے انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہو کر اسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے حق میں
کوشش منقصت شان کرنا اور ادلہ فریبوں سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کے بنانا اوسکا بمقصود نہ ہونا تمام
ثابت ہوا یہی مقتضی محبت و ایمان ہے کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی کے موجود ہونیکی جو دال اسپر ہیں کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کے اور خصوصا موسی علیہ السلام کے نہیں تھے اور پھر تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرکے
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکر شکر روز نجات تھا جس سے واضح ہے کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود ونعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہو پس سراسر غلطی وبیعلمی ہی اول تو اسیھی حدیث روزہ عاشورا سی واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکہا تہا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولادت فیہ ودفیہ انزل علی جمع مع ترجمہ شیخ عبد الحق وہ گذر چکی ہی ودیابعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود
نعمت کی ثابت ہی اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکہتی تہے اور سہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت وشکروں کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل ومخالف احادیث واقوال علماء کے ہوا **قول** صفحہ ۱۱۵ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکہا تہا سو یہود دو کام کرتی تہے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تہی رہا اور پہر فرض ہوگیا تہا تو مفروض من اللہ
تہا دوسری سرور وعید بیوم النجاۃ ہوا اسکو خود فخر عالم نے رد کردیا تہا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہی تو اس صورت
میں اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر وسرور کا ہی وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چہوڑ ہی دیا تہا **اقول** وباللہ التوفیق یہ تہا اور بکا اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ رکہا
تہا دلالت واضحہ کرتا ہی کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہی اور ظاہر وہ بنا دریہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہو یا نہو خواہ ان یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائی تہے اور وہ علماء میں تہی یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تہے خواہ یہود کی قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہو یا واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہی اور یہ مطلقا غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہی اسیہی روز عاشورا کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب سے یا خبر علماء یہود
کی جو ایمان لے آئی تہے مقبول ہی اور مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہی قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

اوتوافراواجتماذلامجرد اخبار احادهم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صور مخصوصہ میں یعنے جب خبر یہود متواتر ہوگئے
تہی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہوگئی تھی یا اونکے علما نے خبر دی تہی جو ایمان لا چکے تھے ان صورتوں میں خبر یہود مقبول ہوگئے
اور ایسی خبر کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکہا تہا اور بمجرد وحی واخبار
من اللہ کی سبب سے روزہ رکہا تہا تو ہم کہینگے اسنے یکب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تھا
کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر سے بھی اس محل میں موجود نہیں ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے
کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا ہو یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جانیکے بعد آنحضرت صلعم نے رکہا ہووے بمقصود حاصل ہے
کہ روزہ شکریہ کا رکہا تہا یہود کے کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے پس اسمیں کلام کرنا بہی جامع براہین کا
لغو ہے ـ خدا آباد رکہے اوس گلی کو :: کہ اوٹھتا ہے یا فتنہ جہاں سے :: اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے
سرور و عید لیوم النجاة سو اوسکو مخبر عالم نے رد کر دیا تہا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے اسصورت میں اس سے استدلال صحیح
نہیں کیونکہ اسمیں اعادہ شکر کا ہرگز نہیں اور جسمیں اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا)
سراسر بیعلمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث
مسلم میں ہرگز مصرح نہیں ہے روزہ کے بارہ میں چنانچہ قول آتی ہے اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنا
اتخاذ عید و اظہار سرور سے رد کر دینا او اور روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہیں آتا ہے اور اعادہ شکر کا ادا روزہ عاشورا
میں نہ جاننا اور بنا رفاسد بر فاسد ہے یہ قصہ فساد جنا کہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغا اہل ایمان نہیں ہے
اعادہ شکر کا ساتہ روزہ رکہنی کے یوم ورود ولغت میں بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبدالحق دربارہ صوم الاثنین کے
اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادائے شکر رکہنا معلوم ہولیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے
اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمیں اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود کے چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ
شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید میں تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ میں جسکا اعادہ شکر کیواسطے
ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہیں ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عید تو انکو بنانا
جیساکہ یہود ظہیر کرتے تھے جو **قول** آیندہ میں آتا ہے اوسمیں اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہیں مانتا ہے اور اسپر کوئی
حجت عقلی نقلی قابل التفات نہیں قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ۱۶۵ دوسری یہ کہ قصہ
میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکہا تہا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکہا تہا بلکہ اس قدر معلوم
ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکہا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بعض من اللہ تعالیٰ وحلی حادثھا
پس یہ احتمال رفع ہوگیا اور راحق بموسیٰ منکم اتباعاً لا اسی ویرا اونسکوا کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا علی الی موسی

قال كان يوم عاشوراء يوماً يعظمه اليهود وتتخذه عيداً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموه انتم دوسری
روایت میں خالفوا الیھود پس اب یھود کے عید کی مخالفت کا حکم فرمایا کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول احق ہونے
منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر میں متبع موسیٰ کے ہو تم تو ہر امر میں اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم کے
کو ہو کر بعد دعوی اتباع تمہارا بی محل ہے ان ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم واسطے
شکر و سرور کا تھا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا بلکہ قیاس کس پر کیا جاتا ہے تعجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرمائے انتہی
اقول باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ مقاصد میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپ نے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت
موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے رکھا تھا کلام بے معنی ہے اسلئے کہ لفظ فا لفظ
صاموہ پر داخل ہے اور فاء واسطے تعقیب کے ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم وشرحه الفاء للترتيب
على سبيل التعقيب ولو في الذكر ومنه عطف المفصل على المجمل نحو قوله تعالى فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما
مما كان فيه وهو اي التعقيب في كل شيء حسبه كتزوج فولد فيصح اعتبار التعقيب وان كان المدة بينهما فوق
من السنة لانه لا يمكن القرب فيه عرفاً من هذا فلا بعد هذا التراخي تراخياً عرفاً واذا كانت للتعقيب قد خلت
في الاجزية وفي المعلولات فانما يكون عقيب الشرط والعلة وكثيراً ما يدخل العلل ومنه نحو ادفانت حر اي لا تك وانت حر
فانت آمن اي لانك آمن انتهى مختصرا **وقال** العلامة الجلبي في حاشيته على شرح الوقاية لان الفاء تدخل
على الحكم لما انه يعقب العلة كما في قولك ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتهى ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول
فا معلوم ہوا اور اس محل میں کوئی صارف جو مانع ہو دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہود
کی کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا یہی مفہوم ہے عدم عقوبت
خبر یہود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر وغیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا اور بیان نووی و مازری
سے بھی مفہوم ہوا کہ یہود کی کہنے سے روزہ رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات
مومنین و موسیٰ علیہ السلام و آسیہ کے باعث سے ہو نا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اس محل میں جو جامع براہین انکار کرتا
ہے اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کر کے یہود کی کہنے پر روزہ نہ رکھنا اور بوجہ نجات کے
نہ رکھنا بتاتا ہے خلاف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال و جواب یہود کے رکھنا
جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے اور متبادر اس سے یہی ہے کہ ان کی کہنے سے رکھا تھا اگرچہ مع
تصدیق وحی ہو یا تواتر کے سبب سے ہووے بہر صورت خبر یہود ہی پر روزہ رکھنا مبنی ہوا انکار اسکا مکابرہ صرف ہے
جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ افسوس پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ ابغرض بعد علے

عادتہ تہا لیکن احتمال رفع ہوگیا) سو اسسر روباہ بازی و فتنہ انگیزی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
و مراد کا سہو ہو گیا کہ یہ روزہ بطور سرور و شکر کے نہ تہا اور یہ معلوم ہو چکا ہو کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہیں چاہتا کہ بعد سوال
و جواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ یہود یا بہ تواتر یا بدوسرے طریق سے آپنے نیت ادائے شکر کے نہیں کی تھی
اور بفرض اللہ ایک وقت میں ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کے بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہی اور حکم رکہنے کا دیا ہی اور وقت
میں بھی یہ نیت ادائے شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی و نقلی مانع نہیں ہی صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہمشربونکا اس
بارہ میں ہیچ ہی کیونکہ حجت شرعیہ ہو کر ادائے شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہو سکتا ہی اور جتنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کر دیا ہی کہ بطور ادائے
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تہا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا ہے
(اور احق بموسی منکم اتباعًا لامر و برائے شکر) کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحتہ تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
و بعلمی سے باوجود فقدان لیاقت و فہمات حدیث دانی کی شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق اپنی کی ہے
اور حدیث کی تخریج واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہی اس پر انصاف و مخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہی اور یہ بخوبی معلوم ہو چکا ہی حدیث صحیح و اقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی اور دوسرے
نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو بحکم الہی ہوتی کہ حیثیت سے عمل
کیا ہی نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہیں ہیں اور حدیث صریح بھی اس بارہ میں آچکی ہی تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دیے جاوینگے کہ میں احق و الیق ہوں ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جیسکے الفاظ عربیہ یہ ہو سکتے ہیں انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہی کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت میں ہوگی کہ شکرًا و سرورًا روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکرًا و سرورًا
رکہا تہا دیکہو اس حدیث میں دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر نے کے اور ایسے وارد
ہو امثال میں سرور و شکر کرنے پر بطور قیاس و استنباط و استخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد و معاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکہیں اگر ہیں بند تو پھر دن بہی رات ہی اسمیں قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی مسلم کی روایت کی ہی جو کہی پیش کی جسکے معنے یہ ہیں کہ یہود یوم عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اوسکو عید ٹہراتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہی خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہیں ہوتا ہے کہ سرور کا امر ترک کر دیا تہا کیونکہ اس حدیث میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمیں تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہے اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمین سکوت ہے ہان حدیث ما
تقدم سے سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہے جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہے مسلم میں دوسری حدیث بروایت
ابی موسی رضی موجود ہے عن ابی موسی قال کان اہل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیداً ویلبسون
نساءھم فیہ حلیہم وشارتہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکہتے تھے عاشورا کے
دن اور اوسکو عید ٹھہراتے تھے یا بن طور کے اپنی عورتونکو زیور ولباس زینت پہنا تے تھے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو پس اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہیں ہے اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کریگا تو بطور مفہوم مخالف
کے خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہیں اور بعض کتب فقہ میں بہی موجود ہے قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۱۱۳ والمفاهیم جمع مفهوم وهو دلالة اللفظ علی شیء مسکوت عنه وهو قسمان مفهوم الموافقة وهو ان یکون
المسکوت عنه ای غیر المذکور موافقاً للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالة النهی عن التافیف علی حرمة الضرب
وهذا یسمی عندنا دلالة النص وهو معتبر اتفاقاً ومفهوم المخالفة بخلافه وهو اقسام مفهوم الصفة والشرط
والغایة والعدد واللقب وهو معتبر عند الشافعی الا مفهوم اللقب قال فی التحریر والحنفیة ینفون مفهوم المخالفة
باقسامه فی کلام الشارع فقط فافاد انه فی الروایات ونحوها معتبر باقسامه حتی مفهوم اللقب وهو علی تعلیق الحکم
بجامد کقولك صلوة الجمعة علی الرجال الاحرار فیفهم منه عدم وجوبها علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمة الکردری ان تخصیص الشیء بالذکر لا یدل علی نفی الحکم علی ما عداه فی خطابات الشارع انتهی اس عبارت سے
ہویدا و بیدا ہے کہ کلام شارع میں مفہوم مخالف لینا درست نہیں حنفیہ کے نزدیک اور خطابات شارع میں تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہیں کرتا ہے پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص ذکر صوم کو دلیل
اوپر ترک و نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے اور کیونکر تخصیص ذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہوجاوے تو لازم آویگا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه میں جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفة میں ربوا و چند حرام ہوا اور دو چند سے
کم حرام نہوا اور اسکا قائل بجز زندیق نہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور میں دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معترض کے
پر ہرگز نہیں ہے اگر یہ حدیث ابی موسی سے موہم انکار سرور و عید بالغرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور ولباس پہنا نیکا جیسا
یہود خیبر کرتے پہناتے تھے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربوں معاندین کو مفید

نہیں ہے اور حدیث ابی موسی رضی اللہ عنہ سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہے تو یہود خیبر کے مفہوم ہے چنانچہ حدیث ابی موسی رضی اللہ عنہ جو ہم نے مسلم سے نقل کی ہے اس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہے اور گنگوہی نے جو حدیث نقل کی ہے وہ حدیث مختصر اسی حدیث کا ہے جو ہم نے نقل کی ہے اوسکے حدیث میں مراد بھی یہود خیبر ہیں پس حدیث مذکور میں مخالفت یہود کے مفہوم ہے بالفرض تو اہل خیبر کی مفہوم ہے نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی میں عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہوجائیگا فانتظر یہ جو کہا اسنے کہ دوسری روایت میں ہے خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے) سراسر ابلہ فریبی وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہے اور آنحضرت صلعم پر افترا محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید و سرور کے رد میں خالفوا الیہود ہرگز نہیں فرمایا ہے اور یہ جامع براہین اسیطرح براہین قاطعہ کے صفحہ دو سو ستہتر میں کہتا ہے (کہ عید عاشوراء کو بخاری ومسلم کی حدیث صریح ہے کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا ہے اور خالفوا الیہود اوسمیں ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشوراء کے رد میں یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا حالانکہ بخاری ومسلم میں رد عید عاشوراء کے بارہ میں یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہیں ہے محض افترا جامع براہین کا ہے منصفین علماء کو چاہئے کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشوراء میں اسکو دیکھیں ہرگز یہ الفاظ صریحہ اونمیں موجود نہیں ہیں پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشربوں کو پڑھاتا بھی ہے اور بکثرت یہ مواقع اس جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہیں یہ دلیل محکم ہے اس امر کی کہ بخاری ومسلم میں خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ میں نہونا اس جامع براہین کو معلوم ہے اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ میں نہیں فرمایا ہے اور یہ گنگوہی اس بارہ میں یعنے عید عاشوراء کے رد کے بارہ میں ارشاد فرمانا بتاتا ہے پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرت پر باندہا ہے پس مصداق حدیث نبوی مروی صحاح کا ہے (عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار) یعنے جو شخص قصداً جھوٹ مجھ پر بولے تو چاہئے کہ جگہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے تو کل علماء کے نزدیک کفر ہے اور اگر حلال جانکر نہیں ہے تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال جاننے کے بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لا یکفر بھذا الکذب الا ان یستحلہ ھذا ھو المشہور من مذاہب العلماء من الطوائف وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وھکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی بتاتا ہے اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہے آنحضرت صلعم کے قول سے عید بمعنے سرور کلچہ شائع فیہ ہی ممنوع ہونا اور بایں معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکریں ہرگز مفہوم نہیں اور تمام یہود کی مخالفت کہ اونمیں مدینہ منورہ کے یہود بھی ہوں

جنگو کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تھا اور رکہوایا تھا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہیں ہوا ہاں بعض
یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کے ہیں ایک قسم خاص کی سرور ہین جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہیں ہے اور صوم مخالفت ہر
عید کو ہونا بھی مسلم نہیں ہے اور عید عاشورا سے مراد عید حقیقی نہین ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی
نعمت الہی یاد کرکے کی کرنا صوم کے ساتھ جمع ہو سکتی ہین کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہین ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے
قال فی مجمع البحار قوله فصامه ظاهره يشعر بان هذا كان ابتداء صومه بعاشوراء فيأول بانه ثبت على صيامه
او اعلام الحديث لا ولانه كان يصومه قبل قدوم المدينة وقيل لعله كان يصومه بمكة ثم تركه ثم لما علم ما عند
اهل الكتاب صامه قوله عيدا فان قيل اتخاذهم عيدا ينافي صومهم وايضا فصوموا اشعر بان الصوم كان
لمخالفتهم قلت لعل عيدهم كان جائز الصوم اذ هولاء اليهود غير يهود المدينة فوافق المدنيون في مخالفة
غيرهم انتہی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتھ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے
ثابت ہوئی اور قسطلانی نے روزہ عاشورا رکہنا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے
یہ روزہ شکر نہ تھا اسکی بے انصافی دیکھو کہ خود قسطلانی میں ہی موجود ہے کہ ابن عباس کی حدیث سے ثابت ہے کہ باعث
روزہ رکہنے کا موافقت یہود مدینہ کے ہے سبب روزہ میں کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسی علیہ السلام کے ہے معہ موافقت
عادتہ کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۳۳ قسطلانی کے یہ ہے فالباعث على الصيام في غير الباعث في حديث ابن عباس السابق
اذ هو باعث على موافقة يهود المدينة على السبب وهو شكر الله تعالى على نجاة موسى معه موافقة عادته او الوحي
كما مر تقريره ويحتمل ان يكون من العظمة عند يهود خيبر في شيء عظم صومه وقد وقع التصريح بذلك عند مسلم من
وجه آخر عن قيس بن مسلم قال كان اهل خيبر يصومون يوم عاشوراء يتخذونه عيدا انتہی دیکھو اس عبارت سے
واضح ہے کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ میں کہ وہ شکر الہی ہی تھا اور موافقت عادت یا وحی بھی اور اسکے
ساتھ مفہوم تھی ایسی سوانحی عادت ہونا منافی شکر اللہ کہاں ہے خود قسطلانی کی عبارات سے شکر و عادت دونو کا جمع ہونا ثابت ہے
اور یہ بے انصافی علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہے اور جس سے منافات شکر الہی و عادت میں ثابت کرتا ہے اور اس عبارت قسطلانی
کو پوشیدہ کرتا ہے ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہیں ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنے لگے
کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہاں مفہوم ہے نہ اہل اسلام کے یہاں تو گنگوہی کی جو کچھ فہم ہوئی ہے اسواسطے
جواب بھی بہت ظاہر و بدیہی ہم رقم کرتے ہیں وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن عباس نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہے فی الترمذی
عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا وعنده يهودي
فقال لو انزلت هذه الآية علينا لاتخذنا يومها عيدا فقال ابن عباس فانها نزلت في يوم عيدين في يوم الجمعة ويوم

عرفۃ ھذا حدیث حسن غریب یہ حدیث ابن عباس انتہے اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہو کر یوم عرفہ
عید ہے فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم نزلت ھذہ الاٰیۃ نزلت یوم عرفۃ فی یوم الجمعۃ ھذا حدیث حسن صحیح انتہے
قال البغوی اشار الی ذلک الیوم کان عیدا لنا انتہی حضرت عمر رضہ کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہے پس جب عرفہ و جمعہ دونوں کا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رضہ کے ثابت ہے اور روزہ عرفہ کا
مستحب و موجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہے اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملا کر رکھے تو ثابت ہے پس عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ و عرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعًا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعًا نہوا اگر مخالفت ہے روزہ
عید سے تو عید الفطر و عید الاضحی کو ہے نہ دیگر اعیاد کو پس روز عاشورا جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہے اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہو اونہیں یعنے روز عاشورا میں روزہ کا حکم دینا مخالف و منافی عید ہونیکے اور اظہار سرور کے نہوا الخ
آنحضرت صلعم کی فرمانے سے صوم ہوا انتم سے روز عید و اظہار سرور کسطرح معلوم و مفہوم ہوا گنگوہی کو علم و صحبت نہیں
اگرچہ درس حدیث اپنے یہاں جاری کیا ہے تحت لفظی ترجمہ غلط مسلط کر اونا عالم ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے اور ایسا
آدمی علماء میں شمار نہیں ہوتا ہے اس بے علمی و نافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ روز عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کر لیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی و مخالف روزہ کے ہے پس عید عاشورا بھی منافی و مخالف روزہ کو ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئے تو حکم روزہ کا اونہیں فرمانا عید کا موقع و رافع ہے اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد میں کہ روزہ دافع و رافع عید کا نہیں ہے اور کلیت کبری کی جو شرط انتاج شکل اول ہے اوسکے فقدان
کے سبب سے دلیل مستقیم نہیں ہو سکتی ہے اور قول احق بوس سی متکلم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ توجہ صوم ہو نیکو منعکس کرتا ہے اوسپر متفرع کرتا ہے کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ کے شکر و سرور کے نہ تھا سراسر جہالت
و سفاہت ہے بلکہ بدعت ضلالت ہے کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر کے سمجھا اور تمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کر گیا ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہیں کئے ہیں اور کوئی دلیل مساوی یا قوی ہو معارض معنی اس ظاہر کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم
نے بیان فرمائی موجود نہیں ہے اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر کا ان جامع براہین نے بیان کیا ہو پس یہ صرف نص
حدیث کا ہے ظاہر سے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہے کہ نص کتاب و سنت محمول ہیں
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد و النصوص من الکتاب و السنۃ تحمل علی ظواھرھا
ما لم یصرف عنھا دلیل قطعی کما فی الاٰیات التی تشعر ظواھرھا بالجھۃ و الجسمیۃ و نحو ذلک انتہی کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہاں حدیث کی بارہ میں موجود نہیں ہے اور با وجود اوسکی معنے ظاہر ہو بھی جامع براہین محمول نہیں
کرتا ہے پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہے تو اوسکو یہ خبر

نہیں ہے کہ الزام کو نسا محل و موقع ہوتا ہے اور کس وقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہے امام ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۱۵۷ میں فرماتے ہیں کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت اوسکی یعنے الزام کی نقض مذہب خصم کا ہے ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہیں ہوتا ہے اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی صحت ضروری و واجب نہیں ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسی وقت میں ہے کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہے وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے و الالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقدہ الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل و ہذا لا یکون الا اذا کان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہو چکا تو جاننا چاہئے کہ یہ محل تنازع و مناظرہ کا ہیو دیکے ہونا حدیث سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنی مدعی حق پہ اول استدلال لاچکے ہوویں بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہوویں کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوویں اگر گنگوہی یا کوئی انکا چیلہ جانتا ہے اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب حاصل کی ہو تو ثابت کرے کہ جو جواب الزام کیواسطے ہوتا ہے نقل امام ابن الہمام یا کسی اور محققین ہوجود ہیں وہ ہرزہ ہے اوسکے جہالات و سفاہت وعدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہے پس جب الزام ہونا باطل ہے تو بیان وجہ صوم کا بطور پیدا ہونا اوسکا واضح ہوا اور بطور بنا ر فاسد علی الفاسد جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر کے تہا باطل ہوا اگرچہ اول ہی بطلان اسکا معلوم ہو چکا ہے لیکن آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے اے تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اوسنے مبنی کیا ہے جسکا بطلان اظہر من الشمس ہے اسلئے کہ جب امور متقدم کا فساد ظاہر ہو گیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہو گئی اور قیاس ابن حجر پہ تعجب کرنا بھی جہالت و سفاہت کی سبب سے ہے صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلا بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوسپر تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جب کے وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان ہے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال سے معلوم ہو گیا ہے اور جامع براہین کے علم و انصاف کا حال کہلگیا ہے اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر پر اسواسطے تعجب ہوا کہ اسمیں علم و انصاف نہیں جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کر سکے اور تعجب ظاہر نکرے اسکے پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کے یہ خلاف ہے اور گنگوہی کو ترک اتباع اپنے ابا و پیشوایونکا نہایت دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جنکا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہے اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیئ عجاب یعنی کیا گردانا اور کر دیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودوں کے واسطے ہے فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو بڑی عجب بات ہے اسلئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہے اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی جنس سے اونکے پاس آئے تھے بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہیں ہیں ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کے قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا کہ

اس تعجب سے کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہیں ہو اب جامع براہین اپنی گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ صاحب انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باری تعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہی اول کتاب میں با وجودیکہ امکان کذب باری تعالی مخالف تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا و حکما وغیرہم ہو تو اب اوسکیا پرخوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کے قول پر نعوذ مگر نہیں اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنا فاتحہ کا کہ وہ اعتراض تھے سو ہیئت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہر حال اول اس حدیث کا اصل ہونا ہی کلام ہے کہ اس سے اعادہ شکر و سرور کا یوم معین میں نہیں نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مروجہ کو تو کسی وجہ سے مشابہ نہیں پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود میں حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہیں لہذا جج ار بعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہوگیا فقط الحمد اب مؤلف کے اقوال بے معنی کو دیکھنا چاہئے **اقول** و باللہ التوفیق جسقدر رو یاوہ بازیان و اباطیل جامع براہین کی ہیں سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین میں ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی کہ لیس فیہ کوئی دلیل شرعی نہیں اوسنے جو انکار کیا تو اسکا دین الہی میں دلیل نہیں ہے اور بدعت جو قرار دیا اجماع کو تو اوسکو ہمنے اس غلطی فاحش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ میں کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہے اور نہ فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہے بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئے اوسکے بطلان انحصار بدعت کراہت و حرمت میں معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانی کا ہرگز وارد ہی نہیں ہے اسہی واسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ میں اور بعد زمانہ اوسکی کو لغو جانکر اور اوسکی طرف التفات اور اوسکی خلاف بلا دلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقًا اور اون کے زمانہ کے بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکوں اہل اسلام میں اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علما و فضلا نے اسکو جائز کہا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہے اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہے قال فی نور الانوار فی صفحہ ۵ پانچ و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانی کا باقی نہ رہتا و بمقابلہ اتفاق و استحسان فقط ہونا ظاہر ہے چنانچہ توضیح سے اوپر گذر چکا ہے اور اوپر فتاوی سے ماقلا من السغناقی گذر چکا ہے نما اجتمع فقہاء الامصار علی شئ فقول الواحد بخلاف قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہے بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہیں ہے خلاف ہے اور خلاف کے معنے بھی مع مختار سے اوپر واضح ہو چکے ہیں کہ بے دلیل ہوتا ہے اور معتبر نہیں ہوتا ہے اور اس محفل میں حاضر ہونا علما و فضلا کا اور ان کا انکار نہ کرنا کسی کا بھی قول ملا علی قاری سے اوپر گذر چکا ہے اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہئے اور مخالفت جمہور سے عاقبت و انجام بخیر ہوتا ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے پس قول فاکہانی کا معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور لوگوں

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہے جسکی فہم و عقل مختل کا حال جا بجا ظاہر ہوتا جاتا ہے اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا
ہے حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر و سرور کا ثبوت بھی بخوبی معلوم ہوگیا لیکن حدیث کی اصل ہے جسمیں کلام ہونا جو
جامع براہین کہتا ہے اور بیوم تعین اعادہ شکر و سرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہے سب کا بطلان واضح ہے اور قیاس بطلان کیواسطے جو دو جہ
اس گنگوہی نے پیش کی تھی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علما و نصیبانیت عبارات توضیح و تلویح اوکیا دیر نخوبی
ظاہر ہوگیا پس قیاس محفوظ مصئون البطلان کے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا با حسن وجہ ظاہر ہے کوئی اپنی جہالت سے
مفید نجانے تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہئے اسمیں ابن حجر و جلال الدین سیوطی کا کیا قصور معاندین
تو بدیہیات و قطعیات و ضروریات دین سے بھی انکار کرتے ہیں اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتے ہیں جامع براہین اور اوسکے ہمذہب
قیاس ابن حجر و جلال الدین سیوطی کا مفید نہونا مولود مروجہ کے حق میں نہیں مانتے تو کیا بڑی بات ہے ہاں کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا
تو اوس سے تعجب تھا وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہے اور جو کچھ وساوس حق جامع براہین
نے قیاس حق پر پیش کئے تھے اون تمام کا بطلان اوپر معلوم ہو چکا ہے اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ المنداد
حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بیمعنی کو دیکھنا چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین
کو بیعلمی کی انتہا نہیں ہے اب ہی جلال الدین سیوطی و ابن حجر کے قیاس پر وساوس پیش کر رہا تھا اور ابھی ہی رو بدہ بازبان اور
ابلہ فریبان لیکن کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کہائی اور مکبوت علماء وجہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی
اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہو کر او پچھاڑ میں سر مارکر مشجوج و مرضوض ہوئے ایسا سر پھوڑا اور کچھ
ہوسکا روتے روتے یہ نالہ و فریاد ہی شروع کر دی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہوگیا اتنی فہم نہیں اور اسقدر ہوش و حواس
نہیں کہ آج ہی کونسی آیت و کونسی حدیث و کونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہے بدعت محقق ہونیکے واسطے جب حجج اربعہ سے
بدعت ہونا بتاتا ہے ہر ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حجج اربعہ قرآن حدیث و اجماع و قیاس ہے ان چاروں سے ثبوت کسی چیز کا ہو
جب یہ کہنا سمجھ ہوتا ہے کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چاروں سے ثبوت نہیں تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہے تو وہ سراسر
جھوٹا ہے گنگوہی تو بدعت ہونا تو ایک سے بھی ثابت نہیں کیا چہ جائی کہ چاروں سے ثابت کیا ہو وے اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی
چیلہ یہ کہے کہ چاروں حجتوں سے جب نفل میلاد ثابت نہوئی تو چاروں سے ثبوت بدعت کا ہوگیا ہے یہ مراد قول مذکور سے ہے تو اوسکو جواب
یہ کہا جاویگا کہ یہ بھی سراسر سفاہت و بیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا مثلاً ثابت نہیں ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہوگیا سے دیکھو
یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لا یستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
حدیث لازم نہیں آتا ہے اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہیں دیا جاتا ہے چنانچہ قول زرکشی سے مفہوم ہے جامع براہین بیچارہ
کو اسقدر علم و فہم کہاں ہے کہ یہ سمجھے اور اہل سنت و جماعت کا تو ادنی طالب علم بھی یہ سمجھتا ہے طرفہ تر یہ ہے کہ اس بیعلمی سے اور جھوٹ

بڑا الحمد للہ بھی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہے کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال ہے اور مؤلف انوار کے اقوال کو جس کے انوار ساطعہ کی چمک
و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی چمک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے
بےمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوال کے معنی اونکے
فہم میں نہیں آئے اسلئے بےمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ تحقیق حاصل ہوگا اوسوقت
جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہو جاوینگے اور نور علی نور ہو کر نظر آجائینگے اوسوقت جامع براہین و دیگر
وہابیہ کے حق میں مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ع ولو خفیت علی الغبی فعاذر ۔ ان لاتراہا مقلۃ عمیاء
پھر اب ہم طرف تحقیق مضمون صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال
جامع براہین کے تردید کرکے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کردینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ما تقدم کے
بعض اقوال ہمنے نہیں لئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہاویں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر سے انتخاب
اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ما تقدم کو جنمیں قیاس کے
ابطال کیواسطے جامع براہین نے دو سر نکالا ہے اور کچھ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قوال قیاس والون کے بطلے کی بھی ذکر کردی تاکہ بخوبی
حال قیاس کا معلوم ہو جاوے کہ وسادس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وسواس مدفوع
ہیں اور بضرب اہل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین سیوطی
و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسوں کے سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی دفع ہوئی اور کوئی وجہ ضرر کی قیاس
میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حق میں خسران ثابت ہے صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول
خود کے (اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں یہ قول کہا ہے (اور قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سوائے علمائے
کا فتوی لا یعبا بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہے خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندونسے
شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے
کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک لکہا اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل
داخل ہے اسلئے کہ اسی محفلین کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات
و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہے اور منبر جوکی پر باآواز بلند بہ نیست شان نعت
و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان
فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہ ذکر کرتے نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں
بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے آفاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہے کچھ جواب نہیں بڑا عاجز ہوکر جھنجھلا کر صفحہ ۱۴۲ مین مؤلف انوار ساطعہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا کہ
مؤلف کو بالکل ہوش نہیں کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہے بسبب قیود غیر مشروعہ کے اگر ادنی
حیرت و میرات بھی ہون ہان اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ مرتفع ہوجاوین تو بیشک آیت مین یہ محفل داخل ہے اور سبب وجوہ کے
بلکہ مینار پر چڑھ جاوے جب بھی رفعت نہیں ہے یہ قول جامع براہین کی لکھکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی واقبح منہ النذر
بقراءة المولد فی المنائر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلک الی حضرة المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ا ه
لکھا کہ منارہ پر پڑھنے مین رفعت نہیں بلکہ اشتمال لعب غنا کی سبب سے اقبح ہوگیا یعنے منارہ پر پڑھنا مؤلف کا مولود کیونکر
رفعت مین داخل ہے کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہے اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل ظاہر ہوتی ہے اور ان کے اوامر کی مذمت انصوص
مین موجود ہے اور آیات معجزات کی جواب مین جامع براہین فرماتے ہین کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہیں ہے لہذا بس یہ ہیئت
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہوکر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل ناتمام کو دیکھنا ہے کہ جواز دس
ذکر فخر عالم کو یہان ثابت کرتا ہے تا بعین کے مراد سے بیخبر ہے کہ وہ اوسکے مانع ہین جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت بالاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہے سو جامع براہین فرماتے ہین کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہین مؤلف کی فقط کمفہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتے تھے جو کچھ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو
اس ذکر مین غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع کہا لیس اوس معنی کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوگئے سو قیود مروجہ
مجلس ہمارے وقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچھ فہم نہیں (یہ جواب جامع براہین نے مؤلف انوار کے قولکا دیا جس سے علم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہے منصفین خود جانتے ہین کہ یہ جواب نہ موافق عقل کے نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہے جمعاً بدآیت قرآنی
و عبارت تفسیر و خبر کے جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور مقدار حکم اپنا اوکیا اور یہ ظاہر کیا ہے کہ تا بکجا رسیدہ است بار بار جاہل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہے تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہے یہ جامع براہین بسبب قیود غیر مشروعہ کے اس محفلکو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً از قسم الحمد وغیرہ کہتا ہے کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور سہی جہل
مرکب ہے کہ یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال یہ اختلال جامع براہین دوسرون پر حجت نہیں ہے جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی
کے تلخ ہوگیا وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہے تو دوسرونکے نزدیک جو مریض نہیں وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہوجاوینگی
اور دوسرون کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیون تلخ قرار پاوینگی محفلین قیود اجتماع و تاریخ معین و غیرہا جنمین کلام ہے
غیر مشروع ہرگز نہیں ہین یہ ابھی اوپر گذر چکا ہے اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہے اور اوس قیاس
کا سالم ہونا بطلان سے مقوط سے واضح ہوچکا ہے پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے تشریع بنانا ہے اور ادعاء
شارع ہونیکا کرنا ہے جامع براہین کو خود فہم نہیں شرعیہ کو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی ہم غلط سمجھتے

قول سے جو مؤلف انوار پر حجت نہیں ہے بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہیں ہی بناتا ہے اور اُس میں خارج ہونا محفل کا آیت سے
بنا کرتا ہے اور مؤلف انوار پر طعن کرتا ہے الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مؤلف انوار کے مسلمات سے بھی نہیں اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہے اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کئے ہیں جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہو جاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تھا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ میں اوس کے فتوی دینے سے جاہل و خارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے پھر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس پر مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ میں
محفل داخل ہے اور فہم جامع براہین پر آفرین ہے کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہے اور الزام مالا یلزم دیا جاتا ہے یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہویگا جو جامع براہین کے فہم و قول کو حجت شرعیہ جانیگا اور ان الحکم الا للہ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہیں کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو بھی نہیں سمجھے ہیں
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ میں بسبب کثرت ورود و ثنائی مانند ذکر معجزات و کرامات وغیرہا کے کہتے
ہیں اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہے چنانچہ خود کہتا ہے کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہو جاویں تو بیشک
آیت میں یہ محفل داخل ہے اور ورود ثنا میں فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہیں ہے اور یہ امر بدیہی قطع نظر دوسرے قیود کے
کہ وہ مشروع ہیں یا نہیں یہ اپنی جگہہ پر ہے اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہیں کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت میں ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفل کو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کے قول سے دخول محفل آیت میں مفہوم ہے اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہے اوس سے
قول مؤلف انوار ساکت ہے اگرچہ اپنی جگہہ یہ ثابت ہے کہ جب قیود اجتماع و تاریخ کا مثلاً غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائے محققین علی ممر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہے تو اونکی یعنے قیود کے مشروعیت بلاشبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہیں ہے پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مؤلف انوار کے قول سے مفہوم ہے اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مؤلف انوار
ساکت ہے اس محفل میں کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہیں ہے پس یونہی لچر و پوچ ہے یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بھی اس محفل میں موجود ہوتی اور خیرات و مبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت میں داخل ہے
فی الواقع موجود ہیں تب بھی یہ مسلم نہیں کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت اداکرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل میں مفقود ہے اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہیں ہوا ہے دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت قرآنیہ ہے مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہے اگر کوئی شخص نماز مع
قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہیں ہے
اور مقتضی اوسکا موجود نہیں ہوا ہے اور یہ قید کراہت ادا کی منافی ہے اور یہ فرد ادا نماز کا نہیں ہے اور ذمہ اوس مصلی کا فرض
وقت سے بری نہیں ہوا ہے ہاں جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ جامع براہین کا
فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہیں کا کام
ہے علما و محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور مطلوب شارع میں داخل ہونا فرماتے ہیں
اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کر دو بلکہ بعض
محققین قائل ہیں کہ امر مطلق سے انتفا کراہت نہیں ہوتی ہے اسلیئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف
محدث با وجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہیں اور جو محققین امر مطلق سے انتفا کراہت کے قائل ہیں وہ بھی ان دونوں
کو مامور بہ مانتے ہیں اور کراہت نفس مامور بہ میں نہونیکے سبب سے امر خارج میں کراہت کا ہونا مامور بہ کی حقیت غیر مضر
فرماتے ہیں نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۳۱ میں ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور
بہ و انتفاء الکراہۃ ای المذہب الصحیح عندنا تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ و ہو
حصول الامتثال علی ما کلف بہ و الا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظہر الفساد بدلیل مستقل بعدہ یعید
واما الحج فقد اداہ بہذا الاحرام و فرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء و عند ابی بکر الرازی
لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراہۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا و الطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا
قلنا ذلک الکراہۃ لیس نفس المامور بہ بل بمعنی خارج و ہو التشبیہ لعبدۃ الشمس و کون الطائف محدثا و مثل ہذا غیر مضر
انتہی اور کبھی کراہت بجہت اقبال علی العزیمۃ نہیں ہو سکتی تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہے نور الانوار صفحہ ۱۹ لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت
ثم مدہا بالتعدیل الی التطویل الی ان غربت الشمس فان ہذہ الصلوٰۃ قد تمت ناقصۃ و کان شروعہا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم
ہذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراہۃ مع
الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فجعل ہذا القدر من الکراہۃ عفوا انتہی پس جب ذکر و صلوٰۃ و ثنا میں کراہت
کچھ نہیں اور کسی امر خارج میں کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوۃ و ثنا کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے
جانیکو غیر مضر ہے اور اس کراہت کے سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہیں آتا ہے بہر تقدیر قول جامع براہین
کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہے ایسے محلین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہیے جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت
عفو علما نے قرار دی ہے یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہووے جو اس سے بے بہرہ ہے وہ اسکا عامل کسطرح

ہو سکتا ہے نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی ہے اوسواسطے
کہ منبر و چوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہیں ہوتی ہے یہ بھی سراسر جعلی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہے کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو و غناء یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہو و کے منارہ پر قبیح تر ہے قباحت کیوجہ ظاہر ہے کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ و احادیث نبویہ سے صراحتًا ثابت ہے اور اسپر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاو کا ہے چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
و بعثت لمحق المعازف والمزامیر و دیگر احادیث نبویہ اسی سوال میں ہیں اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غناکی حرام جانی پر ہونا اجماع
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ میں فرماتے ہیں اور علامہ تفتازانی و میر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی میں حرام متفق علیہ
مثال سماع زنانا کو فرماتے ہیں جسکا استحلال کفر ہے اور ارتکاب محقق گنہ بلکہ معصیت حرام ہے یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
ہی کہاں ہے یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت میں دیکھ لیا ہے اتنی خبر نہیں کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ میں بھی استعمال کیا کرتے ہیں اور اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہو وہاں درود و ثنا و ذکر معجزات
و کرامت کا ذکر کہاں ہے اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہے اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہے کہ غنا و لہو کو بھی کوئی منارہ و چوکی پر
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہے جو جامع براہین اس غنا و لہو کی محفلوں کو دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور اقبح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہئے آپکو ہوش نہیں یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہے یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہیں ہیں اور رد کرنیکو موجود ہوگئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی و منبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہے اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم و فاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علما و فضلا بتا رہے ہیں
اور بڑے بڑے فضلا اسکا جواز ثابت کر رہے ہیں اور شامی نے جو رد المحتار میں ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہیں ہوا ہے اوسکا ذکر اس محل میں سراسر نادانی ہے اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہیں ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ امر نامشروع منارہ پر کرنے سے
موجب رفعت ہو جاتا ہے مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہیں ہوتا ہے اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہے ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہیں ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہا تھا اور ترک فاتحہ اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اسپر موجود نہیں ہے بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہیں اس امر میں کوئی احمق تمہارے قول کو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بارہا با قوال علما ثابت
ہو گئی اقوال سابقہ دیکھو مولف انوار کے قول میں غور کرو کسی عالم سے سمجھلو بس یہ امر غیر مشروع کا منبر و چوکی و منارہ پر کرنا
کہاں ہے پس یہ عبارت انکو ہرگز مفید اور ہم کو مضر نہیں ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ منبر و چوکی و منارہ پر ثنا آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہیں ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہوں یا نہوں اور یہ بہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو یہی
البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم
و صحابہ کرام رضوان نے سنی بخاری و مسلم سے یہ واضح ہے منکلا کا معاند و منکر صرف ہی اگر تم پہر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی
اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہیں ہے
اور تمہاری وساوس جو کچہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہوچکا ہی تمہارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو
اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت المحتار
سے یہ ہرگز مفہوم نہیں ہی کہ منارہ پر پڑہنا اُن امور کا ہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہیں ہے اوس سے تو
یہ نذر معصیت کہ راگ و باجہ ہی جو حرام عند العلماء ہے گو انکے ساتھہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اُسکو قبیح کہا ہے
چونکہ وہ منارہ پہر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی کہاں ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین
مبتدعین و فساق کی توقیر ہونا اور قنادیل و تبذیر سے منظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر
ذ مجوزین محفلکو مبتدعین و فساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور و روشن ہونے محفلکو بسبب عناد و سوء ادب و تاریکی باطنی اپنی کی
سے مظلم کہتا ہی اور جیسا اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی و تعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین
کو بدعتی کہنا سوء ضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین و فساق مانند روافض و خوارج کی توقیر ان
محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنے محافل میلاد شریف مین روافض و خوارج کو نہیں بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل سنت ان
وہابیکی توقیر اہل سنت سے کوئی نہیں کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کے مشروع و متعین ہوئین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس و تزویر ہی ایسے موقع مین کہ حاجت
ضرورت ہی کسیقدر زیادہ بہی ہوں تو جواز اسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت و شوکت شان ذکر ولادت آنحضرت
صلعم کی متصور و متخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہو وہ جائز ہی چنانچہ قرآن شریف پر سونا
اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی و سونے وغیرہ سے کردینا اگرچہ ضروری نہیں ہے اور اسکی حاجت
نہیں ہی لیکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی در المختار وجاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش
المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیۃ المصحف ای بالذہب والفضۃ خلافا لابی یوسف کما قدمنا
وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علماء اسکے
استحباب کے بہی قائل ہوئے ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربۃ انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت اشارت کے
اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر
نہیں قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہاء ایسے محلمین قرار دیتے تو سونا و چاندی وغیرہ کا صرف کرنا مصحف و مسجد مین بہی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہاں تبذیر نہیں یہاں بھی نہیں ہے اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصاً علماء کا ہے جو قیاس معتبر ہے بھی حاکم ہے
پس جواز قنادیل کا بھی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۳۳ میں کہا ہے کہ زینت مساجد کے بارے میں کہ زینت مساجد بوجہ اظہار شعائر
اسلام کے ہے اور رفع شان اسلام کا فرض ہے انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بھی بعض علما
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہیں کہا ہے لیکن یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے کہ ہم کہدینگے کہ روشنی میں بھی
رفع شان مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہے پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بھی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جواب دوگے اسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاویں اس ذکر پاک کے سننے کو تو محفل میں کراہت نہیں آجاتی ہے جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت میں آجاتے ہیں مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہیں ہوجاتی ہیں
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہوجانا ایسے لوگوں کی حضور سے کتاب شرع میں مصرح نہیں ہے راقم کی نظر میں جو مدعی ہووے
ثابت کرے انکل پچو باتیں بنانے سے کچھ نہیں ہوتا ہے اور کراہت و حرمت شبہ تشکیک کے واسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہیں ہے اگر کسی فاسق کو اس محفلمیں بلایا ہے تب بھی کچھ خرابی نہیں ہے اسمیں نیت خیر ہے تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہے کیونکہ بمقتضا
شعر: تنہا عشق از دیدار خیزد :: بسا کین دولت از گفتار خیزد :: جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگئی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہے ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چھوڑکر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمیں بہت بڑی متصور ہے اور اوسمیں گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتھہ حکمت و موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہے جو مامور بہ قرآن شریف کا ہے لقولہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ اور یہ محفل سناتا ہے اون فساق کو نصیحت کرتا ہے اور ضمناً اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ میں حکم کرتا ہے
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران :: گفتہ آید در حدیث دیگران :: بلکہ اس محفل میلاد سے غرض بھی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کی ہے بایطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفلمیں بلانا اونہیں لوگوں کا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم میں قصور
بہت کرتے ہیں مثل فساق کے مصرعہ حق کرامت گناہگار انند اور آیت قرآن واحد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع
کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانہم قوم لا یعلمون سے ثابت ہے کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قرآن سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہوجاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن میں اوسکو تو پہنچا دو اور یہ اسواسطے
ہے کہ وہ ایسے قوم ہیں کہ حقیقت ایمان کو نہیں جانتے ہیں امن دینا سننے اور تدبر کرنیکے واسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہے کہ کافر کو بھی ذکر قرآن سنانا چاہئے تاکہ باعث ایمان پر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ جسطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقرر اجان کریں بطریق اولی سنانا چاہئے کہ فسق و فجور چھوڑ دیں اور انکو ترک شرک
مشرکین کے سے آسان ہے اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس میں آنے دینے پر ہے پس فساق کا آجانا اور انکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہے نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہاں ہے مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بھی عیب جانتا ہے ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر * جس جس مقام
پر براہین قاطعہ میں حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہاں ہو گیا
منصفین اذکیا اون تمام مواضع کی مردودیت اس مجلس میں خیال فرمائینگے اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب میں جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہے اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رضہ سے اپنی تک ٹھہرایا ہے یہ بھی سراسر
بیعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ صحابہ رضہ نے یہ نہیں کیا ہے بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہیں کیا ہے تو یہ مسلم نہیں کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ میں منحصر ہیں اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہیں ہے وہ بدعت ہے اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعا باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہیں قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہے اور لازم آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جا بجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہے اور جلسہ امتحان ہر سال میں اور جلسہ دستار بندی کا ہوتا ہے اور دور دراز کے لوگ طلب کئے جاتے ہیں
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکھنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضہ سے صدور
نہیں ہوا ہے پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوس کو
محققین نے قبول کیا ہو وے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہیں کہہ سکتے ہیں ہمارے نزدیک جیسے
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہیں یہ محفل میلاد کی ہیئت بھی ممنوع نہیں ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ میں نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکے سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب عدم وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تھا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بھی بدعت نہونا ثابت
کیا تھا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ١٨٥ میں اس کے جواب میں یہ ہے کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہیں ہے اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا بھی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہے صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہے فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہے اور حال مدارس و مکان کی تعمیر میں سنت کہتا ہے اور تغیر صورت بالطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہے اور یہ سب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفلکو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہے یہ ہٹ دھرمی دیکھو کہ مدارس
کے بارے میں کنسوب بال مارتے ہیں دیوبندوالے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ میں موجود نہ تھی وہ بھی درست ہو گئی اور

نہیں سنت ہے اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی دیکھو کہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہو کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اور اوسکے ہیئت کذائیہ فقط
اسیوجہ سے کہ صحابہ رضی سے ثابت نہین بدعت ہو گئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بتاتا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہیں بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشابہ کے موجود ہین اون مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مؤلف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑھنا صحابہ رضی کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بے علمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچاوے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رضی کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سو
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر الآیۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ کے
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہو گئے مولف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد کو طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہے جگہ اوس کے مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتانے سے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رضی نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رضی پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت و رفعنا لک ذکرک و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ مین ہین جو جواب مؤلف انوار ساطعہ مین پیش کئے تم
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مؤلف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہو گیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ مؤلف انوار کا قول و راقم الحروف کی یہ تحریر لا اظہار تغریر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو سرسر صفوی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیزی جامع
براہین سے ہرگز مکدر و متغیر نہوا اور اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی جامع براہین کے جامع براہین کو ہی نقصان
و خسران نصیب ہوا او مکسوب ملے وجہ رہا پس صفحہ ۱۲۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن و رفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث سے بھی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہو چکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کی جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو کہ

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدنکی عید بنانیکیطرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گذر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر میں ہمارے امر کی ہو جاوے تو مذموم نہیں ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بھی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و جمہور ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالفرض تشابہ بھی کسی سے ہو جاوے تو مقبوح و مذموم نہیں ہی پس بہ قرآن و حدیث سے ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں سفاہت و بیعلمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے
ناشی ہی اور یہی صفحہ ٦ اسکے قول میں جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علما کا فتویٰ لا یعبأ بہا ہو گیا اور بدعت ہونا
مقرر ہو گیا از فرط جہالت و سواد بے شدید ہے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط
ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلاء و علماء ہونا ظاہر ہو گیا اور بمقابلہ جمہور کے لا یعبأ بہ ہونا واضح ہو گیا اور ہیچ مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہیں ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف
انوار ساطعہ نے پیش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہ ہو سکا اور احادیث مذکورہ مثبتہ اس باب میں موجود ہیں باینہمہ قرآن
و حدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتے ہیں باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہیں ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علماء کا فتویٰ لا یعبأ بہا ہو گیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علماء نے فتویٰ اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمیں ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی
و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن وجیہ وغیرہم علماء اعیان و فضلاء زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے
علماء ہیں اور اس جامع براہین کے یہ علماء نہیں ہیں یہ بطور مفہوم مخالف کی جو مقتضا ہم عرف میں معتبر ہی ثابت ہوا اور ان کے
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علماء کی فتویٰ کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہیں ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بھی اون علماء سے حاصل نہیں ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہیں اور انکے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہو گیا جسکا بطلان واضح ولائح

ہو کہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متحرین ومثبت ساتھ قرآن واحادیث کی بدعت ہوجاویگا لاحول ولاقوۃ
الاباللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کی قول میں جو یہ جامع براہین نے کہا ہے کہ (حاضر ہونے سے مشائخ وعلما کے کچھ حجت جواز
کی نہوئی اگر کروڑوں علما بھی فتوی دیویں بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہیں) سراسر جہالت وسفاہت ہے کیونکہ
حضور مشائخ وعلما کو حجت جواز ہونا او فتوی کروڑوں علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہے خدا کا خوف اسکو کچھ نہیں ہے اور
شرم وحیا سے کچھ کام نہیں اتنی خبر اوسکو نہیں کہ جس امر پر کروڑوں علما فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑوں
علماء کا فتوے ہو جاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخلف اوس سے نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی معتبر ولایق اعتماد انکار اوسکا نہیں
کر سکتا ہے پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن ومن یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم کا ہے اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علما کو لکھا جن سے
اجماع امت متصور ومتخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق وضلالت پر ہونا ہے جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے ہوا اور جب اس قدر علما یعنے کروڑوں نے ایک امر پر فتوی دیا تو
انھوں نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانوں کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی حسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فھو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہے تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے
غیر معتبر بتایا ہے پس اوسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے جامع براہین یا اوسکے ہمشربوں کی فہم سے بعید نہیں کہ کروڑوں کا فتوی
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہے اور بمقابلہ نصوص کروڑوں کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہے کہ کروڑوں کا فتوے بمقابل ومخالف نصوص ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بمقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ
ممکن نہیں ہے بلکہ اجماع اکثر کا بھی ضلالت وغیر حق پر ہونا مسلم نہیں ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہے اگر ضلالت وغیر حق پر اکثر کا اجتماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت وغیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہے اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کو جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل ومخالف
ہونا ہرگز مسلم نہیں ہے اور کوئی نص قرآن وحدیث موجود نہیں ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہو صرف قول باطل جامع
براہین کا ہے جو نص کے مقابل ومخالف زعم کرتا ہے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ فرقوں بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت وجماعت ہیں انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہے کہ اہل سنت وجماعت کے علما جس مسئلہ پر ہوتے ہیں اور اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہیں اور جم غفیر علما اہل
سنت وجماعت اوس مسئلہ کو جائز مانتے ہیں تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت وحدیث پیش کرکے جم غفیر کے مسئلہ کو اٹھانا
چاہتے ہیں دیکھو اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہیں بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث ورباع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کو واسطے بدلیل صحت استثنا ذی عدد کے اور قول مثنی وثلث ورباع سے
آیت کی تخصیص نہیں قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض عدد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد میں نہیں ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وتحجر کے مطلقا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو کہے جو جا کے تو وہ کہ بازار میں جا یا شہر میں
یا باغمیں تو یہ تصریح نہی کا امر کی اوسکے ہاتھ میں تمام اختیار کی مطلقا تفویض اوسنے کردی اور حرج وتحجر اوس سے مطلقا
رفع کردیا اور یہ مراد نہیں اس کے اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھہ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونوں کو ہوتی ہی اسیطرح یہاں اعداد زوجات سے مراد یہ کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کے وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کو نو زوجات امہات مومنین رضی اللہ عنہن تھیں اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقوله فاتبعوه اور ادنی مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بھی درست ہوئیں دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس اولی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکھو اسیطرح فرقہ مدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث سے پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق و اجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہی اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کے واسطے یہ جواب دیتے ہیں کہ غیلان رضی ایمان لائے تھے اونکے نکاح میں دس عورتیں تھیں آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رکھو دو
اور باقیکو چھوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تھے انکے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رکھو اور باقی چھوڑ دو اور دونوں کا یہ جواب فرقہ
مدعیہ نے دیا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار میں مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمیں چند احتمال ہیں محتمل ہے کہ چار کو رکھنے اور باقی کو ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ ان چار اور باقی کے درمیان میں جمع کرنا بسبب نسب کے جائز نہووے یا بسبب رضاع
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہوئے ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہیں ہے اب اوس فرقہ مدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا استمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہا انحصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہیں ہے اس امر پر بھی دو شبہ وارد ہیں اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہیں ہوتا ہی پھر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہ یہ ہی کہ امت محمدیہ میں قتیدہ
دو تین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہیں ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہیں ہوتا ہی جواب اول شبہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہیں ہے لیکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم میں تھا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتوں کی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں منسوخ ہوچکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہیں اونکی مخالفت کا اعتبار نہیں ہے دیکھو جسطرح یہ فرقہ مدعیہ اہل سنت جماعت کی مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث

بناتا ہی اور جم غفیر اہل سنت وجماعت کے فتوے کا اعتبار نہیں کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑوں علماء کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتوں سے زیادہ کے بارہ میں اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن وحدیث سے اسکے موافق نہیں ہی چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کہ بمقابلہ نصوص کروڑوں کا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہئے کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ما طاب لکم وبمقابلہ حدیث نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے وبمقابلہ قول رغبت عن سنتی فلیس منی کے کہ یہ تمام نصوص ہیں فتوے
اہل سنت وجماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ میں غیر معتبر ہونا چاہئے اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکے فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتوں کے نکاح کا قائل ہو
جاوے اور فرقہ روافض وغیرہ میں سے ہو جاوے خود کا اظہار قبول کرے اور اگر یہی جواب انکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت وحدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتوں کے بارہ میں ہی میلاد شریف کے بارہ میں موجود ہی ہرگز
نہیں ہی اگر اونکے زعم فاسد میں ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بھی اسی قسم کا جاننا چاہئے اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہئے اگر اوسمیں اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ میں اعتبار نکرکے اور انکے اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکے موافقت اہل سنت کے نہیں کرتا ہی اسکو یعنے جامع براہین کو بھی جاننا چاویگا الغرض مخالفت نصوص کے
فتوی کروڑوں علماء کا ہرگز نہیں ہو سکتا ہی جن نصوص کے مخالف کوئی ناواقف گمان کرے تو اونکے زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہیں ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہیں ہے کہ کروڑوں علماء کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہاں مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہاں ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتے ہیں جس سے وہ مسئلہ جمہور علماء کا باقی رہے
اور مخالفت اوٹھ جاوے جیسا کہ ابھی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل وپوچ وبجز بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان علماء وجمہور مشائخ وفضلاء کا محفل میلاد شریف میں بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی
وہابی بعلم نہ مانے تو نہ مانے اور یہ قول جامع براہین کا اوسی صفحہ ۱۶۶ میں کا اگر کچھ بھی علم وعقل ہو تو دیکھ لیں قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہیں ہی اور تمام بلاد میں اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہیں صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغائب تمام دنیا میں شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہیں پس سخاوی کے اس قول میں کوئی حجت نہیں اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکوں میں ہوتی ہے
ہی اوسی فقول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑوں کا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہو چکا ہے
اور اس سے وہی اہل بدعت کے اقوال کی تائید ہی کہ فقہاء امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جنکو آپنے زعم فاسد میں
نصوص قرار دیا ہیں اون پر ہی عمل کرنا چاہئے پس چار سے زیادہ عورتوں کی جواز کے جو نصوص ہیں اونپر ہی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکوں میں اہل سنت وجماعت کے نزدیک جاری ہے زیادہ تکرار کی حاجت نہیں کیونکہ یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہیں ہے تو پس چار سے زیادہ عورتوں کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے اگر کچھ بھی علم وفہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حق میں کہا تھا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علماء کا مولد
شریف کی محفل میں اور اشتہار تمام بلاد میں اور تمام ملکوں میں رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی وسخاوی وملا علی قاری سے
ثابت ہے بلا شبہ دلیل شرعی ہے کیونکہ یہ تعارف واستحسان علماء کا ہے اور تعامل واستحسان علماء بلا شبہ دلیل شرعی ہے اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہے چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے مسلم الثبوت وشرح سے کہ اتفاق علمائے محققین علمائے امصار کا
حجت ہے مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علماء کا علمائے امصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہے پس یہ تعامل واتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند ومکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں
بھی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکھا ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے لان العرف انما صار حجۃ بالنص
وھو قولہ علیہ السلام ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وما لم ینص فھو محمول علی عادۃ الناس فی الاسواق لانھا ای
العادۃ دالۃ علی الجواز فیما وقعت علیہ لقولہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن ومن ذلک دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلۃ الاجماع عند عدم النص انتھی مختصرًا رومال ناک منہ کی صفائی کیواسطے رکھنا جائز
اسواسطے لکھا ہے کہ عامہ مسلمین تمامہ بلاد میں استعمال کرتے ہیں قال فی العنایۃ قولہ ھو الصحیح لان عامۃ المسلمین
استعملوا ھذا فی عامۃ البلدان لدفع الاذی ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن انتھی یہ محفل بھی تمام
مسلمین عامہ بلاد میں کرتے ہیں فرقہ بدعقیدہ وہابیہ مبحث سے خارج ہیں اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہیں ہے پس یہ بھی یعنے محفل
میلاد شریف بھی جائز وداخل تحت حدیث ما راٰہ المسلمون کی ہوئی اور عرف اسپر جاری ہے اور نص ممانعت
یہاں مفقود ہے مزعومات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہے پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار میں ہے کتاب الاجارہ میں لان تعامل اذا وقع من غیر نکیر منکر فقد حل محل الاجماع فیما نحن فیہ وقع
کذلک علی ما صرح بہ من قال بجواز العقد فی کل الشہور والاجماع دلیل قطعی والدلیل الذی خالفہ التعامل
ھہنا انما ھو کون جہالۃ المدۃ مفسدۃ للعقد وھو موجب القیاس ظ القیاس دلیل ظنی لا یصلح المعارضۃ للدلیل القطعی
اصلًا فضلًا ان لا یعتبر القطعی فی مقابلۃ انتھی وفی الدر المختار انتفی فی کتاب الوقف لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث
ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن بخلاف ما لا تعامل فیہ کثیاب ومتاع وھذا قول محمد وعلیہ الفتوی

انتہی وقال العلامۃ الشامی علیہ لان التعامل یترک بہ القیاس فان القیاس عدم صحۃ وقف المنقول لان من شرط الوقف
علی التابید والمنقول لا یدوم والتعامل کما فی البحر عن التحریر وھو الاکثر استعمالا وفی شرح البیری عن المبسوط ان الثابت
بالعرف کالثابت بالنص وتمام تحقیق ذلک فی رسالتنا المسماۃ نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف وظاھر ما مر فی مسئلۃ
البقرۃ اعتبار العرف الحادث فلا یلزم کونہ من عھد الصحابۃ وکذا ھو ظاھر ما قدمناہ انفا من زیادۃ بعض المشائخ اشیاء
جری التعامل فیھا وعلی ھذا فالظاھر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتھر فیہ دون غیرہ انتہی بقدر
الحاجۃ وقال الشامی فی موضع آخر من ذلک الکتاب اعنی رد المحتار والعرف فی الشرع لہ اعتبار لذا علیہ الحکم قد یدار
انتہی یہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی بالجملی صوت نداکرتی ہیں کہ تعامل بمنزل اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ میں دلیل
قیاسی ساقط ہی کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہی اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع میں عرف کا اعتبار ہی اور عرف سے جو مسئلہ
ثابت ہو وہ ایسا ہی جیسا کہ نص سے ثابت ہی اور عرف تعامل زمانہ صحابہ رض سے ہونا ضرور نہیں ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہی پس بخوبی
واضح ہی کتب فقہ واصول سے کہ عرف وتعامل دلیل شرعی ہی اور تعامل یہ ہی کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی میں ناقلا عن التحریر
موجود ہی اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل وتعارف وعرف کی صادق ہی اور تمام ملکوں میں رائج ہونا اور مشائخ وصوفیہ واعیان کا
اس محفلمیں حاضر ہونا بھی تعامل ہی پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہی جامع براہین نے اسکی حجت ہونیکا انکار
بسبب جہالت کے کیا ہی کہ علم فقہ واصول سے بے بہرہ ہی اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہی کہ سنکر ہی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے
قول کا کیا اعتبار ہی کہ جسکو علم فقہ واصول کی خبر نہ اوسکو فقیہ واصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے تمام
ملکوں میں مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت ومکروہ قرار دینا جہالت صرف ہی اسلئے کہ صلوۃ رغائب
پر تعامل علماء وفضلاء ومشائخ صوفیہ کا کہاں واقع ہوا ہی اور اوسکے اثبات میں کتب ورسائل علماء نے کہاں لکھی ہیں اور
جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہی صلوۃ رغائب کے منکر کو کہاں رد کیا ہی بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علماء نے تصریح کی ہے اور
اوسکی یعنے صلوۃ رغائب کے علماء ہر مذہب ائمہ مذاہب اربعہ میں سے سخت تردید کی ہے اسکے بعد اتنک کہ بہت سے بلاد میں
اس صلوۃ کا نام ونشان اون علماء کے تردید کے باعث نرہا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ میں فرماتے ہیں وقد جعلھا جھلۃ
ائمۃ المساجد مع نحو صلواۃ الرغائب شبکۃ لجمع العوام وطلبا للریاسۃ التقدم وملاء بذکرھا القصاص مجالسھم
ثم اللہ تعالی قام ائمۃ الھدی فی سعی ابطال الصلوۃ وامثال ھذہ المنکرات فتلاشی امرھا وتکامل ابطالھا فی البلاد
المصریۃ والشامیۃ فی اوائل المائۃ الناجیۃ انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ صلوۃ رغائب کو ائمہ مشہورین مصر وشام نے بالکل
مٹا دیا اوسکے ابطال میں کوشش کر کے اور یہی خاتمہ میں صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں وصلوۃ الرغائب موضوع بالاتفاق
انتہی اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین وغیرہم موضوع قرار دیتے ہیں اور اس نماز کو بارہ میں

جو احادیث بنائی ہیں وہ تمام موضوع ہیں اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب در المختار وفی حاشیۃ
بخط ثقۃ وکذا صلوۃ الرغائب انتہی کے تحت میں علامہ شامی فرماتے ہیں ثم ان ما نقلہ قال الرحمتی ھو من الحواشی الموثقۃ
ویمنع التوثیق بذلک لخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ھذہ الصلوۃ
والفقہ لا ینقل من الحواشی المجہولۃ سیما ما کان فسادہ ظاہرا انتہی وقال فی شرح المنیۃ قال ابو الفرج بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم وکذب علیہ انتہی قال العلامۃ الشامی
فی موضع آخر قال فی البحر ومن ھنا یعلم کراہۃ الاجتماع علی صلوۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ
منہ وانہا بدعۃ وما یحتالہ اہل الروم من نذرہا لتخرج عن النفل والکراہۃ فباطل انتہی قلت وصرح بذلک
فی البزازیۃ کما سیذکرہ الشارح آخر الباب وقد بسط الکلام علیہا شارح المنیۃ مصرحا بان ما روی فیہا باطل
موضوع وبسط الکلام فیہا خصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماہ ردع الراغب
عن صلوۃ الرغائب احاط فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاہب الاربعۃ انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراہۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی ضلالۃ وجہالۃ وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات
نفیسۃ علی تضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی
الغرض صلوۃ الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہیں جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ ومشائخ میں نہیں ہوا اور علماء اعیان
تعامل اس پر واقع نہیں ہوا بلکہ جہال میں اس نماز نے شیوع پایا تھا اور اسکے ابطال میں علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کر کے نیست ونابود کر دیا اور چاروں مذاہب کے علماء متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وہ موضوع علماء فرماویں اور چاروں مذہب کے فضلاء اوسکو رد کریں اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوس میں کسی حدیث موضوع پر عمل نہیں ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہیں فرمایا ہے اور اس پر
تعامل فضلاء وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہیں جو صلوۃ رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہیں چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہیں بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہیں اور ابن جوزی
اس صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہیں اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہیں اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہیں اور امام نووی اور انکے استاد صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہیں اور اوسکی رد کے بارہ میں ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے ہیں پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوۃ رغائب کے ہرگز نہیں ہے جانا چاہیے برادرم فہم علوم تو

تو جو چیز مردود علماء کی نزدیک ہو اور اوسکے بارہ مین بڑی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکے
اثبات کی بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء وفضلاء کی ایکسان قرار دینا بے کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی وبے انصافی کا
باعث ہی کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق وباطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر وجلال الدین سیوطی وسخاوی وابن جزری وملا علی قاری وصاحب مجمع البحار وابن جوزی وغیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھ اعتبار یہہ نہین کرتا ہی اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہی اور قابل اعتبار نہین جانتا ہی بلکہ
کہتا ہی کہ ہر دو ٹڈون فتوی دین تو تب بہی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث ودیگر مسائل کے بارہ مین پہر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جہوٹا حیلہ اپنی طرف سے فرض کرکے اقوال فقہاء ومحدثین محققین معتبرین جم غفیر وجماعت کثیر کو نہ مانا جاوے
اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کرکے
جیسے کے اس جامع براہین نے کی ہین اٹہا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم ودرہم ہو جاوین اور ایمان سے ہاتھ دہو
بیٹہین دیکہو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قرآن کی حقیقت کا مقر ہے لیکن باوجود اسکے وہ کافر
اسلئے ہی کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتہہ حجاز کے قرار دیتا ہی اور دلیل فاسد اپنے مدعی کا سند پر یہ لاتا ہی کہ خدا تعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہی وکذلک اوحینا الیک قرآنا عربیا لتنذر ام القری ومن حولہا فی البیضاوی لتنذر ام القری اہل
ام القری وھی مکۃ ومن حولہا من العرب انتہی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہی کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکے گرداگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی ہین انذار کا حکم ہی پس اس آیت سے نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کے ساتہہ ہی کرتا ہی اگر ارسلناک الا کافۃ للناس ونحوہا واحادیث پیش کیجاوے ہمارے طرف سے تو انکو
بہی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کے ساتہہ کر دیگا جسطرح تاویلات وتوہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہی اور اتفاق واجماع امت پیش کیا جاوے تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع واتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی بہی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کے نہین ہی اب دیکہو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بہی ثابت ہو سکتا ہی اور ایسے گفتگو مزخرفات سے ایمان بہی کہو سکتا ہی کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرآنی مین کر دینا بہی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیہا جو نص ہے
صدقات کی بارہ مین اور شروع وصدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ ہی اس سے اجرت مدرسین
کا جواز ثابت کرتا ہی اور کہتا ہی صفحہ ١٨ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تہا قرآن مین فرمایا ہی والعاملین علیہا
سو وہی امر دینی پر لینا اب بہی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہی کہ اوس وقت بطور رزق وکفایہ کے تہا اور اب
قضاۃ وولاۃ وغزاۃ وغیرہ سب یہی قسم مین اب بطور اجرت ٹہر گیا ہی انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہی اور پہیر صدقہ کی آیت

سو اسکا اثبات کرتا ہے اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہے تحریف معنوی آیت کی ہے ایسے تحریفات یہود کیا کرتے تھے کسی مسلمان کا
کام نہیں ہے بلاشبہ صدقہ وزکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہے صدقہ وزکوۃ تملیک بلا عوض کی ہے اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہے یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہے وہ بلا عوض نہیں ہوتی اور زکات ہے جو عامل ہوتا ہے اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
و من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے بلاشبہ اجرت وصدقہ دونونکا اوسمین ہے اسیواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہیں
ہو اور نصف سے زیادہ دینا درست نہیں ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہوجاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ در مختار
وشامی میں یہ بیان موجود ہے اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہے جو ذی شبہ نہیں ہے اجارہ کے طور پر نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم وعمل معلوم واجرت معلوم کی نہیں ہوتا ہے چنانچہ شرح ہدایہ میں ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہے وہ اجرت کے ہی
طور پر ہوتا ہے اجرت معلوم ومدت معلوم اوسمین ہوتی ہے جیسے عشرہ یا تیس یا چالیس روپیہ مثلا یہ اجرت معلوم ہوئی اور
ایکماہ میں اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہے علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہیں ایسی بطور اجارہ کے ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلاشبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہے داخل قرار دینا آیت میں تحریف معنوی ہے جو ہمیشہ یہود کے اور
مارق فساق وغزاۃ وغیرہ کو بھی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہے کہ صدقات میں سے ہی اونکو دیا جاتا ہے جو عاملین جنکی مصرف میں ہے
اوسکی بھی مصرف قضاۃ وغزاۃ وغیرہما بھی ہیں یا یہ کہ بطور اجرت کی جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہے اسطرح انکو بھی دیا جاتا
تو بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہا مصرف اور چیز کے ہیں کہ جنکی مصرف عاملین علی الصدقات ہیں اوسکی مصرف
قضاۃ وغزاۃ وغیرہا ہرگز نہیں ہیں اور یہ بطور اجرت بھی ہرگز نہیں دیا جاتا ہے بلکہ علما ومعلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایسی طور تعلیم وتدریس کرتے ہیں اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی رد المحتار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وهدیتهم
للامام وما اخذ منهم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذ عاشرهم (مصالحنا) خبر مصرف کسد ثغور وبناء قنطرة وجسر
وکفایۃ العلماء والمتعلمین وبه یدخل طلبۃ العلم والقضاۃ والعمال ککتبۃ قضاۃ وشهود قسمۃ ورقباء سواحل
ورزق المقاتلۃ وذراریهم ای ذراری من ذکر مسکین فهذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر فی الزکاۃ
ومصرف خمس ورکاز مر فی السیر وبقی رابع وهو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفها لقیط
فقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصه وله ان یستقرض من احدها یصرف للاخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والفقہ والفضل فان قصر کان الله علیه حسیبا انتهی اس عبارت سے واضح ہے کہ مال چار قسم کا
ہے ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہیں امام پر واجب ہے کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانوں میں رکھے اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علما و قضاۃ وغزاۃ کو جزیہ وخراج ومال تغلبی وہدیہ تغلبی وماخوذ من الکفار بلا حرب وماخوذ عاشر ز کفار میں سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کے ہیں اور مصرف زکوۃ وعشر دوسرے ہیں جو مصرف زکوۃ وعشر میں مذکور ہیں اور

مصرف خمس رکاز کو دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلا وارث ولقطہ ودیت مقتول بلا ولی لقیط فقیر
وفقیر بلا ولی ہو دیکہو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہر ایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم یعنی
بیعلمی سے زعم کرتا ہی اور علما رحب علم مصرف زکوۃ نہین ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کے ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہ مانند کو رکو مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہودین چنانچہ شامی مین مصرح
ہو اور عمال سے مراد در مختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین الورثہ والشرکا کیوقت جو حاضر ہوتے ہین اور نگہبان کنارون
دریا کے ہین چنانچہ یہ عبارت در مختار مین ہی سو جو درہ اور عمال مین مذکر د واعظ بحق علم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی رد المحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین جو ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہ مانند کو ربالا کے ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہر ایک قسم مال کے
علیحدہ ہو اور ہر ایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بنتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
سی ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد وہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتے اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ اور دین پر لینے کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہو اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہو تب بہی
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہو حدیث سے تو عمل وقول جواز کیو اسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی
ومرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہو جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کے ہین خشکہ باگندہ ہر روزہ اگرچہ گندہ ولکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب نہ پایا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کے قائل رہے اور اونکا حجت
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین بہی جو جواز اجرت کے قائل ہوئے اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء ابتک مصرح ہین کہ انہیون نے حکم جواز وقت مین مخالف امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وہم
البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذہب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا فی الشروح
والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وہی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الہدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاہیر متون
المذہب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا
علی التصریح باصل المذہب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کو زمانہ
مین جامع براہین سے بیعلم آدمی ونافہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا کے بالکل مخالف ہین ہان جامع
براہین وحی کا اوجاء کرے کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئے ہین اور یہ معنی اب بھی قرار دئیگئے ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید
نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات سے اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین
ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم بتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا ہر تو پڑتا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوگئے وہ دوسرے
قرار دیئے اپنے پر قیاس مولف انوار کو بھی کرتے ہین الغرض جامع براہین کے مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت
ہوسکتا ہی اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جس نے تفسیر احمدی اردو لکھی ہے اور قرآن شریف کے معنے بدل دئیے
اور اپنے نفس کے موافق کئیے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑھکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہوگیا
ہوگا کہ قول خاکسار کا ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول خاکسار بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن
حجر صحیح ودرست ہی وسواے اس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علماء کا اس بارہ مین معتبر ہے
اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھ اجماع کے ہے جو دلیل قیاس سے بڑھکر ہے اور تقاریر جامع براہین
مانند فرقون بدعیہ کے ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی
پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کا تقدیر مین
سوائی نقصان وخسران شکست ورنگ فاش کے کچھہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہو کر بڑے بڑے فضلا
وعلماء نے اور مشائخ وصوفیہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسیطرح
اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سے کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچھہ نہین کر سکتے ہین اپنا سر پیٹتے ہین
شعر ناقصی چند کنند این طائفہ را طعن قصور؛ حاشا اللہ کہ برآرم بزبان این گلہ را؛ ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را؛ قال صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا
رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجھکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علماء معاصرین
کے نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا قال جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ۱۲۶ اور وہ ایک عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک وہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہووے گا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ، طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہے اور قلت پر دلالت کرتا ہے پس ارشاد مخبر عالم ہے کہ جو موافق کتاب و سنت کے ہیں وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد بھی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا بھی ہو تو مردود ہے اور یہان خود مبرہن ہو چکا
ہے کہ یہ مجلس مروج اولہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہے اولہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہے فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکھی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کر چکا کہ مولف کے پاس کوئی دلیل سوائے
اسکے نہین کہ تمام علما کر رہے ہے اور بلا شرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہین حجت وہ ہے کہ اولہ اربعہ سے پیدا ہووے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہانکی حکایت سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بھی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نکالیگی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کی حواس مین بیشک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالنخولیا ہو گیا ہے افسوس الخ

اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجھتے نہین ہین اٹکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی گھڑ رہے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بھی افترا علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہے چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ ایک آدمی کا اکار بمقابلہ ہزارون و لاکھون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہے جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ وہ ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک وہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے ہین معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب
دہر ہوئے ہین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہوکر جامع براہین صاحب کو بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ و خطاب نہین ہین اور اگر ایک ہی عالم کے مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون و لاکھون ہوون جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرتے ہین اور لاکھون علما و تمام فضلا کی محققین [illegible]
فاسد و عقیدہ مرکب کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور رد و ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی و عقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکھون علما امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہوویں تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم کے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کی ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری و من حولہا کی اوسکے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتے ہیں جیسا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بھی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہیں چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بھی تخییر کا درمیان غسل و مسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار میں ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرة لاختلاف الامة فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتھی بلکہ عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ امام حسن بصری بھی تخییر کے
قائل ہیں جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول مجوزین و مخیرین بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوس وقت میں فرمایا ہے کہ اعقاب و عراقیب پر مسح و غسل کچھ بھی نکیا ہووے پس حدیث میں دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علماء جامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قبول و فتوی لاکہوں و کروڑوں کا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہاں وارجلکم موجود ہے اگر دوسرے
قراة وارجلکم سے جو ساتھ نصب کی ہے غسل کا ثبوت بایں طور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اسکے جو آپ غسل کا اثبات کرنے لگے ہیں وہ دو قرائتیں بمنزل دو آیتوں کے ہیں ایک کا مقتضی غسل ہے دوسری کا
مقتضی مسح ہے دونوں میں سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہیں ہے اور تخییر میں دونوں
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہیں جو جمہور کے مقابلہ میں پیش
کیجاتی ہیں اور انکو بایں معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہیں ہم معشر اہل سنت وجماعت نہیں مانتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتے ہیں اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہیں جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہو جاتی ہیں پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بتاتا ہے اور جمہور کو اونکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکو معانی
بھی ہم معشر اہل سنت کے نزدیک ایسے ہی ہیں کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہو جاتی ہیں اور ایک دو عالم کے ہاتھ میں کچھ
بھی نہیں ہے اب تک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسے نص پیش اب تک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہو سکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق پر زعم کرتا ہے وہی خطاء و باطل پر ہیں نہ جمہور اور حدیث
لا یزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہوویں اور ایکطرف دو ایک علماء ہوویں تو دو ایک
ہی مقبول ہیں اور تمام دنیا کے عالم جو ہیں اور اونکو حق جانتے ہیں وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کے کسی
لفظ اور کسی قرینہ و کسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہیں ہیں اور یہ تحکم محض ہے اس حدیث میں لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کے مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود

ہویہ غیر مراد شارع کو مراد شارع ٹہراتا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت وگمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ
سے ہے اور بعض روایت مین کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بہی آنحضرت صلعم نے
بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علماء محققین ہے وہ گروہ ولی ہے جو اظہار علم وافشاء شعار دین اور ہر شکل
باب جہاد مین ساتھ کفار وملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قولہ ای کما رواہ مسلم عن سعد بن
ابی وقاص مرفوعاً (لا یزال اھل الغرب ظاھرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونھج الصدق وسبیل الهدی
من الجہاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعۃ) ای الی قرب القیامۃ ذھب ابن المدینی الی
انہم ای اھل الغرب (العرب لانہم المختصون بالسقی بالغرب وھی الدلو) وغیرہ ای غیر المدینی
یذھب الی انہم اھل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناہ وفی حدیث آخر من روایۃ ابی امامۃ
کما رواہ الطبرانی عنہ مرفوعاً (لا تزال طائفۃ من امتی) ای امۃ الاجابۃ ظاھرین علی الحق ای مستعلین
علیہ غیر محققین لدیہ (قاھرین لعدوھم) ای غالبین علیہم من غلبوا اللام للتقویۃ (حتی یاتیہم
امر اللہ) ای بفنائہم وخفائہم (وھم کذلک) ای لا یثبون علی ما ھنالک (قیل یا رسول اللہ این ھم قال
ببیت المقدس) ولعل مثل ھذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیرہ المراد
باھل الغرب اھل الشام لانہ غرب الحجاز بدلالۃ روایۃ ھم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
منہما جمع یقومون بامر الحق من اظہار العلم وافشاء شعار الدین والاجتہاد فی باب الجہاد مع الکفار والملحدین ویؤیدہ
ما رواہ مسلم عن جابر بن سمرۃ مرفوعاً لن یبرح ھذا الدین قائما یقاتل علیہ عصابۃ من المسلمین حتی تقوم
الساعۃ انتہے اس عبارت سے واضح ہی کہ وہ طائفہ یا اہل عرب سے ہین یا اہل بیت المقدس سے یا دونون جاے سے ہین
اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتے ہین چنانچہ یہ غلبہ وقہر اعدا پر اوس جانب لوگونکو اس زمانہ مین بہی
حاصل ہے، ور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجت اجماع ہونا اور
مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما وفقہا محدثین وثناء وآمرین بالمعروف جو متفرق اطراف واقطار زمین مین ہین
مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت وجماعت مراد ہونا اور جو لوگ کہ اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بہی علماء نے
ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طوف لا یزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق ھم اھل العلم ای معاونین
علیہ ویحتمل ان یکون علی الحق خبرا ثانیا فیہ حجیۃ الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتہد ولا یعارضہ
لا یقوم الساعۃ الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبہم شرار ودلیل انہم اھل العلم انہ انما یتم الاستقامۃ
بالفقہ وی یحتمل ان ھذہ الطائفۃ مفرقۃ فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقہاء محدثین

وزهاد وآمرين بالمعروف ولايلزم كونهم مجتمعين قوله حتى ياتي امرالله وهوالريح الاخذة روح مؤمن قال احمد هم اهل الحديث قال القاضي اراد اهل السنة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث انتهى و شيخ عبدالحق دهلوی محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروہ اصحاب حدیث داشتہ اند کہ ترویج سنت و تجدید دین می نمایند و اکثر بر آنند کہ مراد غزاۃ اند کہ بجہاد با کفار تقویت و تائید دین میکنند و در آخر زمان بسرحد ہای اسلام مرابطت دارند و در بعضی روایات آمدہ کہ ہم با شام ایشان و در شام اند و در بعضی آمدہ حتی تقاتل آخرہم المسیح الدجال و این روایات ناظر و اراد و غزاۃ انہ وظاہر عبارت حدیث در عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی با جماعت مذکور ہیں کہ مراد طائفہ سے حدیث میں جماعت ہم جو کفار و ملحدین پر غالب رہتی ہیں اور وہ ملک شام میں یا عرب یا دونون جگہ ہیں یا تمام عالم میں متفرق ہیں اس حدیث میں طائفہ سے ایک دو عالم مراد نہیں ہیں پس زعم جامع براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کے علماء کے ناحق ہونیکو بارہ میں جو پیش کرتا ہے اس حدیث سے سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی آتا ہے لیکن یہ مستلزم اس امر کو نہیں کہ اس حدیث میں بھی مراد ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہے کہ تمام شراح و محشین تصریح جماعت کی کرتے ہیں اور یہ ایک جاہل اس سے مراد لیتا ہے اب بتائی دماغ میں خلل و فتور و ضعف مرض و مالیخولیا جامع براہین کی ہے کہ الٹی معنے حدیث کی کرتا ہے یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر و باطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب میں نڈالیگی اہل باطل اونکے کثرت کے سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد میں کم ہوونگے اور وہ یعنے اہل کفر عدد میں زیادہ ہوونگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیہ لایزال طائفۃ من امتی علی الحق الطائفۃ الجماعۃ من الناس ویقع علی الواحد کانہ اراد نفسا طائفۃ ابن راھویہ یجعون الالف وسیبلغ وھذا الامر الی ان یکون عدد المتمسکین بما کان علیہ النبی صلعم واصحابہ الفا یسلی بذلک ان لا یعجبھم کثرۃ اھل الباطل انتہی اور قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ و مجاہدین ہیں دلالت واضح اس پر کرتا ہے کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار و اہل الحاد کے ہوگا کیونکہ جہاد و غزا بدون کفار کے نہیں ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہیں کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کے بقول جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بھی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا جہالت صرف و سفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہے کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ تھی کہ ایک شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کے حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز الیقین و ظن معتبر نہیں کر سکتا ہے یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے جیسے کہ جامع براہین صاحب ہیں اور یہ جو کہا کہ یہاں خود مبرہن ہو لیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہے اور ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہے انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہے سبب انکی تمام مقدمات یقینیہ ہوتے ہیں

ورنہ براہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہیں ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہیں پھر براہین کہاں و
مبرہن ہونگی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس مع استحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نا دانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا ممالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علما کر رہے ہیں اثبات استحسان علما کا ہے
اس مجلس کے بارہ میں اور استحسان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ و اصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہوچکا ہے اور اسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہے اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ میں شامل
ہوتا ہے اور استحسان علما کو ادلہ اربعہ میں سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم و فقہ و اصول
بھی خبر نہیں ہے جسطرح حدیث سے خبر نہیں ہے مایہ علم و دلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی ہی مایہ علم و دلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ و اصول سے کچھ خبر نہیں اور استحسان علما کو حجت نہیں جانتا ہے
باوجودیکہ کتب میں موجود ہے کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین و قنادین جنکی مجالس
مین فضلا اور علما استمداد مین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع و اطاعت قرآن سے ثابت ہے قال اللہ تعالی
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اونکی حالات و معمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علما و فضلا کا ہے چنانچہ ملا علی قاری و سخاوی و جلال الدین سیوطی وغیرہم علما نے ذکر کرتے چلے آئے ہیں
جامع براہین کی رائی فاسد مین یہ خوب نہیں ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ حیثیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بھی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اسکی
عظمت و اوس محفل کی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے بجز کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکو حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کے ہے اسکو جامع براہین سمجھا نہیں اور رام لیلی کو پیش کرنیگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہیں کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہی مفہوم ہے رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پھینکر کے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب و عقیدہ نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا اوسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو مجت صنم جو انہیں پیٹھ کرنیکی لاتا ہے ہندو کو بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل تو کہین دلیل نہ پکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف ہے اور وہ دونون تہوڑے برابر سمجھہ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہو دونون کسطرح برابر ہوسکتی ہین پس یہی جواب جامع براہین کا ہی کہ رام لیلا و محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک سا حال جانتا ہو امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہو ایسے نا انصاف نام کے مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھہ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سے مشابہت دیتی ہین اور ایمان سے ہاتھہ دہو دیتی ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہیئے استغفر اللہ استغفر اللہ سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہیئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے سے بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہے جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہہ رہا ہے فقط استغفار کے ساتھہ بہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے یا نہین جو ایسے کلمات ناشایستہ وہی محل کہہ رہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہیئے یا نہین **قال** صاحب انوار ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتے ہین پس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعود رضی کی کہ فرماتے ہین ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح یا ضلع مین اگر دو تین پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہے اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہے اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ صلعم نے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہے یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو عقائد اور قول و فعل اکثر علماء کے ہون انکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین اسلیئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے الفاظ یاد کر لئے ہین معنی تو کسی سے پڑہی ہی نہین یہ سمجہہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ امر جائز ہو گیا اور حال آنکہ مبتدعین فرقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گہونہ کی نسبت ہوگئی اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جو ابہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبا و سیعود غریبا فطوبے

للغرباء الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہے کہ ان احادیث مین طائفہ اور غرباء کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت مین اونکو وکر دی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانون کے تمام ملکون مین علماء نے مستحسن جانا ہے اور جسکو تمام ملک کے علماء مستحسن جانین وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے پس یہ محفل خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل کا ہے مؤلف انوار نے اسطرح دیا کہ تمام ملکوں اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علماء و فضلاء کا اسمین شامل ہونا اور اس محفلکی مدح و تعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علماء کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا جو کبری دلیل کا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود ماراٰہ المسلمون الحدیث کے دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل مین انکی برائی کرنے سے کچھ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علماء کو نقل مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا بایں طور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر ہین علماء مین سے تب بھی ہمارا مدعی حاصل بایں طور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علماء ہین چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علماء ہون وہ مامور بہ شارع کا ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علماء ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہے دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین لیکن اگر کوئی سفاہت سے نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وہم یعلمون کا بنے تو اوسکا علاج نہین ہے خدا تعالی اوسکو کافی ہے اور مؤلف انوار کیطرف نسبت ان معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہے ہان جامع براہین نے یہ معنے اپنی طرف سے گھڑ کر رکھے ہین جو تمام دنیا کی خلاف ہین اور وہ نہ مراد شارع ہے جیسا کہ حدیث لایزال طائفۃ کے معنی قرار دئے ہین کہ یہ جماعت بمقابلہ تمام دنیا کے علماء کے جو کروڑون ہون حق پر ہے اور تمام دنیا کے کروڑون علماء باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکئے اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام بیان کی جامع براہین دہاتی نے یہ مراد گھڑی ایسے معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم سے لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسے معنے کسی نے کسیکو پڑہائے ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جو کوئی بنائے یا جس نے بنایا ہے وہ جانتا ہے مؤلف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ اس سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہوگیا، بیشک جو مسلمان ہے اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہے اور اسپر اعتقاد رکھتا ہے اور اسپر عامل بھی ہے، تو ایسا ہی جانیگا کہ جس پر اکثر علماء ہون اوسکی پیروی کرنا چاہئے تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تھی اب جامع براہین پر وحی آئی ہے نعوذ باللہ من ذلک یہ معنی منسوخ ہوگئے یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہو کر اپنا ایمان کہو دیگا وہابیہ کو ایمان کی کیا پروا ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمعیل مقتول کا قول غلط نہ ہو جاے اسکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ مستعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین تہتر ہزار کو نکی نسبت ہو گئی) یہ قول جامع براہین کا اسی پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار انکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتا دیا ہی اوسکو یہ جامع براہین نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر کہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہو جاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب محکم پکڑ لین تا کہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلعم کے ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچھ نہین کر سکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مولف انوار بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتی ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علما مسلمین کرو اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتی ہین سید

اتبعوا السواد الاعظم عبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فظا ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد و القول و الفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق و ما عداہ الباطل فی اصول الدین و اما الفروع فیجوز فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علما مسلمانونکے ہوویں وہ ہی حق ہین اور ما عدا اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علما ہین جو مخالف اکثر علما مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج وغیرہم تہتر فرقونکے علما تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بھی تمام ملکونمین جو علما اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بھی نہ پہونچینگی چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علما اہل بدعت کو ہووے علما اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کو وہ برابر بھی نہین ہیں جائیکہ زیادہ ہوویں ہم کہتی ہین کہ اعتبار مسائل مین علما کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علما کا کام نہ جہلا کا پس جہلا کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بسبب کم علمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حق مین کہ حدیث اتبعوا ہی مراد علما ہین بدوان سمجھے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعا باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین سچا ہی تو تمام ملکون کے علما اہل بدعت تہتر فرقونکو مع وہابیہ کے شمار کر کے اور اہل سنت کو بھی تمام ملکون کے علما شمار کر کے زیادتی انکی ثابت کرے ورنہ جھوٹ صرف کا مرتکب ہی اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہوتا جانتا ہی تو کسی محقق کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بھی اعتبار ہی الغرض علما فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جس میں اکثر علماء ہوں اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہو اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ میں زیادہ ہیں اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت میں شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہو کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہیں اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہو بلکہ اہل سنت وجماعت وہی علماء ہیں جو اکثر ہیں موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہوچکا ہو اور اب بھی وہی زیادہ ہیں علماء اہل بدعت سو اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت میں نہیں ہیں اور یہ عقیدہ جامع براہین کا بھی خلاف حدیث نبوی کے ہو کہ جماعت قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہیں ہے اور حالانکہ حدیث نبوی سے یہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا ثابت ہو پس اس سے بھی اہل بدعت میں سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہیں ہو کہ طائفہ قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہو اور بدا الاسلام غریبا وسیعود فطوبی للغرباء الحدیث کا بھی یہ مطلب و مراد ہرگز نہیں ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا بھی غیر مراد شارع کو مراد شارع زعم کرتا ہو جو ضلالت وگمراہی ہو بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب ہوکر شروع ہوا یعنے اول میں اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تھوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر میں بھی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہو غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام وآخر اسلام میں بسبب صبر کرنے انکی کے اوپر ایذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار میں ہے فیہ ان الاسلام بدا غریبا ای کان فی اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرھم علی اذی الکفار ولزومھم الاسلام انتھی دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہو اور جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنے وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت میں منحصر کرنے کیلئے اور اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ احادیث نبویہ کا کرتا ہو نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف او بھی شخص کو ہوتا ہو جو ایمان والا ہوتا ہو وہابیہ کو اس سے کیا علاقہ ہو پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدا الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو جامع براہین ہو مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہو یہ بھی بناء فاسد علی الفاسد ہو کہ اسنے اپنے اسکو مبنی کیا ہو کہ ان دونوں حدیثوں وامثالہما کی مراد اس نے یہ قرار دی تھی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہیں اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل و ناحق ہوتی ہیں جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہوگیا وفساد لائح ہوگیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بہی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مرد ہے
اور غربا ادمی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی نہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی و تعصب و سفاہت کو بہی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ جب بدعت مین انکو رد کرو ہی تو اوس سے عجب نہین اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو مجرد لغو اول سے ہی جانتا ہے اور اوسکو خیال ہے کہ اسکے اہل سنت وجماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباء منثورا کردینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا اور اوسکی تقاریر کا ہم سنت جماعت نے خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل باتعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ و خبردار کردیا
یہ ہمارے حق مین جب بدعت کا قول کرتا ہے تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو جب سنت جب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہے ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بہی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور انکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ مین ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہے کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کرچکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہوچکے کہ کوئی سفیہ کودن ہوگا جو شراح حدیث کی معانی بیان کئے ہوئے کو نہ مانیگا اور جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کی معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کے موافق بنالیتا ہے التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت وجماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیان کی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بہر خس نمیکنم کیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن جزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابو شامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کے ہین اون عام کو متبع سنت نہین جانتا ہے اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہے جنکی
کتابون پر آجکل سمجہنا و سمجہانا احادیث کا موقوف ہے تو دوسرے کونسے علماء کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علماء کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہے تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بہی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کرے کہ دو چار سے
وہ مراد ہین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علماء فرقہ وہابیہ مین سے نہ تھے پہر تو خوب حال جامع براہین کا کہلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سے ہوگی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لکن اہل سنت وجماعت کا پہر بہی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علماء کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علما انکو متبع ہوئی اور ناحق پر جانا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہین ہے مخزن و معدن جمیع بدعات وہابیہ ہی ہین لانہ نجدی و نیچریت و آخر مین عیسائی ہوجانا ہم نے انہین
مین دیکھا ہی نا واقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسیکے انکار سے مرتفع نہین ہوا جاتا ہے پس متبعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کیساتھہ کرنا ہے اور اپنا ایمان بگاڑنا ہے ہر حیلہ و بہانا و دغابازی و ابلہ فریبی سے جامع براہین
یہی چاہتا ہے کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہوجاوے اور اہل سنت و جماعت انکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لکن کچھہ نہین چلتی جامع براہین کی للہ در القائل ع وما کل ما یتمنی المرء یدرکہ * تجری الریاح بما لا تشتہی السفن
قال جامع براہین اور حدیث ما رآہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح و قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور آپس مین باشارہ نص و دلالت نص تمام علما جمع ہو جاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہو تو کمل مسلمین علما مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علما کملا اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مین مشتق منہ حکم کی ہوتا ہے
پس ایسا امر عند اللہ بھی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بھی حدیث ما رآہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہین جو کسی نے آجتک بیان نہین کیے ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھہ جمع ہونے کی
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علما کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہے اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہے اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ما رآہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا ہے یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہے کہ تقیید مطلق جائز نہین اور پھر
کا مقید کرنا جانتا ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچھہ بھول گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہے اور المطلق یجری علی الاطلاق کو جو جا بجا لکہتا
چلا آتا ہے اسکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمی ہے کہ قیاس جلال الدین سیوطی رح و قیاس ابن حجر رح و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہے باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہے چنانچہ اوپر گذرا ہے اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھہ خیال نہین منصفین اس جامع براہین کی تعصب و بیعقلی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بھی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کو قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بھی ہونا تمام کتب اصول مین لکھا ہے اور اوپر عبارت توضیح تلویح سے گذر بھی چکا ہے

اور اس قول جامع براہین سے مفہوم ہوا کہ اجماع واستحسان تمام علمار کی سند قیاس ہووے تو وہ اجماع واستحسان جائز
نہیں ہو اس امر کا ثبوت جامع براہین کے قول ساتھ مفہوم مخالف کے ہے جو تفاہم عرف مین معتبر ہے اور حق عبارات
شامی سے گذر چکا ہے اور اعتبار قیاس کا نکرنا واسطے اجماع واستحسان کے مخالف ہے اقوال فقہاء کے پس مردود
ہونا اس قول جامع براہین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ تلویح و توضیح سے اور حق گذر چکا ہے کہ اجماع امت لذاتہ حجت شرعیہ
ہے موقوف و مبنی سند پر نہین ہے اور یہ اعتبار و حجت شرعیہ ہونا اجماع کا بسبب کرامت امت کے ہے چنانچہ عبارت
عبارت توضیح و تلویح مین مصرح ہے جو اوپر گذری پس بطلان شرط جامع براہین کا ظاہر ہوا اور جامع براہین نے تمام علماء
جمع ہونا بھی شرط کیا ہے اور قید ایک زمانہ کے علمار کی نہین لگائی ہے جس سے مفہوم ہو کہ ایک زمانہ کے علمار کا جمع ہونا
ثبوت اجماع واستحسان کیواسطے کافی نہین ہے یہ خلاف تمام جہان کے ہے کہ تمام محققین کتب اصول مین قید عصر واحد کی
لگاتے ہین اور یہ جامع براہین اپنی نادانی سے نہین لگاتا ہے اگر جامع براہین یا کوئی اوسکا چیلہ یہ جواب دیوے کہ ایک عصر
کے تمام علما مراد مین تصریح اسکی اسواسطے نکی کہ کتب مین موجود تھی تو جواب اوسکو دیا جاویگا کہ تم کتابون کے موافق
کہان چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو بھلا بتاؤ کون سی کتاب مین یہ شرط دلالت لفظ و اشارت نص
کی جو تمنے شرط ثانی ہے لکھی ہے کیا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی مصداق اور بہت سے اقوال تمہارے
اوپر گذر چکے ہین کہ کتب سے بالکل خلاف ہین پھر یہ کسطرح تمہارے حق مین مان لیا جاوے کہ تم کتاب کے موافق کہتے ہو
اور ما راہ المسلمون مین لام استغراق کا جو یہ کہتا ہو جس سے تمام علمار کا جمع ہونا شرط اجماع واستحسان کی ثابت
کرنا چاہتا ہو تو استغراق کی دو قسم مین ایک حقیقی و دوسری عرفی قال فی المطول (وہو) ای الاستغراق (ضربان
حقیقی) وہو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب اللغۃ (نحو عالم الغیب والشہادۃ) ای کل غیب و
شہادۃ (وعرفی) وہو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب متفاہم العرف (کقولنا جمع الامیر الصاغۃ)
ای صاغۃ بلدہ (او مملکتہ) لانہ المفہوم عرفاً لا صاغۃ الدنیا انتہی اگر استغراق حقیقی لیا جاوے تو تمام مسلمان
اولین وآخرین حاضرین وغائبین کو لفظ المسلمون شامل ہے خواہ کسی زمانہ اور کسی مکان کے ہون اس تقریر سے
تو کوئی اجماع متحقق نہین ہو سکتا ہے اور لازم آتا ہے کہ آجتک کسی امر پر اجماع متحقق نہین ہوا کیونکہ اس اعتبار سے
قیامت تک جو مسلمان پیدا ہونگے جب تک اونکا بھی اتفاق نہووے تو اجماع کا تحقق نہین ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
تو پس واضح ولائح ہے کہ استغراق حقیقی مراد ہرگز نہین ہے استغراق عرفی حدیث ما راہ المسلمون مین لیا جاوے
تو استغراق عرفی کا تحقق اسطرح بھی ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کے تمام مسلمان اہل علم کو شامل ہووے
اور مسلمون سے مراد فرد کامل ہین جنکے ایمان واسلام مین شک و شبہ نہین وہ سوائے اہل سنت وجماعت دوسرا

کہ

لوگ یعنی روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ ومرجیہ ووہابیہ وغیرہ نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ بسبب فسق وشک شبہ
کے اونکے ایمان میں وہ فرد کامل نہیں ہیں اسیواسطے اجماع میں اونکا اعتبار نہیں ہے امام رازی تفسیر میں تحت
آیت کے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہی فرماتے ہیں اور عامی کو بھی
اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ اطاعت اولوالامر کا حکم آیت میں ہے اور عامی آمر وناہی فی الشرع نہیں ہے اور
علماء غیر مستنبطین کو بھی اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ انکے امر ونہی کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور لکھتے ہیں اونکے
یعنی علماء مستنبطین کی مجرد قول سے اجماع منعقد ہوجاتا ہی اور بعد خلاف کی بھی اجماع حاصل ہوجاتا فرماتے ہیں
اور انقراض عصر شرط نہیں ہے چنانچہ عبارت انکی جسمیں تمام امور مذکور ہیں یہ ہے المسئلة الحادية عشر
قد دللنا على ان قوله واولي الامر منكم يدل على ان الاجماع حجة وهو منقول كما انه دل على هذا الاصل فكذلك
دل على مسائل كثيرة من فروع القول بالاجماع ونحن نذكر بعضها الفرع الاول مذهبنا ان الاجماع لا ينعقد
الا بقول العلماء الذين يمكنهم استنباط احكام الله من نصوص الكتاب والسنة وهؤلاء هم المسمون
باهل الحل والعقد في كتب اصول الفقه فنقول الآية دالة عليه لانه تعالى اوجب طاعة اولي الامر
والذين لهم الامر والنهي في الشرع ليس الا هذا الصنف من العلماء لان المتكلم الذي لا معرفة له بكيفية
استنباط الاحكام من القرآن والحديث فدل على ما ذكرناه فلما دلت الآية على ان اجماع اولي الامر حجة علمنا
دلالة الآية على انه ينعقد الاجماع بمجرد قول هذه الطائفة من العلماء واما دلالة الآية على ان العامي غير
داخل فيه فظاهر لانه من الظاهر انهم ليسوا من اولي الامر الفرع الثاني اختلفوا في ان الاجماع الحاصل
عقيب الخلاف هل هو حجة والاصح انه حجة والدليل عليه هذه الآية وذلك لانا بينا ان قوله اطيعوا الرسول
واولي الامر منكم يقتضي وجوب طاعة جملة اهل الحل والعقد من الامة وهذا يدخل فيه ما حصل بعد الخلاف
وما لم يكن كذلك فوجب ان يكون الكل حجة الفرع الثالث اختلفوا في ان انقراض اهل العصر هل هو شرط
والاصح انه ليس بشرط والدليل عليه هذه الآية وذلك لانها تدل على وجوب طاعة المجمعين وذلك يدخل
فيه ما اذا انقرض العصر وما اذا لم ينقرض الفرع الرابع دلت الآية على ان العبرة باجماع المؤمنين لانه تعالى
قال في اول الآية يا ايها الذين آمنوا ثم قال واولي الامر منكم فدل هذا على ان العبرة باجماع المؤمنين فاما سائر
الفرق الذين يشك في ايمانهم فلا عبرة بهم انتهى الغرض استغراق عرفی کی تقدیر پر معنے حدیث کے یہ ہونگے کہ جن چیزونکو کسی
مکان کے علماء اہل سنت وجماعت کسی قول وفعل کو حسن ونیک جانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ونیک ہی اور تمام
علماء بہیئت زمانوں کی بہیئت تمام مکانوں کی حسن جانیں تو اوسکا بطریق اولی حسن ونیک ہونا ثابت ہوگا خدا تعالی کے نزدیک

پس اشارۃ النص و دلالت نص و تمام علما جہان و تمام زمانوں بہت زمانوں کا اتفاق استحسان کے تحقیق کیواسطے ضرور نہین ہے
اور کسیطرح اس مراد کو حدیث مین دلالت نہین ہے لام استغراق کیواسطے ہونا ہرگز اس محل مین اسکو نہین چاہتا ہے اور ہمارے فقہا
عرف و تعامل کو ہر ایک موضع و ایک زمانہ کا ہو شرعا معتبر ہونا فرماتے ہین اور ہر زمانہ اور ہر مکان مین بدلیل اسیہی حدیث کے درمختار
کی کتاب الوقف مین ہے لان التعامل یترك بہ القیاس لحدیث ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی
اسکی تحت مین رد المحتار مین ہے وعلی ہذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع و الزمان الذی اشتہر فیہ دون
غیرہ فوقف الدراہم متعارف فی بلاد الروم دون بلادنا و وقف الفاس و القدوم کان متعارفا فی زمن
المتقدمین ولم نسمع فی زماننا فالظاہر انہ لا یصح الآن وان وجد نادرا لا یعتبر لما علمت من ان التعامل ہو
الاکثر استعمالا فتامل انتہی یہہ عبارت اوپر گذر چکی ہے یادہانی کو پھر ذکر کر دے اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس موضع
و مکان مین عرف پایا جاتا ہو وہان معتبر ہے اور اسکے سوا مین معتبر نہین اور دلیل یہی حدیث ہے اگر ایک زمانہ کی تمام مکانون کے
علما کا نیک جاننا عرف و تعامل کے اعتبار کیواسطے ضرور ہوتا اور حدیث کی بھی یہی مراد فقہا کے نزدیک ہوتی تو فقط ایک
موضع کا عرف تعامل معتبر کیونکر فرماتے اور ہمارے علما نے جو اس حدیث کو اجماع کی دلیل قرار دیا ہے تو وہ اسطرح مستقیم ہے کہ جب
ایک موضع کے مسلمانونکا کسی چیز کو حسن جاننا موجب اوسکے حسن عند اللہ ہونیکو ہے تو تمام مواضع کے علما مجتہدین
کسی چیز کو حسن جانین تو وہ چیز بطریق اولی عند اللہ حسن ہے پس استدلال علما کا اس حدیث سے بطور دلالت نص
اولی کے ہے جسطرح دلالتہ لا تقل لہما اف سے استدلال حرمت ضرب پیر کوئی کرے پس دلیل اجماع ہونا مانع ہمارے مقصود
کو نہوا اور عبارت فقہا عرف و تعامل کے بارہ مین جو کتب فقہیہ مین ہے چنانچہ بعض کتب کی عبارات اوپر گذر بہی چکی ہین
اور اب یہ دوبارہ بہی در مختار و رد محتار سے نقل کی گئی ہین ان عبارات فقہا سے عرف و تعامل کے ثبوت کیواسطے جسکی دلیل
حدیث ما راہ المسلمون ہے یہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہے کہ وہ اہل عرف و تعامل مجتہدین ہوویں اور غیر مجتہدین کا
عرف و تعامل معتبر نہین ہے اور اوپر مسلم الثبوت و شرحہ بحر العلوم سے گذر چکا ہے کہ اتفاق علما محققین علی عمر الاعصار
حجت مانند اجماع کے ہے اگرچہ وہ اتفاق کرنیوالے مجتہدین نہوں پس اس سے خوب واضح ہے کہ تعامل و تعارف کے معتبر
ہونیکے واسطے اجتہاد ضروری نہین ہے ہان اجماع اصطلاحی کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہے اور استحسان
و تعارف ملحق بالاجماع ہے چنانچہ اوپر مکرر نور الانوار سے گذر چکا ہے و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اگر استحسان
و تعامل و تعارف کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہوتا اور بدون مجتہدین کے غیر مجتہدین سے استحسان و تعامل کا
تحقق نہوتا تو تعامل و استحسان عین اجماع ہوتا نہ ملحق بالاجماع اور نتائج الافکار سے بہی اوپر گذر چکا ہے کہ تعامل
بمنزلہ اجماع کے ہے جب اتفاق مجتہدین اسکی ثبوت کیواسطے شرط ہوتا نزدیک فقہا کرام کے تو بمنزلہ اجماع کیون

فرماتے ہیں اجماع فرماتے اور اجماع میں اتفاق ایک زمانہ کے تمام مجتہدین کا شرط ہے فقط ایک موضع کے علما کا اتفاق کافی نہیں ہے اور استحسان میں ایک موضع کے علما و مسلمین کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے واضح ہو گیا ہے پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کے واسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان نہ ماننا دلالت واضحہ عدم علم جامع براہین پر کرتا ہے اور مسلمون کے فرد کامل مجتہدین کاملین کو ہی بتانا بھی سفاہت صرف ہے آجتک اسکا بھی کوئی قائل نہیں ہوا ہے فمن ادعی فعلیہ البیان اولی الامر و اھل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا لکھا ہی ہے مومنین مسلمین سے مراد مجتہدین ہونا یہ ایجاد بندہ ہے شاید یہ خیال و روش سید احمد خان تفسیر احمدی اردو والی سیکھی ہے ہر ایک حدیث کے معانی تمام جہان سے علیحدہ ہے اختراع کئے جاتے ہیں قرآن شریف و احادیث میں مومنین و مسلمین کیواسطے دخول جنت کی خبر دی ہے سب جگہہ مجتہدین ہی مراد لیکر دخول جنت انکو ہی مجتہدین کے ہی واسطے خاص کرے یہ جامع براہین کا بنی وہابیہ جہلا انکا حرمان دخول جنت سے قبول کرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام ہیں بہ نسبت مجتہدین تابعین سے اور بہ نسبت صحابہؓ کے انبیاء علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کے ہیں پس تمام امور استحسان و دخول جنت وغیرہا مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کرنا چاہئے باقی تمام کو خارج ماننا چاہئے ایسے جہالت کا کیا ٹھکانا ہے کہ جس سے تمام احکام شرعیہ درہم برہم ہو جاویں اور مشتق میں مبدا علت حکم ہوتا ہے یہ مسلم ہے لکن بیان مبدا اسلام سے اجتہاد نہیں ہے اسلام کے معنی مراد اجتہاد لینا یہ اجتہاد فاسد و استنباط کاسد جامع براہین کا ہے یہ وہابیہ کے حق میں حجت ہو جنکے واسطے جامع براہین احکام جدیدہ گھڑ کر انکو مجتہد بناتا ہے اہل سنت و جماعت میں کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین یا کسی دوسرے وہابی کو تسلیم نہیں کرتا ہے اور اس حدیث یعنے ما راٰہ المسلمون اور لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کے معنی ایک ہی بعینہ بتانا بھی غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو ہے جو ملحق بالاجماع و بمنزلہ اجماع ہے حکم میں اور حدیث لا تجتمع امتی مثبت حجیت اجماع ہے و بینہما بون بعید اور اجماع قطعی کا ارشاد ہونا بھی ان دونوں میں مختلف فیہ و منظور فیہ اب منصفین غور فرماویں کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سن سنا کر یاد کر لئے اور معنی انکو کسی سے نہیں پڑھے یا صاحب انوار ساطعہ نے اتنی اس جامع براہین کو خبر نہیں کہ جو صاحب انوار کو یہ کہتا ہے وہ انجام کار اسی میں نکلتا ہے سچ ہے آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے **قال** جامع البراہین پس مولف انکو لکر دیکھیے کہ اجماع کسکا معتبر ہوتا ہے اور اجماع کس وقت اور کس شرائط سے قابل اعتماد ہوتا ہے اور یہاں قیود مروجہ مولود میں وہ شرائط ہیں یا نہیں یہ بھی بحث ادلہ اربعہ میں کہا گیا ہے اگر مولف کو کچھ علم ہے تو دیکھ لیوے تو شاید سمجھ جاوے کہ یہ بھی جگر دوستن یا انکا طائفہ من امتی اور طوبیٰ للغربا کا مورد ہے اور یہ مجلس مروجہ خارج از ادلہ اربعہ ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار اعادہ کرنا مضامین کا کچھ ضرور نہیں **اقول** وباللہ التوفیق اب بھی ہم تمکو بتا چکے ہیں کہ اجماع منعقد ہوتا ہے ساتھ قول مستنبطین

اہل سنت وجماعت اور مجبر وقول اونکی سے انعقاد اوسکا ہوجاتا ہے اور کوئی وقت خاص اجماع کا نہین ہے جسوقت اتفاق
علماء مستنبطین ہوگا اجماع ہوجاویگا اور بدعتی وفاسق نہونا شرط ہے یہان قیود مروجہ مین اتفاق علماء مستنبطین
مانند جلال الدین وابن حجر وابن جزری وسخاوی وملا علی واعیان علماء امصار علی ممر الاعصار پایا گیا ہے یہ علماء
اگرچہ مجتہد مطلق نہ تھے لیکن اہل استنباط ہونے سے خالی نتھے اسی واسطے جلال الدین سیوطیؒ وابن حجر نے استنباط
وقیاس حدیث عقیقہ وعاشورہ پر کرکے محفل کو ثابت کیا اہل استنباط مین سے یہ لوگ نہ ہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست
نہوتا یہ قیاس انکا سند اجماع جاننا چاہئے اور مستنبطین انکی زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز واستحباب پر
متفق ہوئی تمام ملکون مین بلکہ ان سے قبل بھی متفق تھے اور کسی اقل قلیل کا انکار مانند فاکہانی کہ بلا دلیل اوسکا انکار ہی
مضر اجماع واتفاق کو نہوا چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور بالفرض اگر اس اتفاق کو اجماع نکہو تو اتفاق محققین فی الامصار
علی ممر الاعصار ہونے مین شک نہین ہے منصفین کے نزدیک اور ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اوپر گذر
چکا ہے اور استحسان علماء امصار علی ممر الاعصار کو بھی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین مع آنکہ کہو لکھ دیکھے کہ یہ
ادلہ شرعیہ جواز قیود کے موجود ہین یا نہین اگر جامع براہین کو کچھ بھی علم ہے تو دیکھ لینگے تبہی سمجھ جاوینگے کہ مذہب اہل سنت
وجماعت اس محفل کے بارہ مین حق ہے اور مذہب وہابیہ باطل ہے اور یہ دشمنی انکا جبر کر وہابیہ کا اہل سنت وجماعت سے
چنانچہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے انکا عقیدہ یہی ہے کہ سوائے اپنے جبر کہ ذرا پانچ کے باقیکو مشرک جانتے ہین ایسا
عقیدہ خوارج کا تھا جسپر خروج کرنا چاہتے ہین تو اونکے کفر کے معتقد ہوتے ہین اور عبدالوہاب نجدی کے اتباع کا بھی
حال ہے اور اسی سبب سے اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت اور اونکے علماء کے قتل کو مباح جانتا تھا خدا تعالی نے
لشکر اسلام کو منظفر ومنصور اونپر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ تمام اقصی حرمین شریفین مین سنہ ١٢٠٣ مین ہوچکا
ہے قال فی رد المحتار علمت ان ہذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ہو بیان لما خرجوا علی سیدنا علیؓ والا
فیکفی فیہم اعتقادہم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد
وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف
اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب
بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی اور یہ جامع براہین بھی مذمت
اہل حرمین شریفین بیان کرچکا ہے اور اونکو فساق واہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اون پر ترجیح دیچکا ہے اگر اسکے
قبضہ قدرت مین اہل حرمین واونکے علماء کا قتل کرنا نہین ہے اسواسطے فقط زبانی اہانت انکی کرتا ہے اور فرقہ نجدیہ
کی مذمت احادیث نبویہ سے بھی مفہوم ومعلوم ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے نجد کے حق مین دعا خیر نفرمائی باوجودیکہ

استدعا بالتکرار صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی اور وہاں زلازل و فتن کا ہونا اور وہاں سے طلوع کرنا قرن شیطان کا فرمایا چنانچہ
بخاری میں روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے قال ذکر النبی قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا
قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل و الفتن و بہا یطلع قرن الشیطن
بہت سے فتنہ و فساد نجد کیطرف سے برآمد ہو چکے ہیں اور ہونگے جیسے چنانچہ یاجوج ماجوج اوسی طرف سے ہوکر
آوینگے اور واقعہ جمل و صفین و خروج خوارج و فتنہ مقابلہ کبرے قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اوسی جانب سے نکلا ہے
قال العینی شارح البخاری فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلک الناحیۃ و کذلک کانت و ھی واقعۃ صفین ثم ظہور
الخوارج فی ارض نجد و العراق و ما وراءھا من المشرق و کانت الفتنۃ الکبری التی و ھی کانت مفتاح
فساد ذات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ و کان علیہ السلام یحب من ذلک و یعلم بہ قبل وقوعہ
و ذلک من دلالات نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال الکرمانی فاخبر ان الفتنۃ تکون من ناحیتہ ثم کما ان وقعۃ
الجمل و صفین و ظہور الخروج فی ارض نجد و العراق و ما وراءھا کانت من المشرق و کذلک یکون خروج
الدجال و یاجوج و ماجوج انتہی بقدر الحاجۃ و اخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال یخرج ناس من قبل المشرق یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من
الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ قیل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق او قال التسبید
اور مراد مشرق سے اس حدیث میں مشرق مدینہ طیبہ ہے کہ وہ نجد و ما بعد نجد کا ہے قال الکرمانی مشرق المدینۃ
الطیبۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ و التسلیم مثل نجد و ما بعدہ انتہی کوئی بدگمان نکرے کہ خوارج اس حدیث سے
مراد ہیں اتباع محمد بن عبد الوہاب جو وہابیہ ہیں مراد نہیں اور اسکے ثبوت کیواسطے کہ خوارج مراد ہیں عبارات علماء پیش
کرے کیونکہ ہم جواب ہیں کہینگے کہ جن علماء نے لکھا ہے کہ خوارج مراد ہیں اونکی زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج و فتنے
نہوا تہا اونکے زمانہ میں ہو چکا ہوتا تو ان وہابیہ کو بھی لوگ ان میں وہ شمار کر دیتے اور علامت بے دینی و بدعت ضلالت جو
خوارج میں ہے کہ سوائے اپنے جرگہ کے باقی کے کافر ہونیکا اعتقاد کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کے قتل کو حلال و مباح
جانتے ہیں یہی اس فرقہ وہابیہ میں موجود ہے کہ اہل سنت و جماعت کو مشرک بتاتے ہیں اور قتل بھی علماء حرمین شریفین
اہل سنت و جماعت کو یہ کر چکے ہیں اور خاص حرم محترم میں خون ریزی انہوں نے کی اور ایسے امور کی اباحت کے
یہ قائل ہیں اور اتباع عبد الوہاب کا یہ فعل بد کوئی وہابی نہیں کہتا ہے پس یہ اور خوارج دونوں برابر ہیں اور عادت
خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے حق میں نازل ہیں وہ مومنین کے حق میں قرار دیتے ہیں اسلئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اونکو
بدترین خلائق جانتے تھے مجمع البحار میں تحت لفظ حدیث کی جلد اول میں موجود ہے یقولون لقول خیر البریۃ انتہی

صلی اللہ وھو القرآن بکان ابن عمر یری الخوارج شرار الخلق لانھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المؤمنین انتھی یہی حال وہابیہ کا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ اور
آیت ما الفینا علیہ اباءنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مومنین میں پڑھتے ہیں چنانچہ مولوی اسمعیل مقتول اس
فرقہ کے سرگروہ جس نے امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ اختراع اور کفریات میں دوسرے جہال وہابیہ کو ڈالا ہے
اپنی بعض تصانیف میں ان آیات کو حق مقلدین ائمہ میں پڑھا ہے پس صفات خوارج ان وہابیہ میں موجود ہیں اور بعض
صفات دوسرے فرقوں بدعیہ کے بھی انمیں ہیں کہ تفصیل اوسکی مقتضی تطویل ہے اور امکان کذب باریتعالی اور ذکی کا
کہنا کہ رسول اللہ صلعم میرے بھائی ہیں یہ جامع براہین صاحب کے گہڑے ہیں اور منکر ایک رکعت وتر کے ایمان کا ٹھکانا نہیں
بتاتے ہیں جس سے لازم آتا ہے کہ امام ابی حنیفہ وحسن بصری و متبعین اونکے و بعض صحابہ رضی کے ایمان کا ٹھکانا نہیں ہے اور بہت سے
مزخرفات اوسکے اوپر گذر چکے ہیں اسیطرح تمہارے مقتدا ہی مولوی اسمعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق میں آب
دہ درجہ کو جو تمام حنفیہ کے نزدیک معمول و معتبر ہے بدعت حقیقیہ لکہا ہے اور طریق اولیاء امت محمدیہ در باب اذکار
وضربات وجلسات کو بھی اوسی رسالہ میں بدعت کہا ہے ذرا آنکہیں کہولکر دیکہو اور شرم کرو کہ اولا تم باشی لا مذہبی کے
تمہارے نزدیں ولیہ وہی بزرگ کر گئے ہیں اگر تمنے ایک رکعت وتر کے انکار کرنیوالے کے ایمان میں شک کیا تو کیا تعجب ہے
یہ مرض تو تمہارا موروثی ہو چکا ہے کچھ آپہی کو یہ تنہا ہڑک نہیں اوٹھی ہے منصفین کے نزدیک بلا شبہ یہ احادیث
جو اوپر گذری ہیں اونکو حق تھا دق ہیں پس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہے اور امکان کذب باریتعالی کا
قائل ہونا تو موجب کفر ہی ہے اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکہنوی حاشیہ نور الانوار میں *ومضل کالروافض
والخوارج والمعتزلۃ ونحوھم کی فرماتے ہیں کقولہ ونحوھم کالوھابی المنکر للشفاعۃ انتھی تقویۃ الایمان
میں انکار بعض اقسام شفاعت کا حق مومنین میں کیا ہے اور اقسام اپنی طرف سے گہڑ کر ہیں انکار کرنے کیواسطے پس
اس جگہ وہابیہ کا تو یہ حال ہے کوئی مسلمان باوجود اطلاع کے اس جگہ وہابیہ کی ضلالت پر اوسکو مورد طائفہ من امتی
وطوبی للغرباء کیونکر تصور کر سکتا ہے جامع براہین گنگوہی اپنے منہ سے مورد بنتا ہے بلا دلیل کے تو کون سنتا ہے ایسے
تو تمام فرقوں باطلہ کی عادت ہے کہ اپنے کو ایسا ہی بتاتے ہیں حق یہ ہے وہی سواد اعظم مومنین علماء کا بھی جو اہل سنت ہیں
نہ وہابیہ جو سواد اعظم سے جدا ہو کر مصداق و مورد من شذ شذ فی النار کے ہیں اور طائفۃ من امتی وطوبی للغرباء
کا حال اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہیں ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ جگہ من شذ
من شذ فی النار کا مصداق ہے تو نہیں خوب اسمیں فکر کرے اور خوب سوچے سمجھہ میں نہ آوے تو بمقتضائے فاسئلوا اھل
الذکر ان کنتم لا تعلمون علمائے اہل سنت وجماعت سے جو سواد اعظم ہیں دریافت کرے اور مجلس مروج کی حقیقت کا قائل

* [illegible] نور الانوار

ہووے اور انکار سے توبہ کرے **قال** جامع البراہین مگر اسقدر ہر عاقل سمجھہ لیوے کہ ما راٰہ المسلمون اوسوقت ہی کہ
ادلۂ ثلثہ شرعیہ سے کچھ اوسکا ثبوت ہو ورنہ جب ان ادلہ سے قبح کسی شی کا ثابت ہی تو شی عند اللہ قبیح ہوچکی اب تمام دنیا کی
حسن جاننے سے بھی وہ حسن نہیں ہوسکتی مگر ہان جب ادلۂ ثلثہ میں صریح نہیں تو ضرور خفی طور پر کچھہ ہوگا اوسوقت جب
سب علما اوس پر متفق ہوجاوین اور کسی خفی امر سے استنباط کرکے مجتمع ہوجاوین کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو تو وہ
عند اللہ حسن ہوگیا اجماع اسکا مظہر اوس حکم کا ہوگیا تامل درکار ہے پس یہان تو ادلۂ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا اب
مولف کو مسلمون کے جاننے سے قبح اوسکا رفع نہیں ہوسکتا مولف ذرا ہوش کرے کلمہ پڑھکر سمجھے **اقول** وباللہ التوفیق
جامع براہین اپنی ناعاقلی وہابیہ کو یہ مزخرفات اپنی سمجھادے اہل سنت وجماعت تو ایسے واہیات پر کبھی کبھی کان نہی لگاویگے
قبول کرنا تو چہ معنی دارد مطلقاً یہ حکم کرنا کہ جب ادلہ شرعیہ سے کچھ ثبوت نہو اور قبح کسی شے کا ان ادلہ سے ثابت ہی تو تمام دنیا کی
حسن جاننے سے وہ حسن نہیں ہوسکتی ہے سراسر جہالت وسفاہت ہی دیکھو اجرت قرآن وفقہ واذان پر مثلاً لینا بدلیل حدیث
واقوال امام اعظم ابی حنیفہ وقول صاحبین قبیح ہے اور غیر جائز ہے اور باوجودیکہ متاخرین نے اوسکو حسن جانا ہے اور وہابیہ بھی بلکہ خود
گنگوہی بھی اوسکو جائز کہتا ہے اور دیوبند والے جنکو اہل حرمین شریفین پر ترجیح دیتا ہے وہ تمام تعلیم علم دین تفسیر
وحدیث وفقہ پر اجرت لیتے ہین اب گنگوہی کی انکار ائس حدیث اور قول امام وصاحبین کا جنسے عدم جواز اجرت کا ثبوت ہوا ان
امور پر کر جاوے یا کہدیوے کہ اجرت ان امور پر کسیطرح اور کسی حیثیت سے قبیح نہ تھے لکن آنحضرت صلعم نے اور امام صاحب
وصاحبین نے غیر جائز کہدیا ہی تو آنحضرت صلعم اور امام وصاحبین کیطرف گنگوہی جھوٹا مسئلہ بتانیکی نسبت
کرکے اپنے ایمانکا حال ظاہر کردی اور اگر منتہا حکم بسبب انتفا علت کو حجت قرار دیگا اور وجہ گذاریگا تو اپنے منہہ سے
اپنے قولکو اس سے رد کردیا کہ ہان جس شے کا ادلہ شرعیہ سے قبح ثابت ہووے وہ بھی حسن جاننے مسلمونکی سے حسن ہوجاتی
اور قبیح اوسوقت ہی کہ مسلمون نے اوسکو حسن نہیں جانا ہے پس یہ نہ کہ کسی چیز کا ادلہ سے قبح ثابت ہوجاوے تو کسی طرح
اوسکا قبح مرتفع نہیں ہوتا ہی اور حسن جاننے سے وہ حسن نہیں ہوتی ہے ایسی کا قائل گنگوہی ہوا پس اوسکا بطلان
اظہر من الشمس ہے اور سفاہت گنگوہی کی ظاہر ہے اور جہالت ثابت ہی اور یہ قول کہ (سب علما متفق ہوجاوین اور
کسی امر خفی سے استنباط کرکے مجتمع ہوجاوین کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو وہ عند اللہ حسن ہوگیا) اس سے بھی عدم علم
گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر خفی سے جب استنباط ہوا تو استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے اور قبل اس سے بھی گنگوہی
کہچکا ہی کہ اوس میں باشارہ نص ہو ودلالت نص تمام علما جمع ہوجاوین الخ اسیطرح دلالت نص واشارہ نص بھی دلیل شرعی
مستقل ہے اگر اشارہ نص قرآن ہی تو قرآن مین داخل ہے اور اشارہ نص حدیث ہی تو حدیث مین داخل ہے علی ہذا القیاس
دلالت نص قرآن ودلالت نص حدیث بھی قرآن وحدیث مین داخل ہے پس جو امر استنباط سے ثابت ہو وہ قیاس سے ثابت ہے

اور جو اشارۂ نص و دلالت نص سے ثابت ہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے پس جو استنباط و قرآن و حدیث سے ثابت
ہووے اوسکے حسن ہونے کیواسطے نزدیک اللہ تعالی کے تمام علما جمع ہونیکی قید لگانا با علی صوت ندا کرتا ہے کہ بدون اجماع
تمام علمار کے اگرچہ اکثر علمار کا اتفاق ہو اور بعض دو چار کا اتفاق نہووے تو وہ امر یعنے وہ امر جو استنباط و اشارہ نص
قرآن و حدیث و دلالت نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے جبکا حاصل ہوا کہ فقط استنباط
و اشارۂ نص و دلالت نص سے جبکا ثبوت ہو تو وہ خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے اور حسن اوسوقت ہوگا کہ تمام علمار کا
اجتماع ہی ہو جاوے اسطرح سے ہو کہ ایک بھی منفرد نہووے حالانکہ نہ کوئی آجتک اوسکا قائل ہوا ہے کہ فقط اشارہ
نص و دلالت نص جو قرآن و حدیث مین ہی داخل ہے کسی امر کے جواز پر دال ہووے تو وہ حسن عند اللہ نہین ہے اجماع
تمام علمار کا بھی اوسکے ساتھ منضم ہووے اوسوقت حسن عند اللہ ہو گا اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم مین آسکتا ہے اور کوئی
ادنی طالب علم بھی نہین مانسکتا ہے بلکہ کسی جاہل نے بھی صحبت کسی عالم کی اوٹھائی ہوگی تو وہ قبول نہ کریگا کہ استنباط
و اشارۂ نص و دلالت سے جو ادلۂ شرعیہ ہین کوئی امر ثابت ہووے اور استحباب اوسکا ان ادلہ سے معلوم ہو جاوے
اور اجماع کامل نہووے تو وہ عند اللہ حسن نہین ہے یہ امر بدیہی ہے کہ ادلۂ شرعیہ سے جبکا استحباب ثابت ہو اوسکا حسن
ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ استحباب ایسا بھی ہوتا ہے اوسکا ثبوت قرآن و حدیث و قیاس سے ہوتا ہے اور وہ عند اللہ
حسن نہین ہوتا ہے جسکا امتناع و استحالہ ظاہر ہے ایسے اقوال باطلہ کہنے کی جرأت ان حضرت گنگوہی کی ہے کہ خلاف عقل
و نقل کے ایسے اقوال باطلہ کہتے ہین اونکو کہتے ہوئے شرم بھی نہین آتی کہ یہ اقوال لائق مضحکہ اطفال ہین اپنے منہ سے
کسطرح نکالون اب تامل درکار ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حقمین کہتا تھا منصفین غور کرین کہ خود گنگوہی کے حقمین
ہی یا مولف انوار کے حقمین اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ استحسان کی ثبوت کیواسطے اور عرف تعامل کے تحقق کیلئے تمام علمار کا
حسن جاننا ضرور نہین ہے بعض زمانہ و بعض مواضع کے علما کا حسن جاننا ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
واضح ہو چکا ہی اور اگر یہی ہو کہ تمام علمار کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بھی منفرد نہووے اوسوقت مستحسن ثابت
ہوتا ہی اور خدا تعالی کے نزدیک اوسوقت مستحسن ہوتا ہی تو قبیح ہونے کیواسطے بھی اتفاق کل علما کا کہ کوئی بھی منفرد
نہووے ضرور ہونا چاہئے اور ایک بھی منفرد ہووے تو قبیح ہونا نزدیک خدا تعالی کے ثابت نہووے اسلئے کہ یہ پوری حدیث
یہ ہی عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی
قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما
وما راٰہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح ذکرہ ابن حجر رواہ احمد و بزار و طیالسی و طبرانی اس حدیث ابو یعلی جسطرح لفظ مسلمون معرف
باللام حسن ہونیکے بارہ مین وارد ہی اسطرح لفظ مسلمون معرف باللام قبیح ہونیکے بارہ مین نازل جیسے وہان یعنے حسن ہونیکے بارہ مین اجماع

واسطے ضرور جاننا ہو ہیں لازم ہو گنگوہی پر کہ یہان بھی یعنے قبیح ہونے کیواسطے بھی لام استغراق لیکر تمام علما کا اتفاق
قبیح ہونے پر بدون انفراد کسی ایک کے بھی ضرور جانے اور اگر ایک بھی علما مین سے قباحت کا انکار کرے تو اوسکی
قباحت کا ثابت ہونا نہ مانے پس اس تقدیر پر قباحت محفل میلاد شریف فاکہانی اور مجمع شرب اور چند جہال وہابیکی
قبیح جاننے سے باوجود اسکی کہ اسکی قباحت کی اکثر جماعت کثیر و جم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آویگا کہ قباحت جیسے
کسی چیز کی قیاس سے اور دلالت نص حدیث و قرآن و اشارت نص قرآن و حدیث سے جبتک اجماع کل علما کا نہو
ہرگز ثابت نہو ویسے اور اوسکو گنگوہی بھی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ زعم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جہالت صرف ہے
جامع براہین کی کہ لکھتا ہے کہ ایسی بیان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا خیال کرنا چاہیے کہ ادلہ اربعہ سے
قبح تو اوسوقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اسکا قبح ثابت ہوا ہوتا ایک آیت بھی گنگوہی نے متعلقہ اسکی نقل نکی
اور ایک حدیث بھی مثبت قباحت اسکی موجود نہیں ہے اور اجماع سے اسکی قباحت ہونا تو کوئی بچہ بھی جسکو تعریف
اجماع معلوم ہے تسلیم نکریگا اور جامع براہین کو جھوٹا جانیگا کہ ابھی تمام مجتہدین کا اتفاق بدون اسکی کہ ایک بھی
منفرد ہووے اور جدا ہووے اوس اتفاق سے استحسان کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کہتا تھا اسی مقام مین اور
اوپر فقط فاکہانی کے انکار سے اتفاق تمام علما محققین کو باطل بتا چکا ہے اور یہان سب کچھ بھولگیا اور مدہوش
ہو کر قبح و قیود کا ادلہ اربعہ سے کہ اونمین اجماع بھی ہونا ضرور ہی زعم کرنے لگا دروغ گو را حافظہ نباشد کونسے زمانہ کے
تمام مجتہدین نے قیود محفل میلاد کو قبیح کہا ہے سچا ہو تو ثابت کرے ورنہ کذب صریح اسکا واضح ہے اور کونسے مجتہد کا
قیاس صحیح اوسکے قبیح ہونے مین موجود ہے پس جامع براہین کا کذب و مدہوشی واضح ہے اپنی بلا دوسرے پر ڈالنے
کو مؤلف انوار کو ہوش کرنا سکھاتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ (مؤلف کو مسلمانوں نے حسن جاننے سے قبح اسکا
رفع نہیں ہو سکتا ہے) بیشک مسلمین تو مؤلف کو ہین اور اخوت اسلامی مسلمین و مؤلف کے درمیان مین ثابت ہے
اور تمام مسلمانونکا یہی حال ہے کہ باہم اخوت اونکی ہو لیکن وہابیہ نہ مسلمانونکے ہین اور مسلمان وہابیہ کے ہین کیونکہ
وہابیہ مین اسلام نہیں تو وہ کسطرح مسلمانونکے برادران اسلام ہو سکتے ہین بایں معنی گنگوہی کا کہنا لیس یہ قول جامع
براہین راست و مستقیم ہو سکتا ہے اور مؤلف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مؤلف انوار ساطعہ کے کلمہ ایمان
و اسلام پڑہتے ہین اور نور الایمان اونکے دلونمین حاصل ہے وہ کلمہ جسکی نسبت جامع براہین لکھتا ہے کہ (کلمہ پڑھکر سو
معلوم نہین جامع براہین کا کونسا کلمہ اپنا ٹھہرایا ہے جسکو پڑہنا چاہتا ہے شاید شیخ نجدی کا وہ کلمہ ہوگا جو وہابیہ نے
ٹھہرایا ہوگا سو وہ بجای کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کے اہل اسلام ہرگز نہیں پڑھینگے اور ایمان و اسلام وہابیت کے عوض
مین ہرگز فروخت نکرینگے اسے گنگوہی خاطر جمع رکھے اور اگر یہ مراد جامع براہین کی ہے کہ مؤلف انوار بھی کلمہ طیبہ و کلمہ

شہادت پر نگہر مسلمان ہوکر سوچے تو جامع براہین کہ یہ بھی شریعت جدیدہ ہی کہ مولف انوار جو حدیث ماراہ المسلمون
سے استحسان کا اثبات کرتا ہی جسکی حقیقت اوپر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایمانکا حکم کرتا ہی ایسے حکم کا جواز
شریعت جدیدہ وہابیہ میں ہی ہوگا جو مخالف شریعت محمدیہ کی ہے ورنہ کوئی اہل عقل ایسا حکم نہیں کر سکتا ہی ایسے حکم
سے لازم آتا ہی کہ فقہا رحمہم جو ثبوت استحسان کی دلیل اس حدیث کو گردانتے ہیں اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل و تعارف کا
معتبر ہونا فرماتے ہیں چنانچہ اوپر گذر چکا ہی بلکہ بعضے فقہا قائل ہیں کہ نص کی تخصیص بھی تعامل و تعارف سے ہوجاتی ہے اگرچہ
ایک ہی شہر کا تعامل اور بعض فرماتے ہیں کہ تعامل کل شہروں کی سے قیاس متروک ہوتا ہی اور اثر و حدیث کی تخصیص
ہوجاتی ہے ایک شہر کے تعامل سے نہیں ہوتی ہے قال فی رد المحتار قال فی التبیین ومشائخ بلخ والنسفی یجوزون
حمل الطعام ببعض المحمول ونسج الثوب ببعض المنسوج لتعامل اھل بلادھم بذلک ومن لم یجوزہ
قاسہ علی قفیز الطحان والقیاس یترک بالتعارف ولئن قلنا انہ لیس بطریق القیاس بل النص
یتناولہ دلالۃ فالنص یخص بالتعارف الا تری ان الاستصناع ترک القیاس فیہ وخص من القواعد
الشرعیۃ بالتعامل ومشائخنا رحمہم اللہ لم یجوزوا ھذا التخصیص لان ذلک تعامل اھل بلدۃ واحدۃ
وبہ لا یخص الاثر بخلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل البلاد وبمثلہ یترک القیاس ویخص الاثر
انتہی پس جو جو فقہا اس حدیث سے استحسان و تعامل ایک شہر یا کل شہروں کو معتبر فرماتے ہیں سب پر حکم سلب
ایمان کرنیکا لازم آتا ہی اس سے پس جامع براہین اپنے ایمان کی خبر لی کہ کچھ باقی رہا یا نہیں اور اتنی خبر نہیں کہ
آنحضرت صلعم مسلمان سے ایمان سلب کرنیوالے کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ سلب کرنے والے پر رجوع کرتا ہی
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ اب
جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہیں کہ جامع براہین ذرا ہوش کرے اور کلمہ پڑھکر سوچے منصفین غور کریں کہ جو حق میں
مولف انوار کے زعم کیا تہا وہ جامع براہین کی ہی حق میں راست ہوا اور مولف اس سے بری ہے **قال** جامع البراہین
صفحہ ۱۶۹ علی ہذا قولہ علیہ السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مؤلف نے یہ سمجھا کہ اختلاف مسائل میں جسطرف بہت آدمی ہوجا
اوسکو لیوے اور بظاہر یہی وجہ ہوئی کہ مولف نے طریقہ سنت کا چھوڑکر اگرچہ ظاہرو باہر موافق حدیث و فقہ کے تہا اہل
بدعت کو اختیار کیا اور تاویلات رکیکہ بعیدہ کو گھڑکر اس طریقہ کا اثبات چاہا کیونکہ اہل سنت اس دورہ میں کم ہیں جیسا
خود فخر عالم نے فرمایا سیعود غریبا اور سکا ظہور ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی مولف نے اسکو سواد اعظم جانکر عمل
کیا ہی حال آنکہ یہ معنی نہیں ہرگز ہرگز قال فی التوضیح السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ھو امۃ مطلقۃ والمراد
بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتہم طریقۃ الرسول علیہ السلام والصحابۃ دون

* جامع براہین گنگوہی

اھل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت ہیں بمقابلہ اہل البدع والاہوا کے نہ مطلق کثرۃ الرجال
جیسا کہ مولف نے سمجھ لیا **اقول** وباللہ التوفیق الانیق وعلیہ الاعتماد فی احقاق الحق الحقیق جامع براہین نے بے سمجھے
وسوچے کلام مولف انوار کو اٹکل پچو رد کرتا ہے اور نفسانیت کر کے اپنے نامہ اعمال سیاہ کرتا ہے اور احکام شرعیہ کی تبدیل
کرنا چاہتا ہے مولف انوار کا قول پورا اوپر گذر چکا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں اوسمیں یہ کہاں ہے کہ اختلاف مسائل میں جسطرف
بہت سے آدمی ہوں اوسکو لیوے جسکی یہ مراد کوئی قرار دیوے کہ بہت آدمی خواہ کافر ہوں خواہ مسلمان خواہ جاہل
خواہ عالم کسی قسم کے ہوں جسطرف ہوویں اوسکو لینا چاہیے مولف انوار نے تصریح کردی ہے کہ جو معنی محققین
کے نزدیک ہیں وہ یہی ہیں جنکو مولوی احمد علی و ملا علی قاری سے نقل کر چکے ہیں سواد اعظم کے معنی تعبیر عن الجماعۃ
والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور مولف انوار نے نواب قطب الدین خان کے حوالے سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
و فعل اکثر علماء کے ہوں اونکی پیروی کرو چنانچہ پوری عبارت مولف انوار کی اوپر گذر چکی ہے اس سے واضح ہوتا ہے
کہ مولف انوار حدیث مذکور سے اکثر علماء جسطرف ہوں انکی پیروی کرنا مراد لیتا ہے نہ مطلق کثرۃ الرجال جیسا کہ
جامع براہین سمجھا ہے اگر کثرت علماء مراد ہونا بھی گنگوہی کو پسند نہیں ہے تو مولوی احمد علی و ملا علی قاری و قطب الدین
خان و شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ گنگوہی نفسانیت کرے اور اونکو کہے کہ اونہوں نے طریقہ سنت کو چھوڑ
کر بدعت کو اختیار کیا ہے نہ مولف انوار سے کیونکہ مولف نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ تمہارے مقتدا مولوی
احمد علی و قطب الدین خان بھی اسکے قائل ہیں اور صاحب مجمع بحار کا قول بھی والا یہی ہے کہ اکثر علماء مسلمین مراد
ہیں اوپر گذر چکا ہے اور علماء نے بھی یہی معنے لکھے ہیں گنگوہی کسی پڑھے ہوئے سے دریافت کر لے پس مولف انوار پر یہ
افترا محض ہے کہ وہ مطلق کثرۃ الرجال سمجھا ہے اور یہ افترا کرنا یا جاہل ہی مولف کی مراد کو یا جاننے والا سمجھے دونوں کی قباحت
ظاہر ہے اور مولف انوار کیطرف نسبت ترک سنت و اختیار بدعت کرنے کے بھی بالیقین باطل ہے اور مبنی اوسکا بھی بے
سمجھی یا جانکر افترا کرنا ہے اور یہ بھی سراسر نادانی ہے کہ اس دورہ میں اہل سنت کم ہیں اور شیعہ وغیرہ بہت ہیں سو اول تو یہ معلوم
ہی نہیں ہوتا ہے کہ قلت اہل سنت کی مراد ہے بلکہ قلت اہل اسلام بہ نسبت کفار کے مراد ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے دوسرے
کہ اگر یہ مراد بھی ہوتی تو اس حدیث سے یہ کہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس دورہ میں کم ہیں اور کمی کی وجہ یہی ہے اور فرقہ اہل
سنت و جماعت کا فرقہ وہابیہ کا ہی ہے جو امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اور آنحضرت صلعم کو بھائی اپنا اور جو کہدے
تو یہ جائز کہتا ہے اور آنحضرت صلعم کی محفل میلاد کا دشمن سخت ہے اور دیگر خرافات و مزخرفات اوسکے عقیدہ و اعمال میں
موجود ہیں جب تک ان تمام کا ثبوت انکو کا مقصود جامع براہین و دیگر وہابیہ کا ہرگز حاصل نہ ہوگا اور قول مخالفین کتاب میں جسکے
قبول کرنیکا حکم دیا ہے تو وہ یہی قول ہے جسپر اکثر علماء ہوں بہ نسبت علماء دوسرے فرقوں مخالفہ کے اور سواد اعظم سے یہی

مراد ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ساتھ نقول علماء کی کہ اونہین بعضے مقتدی وہابیہ کے بہی ہین اور یہی معنی سواد اعظم کی مولف
انوار نے مراد لئے ہین اور اس محفل میلاد مین یہی معنی ثابت کرکے اوسکا قائل ہوا ہے جامع براہین انکار ان کی قول کا
تعصب سے کرتا ہے اور اپنے بیعلمی کا اظہار بے ادبی واعلی پر کرتا ہے اور عبارت توضیح کی اس جامع براہین کو ہرگز مفید
نہین بلکہ مضر ہے اور اہل سنت وجماعت مجوزین محفل کو مفید ہے اسلئے کہ اس سے واضح ہے کہ سواد اعظم عامہ مسلمین
مین جو بمعنی اکثر کہ مین ہے اور وہ عامہ مسلمین یعنی اکثر مسلمان اہل سنت وجماعت ہین جنکا طریقہ وہ ہے جو طریقہ رسول اللہ صلعم کا تہا اور صحابہ
کرام رضوان اللہ کا اہل بدعت لیس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت وجماعت وہی ہین جو اکثر مسلمین ہین اور جو اہل بدعت ہین
وہ اکثر نہین ہین یہی ہم معشر اہل سنت وجماعت مجوزین محفل کہتے ہین جامع براہین اولٹے معانی سواد اعظم کے سمجھ گیا
کہ مخالف سواد اعظم و اکثر مسلمین جو فرقہ ہے کہ بہ نسبت سواد اعظم کے قلیل ہے اوسکو سواد اعظم بتلانے لگا اور عبارت توضیح کی
پیش کردی اتنی خبر نہین کہ عبارت توضیح تو موافق مدعی خصم جامع براہین کے ہے اور جامع براہین کے مدعا کے قاطع ہے بیعلم ایسے ہی
لوگ ہوتے ہین کہ خود عبارت نقل کر دیتے ہین اور معانی و مطلب سے کچہہ انکو بحث نہین ہوتی ہے اور ایسے جہالت وسفاہت کو
علم جان لیتے ہین اور اہل علم پر طعن وتشنیع کرتے ہین بقول کسے خود فراموشی کنند اسناد را تہمت دہند منصفین انصاف
فرماوین کہ یہ لغو طویل وخرافات تقریر بے تمیز دیر جامع براہین کے مطالب انوار ساطعہ کو کب حضرت رسان ہو سکتے ہین اور یہ تحریر
انوار ساطعہ کے مقصود کو کہان رد کر سکتی ہے اب اسکو سوائی تسوید اوراق کے اور کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
سیاہ کرنا کہا جاوے تو بجا و درست ہو **قال** جامع البراہین اور اسکی شرح دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
من یعیش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا
علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعة ضلالة الخ وکل ضلالة فی النار پس اپنے ایسے وقت
اختلاف مین طریق اہل سنت کی التزام کو تاکید فرمایا تہا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کی اجتناب کی تاکید کی تہی زیرہ
کہ مبتدعین کو کثیر دیکہیگا اونکے ساتھ ہو جانا سو تصنیف فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تہا ورنہ حدیث عرباض کی کیا معنے
ہو وینگے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق جامع براہین کی فہم پر افسوس ہے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
قرار دیتا ہے اس حدیث مین اختلاف کثیر ہونیکا ذکر ہے اور سنت نبویہ وسنت خلفاء راشدین کی تمسک کرنے کا اور محدثات
امور سے بچنیکا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم سے کیا علاقہ ہے کونسا عاقل اسکو شرح حدیث کی ہرگز نہین کہہ
سکتا ہے سواد اعظم کسے منا قشہ دفع ہو جاتا ہے اور حدیث من یعش منکم ہر فرقہ بدعیہ کہہ سکتا ہے کہ سنت آنحضرت صلعم
وخلفاء راشدین کی ساتھ ہم ہین تمسک کرتے ہین اور ہم ہی موافق اونکے ہین اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی مین غور
کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہین کہ مراد اس سے اکثر علماء ہین امت محمدیہ صلعم کے تو فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جب اکثر علماء

امت محمدیہ صلعم کی ہون وہ حق وماموربہ شارع قرار پاتا ہو اب اسمین فرقہ قلیلہ کو گنجائش حق نہین رہی کہ یہ سکین کہ ہم
ہی حق پر ہین کیونکہ اونکا اکثر ہونا اور اقل ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہو پس جس سے حقیقت خوب ظاہر ہوجاوے اور مناقشہ
بدیہی اوسکی شرح وہ حدیث جسمین مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس سے خوب ظاہر نہووے کیونکر ہوسکتی ہے یہ خوش
فہمی گنگوہی جامع براہین کی ہے کہ معانی احادیث نبویہ سے اُسکو بالکل مس تک نہین ہو اور شرح حدیث مذکور دعوے
حدیث کو جامع براہین اپنے زعم فاسد سے بتاتا ہو اور اہل سنت وجماعت کا اس دورہ مین کم ہونا اوپر بتا چکا ہی باعث اسکا
بیعلمی ہے کہ معانی احادیث سواد اعظم کی جو علما نے لکھے ہین اور اسکو معیار حق اور باطل کا قرار دیا ہو اوس سے واقف نہین ہے
علما مصرح ہین اسکے کہ اہل بدعت کل تہتر فرقہ مین تمام ملکر بھی دسوین حصہ اہل سنت وجماعت کی اعداد کو نہین پہونچتے اور
نہ پہونچے ہین مجمع حاشیہ ابن ماجہ مین ہے فعلیکم بالسواد الاعظم ای جملۃ الناس ومعظمہم الذین
یجتمعون علی طاعۃ السلطان وسلوک النہج المستقیم کذا فی المجمع ہذا الحدیث معیار عظیم لاہل السنۃ
شکر اللہ سعیہم فانہم ہم السواد الاعظم وذلک لا یحتاج الی برہان فانک لو نظرت الی اہل الاہواء
باجمعہم مع انہم ثنتان وسبعون فرقۃ لا یبلغ عددہم عشر اہل السنۃ واما اختلاف المجتہدین فیما
بینہم وکذلک اختلاف الصوفیۃ الکرام والمحدثین العظام والقراء الاعلام فہو لا یضلل احدہم الاخر
اس سے واضح ہو کہ اہل بدعت واہل حق کے شناخت کی معیار یہی حدیث ہو جسمین اکثر ہون وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور مخالف
اوسکے اہل بدعت ہین اور اہل بدعت دسوین حصہ کو بھی نہین پہونچ سکتے ہین جیسے جانی نازلہ پس زعم گنگوہی باطل ہے
وقت اختلاف مین طریق سنت کے التزام کی تاکید کی کہ سواد اعظم ہین جو اکثر علما ہین اور بدعات سے اجتناب کا حکم
ہو یہی مقصود ومطلب مولف انوار کا ہو اسکو رد مین مولف انوار کے ذکر کرنا کمال نادانی ہے جس سے ثابت ہو کہ جامع براہین
ہرگز مطلب انوار ساطعہ کا نہین سمجھتا ہو اور فخر عالم صلعم تو بلا شبہہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دیکے
اور اپنے طریقہ سنت بتایا ہو اور معیار حقیقت وبطلان کی پہچاننیکا یہی عنایت فرمایا ہو کہ جو مسلک اکثر علما کا ہووے
وہ حق ہو فرقہ اقل علماء کا اہل بدعت ہو جو مخالف اکثر علماء کی ہے لیکن یہ اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے
اور ایک دوسرے کو اہل بدعت وضال قرار دیتا ہووے لیس یہ تمام موافق ہم اہل سنت وجماعت مجوزین محفل میلاد شریف
کو ہو جامع براہین ابلہ فریبی سے اسکو رفع کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت کی معیار سے انکار کرتا ہو اور سواد اعظم کے معنے مخفوظ
اہل سنت کو لیتا ہو اگرچہ دوسرے فرقہ کے علماء سے وہ کم ہوویں اور اہل سنت کو منحصر اپنے فرقہ وہابیہ مین ہی جانتا ہے یہ
دغابازی وتحریف معنوی احادیث کی کرکے کسی کا کیا نقصان کرتا ہو اپنے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل انصاف
کے نزدیک کرتا ہو اور اکثر علماء مراد سواد اعظم کے ہونا مخالف حدیث سیعود غریبا کے زعم کرتا ہو اسی واسطے ہذیان اوسکا ہے

(ورنہ حدیث غربا کی کیا معنی ہونگے) حدیث غربا کو معنے ہم اوپر علما شارح حدیث سے نقل کرچکے ہیں کہ غربا سے
مراد مسلمان لوگ ہیں جو بمقابلہ کفار اول اسلام میں کہ بہت سے مسلمان نہیں ہوئی تھے کم تھے بہ نسبت کفار
اور کفار کے ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے اسیطرح آخر زمانہ میں جو مسلمان بہت کم بمقابلہ کفار ہوونگے اگرچہ عزت و قوت
انکو ہوگی اور کفار انکو ایذا دینگے اور وہ صبر کرینگے اور غربا سے یہ مراد نہیں کہ کوئی فرقہ قلیلہ مدعیہ اسلام ہو بمقابلہ دوسرے
فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر و جماعت کثیرہ ہے تاکہ جامع براہین اپنے وہابیہ معتقدین شیخ نجدی کو مصداق حدیث بناوے
قال جامع البراہین پس اب سوچو کہ مولف اور سب اوسکے مقتدی اس طریقہ مروجہ مولود کو خیر القرون کے بعد کا ایجاد
کہتے ہیں پھر لو ہمین اختلاف ہوا تو مانعین تو طریقہ معمولہ مروجہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہیں اور اس بدعت مروجہ کو خلاف
اوس طریقہ کے ثابت کرتے ہیں اور اس بدعت مروجہ کو خلاف انکی طریقہ کے ثابت کرکے منع کرتے ہیں اور مجوزین اسکے ہونیکا اقرار
کرکے حسن کو بدلائل رکیکہ اثبات کرتے ہیں پس سواد اعظم مانعین ہوئے ہر عاقل جان سکتا ہے اگر کوئی جاہل قواعد شرعیہ
اتنا سمجھ لیوے کہ اس فعل کے بدعت سیئہ و حسنہ ہونے مین اختلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط ہے کیونکہ یہ
فعل مندوب ہی ہے واجب تو نہیں تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جسکے دل میں بدعت کی شراب ہو اوسکا کیا علاج
چہ جائیکہ یہاں ادلہ اربعہ سے اس امر مروجہ کی ضلالت ثابت ہو چکی ہو **اقول** وباللہ التوفیق چھ سو برس سے
ایک امر مندوب کا اجرا بحسب اقتضاء وقت واضح ساطع ہے تو اسمین کوئی محذور شرعی نہین ہے اور یہ سراسر دروغ
ہے کہ مانعین اس بارہ میں طریقہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہیں صحابہ کا طریقہ انکار محفل میلاد اور بدعت سیئہ کہنا محفل میلاد
کہاں تھا صحابہ کی طرف اسکی نسبت افترا محض کرنا ہے صحابہ پر اور محفل میلاد شریف جسکو شیخ نجدی کی اتباع سے
جامع براہین بدعت سیئہ بتاتا ہے خلاف طریقہ صحابہ کے اسے شیخ یا کسی دوسرے وہابی نے آجتک ثابت نہین کیا ہے
اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اسپر کسی نے قائم نہیں کی ہے جو کچھ کسی نے اسکے بارہ میں کہا ہے وہ لیاقت دلیل
ہونیکی نہین رکھتا ہے پس منع مانعین بلا دلیل شرعی ہوکر باطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اسکے استحسانکو بدلائل
قویہ ثابت کردیا ہے ہوسکی ادلہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہو دے تو اوسمین مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور
وہابیہ مملوۂ جہالت کو لیاقت و علم اسقدر کہان کہ قوت و ضعف ادلہ محققین مجوزین معلوم کرسکیں یہ شعر بیان
خوب چسپان ہے ع مانگ بی و کشف امور سخن کجا ۔ کور ابہر شناختن لعل است ۔ جامع براہین ادلہ مجوزین محققین
مانند ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ابن حجر و شیخ عبد الحق
دہلوی و محمد بن طاہر و قسطلانی و زرقانی و محمد شامی صاحب سیرت شامیہ وغیرہم علما کو رکیکہ بتاوے مولف انوار
کی مرادکو سمجھ ہی نہین سکتا ہے ایسے محققین علما کے ادلہ کی رکاکت کو جانسکیگا جھوٹا منہ بڑی بات اور سواد اعظم

کو مانعین بنانا بہی سراسر افترا محض ہے جس زمانہ مین یہ محفل میلاد شریف شروع ہوئی اوس زمانہ سے لیکر
آجتک کسی زمانہ مین سواد اعظم مانع محفل میلاد شریف نہین ہوئے ہین بلکہ سواد اعظم مجوزین اسکے اوس زمانہ
سے اس زمانہ تک رہے ہین اور اسکا بیان اوپر گذر چکا ہے اور اس سے تعامل علما و اہل اسلام مین اسہونا جو محقق بالاجماع
ہی ثابت ہو چکا ہے چنانچہ عبارات ملا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سواد اعظم کو مانعین بنانا سراسر
جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اگر کسیکو ادعا ہو کہ سواد اعظم مانعین ہین تو بنقول علماء متبحرین محققین کے ثابت کرے
ورنہ اپنے کذب پر نادم ہو کر چپ رہے اور خدا تعالی کا خوف کرے توبہ کرے اور فعل کو یعنے محفل میلاد شریف
کو جس کسی نے بدعت سیئہ کہا ہے تو اسکا قول بلا دلیل شرعی ہونا اور بدعت سیئہ کے مولف کہ رافع حکم قرآن شریف
یا حدیث یا اجماع ہووے اوس پر صادق نہ آنا اوپر چند مرتبہ واضح ہو چکا ہے اور مستحسن ہونا اوسکا بدلیل ترجیح
معلوم ہو چکا ہے اور جمہور علماء نے اسکا استحسان تسلیم کیا ہے پس منع العفین کا خلاف اس محل مین بسبب بلا دلیل ہونے
کے اور مخالف استحسان جمہور علماء کے ہونیکی غیر معتبر ہے ایسا خلاف یعنے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہووے
موجب اسکا ہرگز نہین ہے کہ ترک اس فعل کا مناسب و احوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل مین مناسب و احوط ہے کہ دلیل
منع و دلیل اباحت دونون پائی جاوین تو تغلیبا للحرمۃ بمقتضائی اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
اوس فعل کا ترک مناسب و احوط ہوگا اور یہ بہی مطلقا نہین بلکہ اوسی جگہ ہے کہ دلیل حرمت و کراہت قوی
ہووے دلیل اباحت کے یا برابر ہووے دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہووے تو حرمت و کراہت
کو ترجیح نہین ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ کتاب الربوٰ فتح القدیر کے صفحہ ۱۵۱ مین ہے
فان قیل بالنظر الی اتحاد الاصل فی الصوف والشعر لا یجوز بیعہما متفاضلا وزنا وبالنظر الی الحال
اختلف فیجوز متفاضلا فینبغی ان لا یجوز متفاضلا تغلیبا للحرمۃ فالجواب ان ذلک عند تعارض
دلیلہما و تساویہما فیہ تحج الحرمۃ وہنا لیس کذلک فانہ لا یقاوم الصورۃ المعنی انتہی بقدر الحاجۃ
اس سے واضح ہے کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہووے لیکن بسبب ضعف معارض و مقاوم نہو سکے تو حرمت کو ترجیح
نہین ہوتی ہے پس جب محفل میلاد مین دلیل حرمت و بدعت موجود نہین ہے اور خلاف منع العفین کا مدار فقط توہم پر
ہے نہ دلیل شرعی پر تو یہ قاعدہ اس محفل مین جاری کر کے ترک مناسب کہنا بے انصافی ظاہر ہے اور بالفرض اگر کوئی
دلیل ہوتی بہی تو ایسی ہی دلیل ہوتی جیسے فاکہانی نے پیش کی ہے کہ جسکا بطلان اوپر معلوم ہو چکا کہ وہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی و اجماع
و قیاس صحیح نہین ہے فقط رائی صرف ہے و توہم بحت ہوتا ہے اور اس محفل کے جواز پر دلیل استحسان و تعامل علما و بلاد موجود اور بقول
اکثر علماء کا ہونا ظاہر ہے اور استحسان و طریقہ اکثر علماء کے مقابلہ سقوط و بطلان قیاس صحیح ہو کر ظاہر من الشمس ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا تو دلیل قیاس

کسی حدیث کی دلالت سے بھی کراہت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہوچکا ہی رد المحتار سے کہ تعامل بلاد مخصص اثر
وحدیث کا ہوجاتا ہی پس کس وجہ سے ترک کو مناسب و احوط کہنا درست نہیں ہے اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں
ہی فقط تقول باطل و تشنیع من عند نفسہ ہے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دلمین نور الفت ومحبت آنحضرت
صلعم موجود ہی اوس پر یہ خوب واضح ہے اور جسکا دل بدعت سیئہ وہابیت سے مظلم ہے اوسکا کیا علاج ہی اور ادلہ اربعہ
سے ثابت ہوتا جو یہ جامع براہین گنگوہی بتاتا ہی افترا محض قرآن وحدیث واجماع وقیاس مجتہدین یہ ہے کوئی آیت
قرآنی اور کوئی حدیث واجماع علمار محققین معتبرین وقیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع براہین نے پیش نہین کیا ہے
اور ضلالت کا ثبوت ادلہ اربعہ سے زعم کرتا ہی اوسپر بھی فقط فاکہانی اور اوسکے ہم مشربونکا انکار شاہد اسکے قول
سے یعنے جامع براہین کے قول سے واضح ہے اور اس محل مین بھی خلاف کا قائل ہے اور اوپر قول ملا علی
قاری وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہی کہ اسکے اباحت پر استحسان علما کا واقع ہے اور مشاہدہ بھی موجود ہی کہ علما و فضلا
کی جماعت کثیرہ ملکون اہل اسلام مین اوسکے جواز کے قائل موجود ہین اور یہ جامع براہین تمام سے چشم پوشی کر کے
ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت زعم کرتا ہی اسکو اسقدر بھی خیال نہین کہ ادلہ اربعہ مین تو اجماع بھی ہی اور اجماع اسکی
ضلالت پر نہونا امور مذکورہ بالا سے واضح ہے پھر کیونکر ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتاتا ہی پس جیسے دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد
ایسا کذب صریح یہ وہابیہ کرہی بیان جائز ہوگا کسی مسلمان کے بیان تو درست نہین ہی **قال** جامع البراہین صفحہ ۶۲
الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہوگیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت ہین
اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم وہ سواد اعظم
اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین تو ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت
ہوگیا پس ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت ہین اور کثرت وقلت جماعت کا اعتبار نہین
موافقت سنت طریقہ صحابہ واجب التمسک ہے واللہ الہادی **اقول** وباللہ التوفیق سواد اعظم واکثر المسلمین جماعت کثیرہ
بلا شبہ اہل سنت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے اس قول مین جامع براہین سچا ہی لیکن سواد
اعظم ایک عالم کو کہنا باوجودیکہ عامہ المسلمین ہونا تو صحیح سے ہی نقل کرچکا ہی اور اوسکو مان چکا ہی جہالت وسفاہت
صرف ہے اور تنافی وتخالف بین الکلامین ہے جو ثمرہ جہالت ہی اور ایک عالم مقابلہ مین تمام عالم کے علما کو باطل پر بتانا
بدعت سخت ہی کسی نے اہل سنت وجماعت مین یہ نہین فرمایا ہی کہ ایک ہی عالم سواد اعظم ہے اور اوسکی مقابلہ مین تمام عالم کے
علما مسلمین باطل پر ہین یہ مذہب جدید حضرت گنگوہی صاحب کا ہی ہے ایسا قول کوئی صبی و ابلہ بھی نکریگا چہ جائیکہ کوئی
عاقل کہ جماعت کثیرہ اور اکثر المسلمین ایک ہے آدمی مین ایک آدمی کو اکثر آدمی وجماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع براہین

گی ہے اسی پر اسکو رد نا مناسب ہے اور ادلہ اربعہ سے عدم جواز قیود بتانا وہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہی بہلا کس زمانہ
مین اسپر اجماع واقع ہوگیا ہی اور وہابیہ سچے ہین تو ثابت کرین کہ فلان زمانہ مین قیود کی ضلالت پر اجماع واقع ہو چکا ہے
ورنہ افترا خدا اور رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہونا مخالف حدیث سواد
اعظم کی ہے کہ اوپر شراح حدیث سے معلوم ہو چکا کہ حالت اختلاف مین کثرت کا معتبر ہونا اس حدیث سے واضح
اور موافق سنت طریقہ جماعت کثیرہ مین ہی ہے اور یہی معیار بدعت و سنت کی شناخت کی ہے پس قول جامع براہین
بدعت ضلالت ہی جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کی ہے یہ تمام بے حیائیان و بے شرمیان و بے دینیان
وکذب و افترا خدا اور رسول پر اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور ایسے امور بے شمار
اس کتاب براہین مین موجود ہین کوئی جواب مولف انوار اس سے نہو سکا الزام سخت پایا و زک فاش اٹہائی اپنی شرمندگی
مٹانے اور اپنے معتقدین حمقا کو خوش کرنے کو مولف انوار پر تبرا کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲ مین کہتا ہی (کہ مولف کو غیرت
و شرم کا تو نام و نشان نہین) اور اسیہی صفحہ مین کہا کہ (کچھ تو شرم کرکے آدمی کو بولے) اور پھر صفحہ ۱۷ مین کہا کہ (مولف
کی ابلہ فریبی سے دو ورق کہا نیکے سیاہ کرکے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اور صفحہ ۹ (کہا مولف کی کیا فہم غوی ہے
ایک بہی دلیل مدعی پر نہین لایا اور دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اب منصفین غور کرین کہ یہ بے شرمی جامع براہین اوپر
معلوم ہوئی ہے اور ابلہ فریبی جامع براہین اور فہم غوی جامع براہین کی ظاہر ہوئی ہے یا مولف انوار ساطعہ کے مولف
انوار نے جو آیت و رفعنا لک ذکرک پیش کی ہے اسکا جواب جامع براہین سے ہرگز نہوا اور محفل میلاد پر استحسان علما کا اسنے
قول ملا علی وغیرہ سے ثابت کیا جو صغرے دلیل مولف کا ہی اوسکا جامع براہین نکر سکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن ہونا
عند اللہ حدیث ما راہ المسلمون سے ثابت کیا اوسمین جو کچھ دغا بازیان اور ابلہ فریبیان جامع براہین کی ظاہر ہوئین اونکا
حال معلوم ہو چکا اور کبرے دلیل مولف کا صحیح و سالم شبہات سے رہا بعض کے خلاف سے نقصان جواز محفل میلاد
مین نہونا حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے ثابت کیا اور گنگوہی نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن اسمین مارے اور طرح طرح سے
تحریف معنوی کی اور چالاکی کو اور دہوکہ بازی کو کام فرمایا کچھ پیش نہ چلی منہ کے بل گرا چنانچہ اوپر حال معلوم ہوا بلا شبہہ
مولف نے محفل متنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براہین دعوی پر دلیل لانیکا انکار تعصب اور نہ پہونچنے حقیقت کے
سبب سے کرتا ہی اور جہوٹے کہانیان یہ خود پیش کرتا ہے اور افسانہا معرض بیان مانند دیگر فرقون باطلہ میان
مین لاتا ہی ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرما گئے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ اس دلیل استحسان سے جسطرح محفل میلاد شریف کا مع قیود متنازع فیہا ثبوت
ہوا ہی اسیطرح قیام میلاد شریف کا بہی اس سے ثبوت ہوگیا کیونکہ قیام میلاد پر بہی استحسان علماء و ائمہ و مسلمین واقع

اور تعامل عامہ بلاد دین علی ممر الاعصار جاری ہے اور صدہا برس گذر گئے کہ علما محققین اسکے استحسان کی تصریح
فرما گئے ہیں اور بعادت محبین آنحضرت صلعم کا جاری ہونا بتا گئے ہیں چنانچہ خود مولف انوار بھی نقل کر چکا ہے چنانچہ سیرت
حلبی نقل کیا ہے وقام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور روح البیان سے نقل کیا ہے جرت
عادۃ کثیرۃ من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ اور عقد الجوہر
فی مولد النبی الازہر امام برزنجی سے نقل کیا قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذوو روایۃ و
پس جب عادت محبین جاری ہونا اس سے ثابت ہے جو بدلیل قاعدہ اشباہ العادۃ محکمۃ دلیل شرعی ہے اور آئمہ دین کا
اسکو مستحسن جاننا معلوم ہے جو ایسے دلیل شرعی ہے کہ جسکے مقابلہ میں قیاس متروک ہو جاتا ہے اور اثر و حدیث
کی تخصیص ہو جاتی ہے چنانچہ یہ بالتفصیل مع نقول عبارات فقہا اوپر گذر چکا ہے تو قیام میلاد کے جواز میں کلام کرنا
سوا جہالت و بیعلمی و عدم تدبر و تفکر اور عدم اطلاع مضامین کتب دینیہ و قواعد شرعیہ کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے
اگر کوئی مجتہد بھی قیاس صحیح کر کے عدم جواز قیام کا ثابت کر دیتا تو مقابلہ استحسان ساقط و متروک ہوتا اور اگر دلالت نص سے
بھی کوئی عدم جواز کا اظہار کرتا تو اوس نص کو مخصوص ماننا جاتا چہ جائی کہ کوئی مجتہد قیاس سے ثابت نکرے اور
کسی نص سے دلالۃ ثبوت بھی نہووے تو کیونکر فقط لیس ہذیانات جامع براہین گنگوہی کی یا دوسرے کسی وہابی احمق
کی نقول باطلہ سے اہل اسلام محبین آنحضرت صلعم قیام کو بدعت ضلالت جانینگے اور بعض کا انکار بلا دلیل معتبر استحسان
کو نہیں ہے اور خلاف مشائخ غیر معتبر ہے اگر بالفرض خلاف منکرین معتبر ہووے تب بھی بمقابلہ مجوزین سواد اعظم کے
مرجوح و غیر معتبر ہے اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم اس پر دال ہے جامع براہین سے جسطرح مجلس میلاد کا
رد نہو سکا مفت اپنے نامۂ اعمال کو اوس نے سیاہ کیا اور مولف انوار کے دلیل کا کوئی مقدمہ اوس سے نہ اوٹھ سکا نہ حرف
کو باطل کر سکا اور نہ کبھی تھا میں اظہار البطلان و نقصان کیا مگر ولنو تقریر کے اسیطرح قیام کے بارہ میں جو تقریر مولف
انوار کے ہے اوس کا رد بھی کسیطرح نہ ہو اور اسکا اثبات اور ہی ہے کہ ہوا کہ استحسان علما قیام کے بارہ میں جو صغرے
مرتفع ہو جاتا اور استحسان کا دلیل شرعی ہونا بھی اوس نے نقول علما سے ثابت نہ کیا اور مولف انوار اپنے دونوں
مقدمہ کا ثبوت دیچکا جس نے صغرے و کبرے رسالہ معقول پڑھا ہوگا اور اوسکو کچھ شعور ہوگا تو جانیگا کہ گفتگو جامع
براہین کو مولف کی تقریر سے علاقہ ہی نہیں ہے معلوم نہیں کسکا رد کر رہا ہے اور کیا ہذیان اوس سے ظاہر ہو رہا ہے منصفین
غور کریں کہ وہاں سے یہاں تک سقدر اوراق جامع براہین نے سیاہ کر ڈالے اور کوئی مقدمہ بھی اس سے مولف کی
اور شرعیہ و عقلیہ انوار ساطعہ کا مطلب اوسکے فہم میں نہیں آیا تہا تو مولف انوار زندہ موجود ہے اوس سے
پڑھ بھی لیتا تو کچھ تو فہم میں آتا قیام میلاد کے بارہ میں جو کچھ ہذیانات و مزخرفات جامع براہین سے صادر ہو گئی ہیں اونمیں

کچھ ظاہر کیونکر جاتی ہیں **مولف** انوار ساطعہ نے آیت فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم تمسک کر کے اگر یہ
کہا تھا کہ ذکر کے تین شکلیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام میں ہووے دوسری بالکل قعود میں تیسرے کچھ قیام میں
اور کچھ قعود میں یہ تینوں شکلیں مضمون قرآن میں داخل ہیں ایک شکل یہاں منطبق بالکل ہے حلیہ و روایات معجزات مثلاً
بیٹھکر پڑھی جاتی ہیں اور درود و سلام قیام میلاد میں مثلاً یہ مضمون داخل قرآن میں ہے پس سند اس فعل کی کہ
قیام و قعود میں ہوتا ہے قرآن سے ثابت ہوئے تو اطلاق بدعت اس پر درست نہوا اسلئے کہ بدعت وہ ہے جو کتاب
و سنت سے نہ لفظاً نہ اشارۃً کسی طرح ثابت نہووے ہاں اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر تو وقت قیام کرتے ہیں
قبل و بعد کو نہیں کرتے و دائمی یہ قیام کیا جاتا ہے لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لکن یہ بدعت سیئہ نہیں ہے کیونکہ
سیئہ وہ ہے جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہاں کوئی آیت و حدیث و اجماع موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہووے
کہ سلام و درود و قیام وقت ذکر ولادت میں منع ہے پس کہ بدعت سیئہ ہرگز نہیں ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے
نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام مباح ہوا اور جب اس مباح میں بہت تعظیم شان آنحضرت صلعم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن ہوا
چنانچہ مولد کبیر ابن حجر سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقدۃ الجواہر وغیرہ میں استحسان کی تصریح موجود ہے اور عمل اس پر
حرمین شریفین و جمیع بلاد اہل اسلام جن ملکوں کا ذکر اس رسالہ میں ملا علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب مستحسن ہو اسکو بدعت ضلالت کہنا انصاف و تدین کے خلاف و کفر کہنا جنون ہے شرح
عقائد میں شرک وہ ہے کہ غیر اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت کے جانے اور قیام مولود میں یہ موجود نہیں) یہ خلاصہ کلام مولف
انوار کا ہے اس پر ہذیانات و خرافات جامع براہین کہ جنکو کچھ علاقہ اسکے جواب سے نہیں ہے سنو آپ فرمائو معترض
کہ مرد خاص قیام کے تعظیم غیر اللہ میں کہ جسمیں شرک و بدعت لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہے علی ہذا ذکر فخر عالم پر
بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص میں کلام ہے پس سب تقریر مولف کی فضول ہے جواب کے
کسکو تعلق نہیں لہذا اسکو ترک کرتا ہوں مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے ذکر اللہ میں یا ذکر رسول اللہ صلعم میں
خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کرنا معترض اسکو کہتا ہے اور مولف بھی مقر ہے کہ فرد مطلق مخصوص کرنا بدعت ہے اب
مولف کے قول کو کہ ایک شکل قیام مولد پر منطبق ہے یہ کلام بیمعنی ہے کلام خصوصیت معلومہ میں ہے ایک حالت اور ایک
وضع میں اختیار کرنیکا اعتراض ہے اوسکا جواب درکار ہے مگر فہم خداداد مولف کو نہیں کہ سمجھکر جواب دیوے کہ امور مستحدثہ کے
بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے سیئہ ہو یا نہیں مانتا) **اقول** و باللہ التوفیق منصفین غور کریں یہ صاحب انوار کے اقوال
مذکورہ کا کب جواب ہو سکتا ہے اور اس سے اقوال صاحب انوار کب مرتفع ہو سکتے ہیں مولف انوار بدعت سیئہ ہونا اس قیام کا
سب نہ صادق ہے گے اس پر تعریف و تفسیر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن و حدیث و اجماع کے ہووے باطل کر چکا ہے

اصل اشیاء مین اباحت ہونے کے سبب سے اباحت قیام وبہ نیت تعظیم شان آنحضرت اسکا استحباب واستحسان
اور عمل اس پر ہونا بلاد اسلام کا بتا چکا ہوں اور شرک نہونا بحوالہ شرح عقائد دفع کر چکا ہون یہ اوسبھی فرد خاص وقت
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر ہے کسی اور کا یہ اوسہی قیام کے جواز و استحباب کا ثبوت ہے نہ مطلق قیام کا معلوم نہین جامع
براہین کونسے فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اسکا معترض کونسے قیام میلاد مین گفتگو کرتا ہے جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اوسکا ثبوت قبول نہین کرتا ہے اور وہ کونسا قیام ہے جس مین شرک و بدعت
لازم آجاتا ہے جو قیام میلاد شریف کا ہے اوسمین شرک و بدعت ضلالت لازم نہ آنا تو مولف انوار نے بتا دیا ہے مولف
انوار کے کلام کا رد یہ جامع براہین کرتا تو قیام مذکور بدعت و مشرک ہونا جن ادلہ سے رفع کر دیا ہے اون ادلہ کا جواب
دیا ہوتا یہ گفتگو مجنونانہ شروع کر دینا کبھی مولف کی تقریر کو فضول بتا کر اوسکو ترک کر دینا لکھتا ہے اور کبھی اوسہی مین
گفتگو لایعنی شروع کرتا ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ مولف کو فہم نہونا بتاتا ہے منصفین سے انصاف طلب ہے کہ جامع براہین
خود بے فہم ہے یا مولف انوار کو فہم خداداد نہین ہے جواب سے جامع براہین عاجز آکر واہی تباہی شروع کر دیتا
ہے ایسے لاغی کے گفتگو سے بھی پناہ مانگنا چاہئے جواب مولف انوار کا حضرت جامع براہین کے فہم شریف مین آیا نہین
اور اسکے جواب مین جواب درکار ہونا منہ سے نکال دیا اور بدعت کے سئیہ ہونیکو مولف نے دلیل سے دفع کر دیا تو کیونکر
سئیہ ہونا مولف تسلیم کرے بلا دلیل سئیہ ہونا کیونکر مان لے جامع براہین کے نزدیک سئیہ ہونا بدلیل شرعی
ثابت ہے تو وہ دلیل کیون نہین ذکر کرتا ہے اور مخالف قرآن حدیث و اجماع ہونا اوسمین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہین بیان کرتا ہے اور قیام شرک ہے تو اشراک فی الالوہیۃ یا استحقاق العبادۃ
لغیر المعبود ہونا کیون نہین ثابت کرتا ہے پس بلا دلیل بدعت سئیہ و شرک کہتا ہے قیام کو وہ سراسر ہذیان جامع براہین کا
صفحہ ۱۹۹ مین تخصیص دائمی قیام کرے ہے ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی
فرد مین جب عموما منع ثابت ہوگیا تو جملہ افراد کلیات مین ظاہر ہوگیا الخ بلا شبہ تخصیص دائمی قیام کی ممانعت قیام مین
ادلہ اربعہ سے ثابت نہین ہے اوسکو غلط کہنا حماقت ہے غلط اوسوقت ہوتا کہ کوئی دلیل پیش کر دیتے ہوتی اور تقیید
اس محل مین بنانا سراسر ہذیان ہے اس بارہ مین کوئی نص وارد نہین ہے جسطرح رقیہ وغیرہ کے بارہ مین
وارد ہے کہ اوسکی اطلاق کی تقیید ہے اول تو نص ہونا اس بارہ مین ضرور ہے اور جسکو نص گنگوہی قرار دیتا
ہے بعض جائی تو وہ بے فہمی سے نص قرار دیتا ہے امثال لخصوص جنکی اطلاق کے تقیید ممنوع ہے اوپر توضیح وغیرہ سے
گذر چکی ہین اوسطرح کی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات و احادیث سے جو نص تعظیم و توقیر آنحضرت صلعم پر دال
ہین قیام مطلق کا اثبات یہ گنگوہی یا دوسرا کوئی تسلیم کریگا جس سے فرضیت و وجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب ہی اس

محفل میلاد شریف کو امور کو کوئی موقوف علیہا جواز ذکر ولادت نہیں جانتا ہی کہ امور متنازعہ فیہا ہونگے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی موقوف علیہ ذکر ولادت کا نہیں جانتا ہی پس ذکر ولادت کے اولہ مطلقہ کا ہی یہ قیام
وغیرہ منافی و رافع نہیں ہے اور تقیید مطلق بدون اسکے نہیں ہوتی ہے کہ غیر مقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے تقیید مطلق ممنوع کے تحقیق کیواسطے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا عدم جواز جانا جاوے چنانچہ یہ تلویح
وغیرہ سے اوپر گذر چکا ہے اور یہاں قیام کو مذکورہ کے بابہ مین یہ موجود نہیں ہے پس تقیید یہاں تبانا سراسر غلطی ہے اور یہاں
گنگوہی کا ہی کسی نے نام تقیید مطلق نہ سنا لیا تھا اوسکی حقیقت سے بالکل آگاہ ہی نہیں پس تحریر تقریر گنگوہی کی کلی
مدفوع ہے اور یہ غلطی سراسر بدیہی ہونا واضح ہے اور مسلم و شرح مسلم العلوم سے اوپر واضح ہو چکا ہی کہ تقیید کا مقتضی ایجاب
شئی زائد علی المطلق ہے حیث قال التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب شئی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہی تقیید و حمل المقید مطلق پر ایجاب مین ہوتا ہی نہ ندب و اباحت مین حیث قال فی شرح المسلم فیہ
اشارة الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب او الاباحة اذ لا تمانع فی اباحة المطلق
والمقید انتہی پس یہ قول گنگوہی کا (جب یہ حکم ہوا کہ کسی ہمارے حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہ بھی حکم ہوگیا کہ
حکم ندب قیام کو مقید مت کرو تو ثابت ہوگیا کہ ندب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو) سراسر سفاہت ہے کیونکہ اہی
اصول سے معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین تقیید نہیں ہوتی اور یہ گنگوہی ندب اباحت مین تقیید مانتا ہی اور شارع
پر افترا کرتا ہی کہ شارع کا حکم ہوگیا کہ ندب قیام کو مقید مت کرو اپنی کم فہمی سمجھا ہے ورنہ علماء فقہاء و اصولیین سے
معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین یہ حکم نہین ہے ایسے افتراء و دروغ کا کیا ٹھکانا ہی خواہ مخواہ حکم شارع بتائی دیتا ہے
اور اپنے رائی سے خلط ملط احکام شرع کرتا ہی کوئی مسلمان تو ایسے بے باکی نہیں کر سکتا ہی یہ خاصہ وہابیہ کا ہی ہے
اگر بالفرض والتقدیر یہاں تقیید بھی ہووے تو یہ تقیید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی تقیید مصداق
ہو حدیث ما راٰہ المسلمون و اتبعوا السواد الاعظم دونونکی مصداق یہ تقیید قیام وقت ذکر ولادت کہ ہے
کیونکہ استحسان اس کو واقع ہونا اور سواد اعظم کا اسکو مستحسن جاننا ثابت ہے اور استحسان مسلمین و سواد اعظم کا دلیل
شرعی حدیثین مذکورہ سے ثابت ہے پس یہ تقیید حدیث سے ثابت ہوئی اور ما قیل و قال منصفین کا مسدود ہوا
اور قول گنگوہی کا مردود و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیرے مولف انوار کے ہے اور وہ ابی تباہی کلمات فتے سے نکالے
اون سب کا جواب اس قول ہمارے سے ہوا اور یہ قول گنگوہی کا ہے صفحہ ۲۰ (یعنی قیام مباح تو تھا مطلقاً اور تعظیم
شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تھا مگر جہلا کی تقیید و تخصیص و عوام کے سنت و وجوب سمجھنے
بدعت و مکروہ ہوا تھا ادے مولف کہیں تو سمجھ کیا تجھ پر بلادت ختم ہوگئی پس اصل اباحت و ندب معارض اس بدعت عارضیہ

نہین اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی تو اصل مطلق ہے وہ کے وجہ سے کہا ہی بظن غالب وہان عروض اس قید
و تاکد کا نہوا تہا) ایک ہندیان سے ندب و اباحت کو قبول کرتا جاتا ہے اور مولد کبیر وغیرہ مین خاص وقت ذکر ولادت کے
قیام کرنیکو مستحسن لکہا ہے اوسکو بہی تسلیم کرتا ہی پس گنگوہی بہی تیان ہیں سمجہاین واباحت و استحباب قیام وقت ذکر ولادت
خدا تعالی سنے نکلوا دیا لکن عار و شرم حکم شرعی قبول سے گنگوہی آتی ہے اور عار کیواسطے نار قبول کرتا ہی اور فقط
اپنی منہ بدعت و مکروہ بلا دلیل کہتا ہے بیچارے مسلمانون پر افترا و بہتان سنت و وجوب و تاکد کا کرتا ہی حال آنکہ
یہ بدظنی قرآن و حدیث و اقوال فقہا و علما سے حرام ہے گنگوہی حرمت بدگمانی ساتہ اہل اسلام قرآن و حدیث و
اقوال فقہا سے معلوم نہو وے کسی پڑہے ہوئے سے گو دریافت کرے لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات خیرا
کو تفاسیر کو دیکہے اور آیت مین غور و فکر کرے و ظنوا المؤمنین خیرا مضمون حدیث تو زبان اوپر خاص و عام کا ہو رہا ہے
و شرح وقایہ دیکہو قول و فعل عاقل کو حتی الامکان صلاحیت پر فقہا حمل کرتے ہین اور باوجود احتمال حرام کے اور سے
بچاتے ہین ان تمام امور کو پس پشت ڈالدیا و قرآن و حدیث و اقوال فقہا سب سے اعراض کیا اور نفس کے اتباع کر کے
بدگمانی اہل اسلام کے ساتہ کرنے لگا ابہی کراہت قیام کی ثابت کی کہ خود مرتکب حرام قطعی کا ہوا مثل مشہور ہے کہ
دوسرے کی بدشگونی کیواسطے اپنی ناک کٹاتا گو نسے عقلکی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوہی کے نزدیک کے تقیید
و تخصیص اور عوام کے سنت و وجوب کے جاننی کے سبب سے ہے تقیید و تخصیص کا جواب تو بخوبی ہوگیا اور جہالت
و سفاہت و بعلمی گنگوہی کی ظاہر ہوگئی و وجوب و سنت کہ اعتقاد کرنیکے نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان و افترا ہے
او نیز جو حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہین بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجتک مجوزین مین سے اوسکو واجب و سنت
موکدہ نہین کہا ہے اگرچہ وہابیہ بدعت حسنہ کو بہی سنت کہتے ہین جو اون کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور یہ
باوجود یکہ محافل میلاد شریف مین ہم جاتے محفلین کہ سوائی اوسکے کبہی کسی عام و خاص کے زبان سنت و واجب
کہتے نہ سنا گنگوہی کبہی ذکر ولادت آنحضرت صلعم جنم کنہیا کہتا اور مانند فعل ہنود فعل کے بتاتا ہی اور قیام کو شرک
تر کہہ چکا ہے اوس نے عوام مجوزین سے سطرح بدون اختلاط کے سن لیا کہ وہ سنت و واجب ہونیکا اعتقاد کرتے
ہین گنگوہی ہے تو کسی عام و تحریر یا درس ہی بیندہ عوام سے بہلا تو دے کہ وہ اپنی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
و واجب کہتے ہی یہ حشر تک یہ اوس سے ہو سکیگا پس افترا محض و بہتان صرف ہی گنگوہی یہ ایسا بہتان جیسے
بعض ہنود سے راقم نے بگوش خود سنا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمان لوگ محراب مسجد ہی سجدہ کرتے ہین جسطرح ہنود
بت کو کرتے ہین وقت گفتگو کے بعض ہنود نے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کرنیکو یکدیا تہا اسیطرح یہ
گنگوہی افترا و بہتان و بدگمانی سے قیام کی کراہت و بدعت ثابت کرتا ہی اگر کوئی وہابی کہوے ہمیشہ قیام وقت

ذکر ولادت کرنا سو وہم اسکا یہی ہے کہ عوام کو وجوب و سنت مؤکدہ کا اعتقاد ہو جاوے اور اسقدر کراہت کیواسطے کافی ہے
تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ استحباب قیام مشہور و معروف ہے باوجود شہرت استحباب کے یہ وہم وجوب سنت مؤکدہ
کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزاروں ایک دو کو یہ وہم ہووے تو نادر پر حکم شرعی نہین لگا
کرتا ہو النادر کالمعدوم شائع و ذائع ہے علاوہ یہ احتمال کراہت مستحبات نماز مین بھی قائم ہے مثلاً نماز مین حالت
قیام مین موضع سجود کو دیکھنا اور حالت رکوع مین ظہر قدمین کو دیکھنا و حالت سجدہ مین طرف ناک دیکھنا یہ تمام
مستحبات ہین ہمیشہ کرنے پر احتمال کہ اسکو عوام سنت و واجب نہ اعتقاد کر جاوین مکروہ و بدعت کہدینا چاہئے اور
اسیطرح واجبات کو فرض قطعی و سنت کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ایہام سے سبکو بدعت و کراہت
کہدینا چاہئے یہ حماقت تو سوائے وہابیہ کے دوسرے کسی سے نہوگی اور تیسری یہ کہ غایت یہ ہے کہ دلیل قیاسی ہوگی قیاس
بمقابلہ استحسان متروک ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے اور قیام پر استحسان واقع ہے پس مخالفین کی دلیل
معمول نہیں ہرگز نہین ہوسکتی ہے پس یہ قول گنگوہی کا صفحہ بھی بیعلمی و تعصب ہونا ظاہر ہوا اور یہ قول گنگوہی کا صفحہ ٢٠٠
پس قیام دستہ بستہ بخشوع چونکہ ایک رکن نماز کا ہے کہ حق کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوتے ہین تو اگر اسیطرح
فخر عالم کو حاضر بعالم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کھڑا ہوگا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے تو لاریب مشرک ہووےگا
پس معترض کا یہ کلام جہلا کے عقیدہ پر ہے اگرچہ فہمیدہ کی نسبت شرک حقیقی نہین مگر بدعت سے خالی نہین کیونکہ
بدون اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بدین عقیدہ شرک ہوا کہ صفت
علم خاصہ حق تعالی کے فخر عالم مین ثابت کی اسراسر بیعلمی جہالت اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخشوع مجموع
کو رکن کہنا سراسر بیعلمی ہے فقط قیام رکن نماز کا ہے وہ بھی اندرون نماز کہ ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہونیکو بھی رکن
مین داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستن تو رکن مین اوسوقت داخل ہوتا کہ فرض ہوتا آجتک کوئی بہتر تیرہ
فرقو نمین دست بستن کی فرضیت کوئی قائل نہین ایسے بیعلمی کو کیا کہا جاوے اتنی خبر بھی نہین کہ دست بستن نماز کے
رکن مین داخل نہین ہے اور موقوف قیام نہین ہے اور مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے بستہ ہا عقلاً خارج
ہے معلوم نہین کہ بلادت گنگوہی مین اور بیعلمی اسقدر کہان سے آگئی ہے اور کوئی اہل عقل و اہل اسلام آجتک
خواہ جاہل خواہ اس کا قائل نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کو علم استقلالی ہے ازل سے یہ جانتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
صلعم کو اللہ تعالی کیطرف سے ملے ہوئے ہین علم بھی آنحضرت صلعم کو جس چیز کا حاصل ہوا ہے تو خدا تعالی کی ہی
طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے ہان کوئی فرقہ وہابیہ مین سے ایسا جاہل ہووے کہ علم استقلالی کا کسی اپنے
مقتدی مانند مولوی اسمعیل مقتول و شیخ نجدی کے حق مین قائل ہووتے تو اوسکو بدون قیام کے بھی کافر ہم

بکہوہا

کہدینگے کوئی اہل اسلام مین ایسا نہین ہے کہ علم استقلالی کا غیر خدا تعالی کے حق مین قائل ہو گنگوہی اپنی ہی فرقہ وہابیہ
سے صحبت و ملاقات رکہتے ہے اہل اسلام و اہل سنت سے تو گنگوہی فرت من القسورہ کا مصداق ہے اہل سنت کے
جہلا اور علما سے وہ ایسے خبردار کہان ہے جیسا کہ اپنے جہلاء و علماء سے خبردار ہے بس یہ اعتقاد و علم استقلالی کا
اسکو معلوم ہوا ہے تو وہابیہ کے ہی جہلا کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق مین یہ کہنا کہ اس نے
ہے سچا ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب واضح ہے اور تہمیدہ وسکے حق مین بدعت حسنہ خالی ہونا جو کہتا تو یہ وہی خرافات
اسکی قدیمی و دائمی ہے کہ بلا دلیل شرعی و عقلی مسائل گہڑکر شارع بنتا ہے اور آخرت برباد کرتا ہے مرتی لغو تقریر جسکا
بطلان اوپر بالتفصیل ہو چکا ہے کہ تخصیص مطلق ہی یہان بہی پیش کی ہے اثبات بدعت واسطے اسکا بطلان کیسے یاد نہ رہا ہو
تو ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرکے معلوم کرلے اور بعلی گنگوہی بربہ واقف ہو جاوے کہ یہ تخصیص مطلق
جو ممنوع ہے ہرگز نہین ہے گنگوہی سے تقریر مولف انوار دیکہکر متحیر ہوگیا اور قیام کے رد مین کچہ نہو سکا تو
اوسمین قید علم استقلالی خاصہ خدا تعالی زیادہ کرکے اوسکا رد کرنا شروع کیا جسطرح ہمپر اعتراض بوسہ
حجر اسود کا کرتے ہین اور بت پرستی بتاتے ہین یہ قید زیادہ کرکے کہ بطور عبادت پتہر کے اوسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تمہارے
جہال لیتے ہین بس اسیطرح یہ قید زیادہ کرکے قیام میلاد کا شرک ہونا گنگوہی بتاتا ہے شاید معترضین بوسہ
حجر اسود سے یہ ڈہنگ سب کا ہونا ادعا اسلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر و مشرک بتاتا ہے مضمون حدیث
مذکور پر اعتقاد و اعتبار اسکو نہین کہ کفر و شرک کہنے والے کیطرف رجوع کرتا ہے **مولف** انوار ساطعہ نے عبارت
تفسیر عزیزی کی ‹قیام اختصاص بہ نماز بلکہ بعبادت ہم ندارد› و عبارت شرح منیۃ کبیری کی ‹و القیام لم یشرع عبادۃ وحدہ›
اس امر کی ثبوت کیواسطے پیش کی تہی کہ قیام فی نفسہ عبادت نہین ہے اور نماز و عبادت کے ساتھ اسکو خصوصیت
نہین ہے **گنگوہی** کی تقریر لغو اس پر دیکہو لکہتا ہے قیام بہی صلوۃ کا رکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت ہے
قوموا للہ قانتین پس نفس قیام اگرچہ عام ہے عبادت و غیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع و قنوت عبادت
ہے اور تفسیر عزیزی مین جو فرماتے ہین کہ قیام اختصاص بعبادت نہین رکہتا ہے یعنے قیام بغیر عبادت کی بہی ہوتا
ہے مگر قیام دستہ بستہ بخشوع کو نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرح منیہ مین قیام کو عبادت مقصودہ
سے نکالا ہے بقولہ لم یشرع عبادۃ وحدہ نہ عبادت ہونے سے اسواسطے یہ نفس قیام غیر کیواسطے جائز ہے خلاف
قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر مقصودہ ہوتے یہ لازم نہین کہ غیر کیواسطے جائز ہے پس قیام
موصوف غیر کیواسطے اگرچہ شرک حقیقی نہو مگر تشابہ تو ہے لقول علیہ السلام ان کدتم انفا تفعلون فعل فارس
والروم یقومون علی ملوکہم وہم قعود فلا تفعلوا امتی قال النووی فیہ النہی عن قیام الغلمان التباع

علی راس متبوعهم الجالس بغیر حاجة) منصفین غور کرین کہ کیا لچر و لغو تقریر گنگوہی کی ہے قیام کو رکن اور عبادت
و طاعت بتاتا ہو اور قرآن کی آیت پیش کرتا ہی اتنی فہم و سمجھ اسمین نہین کہ مولف انوار نے نفی خصوصیت کی کی ہے
کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہین ہے اور یہ کب مولف نے کہا ہی کہ نماز کے اندر کا قیام فرض و رکن نہین
آیت کو بے محل پیش کرتا ہی اوس سے یہ کہان مفہوم ہی کہ باہر نماز کے بہی قیام خاص ہے خدا تعالی کے عبادت کے
ساتھ اوس سے یعنے آیت سے نماز کے قیام کا ثبوت ہے اسمین اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کی کہان ہے
اور غیر نماز کے قیام سے اوسکو کیا علاقہ ہے اور اس آیت مین کونسا کلمہ حصر کا موجود ہی کہ قیام خاص خدا تعالی
کیواسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہو کر منافی مقصود مولف کی ہووے اور نماز مین قیام مع امور دیگر کے عبادت
ہو گیا تو اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ بدون نماز بدون وضو بدون رو بقبلہ و بدون وسیلہ الی السجود کے بہی
عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بہی اس آیت سے یہ خیال نکریگا کہ بدون نماز و بدون ان امور کے
بہی قیام عبادت ہو اول کلام مولف انوار کو سمجھ لیتا اوسوقت کچھ کہتا بے سمجھے سوچے واہی تباہی کہنا شروع
کر دیا یہ اہل عقل کا کام نہین ہے یہ تمام گنگوہی کی لغو و لچر ہے اسکو مولف انوار کے قول کے جواب سے کچھ
علاقہ نہین ہے اور قیام دست بستہ بخشوع و قنوت کو باہر نماز کے عبادت کہنا بہی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے
اسکا ثبوت نہین ہے اور آیت سے جو کچھ ثابت ہے وہ اندرون نماز کے قیام کا جو خاص واسطے خدا تعالی کے
مع وضو و رو بقبلہ کیا جاتا ہو ثبوت ہے وہ مقید اسقدر امور کے ساتھ ہے ایک اندرون نماز کے دوسرے مع وضو تیسرے
رو بقبلہ چوتھے واسطے اللہ کے پانچوین مع قنوت کے فرمانبرداری کے چھٹی اوسمین قرأت قرآن حقیقةً یا حکماً
اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے ہرگز ثابت ہی نہین ہے بلکہ بقول علمائے محققین کے حدیث صحیح سے تحت سرہ
کا ثبوت نہین ہے پس جس قیام پر تمام امور نہووین اوسکو عبادت کہنا اور اس آیت کو اوسکے ثبوت کیواسطے پیش کرنا
کمال نادانی ہے قیام میلاد مین قیود اندرون نماز کے ہونا اور خاص واسطے خدا تعالی کے ہونا اور با وضو ہونا اور
رو بقبلہ ہونا ہرگز موجود نہین ہین پہر مصداق آیت قرآنیہ قرار دینا سراسر سفاہت و حماقت نہین ہے اور کیا ہے
اور ایسے قیام آجتک کسی نے عبادت نہین قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح اسبنہ شاہ عبد العزیز سے
مفہوم ہی اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا دعوے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بناتا ہے
خوف خدا کا کچھ نہین ہے نفس قیام کی عبادت ہونیکی تو یہ گنگوہی بہی مانتا ہی دست بستہ بخشوع و خضوع ہونا اوس کے ساتھ
ضم کر کے اوسکو عبادت بناتا ہے منصفین کو چاہیئے کہ اسقدر جواب اسکا کافی جانین کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل شرعی
معتبر کے نہین ہو سکتا ہی آجتک کوئی اسکا قائل ہوا نہین ہے اور دلیل کسی معتبر عالم کی اسمین پیش کی نہین گئی

گنگوہی سے مطالبہ اسکا کرنا چاہیے کہ قیام خارج نماز کو بدون قید وضو و رو بقبلہ کے و بدون اسکی کہ خدا تعالی کیواسطے ہووے کسی امام نے ائمہ اربعہ سے یا دوسرے ایسے محققین امام جو معتبر ہووے اسکو عبادت قرار دیا ہو اور ابن حجر وبرزنجی وغیرہم علما و فضلا جو قیام مولد مستحسن جانتے ہین او سکو بھی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم نہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے اور موجب شرک ہو اور اس گنگوہی کو جسکے علم کا حال ہر جگہہ معلوم ہوتا جاتا ہو اور اسکی بیفہمی ظاہر ہوتی جاتی ہے ایسے قیام کا عبادت ہونا معلوم ہو گیا جب فقط اسقدر سے عبادت ہو تو قیام ثابت ہو گیا اس گنگوہی کے نزدیک بحسنہ البتہ بخشوع ہووے اور یہ آنحضرت صلعم کیواسطے کیا جاتا ہو تو عبادت لغیر اللہ کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ مشرک حقیقی ہونا چاہئے پہر اس گنگوہ نادان نے اپنے قول مین جو اس سے پہلے گذرا ہی کہ وہ قول صفحہ ۲۰ براہین مین شرک حقیقی ثابت کرنے کیواسطے قید علم استقلالی کی کیون لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدون اس قید یعنے علم استقلالی شرک حقیقی نہین ہوتا ہی اس گنگوہی کے نزدیک بلکہ اوسہی قول مین تصریح گنگوہی کی ہے کہ بدون اس عقیدہ کی بدعت ہی شرک حقیقی نہین اور اس قول مین فقط اسکے قیام دست بستہ بخشوع اگرچہ عقیدہ مذکور نہو عبادت ہو گیا جسکے کرنے سے واسطے لغیر اللہ کے شرک حقیقی لازم آیا پس دونون قول گنگوہی کے باہم منافی و مخالف ہوئی اقوال باطلہ ایسے منافی و مخالف باہم ہوئی ہین ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا خدا تعالی فرماتا ہے اب جاننا چاہیے کہ خشوع لغیر اللہ عبادت و کوئی امر غیر جائز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کیواسطے حیات مین و بعد ممات کے خشوع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ و مومنین ہی اور طریقہ علما تابعین سے ہے بلکہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ واجب ہی ہر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر خود کرے یا کسی سے سنے تو خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین کرے اور تکلف وقار و وزانت اپنی ہیئت مین کرے اور اپنی حرکات کو ساکن کرے اور شرو حکرے ہیبت و اجلال مین مقام تعظیم و اکرام مین جسطرح فرضا اگر روبرو آنحضرت صلعم کے ہووے تو ویسے تعظیم و اکرام ہیبت و اجلال کرتا اسہی سبب سے جب مناظرہ کیا ابو جعفر منصور خلیفہ عباس نے امام مالک رحم سے اور آواز بلند کیا مسجد آنحضرت صلعم مین تو امام مالک رحم نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی حرمت و عزت حیات و ممات مین ایک ہے تو امام مالک کے کہنے پر ابو جعفر نے خضوع و خشوع کیا اور امام مالک رحم نے منع فرمایا چنانچہ شفا قاضی و شرح شفا علیقاری کی جلد ثانی مین یہ موجود ہے واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ بخصبها ای بعد وفاتہ لازم ای علی کل مسلم کما کان ای حالکونہا حال حیاتہ ای لانہ الآن حی یرزق فی علو درجاتہ و رفعۃ حالاتہ (فلک) ای التعظیم والاکرام عند ذکرہ علیہ الصلوۃ والسلام و ذکر حدیثہ ای کلامہ و سنتہ ای ذکر طریقتہ (و سماع اسمہ) وکذا اتباعہ (و سیرتہ) ای فی جمیع ہیئاتہ من حرکاتہ و سکناتہ (و معاملۃ آلہ) ای اہل بیتہ

(وعترته) ای ذریته وقرابته (وتعظیم اهل بیته) ای ازواجه وخدمه ومواليه (وصحابته) ای اهل صحبته (قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکره) ای بنفسه (او ذکر عنده) ای عند غیره (ان یخضع) ای ظاهرا (ویخشع) ای باطنا (ویتوقر) ای یتکلف الوقار والرزانة فی هیئته و یسکن من حرکاته ویاخذ) ای یشرع ویبدع (فی هیبته واجلاله) فی مقام تعظیمه واکرامه (بما کان یاخذ به نفسه) ای یطلب منها الو کان (ای فرضا) بین یدیه) ای امام عینیه (ویتادب بما ادبنا الله به) ای من وجوب تعظیمه وتکریمه وخفض الصوت ونحوه (قال القاضی ابو الفضل) یعنی المصنف (وهذه) ای الطریقة المرضیة (کانت سیرة سلفنا الصالح) ای المتقدمین من الصحابة والتابعین (وائمتنا الخاضین) ای العلماء العاملین (ناظر) ای جادل وباحث (ابو جعفر) هذا هو المنصور عبد الله بن محمد علی بن عبد الله بن عباس ثانی خلفاء بنی العباس (ای امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له) ای مالك (یا امیر المومنین فقال لا ترفع صوتك فی هذا المسجد فان الله تعالی ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیه ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیه وذم قوما فقال ان الذین ینادونك من وراء الحجرات) وان حرمته میتا کحرمته حیا واستکان لها ابو جعفر ای خضع وخشع بمقالة مالك رحمة الله انتهی بقدر الحاجة

اس عبارت سے واضح ہوکہ آنحضرت کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت مسلمان پر تعظیم وتوقیر وخشوع وخضوع واجب ہے مانند حال حیات جیسے کہ روبرو آنحضرت صلعم کے خشوع وخضوع ہیبت واجلال وتعظیم واکرام واجب ہو تو وقت قیام کے خشوع وخضوع بسبب ذکر ولادت وسلام ودرود ومدح سننے کے خشوع وخضوع کوئی کرے تو شرک وبدعت کسطرح ہوجاویگا اور خشوع قیام کیطرف ضم ہونے عبادت ہوجاوے اور خشوع موجب عبادت کا ہووے تو ممنوع وحرام ہونا چاہئیے تھا اور آنحضرت صلعم کے واسطے اسکو علما واجب فرماتے ہیں اور ائمہ اسکو جائز رکھتے ہیں اور یہ طریقہ سلف صالح ہے پس واضح ولائح ہے کہ خشوع وخضوع واسطے آنحضرت صلعم کے کرنے عبادت لغیر اللہ لازم ہونا لازم نہیں آتا ہے یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے کہ خشوع وخضوع کے سبب سے عبادت لغیر اللہ ہونا خیال کرے اور ہاتھ باندھنا مثلاً ناف کے نیچے وقت تعظیم کے بھی عبادت کی ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فقط ایک تعظیم اس سے مفہوم ہوتی ہے گنگوہی نے نماز میں ہاتھ باندھنا دیکھہ لیا تو بیعلمی کے سبب سے یہی خیال فاسد کر لیا کہ یہ نماز ہی کا خاصہ ہے ہرگز نماز کا خاصہ نہیں ہے بلکہ نماز ایک امر تعظیمی ہے اور سمیں فقط تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور ہر جگہ ہاتھ باندھنے میں تعظیم ہونا ہمارے علما حنفیہ سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں وامراء کے روبرو خدام زیر ناف ہاتھ باندھکر تعظیم کیواسطے کہڑے رہتے ہیں تو اسواسطے زیر ناف

ملازم

نماز میں بھی ہاتھ باندھنا چاہئے چنانچہ امام ابن الہمام جنکو در مختار میں مجتہد لکھا ہے زیر ناف ہاتھ باندھنے کے بارہ جو
مذہب معشر حنفیہ کا ہے فرماتے ہیں کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندھنے کے دونوں ضعیف ہیں موجب عمل
نہیں ہیں اسلئے حوالہ کیا جاتا ہے معتاد و معہود پر کہ عادت ہاتھ باندھنے کی حالت قصد التعظیم فی القیام کہاں ہے
آیا زیر ناف یا سینہ پر معہود و معتاد شاہد میں باندھنا ہاتھ کا زیر ناف ہے تو زیر ناف باندھنا چاہئے چنانچہ عبارت اس
مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ میں وکونہ تحت السرۃ او علی الصدر کما قال الشافعی لم یثبت
فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہما حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی
الشاہد منہ تحت السرۃ انتہی اور امام ابو محمد محمود بن عینی بھی نہایہ شرح ہدایہ میں نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے میں
تعظیم ہونیکا ثبوت اسی حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں کے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہے یعنی زیر ناف ہی تعظیم
کیواسطے اوقت قیام کے ہاتھ باندھے جاتے ہیں قلت الوضع تحت السرۃ اقرب الی التعظیم وابعد من التشبہ باہل الکتاب
واقرب الی ستر العورۃ وحفظ الازار عن السقوط وما قالہ انما ہو ہدی ممنوع ووضعہما علی العورۃ
لا یضر فوق الثیاب وکذا لو کان بغیر حائل لان العورۃ لیس لہما حکم العورۃ فی حق نفسہ ولہذا
یضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا وان کان عورۃ وما قلنا اقرب الی التعظیم کما یفعل بین یدی الملوک
انتہی ان دونوں اماموں معتبروں کے قول سے واضح ہے کہ نماز میں تعظیم قیام کی حالت میں زیر ناف ہاتھ باندھنے
اس سے یہی مفہوم ہے کہ بادشاہوں کے روبرو ایسا ہی کیا جاتا ہے اس سے واضح ہے کہ دست بستہ قیام کرنا فقط تعظیم کیواسطے
ہے اور تعظیم کیواسطے چونکہ خارج میں بھی ہے اسواسطے نماز میں کیا جاتا ہے پس دست بستہ قیام نماز کے ساتھ اور عبادت
کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اصل اسکی یہی ہے کہ فقط تعظیم بدون عبادت کیواسطے ہے گو نماز میں بسبب امور دیگر عبادت
میں شمار ہووے تو ہووے لیکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم ہی رہیگا عبادت سے اوسکو کچھ علاقہ نہیں ہے
اور غیر کیواسطے قیام دست بستہ بخشوع کے عدم جواز کیواسطے حدیث و عبارت امام نووی پیش کی ہے اوسکی فہم
وعلم کی نقصان کی دلیل واضح ہے اوسکو قیام دست بستہ بخشوع سے کیا علاقہ ہے اس سے تو مراد ظاہر یہی ہے
کہ متبوع بیٹھا رہے اور خدام و تابعین اسکے بیٹھے رہنے تک بغیر حاجت کھڑے رہیں چنانچہ امام نووی رح کی عبارت سے
یہ واضح ہے اور یہ کھڑا رہنا احاطہ مال و منصب دنیاوی کے سبب سے ہووے چنانچہ عنقریب عبارت مجمع البحار میں
یہ آتا ہے اور یہ قیام بمعنے وقوف ہے جو منہی عنہ ہے بمعنی نہوض کی کہ اہل علم وفضل کیواسطے قیام کیا جاوے وقت خلوص
کے اوسمیں خشوع و دست دلبستہ بھی ہووے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ منہی عنہ یہ نہیں ہے منہی تو وقوف کھڑا رہنا یا جلوس
متبوع کیواسطے دنیا کے ہے اور حضرت سعد رض کے واسطے قیام کرنیکا امر آنحضرت صلعم فرما چکے اور قول سیدکم مشتق ہیں

اور مشتق مبدأ علت حکم ہوتا ہے چنانچہ گنگوہی بھی اسکو تسلیم کر چکا ہو پس قیام وجہ بیان سیادت ہو کے نہ کوئی دوسرا
امر جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہے اور آنحضرت صلعم منع فرمانا قیام کا بطور نہی عن المنکر کے نہ تھا بلکہ بطور شفقت و اتحاد
موجب لرفع الحشمۃ کے تھا اور جمہور علماء قیام لاکرام اہل فضل کی جواز کی حجت حدیث قوموا الی سیدکم کو ہی قرار دیتے
ہیں قال فی مجمع البحار وح قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنہی
لان ذالک بمعنی الوقوف وھذا بمعنی النھوض ولیس ھو القیام الذی یتعاھدہ الاعاجم تعظیما
وانما کان سعد وجعا لما امی فی اکحلہ فامرھم بالقیام لیعینوہ عن النزول من الحمار ولئلا ینفجر عرقہ
بالاضطراب ولو ارادوا التعظیم لقال قوموا لسیدکم وفیہ نظر فان الی تجیٔ کانہ قیل قوموا واذھبوا
الیہ تلقیا وکرامۃ یشعر بہ وصفہ بالسیادۃ واحتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا
اقبلوا القاضی ولیس ھو من القیام المنھی عنہ وانما ھو فیمن یقومون علیہ وھو جالس یمثلون
طول جلوسہ وح لا یقوموا کالاعاجم یعظم بعضھا بعضا ای لا یعظم لاجل مالہ ومنصبہ بل یعظم
اصلاحہ وعلمہ وح کانوا اذا راوہ لم یقوموا لہ وذلک للاتحاد الموجب لرفع الحشمۃ ومہما
صفت القلوب استغنی من تکلف اظھار ما فیھما والحاصل ان القیام وترکہ بحسب الازمان و
الاحوال والاشخاص انتہی اور رد المحتار میں مشکل الآثار امام طحاوی سے منقول ہے کہ قیام لعینہ مکروہ نہیں ہے
مکروہ محبت قیام اوسکے واسطے کہ قیام اوسکے لئے کیا جاتا ہے اور ابن وہبان سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ
قیام مستحب ہونا چاہئے اسلئے کہ اسکے ترک سے کینہ و بغض عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصًا جسجگہ عادت اس قیام کی ہووے
اور قیام مذموم منہی عنہ اوس شخص کے حق میں ہے جو اپنے روبرو کھڑا رہنا جلوس تک دوست رکھتا ہو اور عنایہ
وغیرہ میں شیخ حکیم ابی القاسم سے منقول ہے کہ غنی کیواسطے قیام کرتے تھے اور تعظیم اوسکی کرتے تھے اور فقرا
و طلبا کیواسطے نہیں کرتے تھے اس حال سے سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ غنی ہی تعظیم کی توقع رکھتے ہیں
ترک سے ضرر تکلیف پاتے ہیں اور فقرا و طلبا فقط طمع جواب سلام و کلام ہوتے ہیں فی مشکل الآثار القیام لغیرہ
لیس بمکروہ بعینہ انما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام لہ فان قام لمن لا یقام لہ لا یکرہ قال ابن وھبان
اقول وفی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلک ای القیام لما یورث ترکہ من الحقد والبغضاء والعداوۃ لا
سیما اذا کان فی مکان اعتید فیہ القیام وما ورد من التوعد علیہ فی حق من یحب القیام بین
یدیہ کما یفعلہ الترک والاعاجم قلت یؤیدہ ما فی العنایۃ وغیرھا عن الشیخ الحکیم ابی القاسم
کان اذا دخل علیہ غنی یقوم لہ ویعظمہ ولا یقوم للفقراء وطلبۃ العلم فقیل لہ فی ذلک فقال الغنی

یتوقع

یتوقع التعظیم فلو ترکہ تتضرر والفقراء والطلبۃ انما یطمعون جواب السلام والکلام معہم
فی العلم وتمام ذلک فی رسالۃ الشرنبلالی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین
وہم چنین از محی السنہ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علماء برین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم و صلاح یا شرف بقیام واما
محی السنہ محی الدین نووی رحمۃ اللہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است احادیث
درین باب ورود یافتہ و در نہی از ان صریحا چیزے صحیح نشدہ و در مطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس
از برائی کسیکہ در آمدہ است بروی بجہت تعظیم و قیام مکروہ لعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام
کردہ شدہ است برائی وے واگر دوست ندارد محبت قیام را و قیام برائی وے مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام
منہی عنہ در حق کسی است کہ نشستہ باشد و ایستادہ باشند پیش وی مردم تا نشستن وے چنانچہ در حدیث بیاید
و در قیام و تعظیم برائے اہل دنیا بجہت دنیائی ایشان وعید شدید وارد شدہ مکروہ است در نہایت کراہت انتہی
ان عبارات فقہاء ومحدثین ومحققین معتبرین سے جواز و استحباب قیام واسطے غیر کے ثابت ہوا اور قیام منہی عنہ سب کے
نزدیک وہی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکھتا ہووے کہ اوسکے روبرو لوگ کہڑے رہین اوسکے واسطے
بیٹھی رہنے تک اور حدیث جو گنگوہی نے نقل کی اوسکے یہی معنی علماء محققین فقہاء و محدثین نے قرار دیے ہین اور منہی
قیام کو اسی مین منحصر جانا، گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے عدم جواز کیواسطے ان حدیث کو پیش کرتا ہے
قیام دست بستہ بخشوع وخضوع کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہین کہ جلوس جالس تک ہووے اور قیام کردہ
شدہ کی محبت بہی ہووے اور واسطے دنیا دار کی بجہت دنیا کے ہووے جو ممنوعات ہین ایس جو حدیث
سے ثابت ہے وہ قیام دست بخشوع مین لازم نہین اور قیام دست بستہ بخشوع مین اوسکے نفی حدیث مذکور سے
ثابت نہین گنگوہی ایسے ہی بے محل احادیث و اقوال علماء پیش کر دیتا ہے اور ملا علی قاری کا قول جو شرح
عین العلم سے نقل کیا بعد تصحیح نقل کی اوسکا بھی وہی معنے ہین کہ یا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوسکی
محبت ہو و دنیا کے سبب سے کیا جاوے تاکہ تمام علماء کے موافق قول ملا علیقاری ہو جاوے اور امام نووی نے
علاموں و تابعین کے کہڑے ہونیوالونکی کہڑے ہونیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح
کچھ حاجت ومصلحت ہووے تو جلوس جالس تک بہی کہڑا رہنا درست ہے اور ہمارے فقہاء حنفیہ بہی اسکے قائل ہین
چنانچہ اعوان قاضی کا کہڑا رہنا قاضی کے روبرو واسطے تحقق ہیبت کے درست فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ قاضی حکم کے
واسطے بیٹھے تو ایک شخص واسطے منع کرنے لوگونکی تقدم سے طرف قاضی کے کہڑا رہے اور متخاصمین روبرو
قاضی کے کہڑا کرے اور خصومت کیواسطے قیام محدثات مین ہے واسطے حاجت کے ہے ابن عمر رضہ وقت سفر کے

ایک شخص بے ادب ہمراہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شر کو ساتھ شر کے دفع کیا جاتا ہے الغرض لوگونکی حالات و اداب
مختلف ہیں اور ان زمانوں میں امور و سفہا پیدا ہوگئے ہیں موافق مقتضی حال عمل کرنا چاہئے اور ارادہ ایسے امور سے خیر کا ہووے
نہ عظمت نفس جو عجب کیطرف پہونچاوے قال فی فتح القدیر ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکون
اھیب الی ان قال قیل ینبغی ان یقوم بین یدیہ اذا جلس للحکم رجل یمنع الناس من التقدم الیہ
معہ سوط یقال الجلواز وصاحب المجلس یقیم الخصوم بین یدیہ علی البعد والتشہد وتقرب
من القاضی واعلم ان القیام بین یدی القاضی للخصوم متی لم یکن معروفا بل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذا
ایضا من المحدثات بما فیہ من الحاجۃ الیہ وعن ابن عمر رض انہ کان اذا سافر استصحب رجلا سیئ
الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع والمقصود ان الناس یختلفوا الا
حوال والادب وقد حدث فی ھذہ الازمان امور و سفہا فیعمل بمقتضی الحال یراد الخیر لا حشمۃ النفس
المودی الی الاعجاب انتہی وقال الامام العینی فی شرح الہدایۃ ویقف اعوان القاضی بین یدیہ
لیکون اھیب فی اعین الناظرین انتہی دوسرے کتب فقہ مانند رد المحتار میں بھی یہی موجود ہے قیام آنحضرت
صلعم کے واسطے کرنا گنگوہی جائز جانتا ہے چنانچہ اوسکے اقوال مذکورین سے ظاہر ہے خشوع و دست بستہ اوسکے
ساتھ ضم کرکے اوسکو عبادت بنانا بدلیل شرعی کے جاہا یہ واضح ہے کہ اگر خشوع بدون عبادت کے نہوتا عین
یا مساوی و ملازم عبادت کا ہوا اور دست بستن بھی ایسا ہی ہوتا تو اونکے انضمام سے قیام کو عبادت کہدیا جاتا
او جب معلوم ہولیا کہ خشوع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک و مسرت و حالات کے ہر مسلمان
کو کرنا لازم ہے تو یہ عبادت بغیر اللہ نہیں ہے اور خارج نماز کے ہاتھ باندہ کے کہڑے ہونے تعظیم معلوم کرکے نماز میں
بھی ہاتھ باندہنیکا جواز علما ثابت کرتے ہیں اور یہ بھی عبادت لغیر اللہ نہیں ہوا پس ان دونونکے معنی خشوع و دست
بستن کے انضمام سے قیام عبادت نہوا پس عبادت کہنا اوسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہونیکے واسطے گنگوہی
نے پیش کیا اوس سے قیام مقصود نہیں ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو یہاں صادق نہیں ہے ممنوع ہے
بلکہ بوقت حاجت و مصلحت کے خصوصاً اس زمانہ میں جلوس جالس تک بھی قیام کا جواز عبارات علما سے
معلوم ہے پس قیام میلاد شریف کے محفل کا حرام و مکروہ ہونا شرک ہونا کسی دلیل قابل قبول سے و نہ کسی
معتبر کے قول سے ثابت ہوا وہی جو مولف انوار کی تقریر کے موافق مباح دیتا و تعظیم آنحضرت صلعم مستحب و بنا بر
استحسان علما و فضلاء بلاد اسلام کے مستحسن ہے **مولف** انوار نے کہا تہا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء تحیت
آنحضرت صلعم کو کیونکر جائز رکہا اور اس پر عبارت جذب القلوب کی نقل کی کہ در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب با عظمت

دست

دست راست بر دست چپ نہد در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی اور مولف انوار ساطعہ نے
کہا کہ ملا علیقاری نے یہ دست بستہ قیام کتاب در منضیہ سے نقل کیا اور مولف نے عبارت علامہ محمد بن سلیمان
مکی کی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی کی نقل کی فالاولی وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوات کما اقتصر
علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان وآخر کلامہ فی الجوہر یشیر الیہ اور فتاوی عالمگیریہ میں یہ عبارت نقل کی
باب زیارت قبر شریف سے ویقف کما یقف فی الصلوۃ انتہی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ علماء حنفیہ شافعیہ کے
نزدیک نماز کا سا قیام دست بستہ جائز ہے واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے پس خوب واضح ولائح ہے کہ دست بستہ
قیام مانند نماز کے عبادت ہوتا اور غیر اللہ کیواسطے ناجائز و شرک ہوتا جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو علماء متبحرین
کیونکر واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے اسکو جائز کہتے گنگوہی کی تمام تقریر لغو ولچر ہوگئی کہ دست بستہ بخشوع قیام کو
عبادت بتاتا تہا **گنگوہی** اوسکے جواب میں حیران وپریشان ہو کر یہ کہنے لگا کہ پہلے **قول** میں تصریح ہوئی کہ یہ
مسئلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونوں روایت نقل ہوئیں اور کرمانی مجیز اسکا ہے شیخ عبد الحق بہی اوس سے نقل کرتے ہیں
اور علیقاری نے بہی یہاں اسکو اختیار کیا ہے لہذا علی قاری شرح عین العلم میں اسکو حرام لکہتے ہیں اب فرق مجوزین
کے نزدیک یہاں یہ ہے کہ اسجگہ استقبال قبلہ نہیں وہ قبلہ کہ معین اور مشخص ہو رہا ہے پشت پیچہے ہو جاتا ہے تو قطعاً مخالفت
ہیئت صلوۃ کی ہوگئی اور مظان شرک بہی نہیں کہ حیوۃ النبی موجود ہیں اور یہاں مولود میں کوئی ثبت مشخص
نہیں دوسرے مظان شرک ہے کہ عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے پس اسمیں اور اوسمیں فرق ہوگیا پس تعامل حرمین
زیارت میں حسب روایت احادیث کی اگر ہے تو فارق موجود ہے اور یہہ خلاف قیاس ہے دیکہو کہ صلوۃ جنازہ مشابہ
بشرک ہے مگر اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہیں کہتے اور تکرار کو منع کرتے ہیں پس
زیارت پر قیاس کرکے اس قیام کی اجازت نہیں نکل سکتی **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے مطلب و مقصود
کو گنگوہی سمجہتا ہی نہیں ہے الگل پچو واہی تباہی کہنا شروع کر دیتا ہے مولف انوار نے تو اپنی تقریر سے صحیح تقول
علماء اس قول کے ڈول وہابیہ کو رفع کیا کہ قیام دست بستہ عبادت ہے اور شرک ہے باین طور کہ قیام دست بستہ
کو عبادت ہونا لازم ہو تو جسجگہہ قیام دست بستہ پایا جاوے تو عبادت ہووے اور جسجگہہ غیر اللہ کیواسطے قیام
کیا جاوے تو شرک لازم آوے اور حال آنکہ زیارت قبر آنحضرت صلعم قیام دست بستہ کو علماء نے جائز کہا ہے
اور کسی نے یہ عبادت غیر اللہ قرار دیکر شرک نہیں کہا پس واضح ولائح ہے کہ علماء کے نزدیک قیام دست بستہ
عبادت لازم نہیں ہے اور غیر اللہ کے واسطے کرنے سے شرک لازم نہیں آتا ہے یہ مطلب صاف عبارت انوار ساطعہ
سے واضح ہے گنگوہی اردو زبان کے مطلب کو بہی نہیں سمجہتا ہے اور رد انوار ساطعہ کے واسطے باوجود عدم لیاقت

مناظرہ کی اپنی ٹانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہے بالغرض مختلف ہووے تو قیام دست
بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم و غیر اسعد کیواسطے قیام دست بستہ کرنے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہین فرماتے مین پھر
مختلف ہونے مولف انوار کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلافی ہونیکے واسطے در مضیہ نہایت قول
یہ عبارت نقلکی ہے هل یضع یمینہ علی شمالہ ام لا فعضیہ خلاف انتہی قال الکرمانی یصح وقال غیرہ الاولی
الا رسال لیلا یتشبہ بالمصلی انتہی یہ عبارت گنگوہی نے براہین کے صفحہ ٢١٢ مین نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبارات
کتب اوپر معلوم ہوچکا ہے اور کتاب در مضیہ اسوقت موجود نہین ہے معلوم نہین گنگوہی نے اس عبارت مین بھی
خیانت یا مخالف عادت کے پوری بے زیادت و کمی کے نقلکردی اس سے درگذر کر کے ہم کہتے ہین کہ لفظ انتہی درمیان
عبارت کی موجود ہے اور اس سے واضح کہ لفظ انتہی سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف در مضیہ نے نقلکی ہے اور
اوسمین لفظ فعضیہ خلاف واقع ہے بعد لفظ انتہی کے مولف در مضیہ اوس خلاف کو بیان کرتے ہین کہ کرمانی نے داہنے ہاتھ کو بائین
پر رکھنا صحیح کہا ہے وغیر کرمانی نے ارسال یعنے ہاتھ چھوڑ رہنے کو اولی کہا ہے تاکہ مشابہ نمازی کی ہووے اس بیان
خلاف سے جو مولف در مضیہ نے بیان کیا ہے واضح ہے کہ خلاف اولیت مین ہے اور غیر کرمانی نے ہاتھ نہ باندھنا
اولی کہا ہے جس سے ثابت ہے کہ مخالفین کے ہاتھ باندھنا اولی نہین جانتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اولی نہونے سے عدم جواز
ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ اولی کے نفی مشعر جواز غیر اولی کی ہے پس خلاف جواز مین نہین ہے اولی و غیر اولی مین ہے
ہاتھ باندھنا جائز دونون فریق کے نزدیک ہے اور ملا علیقاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ٢٠ گنگوہی نے یہ
نقل کیا ہے فکما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی ھیئتہ الموقوف فی الصلوۃ
لحدیث من سرہ ان تمثیل لہ الرجال فلیتبوأ مقعدہ فی النار انتہی بعد تصحیح نقل بلا تغیر حرف کی جواب
اسکا بھی ظاہر ہے کہ جب ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے احسا کر لیا ہے جیسا کہ خود گنگوہی
اقرار کرچکا ہے تو شرح عین العلم مین اونکا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہے کہ وہ قیام کسی جالس کے
جلوس تک فقط واسطے حشمت و عجب کے ہووے جسطرح منکرین کسیواسطے غلام و تابعین کیا کرتے ہین اور قرینہ
اس پر استدلال حدیث سے ہے جو ملا علیقاری نے کیا ہے اور اس حدیث سے تمام علما محققین معتبرین بھی قیام مذکور مراد لیتے
ہین جو ہم نے ذکر لیا ہے چنانچہ عبارت مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ سے مفہوم ہے پس ملا علیقاری
قیام زیارت و قیام میلاد کو حرام نہین کہتے ہین گنگوہی اپنی خوش فہمی سے اونکے قول سے یہ خیال پر استدلال
کرے تو ملا علیقاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انوار کا مطلب نہین سمجھتا ہے
تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کسطرح سمجھ سکتا ہے پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صلعم کا عدم جواز کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا و فقط اولیت مین خلاف ہوا فصیح انظر اس سے ہے موافق استحسان
علما و حرمین کے ہر جگہ بلا رد کئے ہے وہی اولی نہ غیر اوسکا تو قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کا عبادت و عجز مین پایا
جانا اسکا شرک نہ ہونا منقوض ہوگیا مقصود اس نقل مولف انوار سے تھا وہ برقرار رہا اور گنگوہی نے جو کچھ
بیفہم ست کہا تھا برباد رہا اور گنگوہی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلعم کے جواز مین سلطان شرک ہونیکی وجہ جواز
گذرانا ہے کہ استقبال قبلہ یہان نہین ہوتا ہے اور حیوۃ النبی موجود ہین تو بہی مولف انوار کو مضر نہین ہے کیونکہ
غرض قیام دست بستہ بخشوع کو جو غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے اوسکا عبادت لغیر اللہ ہونیکو او شرک ہونیکو
جیسا کہ گنگوہی کہتا چلا آتا ہے منقوض کرنا ہے وہ یہان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستہ یہان موجود ہے اور عبادت
لغیر اللہ ہونیمین شبہ کہ نہین ہے اور گنگوہی فقط اسیقدر کو شرک کہتا تہا وہ باطل ہوگیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستہ
زیارت قبر آنحضرت صلعم کو مجوزین کے نزدیک جائز بتاتا ہے تو یہ بھی ناواقفی ہے کیونکہ علما رضی اللہ عنہم نے بتایا ہے اسوجہ سے ادب کے سبب
مجوزین کے نزدیک جائز ہوا تاکہ فقہا مجوزین سے ثابت ہے کیون نہین جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوۃ النبی
اونکے نزدیک وجہ جواز قیام مذکور نہو وسے فقط ادب وجہ ہووے یہی وجہ ادب کے سبب سے قیام میلاد کو علما سنت
اس حیثیت مستحسن جانا ہے اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شرط نہین کیا ہے گنگوہی اگر سچا ہے کیا استقبال
و استدبار قبلہ و موجودگی حیوۃ النبی و عدم موجودگی وجہ جواز و عدم جواز قیام دست بستہ کی ہے تو علما محققین کی
تصریحات اس بارہ مین دکہا دے ورنہ گنگوہی کی ہذیانات کون تسلیم کرتا ہے اور بلا دلیل شرعی محض عقلی یہ وجہ جواز و عدم
جواز کسطرح کوئی عاقل مانیگا اور فرق بینی ہے جو نکال رہا ہے کوئی دلیل شرعی نہین ہے کیونکہ یہ فرق تو مسلم ہے
اور یہ جو کہا کہ برخلاف قیاس ہے دیکہو صلوۃ جنازہ مشابہ بشرک ہے قیام زیارت آنحضرت صلعم کو مانند نماز جنازہ کے
خلاف قیاس رکہنا اور نماز جنازہ کو مشابہ بشرک کے ہونیکی وجہ سے امام صاحب کے نزدیک غائبانہ نہونا اور تکرار
ناجائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقیہہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز گنگوہی کہتے ہو تو جواز اوسکا
ظاہر ہے کہ کسی نص صریح قرآن و حدیث و اجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہین ہے بذن استحسان
حرمین و علما سے ثابت ہے پس یہی وجہ قیام میلاد شریف مین موجود ہے یہ معنے خلاف قیاس ہین تو خبر خلاف قیاس ہے
صحیح لیسے سے خلاف قیاس ہے قیام میلاد کا بہی ثبوت یہ فرق کرنا گنگوہی کا باطل ہوا قیام میلاد کے اجازت کو منع
کرنا تہا وہی نکل آئی اس سے لکن مانند نماز جنازہ کے خلاف قیاس نہوا کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے قرآن و حدیث
و اجماع تینون سے ثبوت اوسکا ہے فرضیت اوسکی آیت قرآن و صل علیہم ان صلوتک سکن لہم سے ثابت ہے
چنانچہ فتح القدیر مین موجود اور احادیث اسبارہ مین بے شمار وارد ہین اور اجماع اسکے ہونا واضح ہے مگر اس

کافر ہو پس ثبوت اس کا نص غیر معقول سے ہے اور عقلی اوسکا مقتضی نہین ہے و قیام دست بستہ کے جواز کو قیاس
وعقل مقتضی ہے اسیہی واسطے علماء نے نماز مین حالت قیام مین دست زیر ناف بستن کو اس سے ثابت کیا کہ بادشا
ہون کے ساتھی خدام دست بستہ زیر ناف کہڑے ہوتے ہین واسطے تعظیم کے یہان نماز مین بہی جو محل تعظیم ہے ایسا ہی
جانا پس قیام ہاتہ باندہنا واسطے ادب وتعظیم کے ہوا یہ امر معقول ہے جسطرح زیارت کو قیام مین ادب وتعظیم اسکو
جانتی ہے قیام میلاد مین اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہین ہے ہان اُس معنے کے اعتبار سے اگر
گنگوہی خلاف قیاس بتاوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اوسکے فہم ناقص مین نہ آوے
تو ہمکو مضر نہین ہے لکن گنگوہی مستفید نہین بلکہ ہمکو مفید ہے کہ اوس معنے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد بہی
ثابت ہو یہ سب حال گنگوہی کا معلوم کرنا چاہئے کہ امام صاحب کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ اور تکرار کا عدم جواز بتانا
گنگوہی نے مسائل فقیہ کسی سے سنی ہی ہوتا تو ایسا واہی تباہی نہ بکتا ہدایہ مین موجود ہے واسطے عدم جواز تکرار نماز
جنازہ کی فرض اول نماز کے ساتھ ادا ہوگیا اور نفل نماز جنازہ کے مشروع نہین ہے اور اسلئے کہ آنحضرت صلعم
کی قبر بالکل بطور نفل نماز گذارنا چہوڑ رکہا ہے تمام اہل اسلام نے تکرار جائز و مشروع ہوتی تو کیون چہوڑ دیتے
لان الفرض يتادى بالاول والنفل بها غير مشروع وهذا رأينا الناس تركوا عن آخرهم الصلوة على قبر
النبي صلى الله عليه وسلم وهو اليوم كما وضع انتہی اور غائبانہ اسواسطے جائز نہین ہے کہ شروط صحت نماز
جنازہ مین سے یہی ایک شرط ہے کہ میت کے روبرو نماز کی ہووے چنانچہ فتح القدیر مین ہے وشرطها
اسلام الميت وطهارته ووضعه امام المصلي فلهذا القيد لا يجوز على غائب ولا حاضر محمول انتہی اور
ستارہ پرستی شرک ہونا علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کو کسی نے نہین قرار دیا ہے اور کسی امام سے یہ نقل نہین کیا کہ مشابہت
شرک علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوہی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہو کتب فقہ جزئی ہوتی
یا صحبت کسی عالم فقیہ کی ہوتی تو ایسے مضریات سے امن اسکو ہوتی یہ ثمرہ جہالت ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ
اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے ہین اور تکرار کو منع کرتے ہین تو عجب بے معنی کلام
ہے جس سے واضح ہے کہ اجازت سبب جائز نہ کہنے و منع کا ہو غیر غائبانہ و غیر تکرار کے ہماری اجازت غائبانہ و تکرار جائز کہنے کو
کب مقتضی ہے یہان اسطرح کہنا کہ اجازت ہونے غائبانہ و تکرار کے موجب جائز کہنے و منع کا ہے تو درست ہوتا یہ قول
گنگوہی مگر یہ فہم کہان ہے گنگوہی کو **مؤلف** انوار ساطعہ نے قیام دست بستہ زیارت قبر آنحضرت صلعم کے علماء
حنفیہ و شافعیہ کے جواز کتب جذب القلوب و فتاوی عالمگیریہ سے ثابت کر کے کہا تہا کہ اس قیام دست بستہ مین
دو احتمال ہین ایک کہ علماء نے اسکو اسلئے جائز کہا کہ قیام دست بستہ عبادت نہین ہے اور مخصوص خدا تعالیٰ کے ساتھ

نہین ہو جیسا کہ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ سے منقول ہوا پس آنحضرت صلعم کے واسطے قیام کرنے مین مضائقہ نہین ہے
اور دوسرا احتمال یہ ہو کہ شاید یہ سمجھے ہون آنحضرت کی تعظیم کیواسطے ایسا قیام کرنا غیر اللہ کے تعظیم نہین ہو اور
اسی سے مولف انوار نے آیات من یطیع اللہ فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ و ترجمہ
شاہ عبد القادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان نقل کر کے کہا کہ یہ قیام دست بستہ عبادت ہوا جیسا مذہب
علما و فقہا کا ہے تو محفل مولد و قیام شرک و کفر ہرگز نہوا **اوس پر گنگوہی** کا ہذیان ہو صفحہ ۲۰۲ مین دونون
احتمال نہین مولف کی خطا و فہم کا یقین ہے یہ امر خلاف قیاس ہے کہ روضہ مطہرہ پر سلام کرنے مین منقول ہوا ہے
وہ علیقاری کے یہان جائز کہتے ہین وہ ہی اوسکو اور مواقع مین حرام لکھتے ہین صلوۃ جنازہ مین مردہ کو آگے
رکھکر غائبانہ پڑھنا درست ہو حالانکہ دوسرے جگہہ درست نہین نور الانوار مین کہتا ہو وکذلک صلوۃ الجنازۃ
فی نفسہا بدعۃ مشابہۃ بعبادۃ الاصنام **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خطا فہم کا یقین تہا تب
یہ گنگوہی مولف انوار خطا و فہم کا یقین تو کیا وہم بہی کسی منصفین کو نہوگا گنگوہی کی جہل مرکب کا یقین عاقلین کو
ایسے واہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہوتا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی نص غیر معقول سے تو
ثابت ہی نہین ہے اقوال علما سے ہی اوسکا ثبوت نہین ہوا ہے اور کسی نے اس بارہ مین کوئی نص قرآنی و حدیث
نبوی و اجماع مجتہدین سلف بہی تمہارا نہین نقل کیا ہو پہر اسکو خلاف قیاس ٹہرانا کہ اسکی کوئی علت و وجہ نہ نکلے
اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہووے سراسر جہالت ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ہے بچہ بہی جانتا
ہو کہ اسطرح قیام واسطے ادب کے ہوتا ہو شاید مین اسلئے نماز دست بستن زیر ناف قیام ہی شاہد ہے جماعۃ
کا ثابت کرنا اوپر گذر رہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلیا ہو معنے سے وقوف اوسکو نہین ہے پہر ملا علیقاری
کی حرام کہنے کو ذکر کرتا ہو ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو آنحضرت صلعم کے کہین حرام نہین کہا یہ خطا فہمی
سخت گنگوہی کی ہے اور جسکو کہا ہو وہ دوسری چیز ہے اور وہان محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
فقط عجب کے واسطے ہووے مراد ملا علیقاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علما کے اقوال سے گذر چکی
حتی الامکان تطابق کلام علما مین انسب ہے اس مراد مین تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے تعرض اسکے کرنا
داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
جنازہ مین موجود نہین ہے جسکے سبب قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر اول اس سے گنگوہی عدم جواز کا
و عدم جواز غائبانہ نماز جنازہ امام صاحب کے نزدیک سبب مشابہت شرک کے بیان کر چکا ہے اسکا مبنی بہی عبارت
نور الانوار اسنے زعم کیا ہو یہ بہی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نور الانوار مین نماز جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہا ہو تو اس سبب سے کہا ہو کہ میت حاضر ہوتی ہی روبرو نمازیون کے کہ وہ مانند بت کے ہے چنانچہ یہی
مرجع حاشیہ نورالانوار میں قوله مشابهة الخ لحضور المیت الذی هو کالحجر بین یدی المصلین انتہی
پس اگر غائبانہ عدم جواز نماز جنازہ کی یہی وجہ مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو یہ وجہ تو عدم جواز کو مقتضی
نہیں ہے کیونکہ غائبانہ کی حالت میں مشابہت عبادت اصنام مفقود ہے بسبب عدم حضور میت کے کہ وہ مانند حجر
کے ہے پس چاہئے تھا کہ جائز ہو جاتے و حال آنکہ جائز نہیں ہے اگر گنگوہی کہے ہماری غرض یہی کہ قیاس تو چاہتا ہو کہ
جائز ہو جاوے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شرک ہو لیکن یہہ خلاف قیاس ہے اسواسطے
جائز نہیں ہے اور باوجود مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہو کہ جائز نہووے لکن خلاف قیاس ہے بسبب اجازت شارع کے جائز
ہو تو جواب اوسکا تو فیق الله یہ ہو کہ یہہ الوجوہ نماز جنازہ قیاس نہیں ہے بایں معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس میں آوے بلکہ
فقہا رجواز وجہ ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ گنگوہی کی عبارات منقولہ از نورالانوار کے متصل ہے نورالانوار میں وجہ جواز فرض
ہونیکے موجود ہے کہ یہ نماز جنازہ اسوجہ سے حسن ہے کہ اسمین قضاء حق مسلم کیا جاتا ہی چنانچہ یہہ ہے وانما حسنت
لاجل قضاء حق المسلم وهو یحصل بمجرد صلوة الجنازة لا یفعل بعدها انتہی پس جب وجہ جواز
فقہا ر فرمائے اور وجہ معقول ہے پس خلاف قیاس نہوئی پس خلاف ہونیکے سبب از عدم و عدم جواز نہوا بلکہ تکرار کے
مشروعیت و دلیل شرعیہ سے ثابت نہیں ہے اور نماز روزہ کے امور مثلاً محصور و محدود ہیں بدون توقیف کے ثابت
نہیں ہوتی ہیں اسلیئے تکرار جائز نہیں ہے اور نماز جنازہ واسطے قضاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایکبار سے ادا
ہو لیا پھر تکرار کے کیا معنے الغرض عبارت نورالانوار کا یہان نقل کرنا اور اُسکا حوالہ دینا کسیوجہ سے راست و مستقیم
نہیں ہے گنگوہی نے کسی سے عبارت سنلی ہوگی بے موقع و بے محل اسیجگہہ اوسکو لکھدیا اس سے کچہہ بحث کہ
مناسب ہے یا نہیں الغرض گنگوہی سنئے قیام و ستائش کے عبادت ہونیکا اور غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے
تو اُس قیام کے شرک ہونیکا ادعا کیا تہا وہ مولف انوار کے تقریر دلپذیر سے باطل اور گنگوہی نے بہت کچہہ
ہاتہہ پاؤن اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرتا چاہا کچہہ نہوسکا اور سے دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
نہ ثابت کرسکا اور مولف انوار نے مباح ہونا اور بقصد تعظیم جو کہ کیا جاتا ہی اور تعامل استحسان علماء بلاد اسلام
کا اس قیام پر دلالت سے مستحب و مستحسن ہونا ثابت کردیا اقوال علماء بہی اس کے استحسان کے بارہ میں نقل کردی
اور شکوہ شک و اہیہ کچہہ بہی اوٹہا دیا جو کچہہ مولف کے اقوال روشن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
اس گنگوہی نے چاہا تہا اوسکی خاک اسیکے منہہ میں پڑنا ہمارے اقوال سے واضح ہوگیا وہ آفتاب ویسا ہی
شعاع زیر رہا اور قوی البصر لوگونکو فیض رسان رہا اگرچہ شپرچشمان مانند گنگوہی اس سے محروم رہیں تو رہیں

آفتاب کا اس مین کیا گناہ ہو او نکی بصارت کا نقصان و قصور ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
حمقاء ، وہابیہ عبارت سیرت شامی جرت عادت کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہا سے قیام میلاد شریف کا بدعت
سیئہ ہونا ثابت کرتے ہین اونکی جواب مین **مولف** انوار نے کہا کہ یہ قیام بسبب عدم وجود زمانہ آنحضرت صلعم و صحابہ
رضیہ کی بدعت ہونا مسلم ہے لیکن یہ ضلالت کو مستلزم نہیں ہے مجتہدین و محدثین کے نزدیک بدعت حسنہ و تقسیم مین
بدعت حسنہ کے مذہب پر اتفاق ہے اور عمل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرۃ حلبی مین ہے وقد قال ابن حجر
التہمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس کذلک ای بدعۃ
حسنۃ انتہی اور ابن حجر ہی قائل اس قیام مروج مین او نکی مولد کبیر کے عبارت عثمان حسن دمیاطی شافعی نے
نقل کی ہے پس محفل میلاد مع قیام بدعت حسنہ ہوا بالاتفاق اسلئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا
کی ہے جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہے پس سیرت سے جو بدعت سیئہ ثابت کرتے ہین ساقط ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سیئہ کرتے ہین تو اوسکا جواب یہ ہو کہ لا اصل لہا کو بدعت سیئہ مراد ہونا لازم نہیں ہے مجمع البحار بیول
سونگھنے کیوقت درود پڑھنا لا اصل کیو فکر کہا ہو کہ باوجود اسکے مکروہ نہیں اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذلک ونحوہ ملا اصل لہا دفع ذلک فلا کراھۃ فی ذلک عندنا الخ اور مولوی اسحاق
اربعین کے مسئلہ چہاردہم مین فرماتے ہین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھہ دینا اور دلہن کو منہہ دکہائی دینا شریعت
مین انکی اصل ثابت نہین مگر یہ مباح ہے جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا
کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے و اصل نہانے
جانے سے حرمت و کراہت نہیں لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سیئہ و ضلالت ہوا اس تقریر سے
مولف انوار نے دلیل مانعین توڑ کر چند قرائن اسپر ذکر کئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہو اول
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادۃ کثیر سے قیام پر اجراء عادت واضح ہے اور یہ ایک حجت شرعیہ صحیح شرعیہ مین سے باب الاحرام
ہدایہ مین ہے بذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج اگر یہ عادت صحابہ ہووے تو بہت
بڑی حجت ہے اگر عادت من بعدہم ہے تب ہی حجت ہو بدلیل ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا مخالف فتاوی و شروح ہدایہ وغیرہ کہ ہے اکابرین فقہا رسلے من بعد الصحابۃ
اس سے مراد لئے ہین اور مفتیان ولین جابجا علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وھو المتوارث لکہتے ہین
اور امام غزالی فرماتے ہین ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام غلم نری بہ باسا فی البلاد انتہی جرت العادۃ فیہ

باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیر کے لکہی اور کثیر کا ایک امر ہونا بہی سند ہے شامی
شارح درمختار نے لکہا ہے والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث مین اتبعوا السواد الاعظم ہے
بس یہ بہی دلیل شرعی ہوئی تیسرا قرینہ یہ کہ وہ کثیر محبین ہین اور احادیث صحیح سے ثابت ہو کہ کامل الایمان وہی ہین
محبین آنحضرت صلعم کے ہین لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
کامل الایمان جماعت کثیر کے عادت جس کی اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو چوتہا قرینہ کہ شامی نے
اس قیام وجہ بیان کی کہ تعظیم آنحضرت صلعم کے کرتے ہین نہ واسطے سے دوسری غرض کے اور یہ ظاہر ہی کہ تعظیم
آنحضرت صلعم کی مطلوب شرعی ہے پس قیام بالضرور مستحب ومستحسن ہوا پانچوان قرینہ یہ کہ منکرین قیام کی
عبادت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہین ہے سنکر قیام عاملین قیام جہال کو وعوام کہکر تعبیر کرتے ہین اور قیام
کو لیس شیئے و مکروہ کہتے ہین اور عاملین محبین نہین کہتے ہین چنانچہ جونپوری کی وگجراتی کی عبارت دیکہو کہ سطرح
کے کلمات بولتے ہین پس تمام قرآن مثبت اسکے ہین کہ قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنہ ہے اور سیاق سباق
عبارت شامی سے بہی یہی مفہوم ہو کہ اہل اسلام کثیر محبین تعظیماً قیام کیا کرتے تھے پس شامی کے قول سے تخریب
قیام مفہوم ہوئی نہ انکار اور محدثین نے بہی یہی قول شامی کے شرح بیانکی ہے کہ بدعت حسنہ ہے نور الدین حلبی عبارت
شامی نقلکر کے لکہتے ہین یہی لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعت مذمومۃ چنانچہ یہ سیرت حلبی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۰۱
مین اور علامہ حلبی نے دیباچہ مین لکہا ہے جسجگہ مین نے کوئی عبارت سیرۃ الشمس الشامی کی لی ہے اوسکی شروع لفظ ای
لایا ہون اور بیان بہی حلبی نے لفظ ای ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ الشمس سے یہ اوس نے لیا ہو پس اس
تفسیر پر دونکا اتفاق ہوا اور پسر شامی ابو نصر عبد الوہاب نے بہی اپنے پدر کے کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے وہ
بر عمل شرقاً وغرباً بلاد مین ہے بطور استحسان کے اسیواسطے شیخ عبد اللہ سراج مفتی عرب نے لکہا ہو اما القیام اذا
جاء ذکر ولادتہ عند قرأۃ المولد الشریف تو ارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور مفتی مکہ شریف عبد
الرحمن سراج محفل میلاد مع القیام کے حق مین فرماتے ہین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رأوہ
حسنا من زمان السلف الی الآن الخ یہ مضمون عبارت مولف انوار کا ہو گنگوہی کا ہذیان اس پر سنو فرماتے ہین
جب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالت اسکی تحریک ہوچکی اور بدعت ضلالت ہونا اسکا اس رسالہ سے
بہی محقق ہولیا اور توجیہات رکیکہ وا ہیہ مولف کا جواب اثبات قیام مین لکہا گیا پس جب احادیث واجماع سے ضلالت
ہونا ثابت ہوگیا اب ابن حجر ہیثمی یا کسی عالم کا قول معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس گنگوہی کی عادت قدیم
دعوے بلا دلیل کے ہی جو قابل اصغا کسی عاقل کے نہین ہے مولف تو لفظ لا اصل لہا سے لزوم بدعت سیئہ کا

انکار کرتا ہے اور اس سے نظائر اقوال علماء سے پیش کرتا ہے جو طریقہ جواب کا مناظرہ میں ہے کہ دلیل شرعی یا عقلی سے لزوم ثابت کرنا گنگوہی کو ضرور تھا وہ تو اوس سے ہو نہیں سکا مقام دلیل میں وہی دعوی پھر ذکر کر دیا کہ لا اصل لہا سے بدعت ضلالت ثابت ہو گئی یہ ہذیان نہیں اور عدم وقوف علم مناظرہ اسکو نہیں ہے اور تو اور کیا ہے اور توجیہات مولف کا لکہا جانا بتاتا ہے معلوم نہیں توجیہات مولف سے کونسے توجیہات مراد لیتا ہے اگر یہی توجیہات مراد لیتا ہے جو اس تحلیل والے رفع بدعت سیئہ کے اور اثبات بدعت حسنہ کے کلام شامی میں مولف نے ذکر کئے ہیں تو ظاہر ہے کہ اسکا جواب اثبات قیام میں اس گنگوہی نے نہیں دیا منصفین تمام بحث اثبات قیام دیکھلیں وہان ان توجیہات کا جواب کیا ہے اور اگر دوسرے توجیہات مراد لیتا ہے تو اس تحلیل اونسے کیا علاقہ ان توجیہات کا جواب بجا ہے اور جو کچھ اس گنگوہی نے اثبات قیام میں ذکر کیا ہے اوسکا حال منصفین کو خوب معلوم ہو گیا کہ سوائے بے فہمی و بے علمی و ہذیان کے اور کچہ بہی جواب نہ دیا اپنے منہ میاں مٹھو بننا اچھا نہیں ہوتا ہے اور اجماع و احادیث سے ضلالت کا ثبوت جو تم نے بیان کیا یہ بہی کذب صریح ہے علماء و فضلاء و طلباء و اہل اسلام کا مستحسن جاننا محفل مولد و قیام کو اوپر گذر چکا ہے باوجود مخالفت تم انکار لاکہوں علماء کی اجماع ضلالت پر بتانا دروغگوئی واضح ہے اور یہ ایک عالم کے انفراد سے اجماع کا متحقق ہونا بیان کر چکا ہے یہان لاکہوں بلکہ کروڑوں ضلالت کے منکر ہیں اور اجماع ضلالت پر ہو جانا بتاتا ہے اس غباوت کا کیا ٹھکانا ہے ایسے مفتریات صریحہ و مکروہات قبیحہ سے مخلوق کو گمراہ کرنا اہل اسلام کا کام نہیں ہے اور ایک حدیث سے ہی ضلالت محفل و قیام کسی وہابی نے آج تک نہ ثابت کی اور یہ گنگوہی احادیث سے ثبوت ضلالت بتاتا ہے ہان وہ احادیث نبویہ نہونگی وہ احادیث نجدیہ و اسماعیلیہ ہونگے اور علامہ ابن حجر و دوسرے عالم کے قول کو غیر معتبر بتانا بہی گستاخی سخت ہے ابن حجر و دیگر معتبرین کا قول معتبر نہووے ایسے خیال ما تند گنگوہی اور اس کے معتقدان کا معتبر ہو جاوے کونسا عاقل اس بیشرم کے ہذیان کا اعتبار کریگا اسکے آگے گنگوہی صاحب فرماتے ہیں صفحہ ۲۰۳ مولف کی بے فہمی و فہم کا قصور ہے ہوش کر کے سنئے کہ جہان بدعت کے ساتھ لا اصل لہا ہوتا ہے وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اور جو بغیر لفظ بدعت کے لا اصل لہ بولتے ہیں تو وہان دوسرا احتمال بہی ہو سکتا ہے پس یہان عبارت شامی میں بدعت لا اصل لہا کہا ہے پس یہ بالضرور سیئہ ہے **اقول** و باللہ التوفیق یہ جواب گنگوہی نے کیا دیا وہی لغو لچر تقریر ہے یہ قاعدہ جو اپنی طرف سے گہڑا کہ بدعت کے لا اصل جہان ہوتا ہے وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اس ہی کا تو مولف منکر ہے اسکے لزوم کا انکار کرتا ہے گنگوہی بار بار وہی وہی گہبرا گہبرا کر پیش کر دیتا ہے متنازع فیہ کو ہی دلیل قرار دیتا ہے اتنی تمیز کہ وہی دعوی وہی دلیل مصادرہ ہے ہان کوئی دلیل نقلی اس پہ پیش کرنا اقوال فقہاء و محدثین و اصولین کہ فلان فرقہ علماء نے یہ قاعدہ لکہا ہے تو قابل قبول ہوا جب تک کسی نے معتبرین میں اسکی تصریح نکی ہووے تو گنگوہی

کا قول اسمین کیونکر مانلیا جاوے مدعی کا قول مثلاً ہے کیونکر مقبول ہووے کوئی دلیل کوئی شاہد لانا ضرور ہے گنگوہی پر تاکہ ثبوت اسکا ہووے ورنہ بطلان اسکا واضح ہے گنگوہی کے خود ہوش و فہم مین قصور ہے اور مولف انوار پر لگاتا ہے اسکے آگے گنگوہی صاحب فرماتے ہین نیز شرح سیر کے عبارت مین بدعت کا لفظ نہین فقط لا اصل لہ اور قرینہ مابعد کا موجود ہے کہ اصل سے مراد حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہے فلا اکرہ فی ذلک عندنا فقط قال الحلیمی من ائمتنا الشافعیۃ وایما الصلوۃ علی النبی عند التعجب من شیئ کا یقول الانسان حین عن مجاز الیہ لا الہ الا اللہ لا اتیم اتی ایانی بالنادر الا اللہ تعالیٰ ولا کراہۃ فیہ انتہی پس دیکھو کہ اصل صلوۃ نے وقت امر تعجب کے حلیمی کے قول سے ثابت کرتا ہے تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جس پر قیاس ایمان کو کیا مگر حدیث و اثر نہین پس اصل سے مراد یہان حدیث و اثر ہونا ہے کہ کوئی دلیل صراحۃً و دلالۃً بھی نہین لہذا لفظ لا اصل لہ کو مطلق قرینہ سے مخصوص صاحب بدعت کا بھی ذکر ہو وہان ضلالت سے مراد ہوتا ہے **اقول** و باللہ التوفیق جسطرح عبارت مجمع البحار مین مراد اصل سے حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل اسی طرح عبارت سیرت شامی مین بھی حدیث و اثر صریح ہے جسطرح وہان قرینہ مابعد کا ہے مراد پر گنگوہی بتاتا ہے اسطرح عبارت شامی مین قرینہ اجرای عادت و قرینہ اکثر و قرینہ محبین و قرینہ تعظیما و قرینہ تقلیلہ الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کرتے ہین کہ ساتھ فقط جہال و عوام لیس بشیئ و مکروہ و قبیحہ و مذمومہ کے تعبیر کرتے ہین اور قرینہ سیاق و سباق قرینہ ذکر کرنے تفاسیر اسکی سنتہ بدعت حسنہ کے تمام قرائن اس پر دال ہین کہ یہ مراد نہین ہے کہ کسی دلیل کے صراحۃً و دلالۃً و اشارۃً و غیرہا سے اصل اسکی ثابت نہین اور جسطرح قول فقیہ حلیمی کو اصل بتاتا ہے گنگوہی اسطرح یہان تمام قیام میلاد مین قول علامہ حلبی و ابن حجر و سیرت شمس و والد صاحب سیرت و غیرہم علماء کو اصل جاننا چاہئے ورنہ یہ بہت بڑی جہالت و حماقت ہے کہ ایک جمع غفیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقیہ کا قول جو حلیمی ہے اصل قرار دیا جاوے پس اس تقریر گنگوہی سے تو ہمارا مدعی ثابت ہوا نہ گنگوہی کا یہ طریق نحوی اسمحل مین جاری ہے اور بدعت سیئہ مراد ہونا عبارت شامی سے برابر اس تقریر گنگوہی کے مرتفع گنگوہی کو اسقدر نہین کہ یہ تقریر کسکو مفید ہے حق بات ایسی ہی ہوتی ہے کہ مخالفین کے تقریر سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کے منہ سے خدا تعالیٰ اہل حق کو پاپند کرا دیتا ہے اور کبھی فاجر سے ہو جاتی ہے حدیث مین وارد ہے ایسا ہی گنگوہی کا کہنا اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول ہمارے ہی موافق ہے (لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے مخصوص صاحب بدعت ہی ذکر ہو وہان ضلالت مراد ہوتی) کیونکہ عبارت سیرت شامی لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے نہین ہے چنانچہ قرائن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے ضلالت موقوف اس پر ہرگز نہین گنگوہی کہ قرائن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہے کہ قرائن سے مطلق نہونی کسی حالت مین ضلالت ثابت نہین اگرچہ بدعت کا لفظ بھی وہان موجود ہو پس ایک قید گنگوہی کی قرائن سے

مطلق ہونیکے بیان اور زیادہ کردی ہی جس سے اسکا وہ قول فاسد گرا ہوا مردود ہوگیا کہ لا اصل لہا ۔ بدعت کے
ساتھ ہووے سیئہ مراد ہوتی ہے یہاں سے ثابت ہوا کہ فقط اسیقدر سیئہ ضلالت کا ثبوت نہیں ہے بلکہ مطلق
قرائن سے بھی ہونا ضروری ۔ الغرض یہ تقریر گنگوہی نے ہمارے مدعا کو بخوبی ثابت ہو اگرچہ گنگوہی کو خبر نہووے اب
دیکھو ہوش ہزنیم کا معصور کس زمین ہے کہ گنگوہی نے مولف لین جو مولف نے کہا تھا وہی تقریر گنگوہی کر رہا ہے اتنی خبر
نہین کہ یہ کسکو مفید اور کسکو مضر ہے اب گنگوہی کا چنار جانے اس تقریر پر متفرع کرتا کہ بدعت سے مراد ہی
باطل ہوگیا چنانچہ منصفین او کیا ریہ واضح ہے اسکے آگے **گنگوہی** صفحہ ۲۳۹ مین یہ فرماتے ہین علی ہذا بعین
مسائل مین اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل سے کلے عطا بو ہبیہ کے نصوص مین موجود ہے قماد و او تحابوا
الحدیث وغیرہ **اقول** وباللہ التوفیق ہمارا جواب یہی ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل کلی تعظیم
وتوقیر وخشوع وخضوع وقیام آنحضرت صلی اللہ موجود ہے اور کلیہ اسکا ثبوت ظاہر جسطرح سلامی وروتمائی اصل کلی
ہدیہ و ہبہ مین داخل یہ قیام و توقیر و تعظیم کلی مین داخل ہے جسطرح اس جزئی خاص سلامی وروتمائی مین نص
صریح نہین ہے اسی طرح اس جزئی خاص قیام نص صریح نہین ہو پس جس معنے کے اعتبار سلامی وروتمائی مین
اصل ہونا مراد ہی اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل من کلی مین داخل ہے اسیطرح قیام کی سنت جانتا جائز ہو کہ جزء
خاص مین حدیث و اثر صریح نہین ہے اور اصل کلی مین داخل پس یہی جائز ہوا اور کچھ تفرقہ نہین ایسا کہ جس سے عدم
جواز معلوم ہووے بلکہ بطریق اولی جائز و مستحب ہونا چاہئے کہ اسمین تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور وہان فقط رواج
باہمی و دنیاوی ہے ہان گستاخی کے نزدیک یہ تعظیم درست نہین اور رواج درست ہو کیونکہ انکے مقتدر گنگوہی نے اس قیام کو تمام
جہان کے علماء صالحین درست سیکڑون برس سے لکھدی مین تو اس فرقہ بے ادب کے نزدیک درست نہین ہو لاحول
ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **مولف** انوار نے جو قرائن بیان فرمائی تھے اون قرائن کی جوابات مین جو گنگوہی صاحب
کی ہذیانات ہین اونکا حال لکھنا چاہئے جریان عادت کے جواب مین گنگوہی کا یہ ہذیان ہے کہ عادت فاشیہ کے معنے ہین
کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو سو قرون ثلثہ مین اگر یہ شیوع ہوا تو دلیل شرعی ہے ورنہ نہین بعد
قرون ثلثہ کے شیوع ہو تو شرط اسکی یہ ہے کہ کوئی عالم مین بھی اوسکا خلاف نہ ہو اور کوئی حجت شرعیہ بھی اوسکے
خلاف نہو ۔ **اقول** وباللہ التوفیق عادت فاشیہ کے یہ معنی کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو کسی معتبر
عالم کے قول سے جو لائق قبولیت کے ہو اسکی سند گنگوہی کو ضرور تھا اور کسی کتاب معتبر سے ان معنی کا ثبوت
کرنا لازم تھا بدون اسکے قابل اعتبار ذوی العقول یہ قول گنگوہی کا ہرگز نہین ہے اور ان معنی نہ لفظ عادت مستلزم
ہے نہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ مشتق فشو سے ہے جو بمعنی ظہور کے ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مستمرہ مشہورہ کی معنی مین
لکھا

چنانچہ عبارت اونکی یہ ہی ای جرت العادة المستمرة المشهورة من الفشو وهو الظهور انتہی اسکے
یہ معنے ہوتے ہین جو گنگوہی نے بیان کئے ہین تو علماء یعنی کیون نہ بیان کرتے او استمرار و شہرت اس امر کے مقتضی ہین کہ
اسکے یہی معنے ہووین کہ علماء کثیر اوسکا تعامل ہو پس یہ معنے گہڑے ہوئے گنگوہی کے قابل قبول ہرگز نہین ہین
اور اگر کسی مثال مین ایسا ہی ہووے اور اسکو کسی نے عادت فاشیہ کہدیا ہووے تو اسلئے یہ لازم نہین آتا ہی کہ بدون اسکی تحقق
عادت فاشیہ ہوتی جیسے زید کو انسان کہنے پر لازم نہین آتا ہی کہ عوارض مشخصہ زید واسطے تحقق انسان کے ضرور ہین بدون
اس عوارض کے انسان نہ پایا جاوے پس ایک دو مثال پر صادق آنے سے ثبت مدعی گنگوہی مضر ہرگز نہین ہے جو کہا کہ قرون ثلاثہ مین شیوع ہوا تو
دلیل شرعی ہو ورنہ نہین جہالت صرف ہے قاعدہ العادة محکمة فقہا رکا مخصوص قرون ثلاثہ کا ساتھ ہونا کسی نے نہین بیان کیا ہے
اور اول ثبت حجیت تعامل و تعارف و استحسان عامہ ہین اونکی عموم کو مخصوص و مقید قرون ثلاثہ کرنا باطل ہے پس
بعد قرون ثلاثہ کے بہی شیوع ہو تب بہی حجت ہی یہ بیان گنگوہی کا باطل ہے اور یہ عبارات فقہا تعارف تعامل کے
بارہ مین کہ مذکور ہین جن سے واضح ہی کہ ایک زمانہ وایک مکان مین فقط تعامل پایا جاوے تب وہ مسئلہ حجت ہی کسی نے
ہمارے فقہا نا مدارا مین سے قید قرون ثلاثہ کی نہین لگائی اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ اور جو بعد قرون ثلاثہ کے
شیوع ہو تو شرط اوسکی یہ ہی کہ کوئی عالم بہی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکی خلاف نہو ایک
خوش سودا وہی ہے قرون ثلاثہ مین شیوع نہووے تو اوسکی دلیل شرعی ہونیکو ہی منع کر چکا ہی اور کہدیا دوسرا نہین
اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کو ہی دلیل بناتا ہی ایسے سودا وی مریض کا کیا ٹھکانا ہی بکتا ہی جنون کیا کیا کچہہ
کچہہ سمجہے خدا کرے کوئی ؛ ایسے شخص کے حال کے موافق ہے قرون ثلاثہ شیوع کے دلیل ہونیکے واسطے تعامل
بلا نکیر شرط قرار دیا تہا اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کے دلیل ہونیکے لئے ایک قید اور زیادہ کی کہ کوئی حجت
شرعیہ بہی اوسکے خلاف نہو یہ قید بعد قرون ثلاثہ کے شیوع مین معتبر کی ہے اس گنگوہی نے اسیواسطے بیان زیادہ
کی ہے اگر وہان بہی معتبر کرتا تو وہان بہی ذکر کرنا جب وہان نہین تو معلوم ہوا کہ وہان یہ قید اسکے نزدیک
معتبر نہین ہی اور وہان بہی معتبر کرتا تو شیوع زمانہ ثلاثہ و بعد قرون ثلاثہ مین فرق کوئی نہوتا اور گنگوہی کے
نزدیک فرق ہے اسواسطے وہان یہ قید یہان یہ قید معتبر اسکے نزدیک نہین ہی اب مسلمانونکو ذرا غور کرنا چاہئے کہ وہان یعنے
قرون ثلاثہ کے شیوع مین یہ قید معتبر نہوئی تو یہ اوس سے حاصل ہوا کہ قرون ثلاثہ کا شیوع خلاف کسی حجت
شرعیہ کے ہووے تو تب بہی وہ دلیل شرعی ہے اور حجت شرعیہ مین قرآن و احادیث مین بہی ہین پس قرآن
کے خلاف اور احادیث صحیحہ تحکمہ کے خلاف ہو تب بہی وہ شیوع دلیل شرعی ہے یہ کوئی احمق سن جنتق ہوگا وہ بہی نکہیگا
پس گنگوہی سفاہت استحال تقریر کا ٹہکانا ہی ایسے لغو و لچر واہی تقریر سے قرینہ اولی مولف انوار کا جوابدینے

پہنچ رہین جاتی روا پوشی ہے غیرت والی واسطے ایسے لوگون کو کیا پرواہ ہے ان تمام امور کے بعد ہم کہتے ہین کہ صاحب سیرت
شامی جس عادت کی جریان کا قیام میلاد کے بارہ مین ذکر کر رہا ہے کسطرح معلوم ہوا کہ امور عادت کے دلیل شرعی
ہونے کیواسطے فی الواقع ضرور ہین یا بزعم گنگوہی ضرور ہین کہ ایک عالم بھی خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعی
اسکے خلاف صاحب سیرت شامیہ کے نزدیک اونکے زمانہ مین یا اونکے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ مین اوس عادت
مین نہ تھی ان امور کا ان کے زمانہ مین فقدان کا گنگوہی مدعی ہے تو ثابت کرے ان امور کے فقدان کو ورنہ یہ
لغو ولچر تقریر مدعی مولف انوار کے لئے مضر نہیں ہے گنگوہی پران دو امر کا ثبوت ضرور تھا کہ جو کچھ گنگوہی نے
ذکر کیا ہے اوسکو کتاب کے حوالہ سے ثابت کرتا دوسرے فقدان ان امور کا عادت مین جسکا جریان شامی نے بیان
کیا ثابت کرتا جب یہ نہوا تو گنگوہی قرینہ اولی مولف انوار کا ہرگز نہین ہو سکتا ہے پس قرینہ صحیح و سالم وسالم رہے
اپنی حال پر باقی گنگوہی کو خسران نصیب ہے **گنگوہی** امام غزالی کے قول کا جواب کیا خوب فرماتے ہین صفحہ ۲۴۰
مین (اور احیاء العلوم مین خود بعد نفی کے یہی کہتا ہے اور بلاد کا جو بیان تعارف اعتبار کرتا ہے اسواسطے کہ اصل قیام
تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کردیا مگر فہم درکار ہے) **اقول** وباﷲ التوفیق یہی غرض
مولف انوار کی کہ جسطرح اصل قیام واسطے خادم کے درست ہے اصل قیام واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے درست ہے
اور شبہ تخصیص کا جسطرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کردیا ہے اسیطرح یہان قیام میلاد مین شبہ
تخصیص کا تعارف بلاد سے مرفوع ہے گنگوہی کو فہم درکار ہے فہم ہوتی تو مولف انوار کے تقریر کو سمجھتا اور جواز
قیام کو مان لیتا ہے اگر انصاف ہی ہوتا تعجب ہے فہمی و بے انصافی دونون کے لشکرون نے محاصرہ کر لیا ہے تو تسلیم
حق امر کو مہربانی کے کیا معنی ہین وحدیث مارآہ المسلمون کے معنے اور اسکا حجت ہونا مقام تھا ان ہم اوسکو
بیان کر چکے ہین یہان دوبارہ قول گنگوہی اس بارہ مین نقلکر کے جواب مذکور بالا اعادہ نہین کرتے ہین اوس
مقام مین دیکھکر منصف اطمینان کرے اور گنگوہی کے علم و فہم کا حال معلوم کرے **گنگوہی** قرینہ دوسرے مولف
انوار کو بیان کرنے کا جواب فرماتے ہین دو واضح ہو چکا کہ خلاف نص کے کثیر کیا تمام دنیا کا بھی تعارف معتبر نہین ہے اور سواد
اعظم سے مراد اہل سنت ہین اور جم غفیر کا قول جب معتمد ہوتا ہے کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہین لئے ہے تو اکثر کا قول
معتبر جانتے ہین اور نص ہوتی جو موافق نص کے ہے اگرچہ دو تین ہی ہون لاکھون کے مقابلہ مین تو یہ موسوم بجم غفیر
اور سواد اعظم ہوگا) **اقول** وباﷲ التوفیق پہلے واضح ہو چکنے کا حوالہ دیتا ہے منصفین کو معلوم ہو چکا ہے کہ پہلے
قول گنگوہی کا بطلان ظاہر ہو گیا ہے تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمین علماء کا ہے نہ کفار جہال کا پس تمام دنیا
مسلمین علماء کے تعارف کو غیر معتبر بتانا جہالت و سفاہت ظاہری تمام دنیا ان کے علماء کو مخالف نص زعم کرنا انکار

مضمون حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کا ہے اور مخالف آیت و یتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ کے ہے جس سے
عصمت اہل اجماع کا واضح ہے اور منافی عقل سلیم کے ہے کہ امت صالحہ کے تمام دنیا کے علما مسلمین مخالفت نص کے
کریں کوئی مدعی ایمان ایسا کلمہ منہ میں نہیں نکال سکتا ہے اہل بدعت ضلالت فقیہ ۲ الی ۲ کفر سے بلند ہیں بے
اس قول میں جو قباحتیں ہیں منصفین انکا بہیر واضح ہے کہ کسی آیت و حدیث کو اپنی زعم فاسد کے موافق کسی حکم کے نص
قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہی بکنا کہ بمقابلہ نص تمام دنیا کے علما کا قول بھی مقبول نہیں ہر فرقہ بدعیہ بک سکتا ہے
اور چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں لانا اور آنحضرت صلعم کے نبوت مخصوص ساتھ عرب کے ہونا بھی احمق کہہ سکتا ہے
چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ایسے قول سے ضلالت و کفر میں بڑہ سکتا ہے اور نصوص آیت احادیث سے پیش کیے جاویں ایسے
ایسے واہیات تاویلات رکیکہ جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا ہے فرقہ ضالہ و کافرہ
بھی کر کے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہے پس جو فساد اس قول گنگوہی میں ہے کہ تمام ضلالات و بعض
کفریات تک چڑہ جاوے دوسرے قول کا ایسا فساد نہیں ہے ایسے فاسد قول سے جواب قرینہ مؤلف انوار الجمع کون عاقل
گمان کر سکتا ہے ہان وہابیہ کہ شیخ کے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد سونا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہیں کہ
ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بتاویں اپنے زعم فاسد کے موافق اور اسکے معانی لیکر
خود اہل سنت بنا کر تمام علما جہان کے علما مسلمین خلاف کریں اور ان تمام کے مقابلہ میں وہ تین سواد اعظم
ہو جاویں اور یہ دو تین جم غفیر سواد اعظم ہو ویں یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہے اور بمقابلہ
لاکھوں کے دو تین سواد اعظم و جم غفیر قرار دینا سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ میں نہ شرعیہ
نہ عرفیہ فقط جہالت و ہذیان سے شرے ہوئی ہیں سواد اعظم کے معانی اوپر کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت
کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہو وے اسکو سواد اعظم کہتے ہیں اور شارع علیہ السلام کی مراد یہی جماعت اکثر مسلمان کے
جو اہل علم ہوں جنکے مقابلہ میں جماعت قلیلہ ہو مراد ہے وہ نہیں کہ اتباع سیر ونکا حکم فرمایا ہو اور جماعت قلیلہ
مخالفہ جو لسنے ہوانکے حق میں فرمایا ہے کہ وہ جسطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہوئے ہیں ایسے جدا کر کے نار میں
داخل کیئے جاوینگے مشکوۃ کے ترجمہ میں تحت حدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار کے
عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں سواد در اصل بمعنی سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکہ سیاہی لشکر
گویند کثرت و زیادت را و مراد خت و ترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علما بر آن جانب اند انتہی اس سے واضح ہے
کہ سواد کو معنے سیاہی کی ہیں سیاہی سے مراد کثرت دریافت ہوتی ہے سیاہی لشکر بولنے سے یہی
کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور بمعنے جمہور و اکثر از مردم کے ہے سواد کے معنے آتے ہیں مراد اس حدیث میں اکثر

علما ہین جب سواد کے معنے جمہور واکثر مردم کے ہوئے اور فقط اعظم کے ہونگے اور مفہوم ہے کہ صیغہ افضل التفضیل
کا ہو جسکے معنے یہ ہوئے ہین کہ یہ نسبت دوسرے چیز کی زیادت وعظمت اوسمین موجود ہووے جو باعلی زیادہ اکثر ہے
کہ اپنے مقابل ومخالف سے عدد مین اوسکو زیادت عظمت ہووے اور جب علما مراد ہوئی تو بالضرور یہی مراد ہوئے
وہ جماعت العلما کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت عدد ہووے کہ دوسری حدیث مین ہی وارد ہے قال
رسول الله صلی الله ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب
وعلیکم الجماعة والعامة رواہ احمد اس حدیث مین لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اسمین اشارہ اسکی ہی طرف
ہو کہ معتبر اتباع جمہور واکثر کے ہے اسلئے اتفاق کل کا جمیع احکام مین واقع نہین ہے بلکہ ممکن نہین ہے عامہ واکثر کے معنے
یہہ ہی جانتا ہی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عدد زائد ہووے تو وہ عامہ واکثر ہے اور جماعت کا اطلاق بہ نسبت
دوسری جماعت قلیلہ اس پر اولی واقدم ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اس حدیث کے تحت مین یہی
یہی وجمہور واکثر اعتبار ہونا لکہتے ہین برشما باد کہ لازم گیرید جماعت را واکثر را اشارت است بآنکہ معتبر اتباع
اکثر وجمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست انتہی پس دونین کو بمقابلہ اکے سواد جم
غفیر قرار دینا اور ایسے احادیث سے جنمین لفظ سواد اعظم وجماعت عامہ وارد ہوئی ہین لا کہونکی مخالفت کرنے لیئے
تحریف معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شارع علیہ السلام کے الیٹ ہی جو موجب ضلالت ہی اور مخالف عقل ونقل
وعرف کہ ہے کہ جہان بہی اس تحریف خندہ زن ہین یہ گنگوہی اسہی واسطے تحریف احادیث کے معنے کرتا ہے
کہ گروہ وہابیہ مخالف جمہور واکثر علما او سواد اعظم کے ہے اور مانند اوس بکری ناصاحب کے یعنے گلہ سے دور ہی ہوئے
کو ہے اور مثل بکری خاصہ ایک جانب مین پڑی ہوئی کے ہے اور بوکہا ٹہون پہاڑون جماعت اکثر علما سے دور ہوکر
جلنے والی ہے جو گرگ انسان یعنے شیطان جنگ مین آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اور سکو مصداق
ایسے اکاذیب بنجاوے اور اپنی شرمندگی بتاوے جہال وہابیہ کے روبرو اور اہل سنت تو گروہ وہابیہ کے ضلالت
سے خوب واقف ہین وہ اچہی طرح اسی گروہ کو جانتے ہین تو کبہی دہوکہ گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
نکہاوینگے اور ایسے لائق مضحکہ کے باتین گنگوہی کے دیکہکر کسطرح کوئی وہابیہ کو حق پر سجہا ویاد بت جانیگا
اور اکثر کے قولکو معتبر او سوقت کہنا کہ غیر یقین کے پاس کوئی دلیل نہو فقط رلئے ہو سراسر ناواقفی ہے غیر یقین
کے پاس دلیل نہونیکے معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ ادلہ اربعہ سے کوئی نہو تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ دلیل جناسی
کا ہی کسی کے پاس نہو اور دونون فریق مسائل شرعیہ مین اختلاف کرین اور بدون کسی دلیل شرعی کے جائز وناجائز بتاوین
اور اگر یہ معنے ہین کہ اگرچہ دلیل جناسی ہووے لکن ادلہ ثلاثہ آیت صریح وحدیث صریح واجماع نہووے اسوقت

اکثر کا قول معتبر ہے تو بہی وابیات ہی جس اختلاف مین ایک دوسرے کی کو ئی تضلیل نکرے اور بدعتی ایک
فریق دوسرے فریق کو نکہوے تو غیر اکثر کا قول کا بہی معتبر ہے چنانچہ بحاح حاشیہ ابن ماجہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے
اور مجمع البحار کے عبارت مین بہی یہ منقول ہوچکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت مین اور اتباع اکثر کی ہے
اوس حالین متعین کہ ایک فریق دوسرے کو جاہل بدعتی قرار دیوے جیسا کہ یہ منازعہ درمیان ہم اہل سنت
و جماعت و فرقہ وہابیہ کے ہے اور ایسے وقت مین ہی اکثر کا قول معتبر ہونیکے واسطے ادلہ ثلاثہ کا ہونا شرط نہین ہے
یہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے اگر دونون فریق ایسے حالت مین آیات قرآن پیش کرین یا احادیث تب ہی اعتبار
اکثر ہی کا ہے اور قول اکثر ہی حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت و حدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہین ہے
اور معانی و مطالب آیات و احادیث جو فریق دے رہا ہے جو خلاف قول جمہور کے ہین فی الواقع وہ نہین ہین بہت جگہ
مابین اہل سنت و روافض کے منازع ہے اور دونونکے پاس آیت قرآن موجود ہے وہان اہل سنت و جماعت کے
ہی قول کا جو سواد اعظم و اکثر یہ نسبت علماء ان فرقونکے ہین چنانچہ اوپر حاشیہ ابن ماجہ سے گذر چکا ہے کہ باوجودیکہ فرقون
بدعیہ کے عدد و بہتر ہین تب ہی علماء اہل سنت کے دسوین حصہ کو بہی نہین پہونچتے ہین معتبر و واجب الاتباع ہی پس
ادلہ ثلاثہ کا ہونا اعتبار اکثر کیواسطے کرنا ہی جہالت صریحہ ہے یہ قول ہی گنگوہی کا جہالت پر مبنی ہے او قطع نظر
اسکے ہم کہتے ہین کہ کسطرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول مین جو یہ قرینہ دوسرا اکثر کا بدعت حسنہ ہونیکا قیام کا
موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی کے وہ کثیر ہین جنکی خبر نا ابکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے نزدیک موجود نہین تہے
اسیخ ہذیان قائم کرنا ضرور تہا کہ شامی کے نزدیک ان کثیر کی عادت کا اعتبار نہین ہے جب تک اس پر برہان قائم
نہوگی یہ قرینہ باقی اسکا اور اس لغو لچر تقریر سے یہ ثابت ہرگز نہوا کہ شامی کے کثیرین غیر معتبر ہین پس جواب مولف
انوار کا گنگوہی کے قبل سو ہرگز منصوبہ متخیل نہین معلوم نہین بقدر فہمی گنگوہی مین کہان سے آگئی ہین اتنا خیال نہین
کہ ان تقریر کو جواب سے کیا علاقہ ہے پس اس قول کا بہی ہذیان ہونا ظاہر ہوگیا اور تیسرے قرینہ کے جواب
مین جو کچھ گنگوہی کا ہذیان ہی جاننا چاہیئے چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتی ہین اگرچہ کسی امر بدعت بعد
مذموم کو مجیبین بہی کرین وہ بہی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت لا اصل لہا کہدیا تو کسطرح جائز ہوگیا
اور فعل مجیبین کا حجت ٹہر گیا مجیبین سے خطا کا کوئی امر سرزد ہوتا ہے پس وہ خطا صواب نہین بن جاتی صحابہ سے
لیکر آجتک یہ تعامل ہے مگر مولف کا یہ عقیدہ کہ محب سے خطا بہی بدعت نہین ہوتی مردود ہی نصوص قطعیہ سے
صحیح ہو کر بدعت اور امر مذموم مجیبین کے کرنے سے بدعت رہتی ہین لکن اسکو اس محل مین ذکر کرنا لغو و بیفائدہ
کلام تو قیام بدعت مذمومہ کے ہونے مین ہی بدعت و مذموم ہونا اہل سنت و جماعت مولف انوار وغیرہ قیام

کاکب تسلیم کرتے ہیں اور کونسی دلیل قابل قبول سے گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی نے ثابت کردیا ہے قیام مذکور بدعت
مذموم ہونا بس جو چیز مسلمات خصم گنگوہی سے ہی اور نہ خصم پر دلیل قابل قبول ہے اوس چیز کو لازم کردینا ہے اور
خصم اوسکا منکر ہے اوسکو معرض استدلال میں خصم کے لانا اور اوس سے قرینہ تعیین کیو اوٹھانا سراسر سفاہت وہذیان
صرف ہے اور علی ہذا القیاس قول شامی لا اصل لہا کو خصم اوس سے بدعت سیئہ کا لازم آنا تسلیم نہیں کرتا ہے اور گنگوہی
اور نہ یہ مراد شامی کی ہونا مانتا ہے اور گنگوہی نے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کردیا کہ مراد شامی کی اس سے بدعت
سیئہ ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اسپر لایا اور نہ بدعت لا اصل لہا کو سیئہ کا لازم ہونا کسی محقق کے قول سے
ثابت کیا خود ادعا محض کہا کہ بدعت کے ساتھ لا اصل لہا بھی ہو وے بدعت سیئہ ہی مراد ہوتی ہے اسی ادعا و مولف انوار
... مراد اوسکی سلمان کیونکر بدون نقل معتبر کے قبول کرینگے اور لا اصل لہا قول شامی سے ثبوت بدعت سیئہ اپنی زعم
میں سمجھکے بمقابلہ منکر و خصم اپنے کے پیش کرنا مخالف داب مناظرہ کو ہے مناظرہ کا کوئی رسالہ اردو ہی اس نے دیکھا
تو نہیں ہرگز اور نہ ایسے اقوال و افعال اوس سے صادر ہوتے کیا تعجب گنگوہی سے ہے کہ داب مناظرہ کو محفوظ رکھنا بدعت
سیئہ اور شرک خیال کرتا ہو وے اسی لئے محفوظ نہیں رکھتا ہے جب سے خطا ہوئی ہو اوسکا مرتکب ہو بدعت وغیرہ بتلاوے ... تو
اوسکا انکار کب مولف انوار نے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کونسے الفاظ مولف انوار کے سے ثابت ہوتا ہے کہ مجیب سے خطا بھی بدعت
نہیں ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اسپر دال نہیں ہے ان اپنی ذہن میں گنگوہی مانند اثبات اغوال کے اوسکو
اختراع کرکے اوس سے یہ ثابت کیا اور مولف پر بہتان لگایا مولف انوار نے تو قرینہ تیسرا یہی اون مجیبین کا ذکر کیا ہے
ہنگام جریان عادت کا قیام میلاد شریف کے واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے محمد شامی رح نے بیان کی ہے اور ایسے
مجیبین کثیر جم غفیر اہل دین کے سے ارتکاب بدعت سیئہ کا مولف انوار و دیگر منصفین تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ایسے جماعت
کثیرہ کا تعامل و عادت کا حجت اور جمہور و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اور بہ تصریح شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ سے بیچ بیان
معنے حدیث کے ثابت ہوگیا مولف انوار کیا کہتا ہے اور گنگوہی کیا بہتان لگاتا ہے مولف مجیبین سے جو کثیر ہیں بدعت
سیئہ کا ارتکاب ہونا لکھا ہے اور گنگوہی نے فقط ایک مفرد مجیب لیکر مولف پر بہتان لگایا معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی
کو ابھی تک اتنی خبر نہیں کہ مفرد کا اور حکم ہے اور جماعت کا اور حکم ہے بچہ بھی جانتا ہے کہ ایک بال سے ایک لوٹی
نہیں کھینچ سکتا ہے اور ایک جماعت بالوں کی مجتمع ہوجاوے تو اوس سے ایک ہاتھی بھی کھنچ سکتا ہے اور گھوڑا اونٹ اس سے
بندہ منشی تو خود محدث مشہور کیا تھا آپ کیا کہتا ہے کہ حدیث آحاد اور متواتر کا حکم ایک قوت میں نہیں ہے اور ید اللہ
فوق الجماعۃ حدیث آنحضرت صلعم کی اب تو عقیدہ مولف کا نصوص قطعیہ سے مردود ہے یا گنگوہی کا حکم مفرد
و جماعت کا ایکہی جانتا ہے اگر ایک ہی نہیں ... انکار ہے تو کیوں مولف کے قول میں تبدیل و تغیر کی مولف نے

محبین و کثیر لکہا تہا گنگوہی نے محبت کا لفظ جو بہتر دے لیا گیا ایسے تغیر و تبدیل کر دینا اور کسی نے کچھہ کہا ہو کچھ
اور کچھہ اوس پر لگا دینا گنگوہی کے عقیدہ مین درست ہے اور یہ عقیدہ کیا نصوص قطعیہ سے مردود نہین ہے عقیدہ
نصوص قطعیہ سے مردود گنگوہی کا ہے اور یہ بہتان مولف پر لگاتا ہے بہر حال ہم کہتے ہین کہ شامی کے قول مین محبین
واقع ہین یہ کسطرح معلوم ہوا کہ شامی کے نزدیک ایسے محبین ہین کہ اونکا فعل محبت نہین ہے جبتک یہ
ثابت نہ ہوئے تو قرینہ میسر نکار قنفاع جو علامت بدعت حسنہ ہونیکی ہے نہین ہو سکتا ہے اور بدعت سیئہ
مراد شامی کے ہونا جو لفظ بدعت لا اصل لہا گنگوہی مدعو کے حمقاء ثابت کرتے ہین باوجود احتمال عدم
اس مراد کے بنا بر قرینہ مذکور کے ثابت ہو سکتا ہے جائز ہے کہ شامی نے جو ایسے الفاظ بولے ہین تو اسیواسطے
بولے ہون کہ انکے نزدیک یہی مراد ہووے جو مولف انوار کا بیان ہے کہ تا نع ہو جاوین بدعت سیئہ مراد لینے سے اس
جواز کے رفع پر براہین والے بیہ قائم کرین پہر مراد شامی کے بدعت لا اصل لہا سے سیئہ ہوتی نام لیوین اور بدون
اسکی جہالت صرف ہے و ہذیان محض ہے جو تمہے قرینہ مین جو ہذیان گنگوہی کا ہے اوسکو سننا چاہئے کہ تاہم
تعظیم قابل اعتبار کے وہ ہے کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ہو ورنہ مردود ہووینگی اگرچہ حب فخر عالم مین کرین نہ غرض تعظیم
وحب فخر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرتفع ہونا حضرت معاذ صحابی نے محض حب و تعظیم فخر عالم کی وجہ سے
سجدہ آپکو کرنیکے اجازت چاہی آپنے رد کر دیا اور بہت دلائل اسکے احادیث مین موجود ہین پس یہ قرینہ محض
خطا و اضلال ہے البتہ شبہ تعظیم موافق قواعد شرعیہ جو ہووے جائز ہے لیکن اس محل مین مخالفت کہان ہے اور
کونسا قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواز پر دال ہے جو کچھہ گنگوہی نے اوپر ہذیانات بیان کئے ہین سب کا
ان تمام بطلان ظاہر ہوگیا اور ہذیان ہونا کہلگیا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ العادۃ محکمۃ و استحسان حسن
تعامل علماء ثبوت ہوگیا اور محققین کے عبارات صریحہ اس قیام میلاد کے بارہ مین کہ مستحسن علما و فضلاء ہے
الحمد کا ہی اوپر گذر چکین ہین یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جواز قیام میلاد مین تمام امور سے قطع نظر کر کے اور تمہین
جیساکے یہ لغو تقریر کرنا شروع کر دی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی نے کرنا چاہا تہا آنحضرت صلعم نے منع کر دیا
اوس سے اور اس قیام سے کچھہ علاقہ نہین ہے سجدہ تعظیم منسوخیت پر حدیث صحیح وارد ہے اور اجماع تمام امت کا
اسکی منسوخیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استحسان پر ائمہ مسلمین و علماء معتبرین کا ہونا واضح ہو چکا ہے
عبارات مذکورہ بالا سے اوس پر اسکو قیاس کرنا محض جہالت و ایسا قیاس ہے جیساکہ سجدہ مامور بہا آدم
علیہ السلام کی سے عزازیل قیاس کر کے انکار کیا تہا ایسے تقریر سے قیام میلاد شریف رد ہو جاوے
تو ہر تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ تقریر گنگوہی کی کر سکے اور امور مجوزہ اس تعظیم سے اعراض و اغماض کر کے باطل

ہو جاویگا اور کہدیا جاویگا کہ تعظیم وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعیہ ہووے اور وہی مثال الا وہ سجدہ معاذ اللہ کوئی پیش
کر دیجاویگی سب تمام تعظیمات آنحضرت صلعم باطل ہو جاوینگی اس سے بڑھکر فساد کی بات کونسی ہے اگر گنگوہی انکی
تعظیمات کے دلائل مجوزہ پیش کرے اور کہے یہ تقریر جو بیان قیام ہمنے جاری کی ہے وہاں جاری نہیں ہے یہ
اور جواز کے موجود ہیں اور یہ تقریر وہاں جاری ہوتی ہے جہاں اور جواز کے موجود نہوں تو یہی جواب ہماری طرف
سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اور بھی موجود ہیں استحسان و تعامل و عادت کثیر محبین کا اسپر جاری ہونا اور سواد
اعظم علما کا اسکو مستحسن جاننا اور تمام بلاد اسلام میں مشرق سے مغرب ہونا یہ تمام اور جواز کے ہیں اور اسکا بہنے تعامل
اور اتباع اکثر معتبر ہونا اور حق عبارات علما و فضلا معلوم ہو چکا ہے ان امور کے اولہ شرعیہ ہونیکا مکابرہ صرف
و عناد محض ہے پس یہ تعظیم بھی مانند دیگر تعظیمات اوروں سے ثابت ہوئی اور اس تقریر گنگوہی کا جاری نہونا واضح ہوا
اور اسیے قول گنگوہی کا ہذیان ہونا بھی معلوم ہو گیا اور کلام تو اسمین ہے کہ محتمل ہے کہ شامی نے اس لفظ فعظیما لا اسی
واسطے ذکر کیا ہووے کہ دلیل جواز مباح اوسکی رائے میں ہووے اور بدعت لا اصل لہا سے کوئی احمق عجب
نہ سمجھ جاوے اس احتمال کے رفع پر برہان قاطع و دلیل ساطع کوئی گنگوہی نے بیان کی ہوتی او سوقت بدعت لا
اصل لہا سے بدعت سیئہ مراد ہونا منہ سے نکالا ہوتا اور یہ جو گنگوہی نے کہا کسی دوسرے وہابی نے کہا نہیں پھر کیونکر
سر بوسیہ ہونا زبان سے نکالدیا اور اس تقریر گنگوہی نے اس امر کو کہاں ثابت کیا پس رفع قرینہ ہرگز نہوا اور قرینہ کو
محض اضلال قرار دینا خود گمراہ و خاطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکورہ بیان تعظیم آنحضرت صلعم کا ہے اور تعظیم آنحضرت صلعم
کی یہ ایسی ہے جسکو محققین مستحسن فرماتے ہیں اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکو نیک جانتے ہیں اور کرتے ہیں پس اس تعظیم کو
خطا و اضلال بتانا تمام جہان کے علماء صالحین کو مضل و خاطی کہنا خود ضال و مضل و خاطی بننا ہے اور ہمارا
حضرت کی تعظیم کو ایسا کہنا بے ادبی ساتھ آنحضرت صلعم کے ہے فحال القائل کما ترے سے مولف انوار نے کہا تھا اور
یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہونگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم شرع میں مطلوب ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ
بہ نیت ادب کھڑا ہونا مقید بتعظیم ہے یا نہیں پھر جبکہ قیام اوسکا مبنی ہوا تعظیم پر تو بالضرور مستحب اور مستحسن ہو گیا گنگوہی
صاحب فرماتے ہیں اسکے جواب میں کہ تو کلمہ محض عجیب اندر رو ہیگا ہے کہ تمام عالم کے طرف سے اس علم میں مولف کو تفرد
ہے خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی مجیب ہے اور جواب قیام تعظیم کے جواز اور اوس قیام خاص کے عدم جواز کا خوب محقق ہو چکا
سو یہ قیاس مولف کا فاسد ہے کیا حاجت اعادہ جواب کے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق عجب جہالت ہے کہ اس کلام کو
کلمہ عجیب اندر رو ہیگا ہے گنگوہی لکھا او فی عقل والا ہو ہرگز اسکو کلمہ عجیب کا نہیں کہسکتا ہے کہ علماء و فضلاء کامل عقل والے یہ گنگوہی
تو خواہ مخواہ نفسانیت و حسد سے مولف انوار پر بیجا بہتان لگاتا ہے اسکو خدا کا خوف ہی نہیں حیا و شرم بھی نہیں ہے

جو ایسے واہیات باتین کرتا ہو یہ نہین جانتا کہ کوئی اردو دان بھی اسکا ایسے اقوال دیکھیگا تو بے ساختہ گنگوہی
کو نادان و حاسد و باغض کہہ اٹھیگا کون سے زبان کے محاورہ مین اس کلام مولف انوار سے تمام عالم کی
علم متردد ہونا معلوم ہوتا ہی اس عبارت مین تو کوئی کلمہ دال تردد و عدم قطع پر نہین ہے دجانتے ہونگے کہ لفظ مستلزم ہوا تردد
کو یہ مسلم نہین ہے کبھی قطعی و یقینی امر مین بھی یہ لفظ بولدیا جاتا ہی چنانچہ اہل لسان واقف ہین اگر بالفرض
والتقدیر علم مین تردد ہونے پر بھی دلالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے لفظا ہر تب بھی ایسا کلمہ جو
عدم جزم اوسکی اصل ہے مقطوع یقینی پر واسطے اغراض متعددہ کے کہدیا جاتا ہی چنانچہ اصل لفظ ان شرطیہ
کو عدم جزم ہے ساتھ وقوع شرط کے فی تلخیص المفتاح فان واذا للشرط فی الاستقبال لکن اصل ان عدم
الجزم بوقوع الشرط انتہی لکن کبھی واسطے تجاہل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے یا واسطے تنزیل مخاطب کے
بمنزل جاہل تحقیق علم کے وغیرہ من الاغراض جزم و یقین کے محلین مستعمل ہوتا ہی وفی ذلک الکتاب وقد یستعمل
ان فی الجزم تجاهلا او لعدم جزم المخاطب کقولک لمن یکذبک ان صدقت فماذا تفعل او تنزیله
منزلة الجاهل لمخالفته مقتضى العلم او التوبیخ وتصویر ان المقام لاشتماله على ما یقلع الشرط عن اصله لا
یصلح الا لفرضه کما یفرض المحال نحو افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین او تغلیب غیر المتصف
به على المتصف وقوله تعالى وان کنتم فی ریب مما نزلنا على عبدنا یحتملهما والتغلیب باب واسع یجری
فی فنون کقوله تعالى وکانت من القانتین وقوله تعالى بل انتم قوم تجهلون ومنه ابوان ونحوه انتهى ان جو
مذکور مین سے بعض وجوہ اس محل مین مستقیم ہو سکتی ہین پس اگر مولف انوار نے بالفرض والتقدیر لفظ تردد و عدم
جزم کو ہی کہا ہو تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام مین وہابیہ کو بھی داخل کیا ہووے اور کلام تعظیم قیام میلاد شریف
مین ہو اور وہابیہ قیام تعظیم میلاد شریف کے تو منکر ہی ہین پس وہابیہ کا تعظیم کو مطلوب شرع لین جاننا چونکہ یقینی
نہین ہے متردد ہے تغلیبا اوروں کو بھی وہابیہ کے حکم مین داخل کرکے کلمہ تردد کا داخل کردیا یا یہ کہ وہابیہ موقف
انوار کو باوجودیکہ قیام کی تعظیم کی مطلوب شرعی ہونے مین مولف سچا ہی سچا نہین جانتے ہین اور وہابیہ کو اس بارہ مین جزم
نہین ہے اور مخاطب مولف انوار کے وہابیہ ہی ہین پس بنابر عدم جزم وہابیہ اس امر مین کلمہ تردد مولف نے داخل کیا
کہ جب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہونگے الخ تو ہم وہابیہ کیا کروگے اور یہ حجت ہماری تم پر قائم ہوگی تو
تمہارا کیا جواب ہوگا چند وجوہ درستی کلام مولف کے موجود ہین واقف پر ظاہر ہے گنگوہی تعصب و حسد و بغض
یا بے علمی سے کہ اردو عبارت کے فہم بھی اوسکو نہین ایسا مولف انوار کہتا ہی اب پانچوین قرینہ کے بارہ مین جو بندہ نا
گنگوہی کا ہی جاننا چاہئے گنگوہی صاحب فرماتے ہین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کونسا کلمہ تحقیر کا ہوگا

کو خود

کہ خود مخبر عالم فرماتے ہیں کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور شامی کا تعبیر کرنا اس قیام کو بلفظ محسنین
یا بوجہ دعوے انکی کے بے باو اقفی یا حسن ظن سے انکو محبب جانتا ہو اور خطا سے مبتلا اس فعل کا سمجھتا ہو یہ
قرینہ محض سوفہم ہے **اقول** وباللہ التوفیق لفظ بدعت لا اصل لہا کو کلمہ ہجو ابھی بنا بر گنگوہی قرار دیتا ہے کہ اسکو
مستلزم بدعت سیئہ کا ہونا زعم کرتا ہے اپنے زعم فاسد میں اور یہ اول ہی مرحلہ ہے کہ اسکو یہ گنگوہی طے نکر سکا ہے اور استلزام
مذکور نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہے اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہے ایسی دعوی بلا دلیل ہے یہ زعم استلزام مذکور کا
کرتا ہے اور اس استلزام کے رفع پر بالعرباجلی صوت ندا کرتا ہے کہ نور الدین حلبی صاحب سیرت شمس محمد شامی کے
ابو نصر عبد الوہاب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت میں بدعۃ حسنۃ لکھتے ہیں پس لفظ بدعت لا اصل لہا
مستلزم بدعت کو علماء کے نزدیک ہوتا تو اسکو یعنے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ نہ کیونکر علماء محمول کرتے
پس استلزام کا ادعا باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیئہ لازم نہوئی تو اسکو کلمہ ہجو بتانا نہایت درجہ
سوفہمی ہے اور دعوے تو یہ کیا گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کوئی کلمہ ہجو کا نہیں اور
اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت صلعم کا کل بدعۃ ضلالۃ الخ پیش کیا یہ مدعی گنگوہی کہاں وال اور اس کلمہ زیادہ بڑھکر ہجو
کیواسطے ہونا کہاں ثابت ہوا دعوے کچھ دلیل کچھ اگر یہ مراد گنگوہی لیوے کہ بدعۃ لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت ہے
اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہے جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہاں جو بدعت مذکور وہ بھی ضلالت
ہوئی بایں معنی یہ کلمہ ہجو ہوا تو جواب یہ ہے کہ مبنی اس مراد کا بھی جہالت صرف ہے اوپر عبارات علماء حسن المقصد
میں گذر چکا ہے کہ علماء فقہا یہانتک امام شافعی بھی بدعت کے دو قسم ہونیکے قائل ہیں ایک مذموم دوسرے غیر مذموم
اور بدعت کو منقسم پانچ قسم پر کیا ہے علماء نے واجب مستحب مباح حرام مکروہ کر کے پس ہر بدعت ضلالت نہوئی اور اس حدیث
کل بدعۃ ضلالۃ کو عام مخصوص البعض شراح حدیث نے لکھا ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم کی کتاب الجمعۃ
تحت خطبۂ آنحضرت صلعم مطبوعہ ہند صفحہ ۲۸۵ میں فرماتے ہیں قولہ وکل بدعۃ ضلالۃ ھذا عام مخصوص
والمراد غالب البدع قال اھل اللغۃ کل شیء عمل علی غیر مثال سابق قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام
واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروھۃ ومباحۃ فمن الواجبۃ نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ و
المبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبۃ تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح
التبسط فی الوان الاطعمۃ وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاہران وقد اوضحت المسئلۃ بادلتہا المبسوطۃ
فی تہذیب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذکرتہ علم ان الحدیث من العام المخصوص کذا ما اشبہہ
من الاحادیث الواردۃ ویؤید ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ

ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قوله کل بدعة مؤکدا بکل بل یدخل التخصیص مع ذلك کقوله
تعالی تدمر کل شیء انتہی اس عبارت امام نووی سے واضح ہے کہ حدیث کل بدعة ضلالة مخصوص البعض ہے
پس ہر بدعت لا اصل لہا کو شامل ہونا لازم نہیں ہے پس انجو کا کلمہ ہونا لازم نہیں آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس
حدیث سے کچھ ثابت نہوا بے محل حدیث نبوی صلعم کو اس گنگوہی نے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام
بلفظ محبین بوجہ دعوی انکے جو ہوتا ہے تو اوس سے بھی بطلی گنگوہی کی ثابت ہے اسلئے کہ بوجہ دعوے انکے محبین کہنا ہوتا
تو یہ مطلب ہوتا کہ محبین میں سے وہ قیام کرنے والی نہیں لیکن بتکلف خودکو اہل حب ظاہر کرتے ہیں تو اسحالت میں شامی
اونکو بلفظ مستحبین جو مشتق تحبب سے ہے تعبیر کرتا محاورہ یہی ہے کہ ایسے کو بلفظ مشتق تفعل جیسے جو دال بتکلف ہے ہی تعبیر کیا
کرتے ہیں چنانچہ جو خود صوفی بخلاف ظاہر کرے اور فی الواقع صوفی نہو اور جو کوئی خودکو فقیہ ظاہر کرے اور فی الواقع فقیہ
نہو لفظ متصوف و متفقہ کے لفظ سے اوسکو بیان کرتے ہیں پس انکے دعوی کے سبب سے محبین کہنا شامی ہرگز مسلم
نہیں ہے ہاں واقعی انکو محبین جاننا شامی مسلم اور اس ظن ہی ہو سکتا ہے لیکن خطا سے اس فعلکو کرنا اون محبین کا شامی کے
کسی لفظ سے مفہوم نہیں ہے یہ زعم فاسد و توہم کاسد گنگوہی کا ہے کہ تقول کرتا ہے کہ شامی خطا سے مثلا اس فعل کا اونکو
سمجھتا ہے بطلان اس تقریر گنگوہی کا واضح ہو گیا اور اس قول کا بھی ہذیان ہونا لائح ہو گیا پس یہ قول گنگوہی سو یہ قرینے
محض سوفہم ہے اسی ہذیان پر مبنی ہے پس بنا فاسد علی الفاسد و سوفہم گنگوہی پر بخوبی دال ہے مولف انوار
پر سوفہم کا صراحتہ بہتان ہے پانچون قرائن بیان کیئے ہوئے مولف انوار صحیح و سالم و سواس گنگوہی سے رہے اور
اور کسی ہذیان گنگوہی نے اونکو کچھ نقصان نہ پہونچایا اور گنگوہی نے ہر طرح خسران پایا اسکے آگے جو صفحہ ۲۰ میں
گنگوہی سب قرائن مولف کو جہل و سوفہم بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ بدعت لا اصل لہا کو جسنے تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک
بدعت سیئہ کہے ہوتی ہیں اور مولف انوار کو مادہ علمی سمجھنے کلام علما اور دیانت نقل سے ہمارے بتاتا ہے اور خائن کہتا ہے
اور روایت رد محتار کے احتقاء کا بہتان لگاتا ہے اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق میں مولف بدزبانی کر نیوالا قرار
دیتا ہے اور آیت ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا مولف کے حق میں پڑھتا ہے سراسر جہالت
و ناموانی گنگوہی کی ہے قرائن کا حال تو بخوبی معلوم ہوگا اونمیں گنجائش کسیے دیندار عاقل کو چون و چرا کیکے نہیں
اور سفہا و حمقا و بے دین تو کلام خدا و رسول میں بھی گفتگو کرتے ہیں کسی بیدین کی گفتگو واہی تباہی سے حق مرتفع
نہیں ہوتا ہے اور آفتاب پر خاک نہیں پڑتی ہے کسی کسی کوتاہی سے اور قرائن کے دفع کیواسطے بہت ہی کچھ ہاتھ پاؤن گنگوہی
مارے سوائے خسران کچھ اسکے ہاتھ نہ آیا اپنی بے حیائی سے کچھ کیا کرے کیا ہوتا ہے وہ قرائن حقہ مانند آفتاب روشن
نور افشان ہیں منکر کے جہل کو لوگوں پر جو منصفین ہیں ظاہر کر رہے ہیں ایک اہل علم و دیانت کے قول کو بھی

گنگوہی نے ثابت نکیا کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے بدعت سیئہ کے ہیں اور یہاں موافق عادت قدیمہ کے جھوٹ بولدیا
کہ تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک معنی بدعۃ لا اصل لہا کے بدعت سیئہ کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہے تمام
اہل علم و دیانت میں کی نور الدین حلبی و صاحب سیرت شمس شامی و والد محمد شامی بھی تو ہیں وہ تو اسہی قول سیرت
شامی کے تفسیر ساتھ بدعت حسنہ کے کرتے ہیں چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کیا تمام گنگوہی کے نزدیک نور الدین حلبی و صاحب
سیرت شمس و ابو نصر والد محمد شامی اہل علم و دیانت میں سے نہیں ہیں پھر کیوں تمام علما و مستندین کیطرف نسبت
کرتا ہے کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے اونکے نزدیک بدعت سیئہ کے ہیں کچھ بھی شرم و غیرت تھی تو دو چار علما بلکہ ایک
دو ہی محققین کے اقوال نقلکر دئے ہوتے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا بدون نقل جھوٹا نام لیدینے میں شرم
و حیا نہیں خود کا مادہ وہاں سے یہاں اس رسالہ سے واضح ہے و دیانت امانت لائق ہے کہ ایک قول بھی صحیح نکیا
اور صدہا جگہ غلط مراد کلام علماء کے و احادیث و آیات کے بیان کی اور خیانت عبارت تلویح و توضیح مسئلہ
اجماع کے بارہ میں کی اور حدیث میں لفظ خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ میں زیادہ کر دیا اور حوالہ بخاری و مسلم
کا دیدیا اور والعاملین علیہا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہان کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
مقابلہ میں کیا ابلہ فریبیاں کیں اور چھوٹا منہ بڑی بات اونکے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بتایا اور صراحتہ
ملا علی قاری و ابن حجر و ابن جزری و سخاوی وغیرہم علماء کے اقوال غیر معتبر بتایا فقط فاکہانی کے قول ساقط و بلا دلیل
کو جو اپنے سوائے نفسانی کے محقق پایا اوسکو معتبر و قوی ٹھرایا اور صراحتہ کہا کہ گنگوہی کو کروڑوں علماء کا تعامل بھی معتبر
نہیں ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتا ہے اور اپنے افعال قبیحہ خیانت و بد
دیانتی و بد زبانی و بد لگامی نہیں جانتا ہے اور جم غفیر و سواد اعظم کے عمل کو ضلالت بتاتا ہے اور کذب باریتعالی کے
امکان کی طرفداری کرتا ہے اور بالامکان خدا تعالی کو کاذب گویا کہتا ہے اور انکار ایک رکعت وتر سے ایمان کا ٹھکانا
نہونا رقم کرتا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضو و امام ابی حنیفہ و امام حسن بصری و تمام علماء و فضلاء و ائمہ و
مشائخ و فقہاء حنفیہ کسی کے ایمان کا ٹھکانا نہووے اسلئے کہ یہ تمام حضرات انکار ایک رکعت وتر کا کرتے ہیں اوسکو
گمراہی خود کی خیال نہیں کرتا ہے اور مولف انوار جو بات حق کہہ رہا ہے اور جو مسلک جمہور علماء کا ہے بحوالہ کتب ثابت کر
رہا ہے اور اس کو ہی خیانت و بددیانتی لکی اور کے حقمین بد زبانی اوسکو کرنا منظور نہیں ہے فقط اظہار منظور ہے
اوسکے حق ایسے واہیات و خرافات زبان و قلم سے نکالتا ہے اور مولوی احمد علی سہارنپوری کو تو مولف انوار نے
میلاد شریف و قیام نہیں جانتا ہے بلکہ اوسکا عمل اوسی رسالہ میں ثابت کیا ہے مولف نے چنانچہ اوپر گذرا ہے خود گنگوہی
صفحہ ۱۴۹ براہین میں لکھتا ہے لہذا مولف نے جواب لکھنا شروع کیا ہے اور حاشیہ پر مولوی صاحب کے نسبت شرکت

مجلس مروجہ اور قیام کے نسبت اونکی تکذیب اسکی کہ یہ فتوی اونکا ہے اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کے لکھنا انکا
جواب بجز اوسکے نہین ہے دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولف انوار مولوی
احمد علی کو منکر میلاد نہین جانتا ہے اور یہ فتوے مولوی احمد علی کا جو بعد وفات اونکی وہابیہ نے طبع کرایا ہے انکار
میلاد و قیام مین جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہے اوسکو وہ مولوی احمد علی کا نہین مانتا ہے پس جبکہ
فتوی مولف انوار مولوی احمد علی کا نہین جانتا ہے تو اوس فتوے پر کلام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
علی کے اقوال پر کیونکر کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کسطرح ہوا پس یہ جہالت
و نادانی صرف ہے جو گنگوہی مولف انوار کا بدزبانی کرنا مولوی احمد علی کے حق مین بتاتا ہے اب مصنفین جانلین
کہ جہالت و ضلالت کسکی ہے اور جو آیت مولف کے حق مین گنگوہی نے لکھی ہے اوسکا سزاوار گنگوہی ہے نہ
مولف انوار اور یہ ہم نقل کر چکے ہین کہ خوارج کو ابن عمر رضہ اسلیے بدترین خلایق جانتے آیات منزلہ حقوق کفار
مین مسلمانون کے حق مین قرار دیتے ہین یہ آیت خاص کفار کے حق مین ہے چنانچہ تفاسیر مین یہ روشن ہے مولف مسلمان
اہل سنت و جماعت کے حق مین اس آیت کا پڑھنا وہی شیخ خوارج کا ہے اور وہابیہ کے بعض اقوال موجب کفر ہی
ہین چنانچہ امکان کذب کا قائل ہونا بھی ایسا ہی ہے پس وہابیہ کے حق مین ہی پڑھنا اس آیت کا مستقیم ہو سکتا
ہے نہ کسی مسلمان کے حق مین **مولف** انوار نے علامہ نور الدین حلبی و سیرۃ الشمس سے ثابت کیا تھا قول محمد شامی
کا تفسیر کرنا ساتھ بدعت حسنہ کے تو اوسکے جواب مین **گنگوہی** صفحہ ۱۲۲ مین اپنی فکر غیر مستقیم کی موافق اس قول
حلبی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکھا ہے ای لکنہا بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ
رد قرار دیتا ہے کہ حلبی سیرت شمس کا قول رد و تعاقب کیواسطے لایا ہے کہ بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے اور لا اصل لہ پر
تعاقب کرتا ہے پس حلبی و صاحب سیرت شمس قیام کو بدعت اور شامی سیئہ کہتا ہے اور گنگوہی اپنی بے علمی سے یہ
کہتا ہے یہ قول شرح کے مراد سے نہین کیونکہ لکن لفظ شرح کیواسطے نہین ہے اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح
حلبی سیرت کے عبارتکی نقلکرنا با انضمام ہے کہ وہ بمنزل تفسیر کے واقع ہوجاتا ہے پھر گنگوہی عجیب شخص ہین کہ شامی کا قول
منصوص ہے مخالفت کسیکی اوسکو مضر نہین مگر تاویل حلبی کی یہ ہے کہ وہ مطلق کے فرد کے وجہ سے قیام کرتے تھے تعظیم
مطلق کا وجہ اس قیام مین نہ تھا اور عوام کا اندیشہ تھا لہذا جائز جانتے تھے اب وہ امر نہین پایا گیا لہذا مکروہ ہوا اور جواب توارث ائمہ و علماء
عرب و مصر و غیرہا کا جو عبد اللہ سراج اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سراج کے فتوی سے نقلکیا حیدر بار پہلے
گذرا **اقول** و باللہ التوفیق معنے ظاہر تھا اور جو بدون قرینہ کے فہم مین آتے ہین وہ یہی ہین کہ قول حلبی از سیرت
شمس شرح قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان رد کا موجود نہین ہے جس سے رد قرار دیا جاوے معنے متبادر غیر متبادر

محتاج الی القرینہ کیطرف جانا بدون تعذر معنی قیام و ربلا وجود قرینہ غیر متبادر کے سراسر غلطی ہے اور تعاقب مراد
لینا اور حلبی و صاحب سیرت شمس کو قائل بدعت حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا تکلف بارد ہی جو قابل التفات
ذوی العقول نہیں ہے لیکن کا لفظ شرح کیواسطے نہونے کیسبب لازم آتا ہی کہ رد ہو جاوے کیونکہ یہ تو خوب بات ہے جو
کوئی لفظ شرح کیواسطے ہوا کرے تو اوسکو رد بنا دیا کریں ایسی ایسی عجائبات مولوی گنگوہی سے تماشا ہوتی ہیں
جو موجب مضحکہ ہر ادنی و اعلے کے ہیں لفظ لکن رد کیواسطے بھی موضوع نہیں جو گنگوہی قرار دیتا ہے اگر کسی نحوی
و نحو کے جاننے والے شخص سے دریافت کر لیا ہوتا کہ لکن کس معنی کیواسطے موضوع ہے تو وہ بتا دیتا کہ گنگوہی صاحب
یہ واسطے توہم کے ہے جو کلام سابق سے ناشی ہووے یہ حرف تعاقب و رد نہیں ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہے اسکے
مابعد جو مذکور ہوگا اوسکو تفسیر اسکے ماقبل کے قرار دینگے اور سیرت شمس کے عبارت کی نقل کا نشان ہونا منافی اسکے نہیں ہے
کہ یہ اسکا مابعد تفسیر و شرح ماقبل کے نہووے ہو سکتا ہے کہ اپنے قول سے تفسیر و شرح حلبی نے قول شامی کی بیان
کئی سیرت شمس کے قول کو بطور شرح و تفسیر کے بیان اور خود بھی اوس شرح و تفسیر کے ساتھ راضی ہوا بس حلبی نے
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور اتباع تفسیر و شرح قول شامی کے ذکر کیا تو اصطلاح
بھی اوسکی ہو گئی اور یہ ذکر کرنا اوسکا تفسیر و شرح بھی قول شامی کے ہو گئے گنگوہی نقل قول سیرت شمس اور اسکی
شرح ہونے میں منافات اپنی فکر ناقص سے خیال کر لی ہے اسواسطے اس ورطہ ظلمات میں گرا اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کسیکی اوسکو منصوص ہونا بھی گنگوہی کے فہم پر دال ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دیتا ہے کیونکہ نفس قیام کی بدعت سیئہ ہونی وارد ہے جو قول شامی اسکے خلاف مراد پر حمل کیے اوسکا
مفہوم ہوتا بدعت سیئہ کا قرار دیکر اوسکو منصوص زعم کرتا ہے اتنا نہیں جانتا کہ منصوص بتانے سے افترار خدا و
رسول پر ہوتا ہے منصوص قیام میلاد کا بدعت سیئہ ہونا اوسوقت ہوتا کہ بدعت سیئہ ہونا قیام کا خدا اور رسول نے فرمایا
ہوتا اور باوجود نہ فرمانیکے یہ کہنا صراحتاً افترار خدا و رسول کرنا ہے ایسے بے باکی ایسے فرقہ بدعیہ وہابیہ وغیرہ کا ہی
خاصہ ہے نعوذ باللہ من ذلک تاویل حلبی کی خوب گہری ذکر مطلق کے فرد کیوجہ سے قیام کرتے تھے تقیید مطلق کا
درجہ اس قیام میں نہ تہا اسکی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ حلبی صاحب فرماتے ہیں کثیر محبین جو قیام کرتے تھے تو مطلق کی
فرد کیوجہ سے کرتے تھے اونکے قیام میں تقیید مطلق کا درجہ نہ تہا اور اس سے غرض یہی ہوگی گنگوہی کی کہ حلبی شامی کو
جواب دیتا ہے کہ اونکے قیام میں بدعت سیئہ نہ تھی بسبب ہونے تقیید مطلق کی یہ تاویل و جواب حلبی کو گنگوہی صحیح
جانتا ہو جب ہی حلبی کے قول کی تصحیح کیواسطے ذکر کرتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ یہی قیام ہے کہ جس پر عادت جاری ہونا
محبین کا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے بطور تعظیم کہتا ہے اور عادت کے یہ معنے نہیں ہوتے ہیں کہ کبھی کبھی محفل

میلاد وقت ذکر ولادت شریف کے کرتے تھے عادت اسوقت قرار دیجاویگی کہ ہمیشہ کرتے ہوں قیام مذکور کو محفل
میلاد مین وقت ذکر ولادت شریف کے اور اس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریف کی محفل میلاد جائز و درست ہوتا
اس تاویل سے گنگوہی کے صحیح و درست کرتا ہی کہ مطلق تجویز قرار دیکیوجہ سے کرتے تھے تقیید مطلق درجہ اوسمین نہ تھا پس اس
تاویل سے گنگوہی کے نزدیک قیام میلاد شریف ہمیشہ کرنا بھی جائز و درست ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام
کرتے میلاد شریف کرین تقیید مطلق کا درجہ نہین ہے اب تقیید مطلق گنگوہی کے نزدیک بھی یہی ہوگا کہ کوئی فرض و
واجب مع ان قیود کو جانے اور بدون ان قیود کے جواز قیام تعظیمی واسطے آنحضرت صلعم کے جائز جانے پس اس سے
ایک تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام مین جاری ہے وہ بھی جائز ہے کیونکہ کوئی ان قیود کو واجب و فرض
واسطے جواز قیام کے نہین جانتا ہے اور غیر مقید بقیود مذکورہ کو غیر جائز کوئی نہین کہتا ہے پس تقیید مطلق یہان
بھی نہین ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی مراد قول محمد شامی کے بھی ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ محمد شامی بھی اسی سبب سے
قیام کو جائز جانتے ہوویں اور اس جواز کیطرف اشارہ کرنیکو ایسا کلام فرمایا ہووے کہ جسمین قرائن جواز کے جو مؤلف
انوار نے ذکر کئے ہین موجود ہین پس بدعت لا اصل لہا اونکے نزدیک بدعت سیئہ پر دال نہوا اور مزعوم گنگوہی
کا گنگوہی کی تقریر باطل ہوا اور قول گنگوہی کا کہ (اب وہ امر بڑا مکروہ ہوگیا) یعنے عدم اندیشہ عوام و عدم
تقیید مطلق تبرا تو مکروہ ہوگیا سراسر باطل ہے کیونکہ عوام مین بھی کوئی واجب و ضرور اس قیام کو آجتک نہین
جانتا ہے اس اعتقاد کو انکی طرف نسبت کرنا محض افترا ہے اور اندیشہ و احتمال اسکا تو اوس حالت مین بھی تھا
جس حالت مشر محبین کا قیام درست ہونا قول گنگوہی سے ثابت ہوا ہر زمانہ مین عوام و خواص ہوا کرتی ہین اور
جاہل عالم رہتی ہین قیام جس زمانہ سے شروع ہوا اوس زمانہ سے لیکر آجتک عوام ہی موجود رہی ہین پس اندیشہ
عوام کے بد اعتقادیکا اور احتمال انکے واجب و سنت موکدہ جانیکا اوسوقت مین بھی پھر اندیشہ عوام ہونا اسوقت
جو گنگوہی بتاتا ہے سراسر غلط و خلاف عقل کے ہے اور تقیید جس معنے کر ممنوع ہے وہ اب بھی پایا جانا مسلم نہین ہے
محض دعوے لسانی گنگوہی کا ہے اور خوف بد اعتقادی عوام موجب عدم جواز ہونا ہر جگہ مسلم نہین ہے بعض جا
ایسا خوف ہوتے ہوئے بھی علما جواز جانتے ہین اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب سے اوس امر کو ناجائز
و مکروہ نہین جانتے ہین دیکھو علما و اولیا سے ساتھ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہے جو خارج شرع کے ہوئے ہین
اونکی قبور کے پاس نماز پڑھی جاوے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہے اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیا کی نزدیک
نماز پڑھنے کو فقہا جائز فرماتے ہین اور خوف بد اعتقادی عوام سے ناجائز نہین فرماتے ہین فی العینی شرح
الہدایہ فی باب الجنائز فان قلت ترک الناس الصلوۃ علی قبر النبی انما کان خوفا من ان یتخذ قبرہ

علیہ السلام مسجدا ولم یکن ذلک لا علم مشروعیۃ المنقل بما قلت لا یلزم من الصلوۃ علی قبرہ اتخاذ المسجد الا تری انہم جوزوا ان یصلی عند قبور اھل العلم والاولیاء مع مزید اعتقاد العامۃ فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیہ منقوض ہوا کہ خوف بد اعتقادی عوام کی سے کوئی امر مکروہ وحرام ہو جاوے پس بالفرض اگر خوف تقید و تاکد عوام ہو وے ہی تب بہی چونکہ علما نے اس خوف کا اعتبار نکیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ وحرام ہرگز نہوگا اور بہت سے مسائل موجود ہین کتب فقہ مین بنا بر قیاس وہ جائز نہین اور بنا بر استحسان جائز و درست ہونے کے سبب فقہا نے درست ہی رکہی ہین اور استحسان کے مقابلہ مین دلیل قیاس کا ساقط و حدیث و اثر کو مخصوص قرار دیا ہو پس یہ خوف بد اعتقادی بہی بمقابلہ استحسان کے ساقط ہو اور ضعیف تر ہے کہ عمل اس پر درست نہین ہے ہان استحسان جو دلیل قوی ہے نہوتا تو خوف بد اعتقادی موجب کراہت قیام ہو جاتا ہو اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت نہین ہو سکتا ہو پس قول گنگوہی باطل و ساقط بلکہ ہذیان ہو اور توارث و تعارف کا چند بار جواب پہلے گذر جانا گنگوہی بتاتا ہو منصفین او کلیا یہ خوب روشن و ہویدا ہو گیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رفع توارث و تعارف و تعامل کی دلیل ہو نکو گردی گنگوہی نے ذکر نکی اور نہ کسی دوسرے ہی نے بیان کی بہی امر خرفات ولیاقت گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعامل لا کہون کروڑون علما کا ہی معتبر نہین اور ملا علی قاری و سخاوی و ابن حجر مکی وابن جوزی کا قول اس امر مین معتبر نہین ہے اور قیاس ابن حجر و جلال الدین سیوطی باطل ہے ان مزخرفات کو کون عاقل دلیل شرعی بناویگا اور ان سے اثبات تعامل علما کا قبول کریگا ایسے بے ادبانہ کلمات تمام ملحدین اہل حق کے مقابلہ مین بکتے ہین یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذرا ہی جسکا بطلان بہی اوپر معلوم ہو چکا ہو پس اثبات محفل میلاد قیام میلاد شریف جو مولف انوار نے کیا تہا وہ باقی رہا اور حق کا حق ظاہر ہوا اور مزخرفات گنگوہی اسبارہ ہباءً منثورا ہو گئے اور کچہہ پیش نہ چلی اور سوائے خسران و خیبت و حرمان کے گنگوہی کو کچہہ حاصل نہوا اور فرقہ اہل سنت مظفر و منصور رہا الحمد للہ علی ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ **کوتاہی** فہم گنگوہی کی یہ دیکہو کہ جو اولہ خاصہ ساتھ نماز و روزہ کے ہین اور اونکی سبب سے نماز و روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو اپنی کوتاہی فہم سے ایسا عام بتاتا ہو کہ خارج نماز و روزہ و عبادات مخصوصہ کی بہی انکو دلیل کراہت جانتا ہو اور تشبہ بکفار کو بہی ایسا عام لیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہو خواہ اونکا شعار ہو خواہ نہو خواہ کامل تشبہ ہو خواہ اونکے فعل خاص کی ایک جز مین تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جواز کی اہل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہو تمام کو موجب کراہت وحرمت جانتا ہو اور کہین باوجود یکہ تشبہ ہوتا ہی اوسکا جواب اوس سے نہین ہو سکتا ہو تو اپنی جہالت سے

کہہ دیتا ہے کہ یہاں تشبیہ معتبر نہیں تمام رسالہ براہین کا مدار ان دو اصل تقیید مطلق جو اولہ مخصوصہ نماز روزہ سے
مفہوم ہے اور تشبہ بکفار کو ہی پر ان سے رکھا اول سے آخر تک اکثر جا ان ہی دو امر سے استدلال
کرتا ہے اور اکثر جو زبان قلم پر لے آتا ہے کہ تقیید مطلق یا تشبہ بکفار ہے خواہ یہ وہاں ہووے یا نہووے انکی صفائی
آگے سے اوسکو کچھ بحث نہیں ہے صفحہ ۱۰۱ سے لیکر صفحہ ۲۱۱ تک ان دو اصل کی اثبات میں اوراق بلا فائدہ
سیاہ کیے اور آخر میں بہت خوش ہوکر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مولف کی قلع و قمع کو کافی و وافی ہیں اور آخر میں
کلام کے مولف انوار کی طرف نسبت کج فہمی و کمعلمی اور کوتہ فہمی و جہل مرکب اور دعوی بے معنی و اضلال خلق
پر مرہا بندی کی جو بکہ ان دو اصل پر گنگوہی ایسا غرہ ہے اسیواسطے کچھ کلام انمیں کیا جاتا ہے اور کچھ کچھ نمونے
علی ارا اضلال خلق اللہ پر کمر باندھ عنا گنگوہی کو دکھلایا جاتا ہے بتائید اللہ تعالے و توفیقہ گنگوہی کو تا فہمی سے
تخصیص کے ممانعت کی یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلعم لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین
اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث اور
گنگوہی نے کہا کہ پس اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ و شب جمعہ کو صوم و صلوۃ کے واسطے خاص مت کرو
کیونکہ صوم و صلوۃ نوافل مطلق میں یکساں ہیں خصوصیت کسی وقت بدوں ہمارے حکم کے درست نہیں ہے پس
مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا انتہی قال الگنگوہی اور قولہ علیہ السلام لاتختصوا بہ مطلق وارد ہے تخصیص خواہ
اعتقاد و علم میں ہو خواہ عمل میں دونوں ناجائز ہووینگی سو یہ ظاہر ہوگیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق میں
واقع ہووینگی وہ بھی بدعت ہے اور مورد اضل نہی کا ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے کہ علماً ہو عملاً ہو یا دونوں منہی
عنہ ہیں چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تھا تو امام نووی شرح اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ
احتج بہ العلماء علی کراھۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ھی ضلالۃ وجہالۃ دیکھو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات ہے
اور سب اوقات مشروعہ میں افضل ہی القربات ہے سبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہوگئی کیونکہ اطلاق مشروع
زمانہ قید وقت کی لگا کر مخصوص ہوگیا تو اس قید کی وجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق
گنگوہی احادیث نبویہ صلعم کی مراد خلاف تمام جہان کے لیتا ہے جو کسی محقق و امام نے نہیں کہا ہے وہ یہ گنگوہی
اپنے دل مملو مرض عناد و ولداد تعصب گہڑتا ہے وجہ منع تخصیص رات جمعرات کے ساتھ قیام کے دن جمعہ ساتھ روزہ کے
یہ ہرگز نہیں ہے کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یہ جہالت صرف گنگوہی کی ہے اور یہ مراد نہیں علماء نے نہیں لی ہے
کسی نے کہا کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہیں ہے اور تخصیص فعلی بدعت و داخل نہی میں ہے بلکہ اسکی وجہ خصوصی

کی سبب سے بعض علما نے اسے مکروہ کہا ہے اور حکمت اسکی نہی کی جو اس حدیث میں وارد ہے یہ فرمائی کہ دن جمعہ کا
دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا ہے اور اول جانا چاہئے نماز کیواسطے اور اسکا انتظار کرنا چاہئے اور خطبہ سننا چاہئے
اور اسدن جمعہ میں کثرت ذکر اللہ کی کرنا چاہئے بقولہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن ہے اسلئے افطار اسدن مستحب ہے کہ یہ
عبادات و وظائف خوب اچھی طرح لذت و خوشی طبیعت و قوت کی ساتھ ہوویں اور ملال و اختلال و فتور روزہ
رکھنے سے پیدا نہووے اس حکمت پر یہ اعتراض ہوا کہ اس حکمت کے سبب سے نہی و کراہت ہے تو چاہئے جمعہ سے قبل
و بعد کا کہ روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکھا جاوے تب بھی یہ فتور و ملال ہوگا پس چاہئے مع قبل و بعد کے روزہ کو ساتھ
بھی جمعہ کا روزہ مکروہ ہووے اور حال انکہ مکروہ تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ روزہ قبل کے بدلے نقصان ثواب کا
جو فتور کے سبب ہوائی ہو جاویگا پس کراہت مرتفع ہے اور کراہت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دینا
علما نے ضعیف و منقض ساتھ نماز جمعہ وغیرہا وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرماتے ہیں اور اس وجہ سے کراہت و نہی ہونا
بھی کہ اعتقاد وجوب کا نکیا جاوے محققین نے ضعیف و منقض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرماتے ہیں کہ اسدن کا روزہ
تنہا رکھنا مندوب ہے پس یہ احتمال بعید قابل التفات کے نہیں اور روزہ دن عرفہ و دن عاشورہ وغیرہ تنہا کا ساتھ
بھی یہ منقوض ہے امام نووی کی عبارت گنگوہی صلاۃ رغائب کے بارہ میں نقل کی ہے اسکے ساتھ بھی یہ عبارت
موجود ہے جو مخالف ہے گنگوہی کے جسکا مطلب یہ ہے نے لکھدیا ہے الفاظ اسکے یہ ہیں قال العلماء والحکمۃ فی النہی عنہ
ان یوم الجمعۃ یوم دعاء وذکر وعبادۃ من الغسل والتبکیر الی الصلوۃ وانتظارها واستماع الخطبۃ واکثار
الذکر بعدها لقول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا
اللہ کثیرا وغیر ذلک من العبادات فی یومها فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لہ علی هذہ الوظائف و
اداءها بنشاط وانشراح لها والتذاذ بها من غیر ملال ولا سامۃ وهو نظیر الحاج یوم عرفۃ فان السنۃ
لہ الفطر کما سبق تقریرہ لهذہ الحکمۃ فان قیل لو کان کذلک لم یزل النهی والکراهۃ بصوم قبلها او
بعدہ لبقاء المعنی فالجواب انہ یحصل لہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ او بعدہ ما یجبر ما قد یحصل من
فتور او تقصیر فی وظائف یوم الجمعۃ بسبب صومہ فهذا هو المعتمد فی الحکمۃ فی النهی عن افراد صوم
الجمعۃ وقیل سببہ خوف المبالغۃ فی تعظیمہ بحیث یفتتن کما افتتن قوم بالسبت وهذا ضعیف
منتقض بصلوۃ الجمعۃ وغیرها مما هو مشهور من وظائف یوم الجمعۃ وتعظیمہ وقیل بسببہ
لئلا یعتقد وجوبہ وهذا ضعیف منتقض بیوم الاثنین فانہ یندب صومہ ولا یلتفت الی هذا

الا احتمال البعيد وبيوم عرفة ويوم عاشوراء وغير ذلك فالصواب ما قدمناه والله اعلم انتهى اس
عبارت امام نووی سے جو ہمنے کہا تھا ظاہر ہی اور گنگوہی نے اسکے مابعد کے عبارت امام نووی کے نقل کی اور ویسا
چھوڑ دیا اور اسکے موافق وجہ نہی کے بھی نہیں بیان کی بلکہ اپنی مدعی فاسد کے ثبوت کیواسطے عدم جواز تقلید
مطلق کے اس سے ثابت کرنے لگا اور اس حدیث کی وجہ جب ہوئی جو ہمنے بیان کی بجواب الامام النووی کہ اس
حدیث تقلید مطلق کی عدم جواز سے کیا علاقہ ہے اور ہمارے امام اعظم ابی حنیفہ رح اور امام محمد رح اور دیگر فقہاء
جمعہ کا روزہ تنہا بھی مستحب فرماتے ہیں قال فی الدر المختار (ونفل كغيرهما) يعم السنة كصوم عاشوراء مع
التاسع والمندوب كايام البيض من كل شهر ويوم الجمعة ولو منفردا وعرفة ولو لحاج لم يضعفه
والمكروه تحريما كالعيدين وتنزيها كعاشوراء وحده وسبت وحده الخ قال في رد المحتار قوله ويوم
الجمعة ولو منفردا صرح به في النهر وكذا في البحر فقال ان صومه بانفراده مستحب عند العامة
كالاثنين والخميس وكره الكل بعضهم اه ومثله في المحيط معللا بان لهذه الايام فضيلة ولم يكن
في صومها تشبه لغير اهل القبلة فما في الاشباه وتبعه في نور الايضاح من كراهة افراده بالصوم
قول البعض وفي الخانية ولا بأس بصوم يوم الجمعة عند ابي حنيفة ومحمد لما روي عن ابن عباس رض انه
كان يصومه ولا يفطر اه وظاهر الاستشهاد بالاثر ان المراد بلا بأس الاستحباب وفي التجنيس قال
ابو يوسف جاء حديث في كراهته الا ان يصوم قبله وبعده فكان الاحتياط ان يضم اليه يوما
آخر اه قال ط قلت ثبت بالسنة طلبه والنهي عنه والآخر منهما النهي كما اوضحه شراح الجامع
الصغير لان فيه وظائف فلعله اذا صام ضعف عن فعلها انتهى وقال في فتح القدير ولا بأس
بصوم يوم الجمعة منفردا عند ابي حنيفة ومحمد رح انتهى اور عبارت رد المحتار لا بأس کا استحباب کے
واسطے [متحقق] ہوچکا ہے امام صاحب وامام محمد اور عامہ فقہاء کے نزدیک یہ روزہ جمعہ کا منفرد مستحب ہے اور بعض نے مکروہ کہا تو اسی
سبب سے کہا کہ روزہ رکھنے سے شاید افعال و وظائف جمعہ سے ضعیف ہو جاوے اور تقلید مطلق کیوجہ کسی نے نہ کہا لہذا
یہ فقط ہذیان گنگوہی کا ہے اس سے بےعلمی وجہالت وعناد وخیانت گنگوہی کی ظاہر ہے صوم جمعہ ہمارے امام صاحب
اکثر فقہاء نزدیک منفرد بھی مکروہ نہیں ہے اور گنگوہی ادعا تو حنفی ہونیکا کرتا ہی اور ایسے بدعت وحرمت روزہ
قائل اس حدیث سے کہ اس پر قیاس کرکے دوسرے چیزوں کو بدعت سیئہ وحرام بتانے لگا اور اتنی خبر نہیں کہ
ہمارے امام و دیگر فقہاء اس کے بدعت سیئہ وحرام با کراہت تحریمہ روزہ جمعہ منفرد کے نہیں سمجھتے ہیں بلکہ امام
مالک ہی اپنے موطا میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اہل علم و فقہ و مقتداؤں میں سے نہیں سنا کہ روزہ جمعہ سے منع

ہوں اور وہ روزہ حسن ہے اور بعض اہل علم کو میں نے دیکھا کہ وہ روزہ جمعہ کا منتظر رہا کرتے تھے چنانچہ امام نووی نے اونکا
یہ قول شرح مسلم میں نقل کیا ہے اما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اهل العلم والفقه ومن يقتدى به ينهى
عن صيام يوم الجمعة وصيامه حسن وقد رايت بعض اهل العلم يصومه واراه كان يتحراه فهذا الذى قاله مالك
هو الذى راه وقد راى غيره خلاف ذلك الخ اور یہ کہنا امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہیں حدیث انکو
نہ پہونچی اور قول داؤدی کا نقل کیا کہ اگر انکو حدیث پونچتی تو مخالفت نکرتے یہ اوس وقت مستقیم و درست ہوتا کہ امام
مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہوتی جائز ہے کہ امام مالک رح کو حدیث پہونچی ہو اور انکے
نزدیک شفقت پر محمول ہوئے کہ آنحضرت صلعم نے بطور شفقت نہی کئے ہوونے کہ اسقدر امور عبادات و وظائف
جمعہ کے ساتھ صوم یوم جمعہ میں تکلیف ہوگی چنانچہ بعض صحابہ رض کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کے فرمایا
تھا احادیث واضح روشن ہے امام مالک نجم المحدثین اونکو حدیث کا عدم بلوغ کیونکر تسلیم کر لیا جاوے اور جب امام
مالک رح کے زمانہ تک کسے اہل علم و فقیہ و مقتدا کو یہ حدیث نہ پہونچے تو اونکے زمانہ کے بعد کیا نسبے آگئی ہے کیونکر ہو سکے
کہ امام مالک اور دوسرے مقتدائے علما و فضلا و فقہا کو انکے زمانہ کو تو نہ پہونچے اور من بعد ہمکو پہونچجاوے اور اگر
انکے زمانہ میں کسی فقہا و علما و مقتدا کو پہونچے اور معنی اوس حدیث کی بہی کراہت صوم متعین ہوتی اور قابل
مذکور یا دوسری تاویل قبول اسکی نہوتی تو وہ روزہ جمعہ کا مستحسن کسطرح جانتے پس حدیث اگر تو پہونچی ہوگی لکن
اون کے نزدیک یہاں تاویل مذکور یا وجوہ کے ہوگی پس اس حدیث سے کراہت و بدعت سیئہ کا ہرگز ثبوت نہیں ہے اور
قیام لیلۃ الجمعہ کے وجہ بہی یہی ہو سکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے و اوراد وظائف و عبادات میں گذریگی تو دنکو بسبب
شب بیداری کے وظائف میں فتور و ملال ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے شفقۃً منع فرمایا ہوگا پس بدعت سیئہ
وضلالت کا ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا پس گنگوہی نے عبارت نووی ردالمحتار و در مختار و فتح القدیر کا اختفا کیا
یہ خیانت صرف ہے اور ان عبارات کی مخالف وجہ حدیث کا گذاری جس سے بدعت سیئہ و عدم جواز لازم آوے یہ عناد صرف ہے اور امام نووی کی جو عبارت صلوۃ
رغائب کے بارہ میں نقل کی ہے اوسمیں بہی پوری عبارت نقل نکی جسقدر نقل کی ہے اسکے متصل کی عبارت جو بعد کو ہے یہ ہے وفيها منكرات ظاهرة
وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات نفيسة فى تقبيحها وتضليل مصليها ومبتدعها ودلائل قبحها
وبطلانها وتضليل فاعلها اكثر من ان تحصى والله اعلم انتهى اس عبارت سے واضح ہے کہ اس نماز
میں منکرات و غیر شروعات امور ظاہرہ موجود ہیں اسمیں اس سبب سے یہ نماز صلوۃ رغائب ناجائز اور گنگوہی
دہوکہ دہی کو یہ عبارت تو چہوڑ دی اور لکہدیا کہ قید وقت و تخصیص کے لگنے سے یہ نماز بدعت ہوگئی ہے جس سے
ناواقف لوگونکو دہوکہ کہ بدعت ضلالت کا سبب بہی تخصیص ہے تاکہ جاہلین کہ ایسے تخصیص سے مسلمان ضلال ہو جاویں

ہے اور اہل سنت وجماعت ہونے سے نکل جاتا ہے اور مستحق نار کا ہوتا ہے یہ اضلال خلق گنگوہی نے نہ کیا
اور نہ کہا کیا جو امور خود میں موجود ہیں وہ مولف انوار پر زبردستی لگاتا ہے باوجودیکہ ایسے امور سے وہ بالکل الفضل
پاک و بری ہے منصفین پر خوب واضح ہو گیا کہ اس حدیث سے تقلید مطلق کا ممنوع ہونا اور تخصیص کا جائز ہونا
ثابت کرنا چاہا ہرگز ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہے کہ تقلید مطلق بعض محققین حنفیہ کے نزدیک ناجائز لیکن
اس حدیث سے جو گنگوہی ثابت کرتا ہے یہ حجت اسی کہ لاتا اور اسکو اپنا تمسک ٹھہراتا ہے یہ سراسر اسکی نادانی و
تحریف معنوی حدیث کی ہے گنگوہی عامی محض ہے اقتدا فقہا اسکو واجب ہے اوسکو ترک کرکے جو رتبہ مجتہد کا ہے
کہ احتجاج حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ میں کرے اوسمیں اس نے دست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد کے
بارہ میں تارک او واجب علیہ کا ہوا موافق فرمانے امام ابی یوسف رح کے ایسے کے حق میں اعتماد حدیث پر کرنا
موجب شبہ کا بھی نہیں ہوتا ہے جس سے کفارہ ساقط ہووے کوئی عامی حجامت کراوے اور موافق حدیث آنحضرت
سے افطار ہو جاتا ہے حجامت کو مفطر جانے اوسکے بعد قصدا کہا لیوے تو کفارہ اوس پر آویگا اور عمل و احتجام بالحدیث
اوسکے حق میں شبہ نہونا جس سے کفارہ ساقط ہووے اسی سبب سے کہ اس نے ترک واجب کیا ہے اور ترک واجب مسقط
کفارہ نہیں ہے فی فتح القدیر وعن ابی یوسف لا یسقطها لان علی العامی الاقتداء الا الاقتداء بالفقہاء
لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ وترک الواجب
لا یقوم شبہۃ ومسقطۃ لہا انتہی امام نووی نے تحت حدیث اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا
حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر کی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علما نے فرمایا ہے کہ اجماع مسلمانوں کا
ہے کہ یہ اوس حاکم کے حق میں جو اہل حکم کا ہے یعنے مجتہد ہے اور جو اہل حکم یعنے مجتہد نہیں ہے اوسکو حکم کرنا
حلال نہیں اور اسکے حکم میں اجر نہیں بلکہ گنہگار ہے اور حکم اسکا موافق حق کے ہو یا نہو نافذ نہیں ہے کیونکہ اوسکی اصابت
حق کو دلیل شرعی سے نہیں ہے وہ تمام احکام میں عاصی ہے اور اسکے تمام احکام مردود ہیں اور وہ معذور نہیں ہے
عبارت یہ ہے قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم ثم اخطاء فلہ
اجر قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجر
ان اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ
اذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو
آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو
عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شیء من ذلک انتہی

اور علم اصول فقہ مین ہو کہ تحصیل علم بوجوب عمل بتوسط ظن خاصہ مجتہد کا ہی ہے اجماعاً کچھ نصیب اسمین مقلد کا نہین ہی مقلد کی دلیل و مستند قول اوسکے مجتہد کا ہی مقلد کا ظن یا اوسکے مجتہد کا ظن اوسکے دلیل مستند نہین ہے فی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل العلم بوجوب العمل بتوسط الظن من خواص المجتہد اجماعاً لاحظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ لا ظنہ ای ظن المقلد مستند او لا ظنہ ای ظن المجتہد انتہی پس اجتہاد گنگوہی کا اور اخراج مسائل کا خصوصاً مخالف تمام محققین نام مردود و ناجائز ہے اور گنگوہی آثم و عاصی ہے اس قول گنگوہی کا ہذیان ہونا معلوم ہوگیا اب صفحہ ۲۳ الکسوف مین گنگوہی اس قول مردود کے بعد شرح منیۃ المصلی الکبیر سے صلوۃ رغائب کے کراہت کی وجوہ پانچ وجہ ایک جماعت سے پڑھنا دوسرے تخصیص سورہ اخلاص تیسرے تخصیص لیلۃ الجمعہ چوتھی اعتقاد کرنا عوام کا اس نماز کو سنت پانچوین صحابہ و تابعین و من بعدہم سے منقول نہونا نقل کرکے صفحہ ۲۴ مین بھی مجتہد بنکر باوجود عدم لیاقت و جہل کے ان وجوہ کو ایسا تام قرار دیا کہ امور نماز و غیر نماز تمام مین یہ حکم جاری کر دینے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل انواع تحت جنس کے ٹھہرا کر جملہ جزئیات کا حکم حاصل ہونا زعم کیا اور اس بنا فاسد پر قصر فاسد چنا کہ جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرما دیا اوسمین ہو ورنہ تداعی بدعت عرض اس سے یہ کہ نماز و غیر نماز سب مین یہ حکم ہو اور جسکی تخصیص فرما دے وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت یہ بھی عام مراد لیا اور یہ کہ جسمین زمانہ معین کر دیا وہ معین ورنہ بدعت ہی عام لیا اور یہ جسکے اصل قرون ثلاثہ سے نقل ہو بدعت اور ان سب عملاً و عقداً یہ حکم ہے اور یہ کہ تداعی یا دوام سے عام فساد و عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب ہی اسکے بعد یہ ہذیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہین کہ شارح فیہ سے استفادہ فرمائے ہین اور سب فقہا کے نزدیک مقرر ہین کہ ان ہی قواعد سے فاتحہ و سوم و چہلم وغیرہ تعین جمعرات کو اور محفل میلاد مروجہ رسکے سب بدعت ہوگئے ہین اور تمام رسالہ مؤلف کا رد ہوگیا اور گنگوہی صفحہ ۲۳ الصلوۃ رغائب و شب براۃ کی رد جو عبارت شارح منیہ کی ہے پوری نقل کی وہ یہ ہے و بعد ذلک فالصلوۃ غیر موضوع سالم بلزوم منہا او بکتاب کراہۃ اعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا التراویح و صلوۃ الکسوف و صلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب و صلوۃ البرأۃ لیلۃ النصف من الشعبان و صلوۃ لیلۃ القدر و لیلۃ السابع و العشرین من رمضان بدعۃ مکروہۃ و قال ابو الفرج بن الجوزی و ابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کذب علیہ و قد ذکروا لکراہتہا وجوہاً منہا فعلہا بالجماعۃ

وهی نافلة ولم یرد به الشرع ومنها تخصیص سورة الاخلاص والقدر ولم یرد به الشرع و
منها تخصیص لیلة الجمعة دون غیرها وقد ورد النهی عن تخصیص یوم الجمعة لصیام ولیلة
بقیام ومنها ان العامة تعتقد فیها انها سنة من سنن النبی صلی الله علیه وسلم فیکون فعلها
سببا للکذب علیه علیه السلام قلت بل کثیر من العوام بلادنا لو ومعتقد ونها فرضا وکثیر
منهم یترکون الفرائض ولا یترکونها وهو المصیبة العظمی ومنها فعلها یفتری قاصد وضع الاحادیث
بالوضع والافتراء علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السور مما یخل
بالخشوع والتدبر وهو مخالف السنة ومنها ان فی صلوة الرغائب مخالفة السنة فی
تعجیل الفجر ومنها ان سجدتیها مکروهتان اذ لم یشرع التقرب سجدة منفردة بلا رکوع غیر سجدة
التلاوة عند ابی حنیفة ومالک وعند غیرهما غیرها وغیر سجدة شکر ومنها ان الصحابة والتابعین
ومن بعدهم من الائمة المجتهدین لم ینقل عنهم هاتان الصلوتان فلو کانتا مشروعتین لما فاتتا
عن السلف وانما حدثتا بعد الاربعمائة ولیس لاحد ان یستدل علی شرعیتهما بما روی عنه
علیه السلام انه قال الصلوة خیر موضوع فان ذلک یختص بصلوة لا تخالف الشرع بوجه
من الوجوه وقد صح النهی عن الصلوة فی الاوقات المکروهة انتهی ۔ اسکے بعد گنگوہی صاحب
یہ بیان شروع کیا کہ نفس ذکر مولود مندوب و مستحسن ہے مگر صلوة نفل اس سے اعلی و افضل ہے مگر بوجہ تداعی
و اہتمام کی کہ بدعت لکہتے ہیں ذکر مولود تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہیں بدعت ہوگا وعظ و درس میں
تداعی ثابت ہے کیونکہ فرض ہے جیسا کہ فرائض صلوة میں تداعی ضروری ہے اور تعیین سور اس صلوة میں
بدعت لکہا ہے مولود میں بھی تعیین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہیں بدعت ہوویگا اور تعیین وقت اس کی نماز میں مکروہ
ہے شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہاں بھی مکروہ ہوویگا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی
زائد از قدر حاجت مثلا اور سب ممنوع امر اس مجلس میں ممنوع ہوویگا اور جیسا کہ عوام اس صلوة کو سنت اعتقاد
کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مذموم ہونا جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہے
اور جسطرح وضاع احادیث کی اغراء اس صلوة میں ہے اوسیطرح وضاعین روایات مجلس مولود کے
یہاں اغراء حاصل موجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عدد سور اس نماز میں موجود ہے شب بیداری
مجلس سے صلوة فجر میں بسبب غلبہ نوم کے رفع خشوع چندگونہ زائد موجود ہے اور جسطرح اس صلوة میں تعجیل
صلوة فجر سے سنت وقت کی فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین سے خود صلوة فجر ہی فوت ہو جاتی ہے

اور اس صلوۃ مین جسطرح بسبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب التزام تخصیص شروع اور لباس ممنوع اور روشنی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوۃ کے ساتھہ بالکل مطابق ہی ہے مع شیئی زائد فی وجوہ المنع اس قسم کی مزخرفات واہیات کی ہین ایسے اقوال سے احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہا اور انکل بچو حرام و مکروہ امور مستحسنہ علماء بنا تا ہے اور یہ شادی سے غرض ہو چکا ہے کہ ایسے جرأت کو کوئی شقی کریگا کسی مسلمان کا یہ کام نہین ہے بطور اشارات و اجمال کے ان امور مین کے وقوع قلم فرسائی کیجاتی ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ومنہ الاعانۃ فی احقاق الحق الحقیق منصفین کو جاننا چاہئے کہ اگر یہ وجوہ جو صلوۃ رغائب مین موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس محفل میلاد شریف مین بتمامہا پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوۃ رغائب کے ساتھہ بالکل یہ مجلس میلاد شریف مع شیئی زائد فی وجوہ المنع ہوتی تو جسطرح بے شمار علماء نے صلوۃ رغائب کو رد کیا ہے اور کتب متداولہ مشہورہ مین انکار موجود ہے اسیطرح اسکا رد بھی بے شمار علمائے کرتے اور یہی وجوہ اس مجلس مین جاری کرتے جسطرح گنگوہی اپنی بے علمی سے جاری کر تا ہے اور جسطرح اس نماز کی عدم و جواز مین کہ کتنے رسائل لکھے گئے ہین اور ایسے درپے ہوئے ہین کہ بلاد مصر و شام وغیرہا سے قلع و قمع کر دیا اور نام و نشان اوسکا نہ چھوڑا ایسے ہی اسکے درپے ہوتی نہ یہ کہ برعکس اوسکے بڑی فضلاء و علماء و محققین مانند ابن حجر و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علیقاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام برزنجی وغیرہم علماء اس محفل کی تعریف کرین اور علماء بلاد اسلام کا مستحسن جاننا اس محفل کو بتاوین اور اپنی تصانیف اسکا ثبوت دین اور صدہا برس سے جمہور علماء اسکو قبول کرین اور جب مجلس میلاد شریف مانند صلوۃ رغائب کے حرام و ناجائز و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجوزین اسی گنگوہی کے نزدیک نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و مرتکب حرام ہوئی اور چھپانے والے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کرنے والے ہوئے اور ایسے لوگوں مین کہ ان کے اقوال پر اعتماد و احادیث وغیرہ کے بارہ مین کیا جاتا ہے جب یہ نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل و تبدیل کرنیوالی احکام کے ٹھیرے کہ جو جو صلوۃ رغائب کے عدم جواز کے ہین اس محفل مین اوس سے زیادہ بحسب قول گنگوہی کے موجود ہین تو انہین وجوہ سے صلوۃ رغائب کو تو ناجائز کہین اور اس مجلس کے بارہ مین مع پائی جانے اون وجوہ کے کچھہ بھی نکہین پس اسکا یہ حال ہوا تو دوسرے مسائل کا بھی اسکے کسطرح اعتبار ہوگا ایسے ہی جیسے یہان ایک امر ضلالت کو مستحسن کہدیا ہے دوسرے امر ضلالت کو بھی ایسے مستحسن

کہدیوین یا مستحسن کو ضلالت کہدیوین کچہہ اعتبار نہونا چاہئے اس بنا پر بہر تو نعوذ باللہ من ذلک حبب البیہ
لوگو محققین و معتبرین کا یہ حال موافق قول گنگوہی کے ہونا لازم آیا تو دین مین نہیت بڑا فتور پڑگیا اور اجتنبا نہرہا
یہ قباحت و خرابی اس پر لازم آئی کہ گنگوہی وجوہ ممنوعہ محرمہ جنسے بدعت ضلالت ہونا صلوۃ رغائب کا
ثبوت وہی مجلس مین مانتا ہے پس بر عاقل جانتا ہے کہ یہ وجوہ ہرگز مجالس میلاد و شریف مین موجود نہین اور نہ مجلس میلاد
بدعت ضلالت ہے علمی گنگوہی کی ظاہر ہے یہ موٹی سے دلیل ہمنے بیان کردی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
گنگوہی کا قول لغو ہونا جانتا ہوے اور دوسری یہ فاکہانی کے زمانہ آج تک صدہا برس گذر چکے ہین فاکہانی
نے بھی اپنے زمانہ مین انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب و سنت و اجماع سلف صالح مین اسکے
اصل مین نہین پایا اور انحصار بدعت کراہت و حرمت مین کرکے کوئی دلیل پیش نکرسکا اور یہ قول جیسا
پوچ و بیجا فاکہانی ہے اوسکا حال معلوم ہوچکا ہے اسلئے اسکے زمانہ آج تک کسی معتبر محققین نے اوسکو قبول نکیا
بلکہ محققین اپنی التصانیف مین اسکو رد اور اسکا اصل نکالدی اور بدعت کا انحصار کراہت و حرمت مین جو سمجہا تہا
فاکہانی اوسنے بدعت مکروہ مجلس کو قرار دیا اوس انحصار کو محققین و مجتہدین کے اقوال سے باطل کردیا اور بدعت
کا واجب و مستحب و مباح ہونا بہی ثابت کردیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوۃ رغائب مع شیئی زائد اس محفل مین موجود
ہین تو فاکہانی نے یا کسی دوسرے نے صدہا برس کے کیون نہ پیش کین اور حیران و پریشان اجوبہ محققین علمائے
کچہ کچہہ واہی تباہی باتین کرتے رہے اور منکرین گنے ہی کبہی تو یہ پیش کین ہوتین مقتضی ان وجوہ کے پیش
موجود تہا کہ انکا مقصد رد مجلس میلاد کا ضرور تہا اور ان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل مین پایا جاتا
تا بت تو انکی بہت اچہی اولہ ہوتین انکو چہوڑکر دوسرے طرف کیون جاتے اور کوئی مانع بہی ان وجوہ کو پیش
کرنے سے موجود نہ تہا اس صورت مین بہی انھون نے یہ وجوہ پیش نکین تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک بہی
یہ وجوہ اس مجلس مین موجود نہین ہین پس جن وجوہ کو صدہا برس سے مخالفین نے پیش نکیا اور انسے اعراض کیا
باوجود حاجت کے اس قسم کے اولہ کے تو یہ اعراض ہی انکا بہت بڑی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس میلاد
مین قابل اعتبار کے نہین ہین اگر گنگوہی یہ دہوکہ عوام کو دیوے کہ اونہون نے بہی یہ وجوہ پیش کی ہین کہ تخصیص
اس محفل مین اور سلف صالح کا عدم فعل ہے مثلاً تو جواب یہ ہے کہ تمام وجوہ مین کلام ہے ان دو تین مین کلام
یہ تمام وجوہ کسی نے پیش کی ہون تو ثابت کرو ورنہ دلیل مذکور اعراض مذکور سے قول تمہارا باطل ہے اور دوسرا یہ کہ
تخصیص و عدم فعل مین بہی کلام ہے صلوۃ کی تخصیص اور ہی خارج صلوۃ کی اور ہے اور نہ منقول ہونا نماز کا
سلف سے اور چیز ہے اور غیر نماز کا نہ منقول اور چیز ہے دونو نکا ایک حکم ہونا مسلم نہین مخالف تخصیص صلوۃ

رغائب و عدم فعل صلوٰۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجلس نہین کہتے ہین اور تم ای گنگوہی اسیہی کو وجہ بتاتے ہو
اگر دوسرا کوئی بہی اسے بنایا ہووے تو ثابت کرو ورنہ تمہارا قول تمہارے موافق و مخالف کے سب کے
مخالف ہو کر ساقط ہے اب یہ بہی سنو کہ تخصیص صلوٰۃ رغائب مجلس مین اور عدم فعل سلف صالح و صلوٰۃ
مین کیا فرق ہے صلوٰۃ رغائب مین تخصیص لیلۃ الجمعہ ہے اور اسکی ممانعت حدیث صریح سے ثابت کر دی ہین
شہر ربیع الاول معین اس مجلس کے واسطے بالفرض ہو وے یا بہی صوم اثنین سے جو شکریہ ولادت مین آنحضرت
رکہتے ہین اوسکی ثبوت مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج کے قول سے ہیچ گذر چکا ہے پس صلوٰۃ رغائب کی تخصیص کے
ممانعت اور اسکی اجازت دونون ایک نہین اور تخصیص سورہ اوس نماز مین ہوتی ہے جس سے ہجران باقی
قران لازم آتا ہے یہان اسکے مقابلہ مین کوئی تخصیص ایسے نہین جس سے یہ لازم آوے پس تخصیص مین فرق
ہو گیا اور صلوٰۃ رغائب نماز ہے اور روزہ و حج و زکوٰۃ و دیگر عبادات محضہ صدر اول سے قیامت تک ایکہی طریق
اور ایک ہی حالت پر رہیگی ایسے امور مین صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہین یہ امور توقیفیہ مین بنا بر مصلحت
زیادت و کمی و ابتداع کی قابل نہین ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف وسیلہ و ذریعہ واسطے محبت و اخلاص
آنحضرت صلعم کے ہین اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان المحب لمن یحب مطیع اور تبدل
و تغیر وسائل و ذرائع کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تہا اس زمانہ
یہ ہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تہے اور اب اور ہین اونہین عدم فعل سلف مانع جواز نہین اور نماز
روزہ مین مانع جواز ہو سکتا ہے پس تخصیص صلوٰۃ و عدم فعل سلف صلوٰۃ اور تخصیص اس مجلس مین فرق
ہو گیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجوہ صلوٰۃ رغائب اس مجلس مین جاری نہین ہین چوتہی وجہ ہے یہ عبادات
کی ارکان و شرائط و سنن و اداب و محظورات علیحدہ ہین نماز کے اور ہین روزہ کے اور ہین جو ایک کا رکن
و شرط و ادب و کراہت و حرمت ہو دوسرے مین جاری ہونا ضرور و لازم نہین ہے قیام و قراءت و رکوع و سجود و قعدہ
نماز مین فرض ہین مثلاً اور روزہ مین یہ فرض نہین روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہ پہرنے سے نہین جاتا اور نماز
جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریمہ کے کہنا مکروہ ہے روزہ مین مکروہ نہین ایسے ہی جو ایک عبادت
کی اندر ممنوع ہین باہر ممنوع نہین اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہین قیام و قراءت و رکوع
و سجود و بابات قرآنیہ فرض ہین باہر نماز کے فرض نہین نماز مین کہانا پینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہین
تکرار فاتحہ کے نماز مین مکروہ تحریمہ ہے باہر نماز مکروہ تحریمہ نہین اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز سے کہنا مکروہ ہے
نماز مین مکروہ نہین بدن کھجلانا و کپڑیکا روکنا نماز مین مکروہ ہے باہر مکروہ نہین اور بہت سے ایسے امور

نماز کے ہین کہ اندر اوسکا ایک حکم اور باہر نماز سے دوسرا حکم ہے پس جب یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہئے
کہ گنگوہی جو محظورات صلوۃ کو محظورات محفل میلاد شریف بناتا ہے اور صلوۃ مذکورہ کے ممنوعات اوسمین یہ جاری کرتا ہے
اور انسے ممنوعیت مجلس ثابت کرتا ہے تو یہ اوسوقت ثابت ہووے کہ یہ امر ثابت ہوجاوے کہ یہ چیزین
ناجائز موجب کراہت وحرمت کی ہین نماز مین تو وہ خارج مین بھی ناجائز و موجب حرمت وکراہت
کی ہین تو یہ نتیجہ ہووے کہ یہ چیزین جائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین خارج نماز مین بہی اور اس امر
یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبری اس دلیل کا کہ جو چیزین ناجائز و موجب حرمت و
کراہت کی ہین نماز مین وہ خارج نماز مین بہی ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین منقوض ہے اسلئے اوپر بہی
معلوم ہوچکا ہے کہ بعض امور اندر نماز کے ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین اور خارج نماز کو نہین پس کلیت
کبرے جو شرط انتاج ہے موجود نہین ہے پس جب یہ ثابت نہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج نماز ہے اوسمین
اوس امر کا جو اندر نماز کے موجب کراہت وحرمت ہے موجب کراہت وحرمت ہونا ثابت نہوا اور یہ تقریر
پیر تیز و بیر گنگوہی کی لغو و ہذیان ہوگئی یہ رد تو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھہ بطور تفصیل
کیا جاتا ہے اول پانچ وجوہ جو شارح منیہ کی ذکر کئی ہوئی صلوۃ رغائب کے بارہ مین اونکو بیان پیش
کرتا ہے اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہے اندرون نماز و خارج نماز کے سب مین یہی حکم انکا بھی جاری کرتا ہے
اونکا جواب یہ ہے کہ جبتک شارح منیہ یا کسی دوسرے فقیہ کے قول سے یہ ثابت نہو جاوے اگر یہ قواعد کلیہ ہین اور نماز
و غیر نماز دونون مین انکا حکم برابر ہے جبتک اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کچھہ ثابت نہوگا قرآن شریف مین
قوموا للہ قانتین اور فاقرؤا ما تیسر من القرآن و اسجدوا وارکعوا اول فرضیت قیام و قرأت و سجدہ
و رکوع کی موجود ہین اور انمین قید نماز مین ان امور کے ادا کرنے کی نہین ہے مطلق ہین ان قیود سے اگر
انکو ہی فقط دیکھا جاوے تو نماز خارج دونونکو شمول انکا معلوم ہوتا ہے اور باوجود اسکے مقید بنماز
ہین خارج نماز بھی فرضیت ان امور کے نہین ہے سجدہ تلاوت و سجدہ شکر کا ثبوت خارج نماز مین دلیل دوسرے
سے ہوگیا اوسوقت ان دونونکی مشروعیت مانی گئی اگرچہ ان ادلہ کو دیکھنے سے اطلاق و عموم انسے مفہوم
ہے لکن مفہوم جونکہ امت محمدیہ نے اطلاق و عموم نہین مراد لیا انسے اور انکو مخصوص ساتھہ نماز کے کیا تو انسے
وہ حکم جو اندرون نماز کے ثابت ہوا ہے خارج نماز کے ثابت نہین ہوتا ہے پس اسیطرح ان مکروہات صلوۃ
کا حال جاننا چاہئے کہ جب تک علماء کی تصریح نہووے کہ یہ خارج نماز کو بہی موجب کراہت وحرمت ہین کیونکر مانا
جاوے کہ خارج نماز کے بہی ایسے ہین اسیطرح کہانا پینا کلام کرنا نماز مین ممنوع ہے تو اس ممنوع ہونیکو ایسا

عام کو نہیں کہنا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز مین بہی ممنوعیت ثابت اور قرآن دیکہکر
پڑہنا نماز مین ناجائز ہے اسکو بہی ایسا عام کسی نے نہین کہا کہ خارج نماز کی بہی ناجائز ہونا اس سے ثابت
کرے جہر سے بسم اللہ و اعوذ باللہ و امین کہنا نماز مین ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے نماز کے اندر مکروہ ہونے
سے کوئی خارج مین مکروہ ہونا ثابت نہین کرتا ہے بدن کہجلانا نماز مین اور کپڑے سے مٹی جہاڑنا اور استراحت ایک پاؤن
ہو دوسرے پاؤن کیطرف نماز مین مکروہ ہے اور خارج نماز کی مکروہ نہین ہے ان بعض مکروہات و محرمات عامہ
کہ نماز و خارج نماز کی بہی مکروہ ہین لکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
جان لیا جاوے اور خارج نماز کے بہی اوسکی کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات و محرمات
عامہ مین بعض خاص ساتھ نماز کے ہین لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوہی نے ذکر کیئے ہین اونکا عموم جبتک
کسی فقیہ معتبر کے قول سے ثابت نکرے تو رائی گنگوہی کا کچھ اعتبا نہین ہے اور شارح منیہ کے قول سے نماز مین
مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہین ہے بایطور کہ نماز و خارج دونونکو شامل ہووے اور یہ قواعد
کلیہ مین تو یہ نسبت نماز کی ہین نہ خارج کی اسلیئے کہ خارج مین انکا موجب کراہت و حرمت ہونا مصرح نکسی محقق
معتبر کے قول مین ہے نہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی صریح اس پر دال ہے اور نہ عقل سلیم و فہم مستقیم اسکو
چاہتی ہین اور مکروہات صلوۃ جو خاص مکروہات ہین اور نماز مین بہی انکا مکروہ ہونا فقط نماز ہی کی ہین یہ خارج
نماز کی تو اسلیئے اون سے امور کے کراہت پر دلیل پکڑے جاوے جو خارج نماز کے ہین اوسکا ثبوت بہی سلف سے
خلف تک نہین ہے گنگوہی کو دعوے ہے یہ منع اوسکا جاری تو ثابت کرے کہ کس نے ایسا کیا ہے کہیں نہین
اور گنگوہی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم و حیا کے نہین بولتے اجازت نکاح مین رضامندی
ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ مین موجود ہے ثیبہ کے حق مین بہی جو باکرہ سے زیادہ حیا والی ہووے
سکوت قرار دیوے اور حیا کو عام لیوے خواہ باکرہ مین ہووے خواہ ثیبہ مین اور خواہ اوسکے عام حکم کہ سکوت ثیبہ
کا بہی رضامندی ہی ثابت کرے اور سفر مین مشقت کیوجہ رخصت افطار معلوم کرکے مقیم مین مشقت
پائی جاوے تو عموم مشقت کو وجہ بناکر رخصت کا حکم مسافر و مقیم دونونکے واسطے کر دی ایسے عموم تو بہت
نکل سکتی اور احکام شرعیہ ایسے عمومونسے درہم برہم ہو سکتے ہین اگر ان امثال مین جو ہمنے ذکر کئی یہ کہوے گنگوہی
کہ سکوت بسبب حیا رضامندی باکرہ مین ثابت ہوا ہے نہ ثیبہ او مشقت کی سبب سے رخصت مسافر مین ثابت
ہوئی نہ مقیم مین اسواسطے کہ عام یہان نہین ہو سکتے ہین تو یہی جواب ان خرفات کا بہی جانلی کہ ان امور کا موجب
کراہت و حرمت ہونا نماز مین ثابت ہوا نہ غیر نماز مین اسواسطے عموم یہان بہی مراد نہین لے سکتے ہین اگر

کہوے کہ ان امور کا موجب کراہت ہونا ثابت ہوا ہی تو کہا جاویگا کہ علماء کے اقوال سے ثابت کر اور اپنی رائے
عموم نکال موجب کراہت ثابت اگر کرتا ہی امثال مذکورین بہی یہ ممکن ہے کہ سکوت و مشقت عام لیا جاوے
اور دونونکے حکم ثابت کئے جاوین او ثیبہ کا سکوت حیاء و شرم کی رضامندی اور تقسیم اہل مشقت کے واسطے
سبب مشقت کے رخصت نماز کا حکم دیا جاوے اور ایک شرع جدید اختراع کیا جاوے جسطرح یہان
گنگوہی نے کیا ہے الغرض قواعد مذکورہ کا ایسا عموم ہرگز نہین ہے کہ خارج نماز مین بہی لیا جاوے پس
جب ان امور کا عموم ایسا کہ خارج نماز بہی لیا جاوے اور اسکے موافق حکم کراہت و حرمت دیا جاوے
ثابت نہین ہے تو فاتحہ و سیوم و چہلم وغیرہ جمعرات و محفل میلاد مروجہ بدعت ہونا جو ان قواعد کے عموم
پر گنگوہی نے متفرع کیا بدعت ہونا بہی ثابت نہوا اور تمام رسالہ کا رد ہو جانا جو گنگوہی اپنے زعم فاسد
مین بتاتا تہا رد نہوا اور ویسے ہی قائم و ثابت رہا **اب** ہم کہتے ہین گنگوہی کا قول ہے کہ (جسکی تخصیص فرمائی
وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت) تخصیص سے کونسی قباحت شرعی لازم آوے یہ بیان ہمارے امور سیوم
چہلم و فاتحہ و جمعرات و محفل مین موجود نہین کیونکہ صلوٰۃ مین جو تخصیص سورہ ممنوع ہے یا تو اوس وقت
ممنوع کہ دوسرے سورہ سوائے اسکے پڑہنا جائز نہ جانے یا اوس وقت ممنوع ہے کہ ہجران مانع قرآن
کا ایہام ہووے چنانچہ آیندہ اوسکا ذکر آویگا اور یہان مانحن فیہا مین یہ موجود نہین کہ بدون کسی ایک کے
دوسرا جائز نہ جانا جاوے یا ہجران کسی امر شرعی کا لازم آوے اور سکوت عنہ شارع کا بحکم حدیث ما سکت
عنہ فہو مما عفی عنہ معفو ہے پس بدعت سیئہ نہین ہے جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمایا او کسمین ہوا ہے
ورنہ تداعی بدعت سواد اعظم نے محفل میلاد و سیوم مین مستحسن جانا اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا شارع
نے کہ تداعی کا ثبوت شارع سے ہی ہوا ذکر کلمہ طیبہ و ذکر آنحضرت صلعم مجتمع ہوکر ثابت ہی احادیث سے تو یہ تداعی
ہی تو ثابت ہوئی پس تخصیص غیر مشروع جو نماز مین وہ یہان موجود نہین پس اول قاعدہ گنگوہی کا یہان نہ پایا
جانا معلوم ہوا اور تیسرا قاعدہ گنگوہی کا کہ جس مین زمانہ معین کر دیا وہ معین ورنہ بدعت (زمانہ معین
ہونیکے معنے تو یہ ہین کہ وہ زمانہ نہ پایا جاوے تو وہ امر جو اوس زمانہ مین کیا جاتا ہے اور ہونا نجانا جاوے
اوسکے قبل آنیکے وہ امر کیا جاوے بری الذمہ ہونا نہ سمجہا جاوے اور بعد گذر جانیکے کیا جاوے تو قضا
جانا جاوے چنانچہ اوقات نماز روزہ کو دیکہو کہ یہ معین ہین تو انمین یہ معانی موجود ہین ایسے ہی نذر
مین دیکہو کہ قبل ان اوقات کے نماز و روزہ مثلاً کریگا ادا نہوگا اور بعد اوقات جانیکے بعد کریگا تو قضا عمر
دیا جاویگا فاتحہ و سیوم چہلم و جمعرات و مجلس میلاد کے اوقات کو کوئی ایسا نہین جانتا پس انمین

اوقات معین نہ ہوئی اور اسائی او سوقت کیواسطے یا کسی مصلحت کیواسطے کسی دن مین کر لینا معین یا بعنی
المذکور کو مستلزم نہین ہے پس معین ہونا اوقات کا بہی مانحن فیہا مین مفقود ہے جو تھا قاعدہ گنگوہی کا کہ
جسکے اصل قرون ثلاثہ مین نہ ملے وہ بدعت ہے) بعد تسلیم کے کہا جاتا ہے کہ فاتحہ مرسوم طعام پر دعا ہے اور
آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین طعام پر دعا کی یہ اصل فاتحہ مرسوم کی کافی ہے اور جمعرات وسیوم وچہلم
صدقات و انفاق مین داخل ہین یہ کلیہ صدقہ و انفاق کے یہ افراد ہین اور غیر مشروع کوئی قید انمین موجود
نہین ہے اور صدقات و انفاق قرآن و احادیث و اجماع سے ثابت ہین پس اصل قرون ثلاثہ مین موجود
ہو کلیۃً ہی کافی ہے کلی متعدد الافراد کے ہر فرد کا ثابت ہونا اسی سے اصل وجود موقوف نہین ہے بعض کا وجود
کافی ہے بعض افراد قرون ثلاثہ مین پائی گئی بعض بعد کو پائی جاوے تو حکم کلی مین فرق نہین آتا ہو فمن ادعی
فعلیہ البیان پانچوان قاعدہ کہ تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب ہے یہ بہی ہمکو
مضر نہین مانحن فیہا مین تداعی و دوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہین آیا کوئی استحباب کے درجہ سے زیادہ
نہین جانتا کوئی معاند تعصب و عناد و بنا دی کہ عوام واجب و سنت ہو گئے جانتے ہین تو وہ مردود القول ہے
پس یہ پانچون قاعدہ موجب کراہت و حرمت مانحن فیہا کے نہوئے اور ان امور سے قطع نظر مانحن فیہا
مستحسنات علماء و فضلاء جمہور کے ہین اور استحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس ہے اسکے مقابلہ مین
ساقط ہو یہ تمام ادلہ ہے بالفرض ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو استحسان کے مقابلہ مین ساقط
ہین اور اثر و حدیث مخصوص ہے ساتھ استحسان کے پانچ قواعد سے رد ہونا فاتحہ مرسوم و سیوم و چہلم
و جمعرات و محفل میلاد کا تو ظاہر ہو گیا اب گنگوہی صاحب نے جو عبارت شارح منیہ کی نقل کر کے مطابق
ہونا وجوہ صلوٰۃ رغائب محفل میلاد سے زعم کیا ہے اوسکا بطلان معلوم کرنا چاہئے گنگوہی کا یہ زعم کہ صلوٰۃ
نفلکو تداعی و اہتمام کے سبب سے بدعت لکہتے ہین ذکر مولود مین تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین ہے بدعت ہوگا
فاسد و باطل ہے سلف و خلف سے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز و مکروہ نہین کہا ہے کراہت تداعی
بہی حکم شرعی ہے اسکا ثبوت بہی سلف و خلف سے ہونا چاہئے سب بدعت مکروہ کہنا چاہئے نماز مین اسکے
یعنی تداعی کی کراہت علماء سے ثابت ہوئی وہان مکروہ ہوگی اور اصل اشیاء مین اباحت ہونا مذہب جمہور
حنفیہ و شافعیہ کا ہے فی مسلم الثبوت ان اصل الافعال الاباحۃ کما ھو مختار اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ
انتہی وکذا فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار اور کسی امر کے فعل و ترک مین تدارک شرعی و دلیل شرعی
ہونا ہے دلیل شرعی و تدارک شرعی ہے اس امر کی حکم شرع اسمین ساتھ تخییر کی ہے فی مسلم و شرحہ بحر العلوم

الاباحة حکم شرعی لانہ خطاب الشرع تخییرا او الاباحة الاصلیة تفرع عنہ ای الخطاب بالتخییر لانہ کل
علم (عدم)
ما فیہ المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ و ترکہ فذلک، ای المدرک الشرعی مدرک شرعی للحکم الشرعی
بالتخییر و الاباحة الاصلیة لا یکون الا فی موضع عدم المدرک الشرعی للحرج فی الفعل و الترک انتہی
پس خارج نماز کی تداعی کی حرمت قول علماء سے ثابت نہیں اور کوئی دلیل خاص حرمت پر دال نہیں تو اباحت
بنا بر مذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اسکے بارہ میں نہونا یہی دلیل
اسکی ہو کہ مکلفین اسمیں مخیر ہیں جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محفل میلاد کے جواز کے
استحسان علماء و فضلاء تمام بلاد اسلام کا ہو بدون انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے
انکار شرعا اعتبار کیا جاوے اور فاکہانی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور و بے دلیل ہونیکے سبب سے باطل
و ساقط ہے تیسرے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہو کہ بعض بعض کو بلاویں اور اجتماع کریں اور محفل
میلاد میں ذکر آنحضرت کا ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کے ذکر میں باہم بلانا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ
حسان بن ثابت رضہ نے ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کا کیا اور غرض اوسکے سنانے کی تہا وہ بلا و تداعی
و اجتماع متصور نہیں اور اجتماع صحابہ کا اوسمیں ہوا یہاں معنے تداعی کے راست آئی انکار اسکا مکابرہ صرف
ہے چوتھی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں اس محفل کا سننے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت
کی سنیں اور عادت قاضیہ ہو کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ سنکر محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہے ؎
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبرداری کا ہے
اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام کا یہی طریقہ و سبیل ہے کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے اور
اسکے بلانیکا خود خدا تعالی حکم دیتا ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة پس تداعی کا ثبوت
قرآن سے واضح ہے وہابیہ کے فہم میں نہ آوے تو اونکے فہم کا قصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف
محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ اتباع آنحضرت کی کرو اور احکام شرعیہ
کو مانو بہتر ہے لان البیان بالفعل اظہر من القول چنانچہ امام شافعی رح نے واسطے فہمائش و منع حاسدین
ابی حنیفہ رح کے طعن کرنے سے امام صاحب پر ترک قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تھا جب نماز امام
صاحب رح کی قبر کے پاس امام شافعی رح نے پڑہی تھی رد المحتار میں ہے ان الشافعی صلی الصبح عند
قبرہ فلم یقنت فقیل لہ قال تادبا مع صاحب ہذا القبر و زاد غیرہ انہ لم یجہر بالبسملة و اجابوا
عن ذلک بانہ قد یعرض للسنة ما یرجح ترکہا عند الاحتیاج الیہ کرغم انف حاسد و تعلیم جاہل

ولا شك ان اباحنيفة كان لحساد كثيرون والبيان بالفعل اظهر منه بالقول مما فعله الشافعي
افضل من فعل القنوت والجهر انتهى اہل فہم تو کوئی اسکا انکار ہرگز نکریگا کہ یہ طریق بلایکا طرف اتباع
آنحضرت صلعم کی نہایت عمدہ ہے متعصبین وسفہا کا انکار بعید نہیں ہے امام شافعی رہ نے تو تا دبًا اپنے
نزدیک سنت امر ترک کیا او سکوت ترک کیا وہا بیان گستاخ آنحضرت صلعم کی ذکر کی محفل جو شخص پڑھی گر یگا کہ جسکا
انکار حرام ومکروہ تحریمہ کہنا چاہیئے اسکو بھی ترک نہیں کرتے اور ادب نہیں سیکہتے ایسے بے ادبون سے
خدا تعالی بچاوے مسلمان کو گنگوہی کا یہ قول (د وعظ و درس مین تداعی ثابت ہو کیونکہ فرض ہو جیسا
فرائض صلوۃ مین تداعی ضروری ہے یہی سفاہت صرف ہے آیت ادع الی سبیل ربک الایۃ سے وعظ
کیو اسطے ثابت کرتا تو گنجائش بہتی فرض نماز پر قیاس کرتا ہو اول خود ہی بحث بطلان قیاس مین ہو چکا
ہے کہ جسمین کوئی نص وارد ہووے تو قیاس باطل ہے اور یہان فرائض پر قیاس کرنا دوسرے قیاس
کا م مجتہد کا ہو اور یہ گنگوہی تو بیچارہ عالم بہی نہین قیاس کرکے دوزخی بنتا ہو اوپر معلوم ہو چکا ہو کہ غیر مجتہد
حکم مین مصیب ہووے تب بھی آثم ہے پس اس قیاس سے بہی استحقاق عذاب نار ثابت ہوا نیز یکہ وعظ
و درس فرض کفایۃ ہے نہ فرض عین اور فرض عین افضل ہے فرض کفایہ سے فی رد المحتار وحاصلہ ان
فرض الكفاية ما يكفي فيه اقامة البعض عن الكل لان المقصود حصوله في نفسه من مجموع المكلفين
كتغسيل الميت وتكفينه ورد السلام بخلاف فرض العين لان المطلوب اقامته من كل عين اى ذات
مكلفة بعينها فلا يكفي فيه فعل البعض عن الباقين ويذكر كا افضل تمامه انتهى پس جو امر فرض عین سے
کہ وہ افضل ہی فرض کفایہ مین ہونا ضرور نہین ہے پس اس قیاس سے ثبوت تداعی وعظ مین نہین ہوتا
ہو اگرچہ فی نفسہ ثبوت ہووے لکن کلام یہان او سمین ہو کہ جس سے گنگوہی ثابت کرتا ہی لوس سے ثابت نہین
ہوتا ہو دوسری یہ کہ مجلس میلاد شریف بہی مجلس وعظ مین داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع آنحضرت صلعم
کیطرف لوگو نکو بلانا غرض ہوتا ہی یہی غرض اس مجلس مین وہان قول صحیح سے یہان اس فعل داعی سے
پس تداعی یہان بہی ثابت ہے یہ قول گنگوہی (اور تعیین سورا س نماز مین بدعت لکہا ہو مولود مین بہی
تعیین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہو ویگا اور تعیین وقت اس صلوۃ مین مکروہ کہ شہر ربیع الاول
کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزامًا یہان مکروہ ہو ویگا) کا بہی زوال نادانی پر ہے تعیین سورت بطور ملازمت کہ
جب سے اوس سورت کی غیر کے جواز کا قائل نہووے تو ہمارے امام ابی حنیفہ رہ کے نزدیک مکروہ ہے اگر
اوس سورۃ معین کی غیر جواز کا معتقد ہووے اور باوجود اعتقاد جواز غیر کے کسی سورت معینہ لازم پکڑے واسطے

آسانی و تبرک وغیرہ کے تو مکروہ نہیں ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں یہ مصرح ہے قلت لا اختلاف بیننا
وبینہم فی الحقیقۃ لان ابا حنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ والشافعی ایضا یکرہ مثل ہذا
اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لاجل الوجوہ التی ذکرناہا الآن فلا یکرہ انتہی اور تعین
سورت بحثت مذکور اسواسطے منع ہے کہ باقی قرآن سے ہجران لازم آتا ہے اور ہجران قرآن واعراض اوس سے
ناجائز ہے بقولہ تعالی وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا قال العینی فی شرح الہدایۃ
اور دوسری وجہ ابہام تفضیل اوس سورت معین کی ہے دوسری سورت قرآن پر اور قرآن کل برابر ہے
تفضیل میں اس قول صاحب ہدایہ کے تحت میں ویکرہ ان یوقت بشیء من القرآن شیء من الصلوات لما فیہ من
ہجر الباقی وایہام التفضیل امام عینی رحمہ فرماتے ہیں م من ہجر الباقی ش لان المواظبۃ علی تعیین
شیء من القرآن شیء من الصلوات ہجر باقی القرآن من غیر المعین فیدخل تحت قولہ تعالی
وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ای متروکا واعرضوا عنہ م وایہام التفضیل
ش ای ولما فیہ من ایہام تفضیل المعین علی غیرہ والقرآن کلام اللہ تعالی کلہ سواء فی التفضیل
پس سورت کی تعیین نماز میں اس سبب سے مکروہ ہے کہ ہجر واعراض باقی قرآن کا لازم آتا ہے جو ممنوع ہے یا ایہام
تفضیل اوس سورت کا غیر پر لازم آتا ہے یہ بھی ممنوع ہے کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل میں اور یہاں ایک بڑا
اعتقاد فوت ہوتا ہے اور سبجگہ یہ گمان ہووے کہ کوئی جاہل عجمی یہ جانیگا کہ غیر اس سورت کا جائز نہیں ہے
یا بدون اس سے نماز نہیں ہوتی ہے جیسا کہ شافعیہ کے سورت سجدہ کا التزام کرنے سے اکثر عوام کا
یہ اعتقاد ہوا تہا کہ بدون سورت سجدہ باطل ہے تو وہاں اسوجہ سے بہی تعیین سورہ مکروہ ہے اگر کبہی کبہی
دوسرے سورت نہ پڑہیگا تو باوجود تغایر اون دونوں وجہوں کے فی العینی قال الاسبیجابی والطحاوی ہذا اذا
ذکرا ذلک حتما واجبا لا یجزی غیرہا او رای القراءۃ بغیرہا مکروہۃ اما لو قرأہا فی تلک الصلوۃ
تبرکا بقراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا او تاسیا او لاجل التیسیر علیہ فلا کراہۃ فی ذلک
لکن بشرط ان یقرأ غیرہا احیانا لئلا یظن الجاہل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک وغالب العوام
علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بترک سورۃ السجدۃ دون سورۃ ہل اتی وما حملہم علی ہذا الا التزام
الشافعیۃ قراءۃ سورۃ السجدۃ انتہی پس اول یہ نادانی کہ تعیین سورت قرآن جو نماز میں مکروہ ہے ان
وجوہ ممنوعہ کے سبب سے اوس پر قیاس ہیئات مجلس و تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ گنگوہی کرتا ہے کجا سورت
وکجا ہیئات و تاریخ کوئی وصف ان دونوں میں موجود نہیں اور وجود وجوہ ممنوع از ہجر باقی قرآن جو آیت سے

ممنوع ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد برابری تمام قرآن کے خلاف ہے یا کسی مجلی ان اجل
غبی کا گمان کرنا کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی ہے اس ہیئات و تاریخ مین گمان پائے جاتے ہین جو دونون
کو اس وصف مین شریک مانکر ایک حکم دیتا ہے گنگوہی کو خوف خدا تعالے نہین ہے زبردستی تحریم حلال کرتا
ہے اور ادعا رشارعیت کرتا ہے دوسرے یہ ایک کسی ہیئات خاصہ کا التزام ہونا بھی اس محفل مین مسلم نہین
کوئی ہیئات ایسے محفل مین نہین کہ بدون تبدل و تغیر باقی رہتی ہو معلوم نہین بس چیز سنات معین
گنگوہی اپنی ہذیان کر رہا ہے اور شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہین
کرتا ہے کوئی کسی تاریخ مین اور کوئی کسی تاریخ مین کرتا ہے بلکہ کوئی کسی مہینہ مین اور کوئی کسی مہینہ مین کرتا ہے
افترا محض و کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ربیع الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بالفرض اگر تعین
ہووے بھی تو کوئی خرابی نہین ہے وجوہ تعین سورت سے واضح ہے کہ تعین سورت ان وجوہ ممنوعہ کسی عیب لذاتہ
اگر لذاتہ تعین منع ہوتا تو بجز باقی قرآن و تفضیل سورت غیر پر کہ ان دونون مین دو قباحت شرعیہ موجود
ہین جو مذکور ہوئین علماء کیون پیش کرتے اور تاریخ و ہیئات اگر معین بھی ہووین تو ان مین جبتک کوئی وجہ
ممنوع مانند وجوہ مذکور تعین سورہ موجود نہونگے نفس تعین ممانعت ثابت نہوگی اور پھر ہم کہتے ہین صوم یوم
الاثنین سے تعین یوم شکر ولادت آنحضرت صلعم کا مفہوم ہے اور پھر ہم کہتے ہین کہ استحسان فضلاء و علماء
و صلحاء سے ثبوت اسکا ہوا تو یہ بھی تو دلیل شرعی ہے چنانچہ اوپر چند بار اسکا دلیل ہونا بقول علماء فحول و اقوال
علماء الطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین و تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور جعلی دیکھو گنگوہی کی کہ ضعف قول صاحب
شرح منیہ سے جو درباب کراہت صلوۃ رغائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و القدر ولم یرد به
الشرع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑتا ہے اور صفحہ ۱۰۲ مین لکھتا ہے اس عبارت کی تحت مین رکسی صلوۃ
مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے مگر جہان تخصیص وارد ہو گئی جیسا سورۃ جمعہ
اور سورۃ منافقون صلوۃ جمعہ مین مثلاً اپنی جہالت سے سورۃ جمعہ و سورۃ منافقون کو اطلاق شارع کے
خلاف مستثنی کرتا ہے اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سورتون تعین و تخصیص
مکروہ تھے علماء التصریح فرما رہے ہین تحت قول صاحب ہدایہ یکرہ ان یوقت بشیء من القرآن من الصلوۃ
کو علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کر رہے ہین اپنی اس عبارت مین مثل ما اخذ قراءۃ السجدۃ و هل اتی
علی الانسان فی فجر کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوۃ الجمعۃ انتہی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ تعین ان سور کی مکروہ ہے نماز مین اور یہی علامہ عینی ناقلاً عن الطحاوی عذر ان سور کا بھی جمعہ

جمعہ مین آنحضرت صلعم کا پڑھنا فرماتے ہین قال الطحاوی قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ بغیرہما اگو
فیہما وعن النعمان بن بشیر انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ ھل اتاک حدیث الغاشیۃ
فیحمل علی انہ قرأ ھذا مرۃ وبذا مرۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ جمعہ مین ان سورتون کے سوا اور سورت
بہی آنحضرت صلعم نے پڑہی جس سے تعین ہونا ثابت ہوا اگر یہی سورتین معین جمعہ کیواسطے ہوتین تو انکے سوا
دوسری سورت آنحضرت صلعم نہ پڑہتے جب دوسری بہی پڑہے تو تعین کا شبہ اوٹہگیا یہ تصریحات
فقہا کی عموماً وخصوصاً موجود ہین کہ کوئی سورت کسی نماز کیواسطے تعین کرنا مکروہ ہے اور اسکی
مثال مین سورت جمعہ ومنافقون وغیرہما خاصہ کرکے ذکر کرتے ہین اور ایسے عبارات سے عدم تعین
عدم تخصیص پہ گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور پہر سورت جمعہ ومنافقون کے تخصیص شارع سے وارد ہونیکا
قائل ہے یہ عجب تماشا ہے مین تخصیص وتعین اپنے نزدیک عدم تخصیص وعدم تعین اپنے زعم کس چیز کا اس نے
نام رکہا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص وتعین کے معنی سے واقف نہین ہے جیسا کہ
اس نے تخصیص کا وارد ہونا شارع سے یہ جانلیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکو کرلیا ہووے گو ہمیشہ
نکیا ہوا اور اگرچہ اوسکا کرنا اور اوسکے غیر کا کرنا دونون برابر جانا ہووے اسی واسطے سورت منافقون
وجمعہ کے بارہ مین تخصیص کے ورود کا قائل ہوا ہے اور اتنی تمیز نہین کہ تخصیص فقط شارع کی ان سورتون
کو بروز جمعہ پڑہنے سے کبہی ثابت نہین ہوتی ہے بڑی دوڑ ایسے کمفہمونکی یہ ہے کہ کوئی حدیث جس
مین آنحضرت صلعم کا ان سورتونکو بروز جمعہ پڑہنا ثابت ہے پیش کردینگے اور بہت خوش ہونگے کہ
تخصیص وتعیین ان سورتونکی حدیث سے ثابت ہے اور ان جہلا معتقد اور تلامذہ غیر مجتہدین
کو یون یہ سمجہا دینگے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگیا اتنی فہم نہین کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
ایکا پڑہنا تعین وتخصیص کو مستلزم نہین ہے تاوقتیکہ ان پر دوام اور انکے غیر کا عدم جواز آنحضرت
صلعم کے نزدیک ثابت نہو جاوین اور یہ حدیث مذکور پیش کردینے سے نہین ثابت ہو سکتا ہے پس جس
بیچارہ کو تمیز تخصیص وتعین کے معنے جاننے کے نہو اوسکو کب گنجائش ہے کہ وہ تخصیص وعدم تخصیص ثابت کرے
اوس پر متفرع عدم جواز محفل میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکی معتقدین کو اپنے گریبان مین منہ
ڈالکر دیکہنا چاہیئے کہ یہ حال اور انکار محفل میلاد وغیرہ امور مستحسنہ امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی وکے
پیر شدی اول کلام علماء کو تو سمجہنا چاہیئے پہر کسی بات مین دخل دینا چاہیئے ان سورتون مین ورود تخصیص
شارع سے ہرگز ثابت نہین ہے جیسا کہ گنگوہی بعلمی سے ورود تخصیص جانگیا اور یہ **قول** گنگوہی کا کہ

اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور ممنوع مذموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہوویگا
اقوال فقہا سے یہ گنگوہی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زائد از قدر حاجت اگر پائی جاوے تو
گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عوارض ناجائز ہوگی لیکن واسطے قصد تعظیم کے عوام لوگوں کی آنکھوں میں تاکہ آنحضرت
صلعم کے محفل میلاد کو حقیر نجانیں اور آپکی ذکر کی شان و شوکت دیکھکر معلوم کر کے خشوع انکو ہووے اور حاضرین
غافلین ادب کریں روشنی و عمدہ قالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہا سے درست معلوم
ہوتے ہیں چنانچہ کتاب الحظر والاباحۃ فصل لبس میں تحت اس مسئلہ در مختار ردو لا یکرہ خرقۃ لوضوء بالفتح بقیۃ
بللہ او مخاط او عرق لو لحاجۃ ولو للتکبر تکرہ اور رد المحتار میں ہے کہ پردوں اور عماموں و کپڑوں کا رکھنا قبور
صالحین و اولیا پر بعضے فقہا نے مکروہ جانا ہے ہم اب اس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب سے نگاہ
عوام اور جلب خشوع اور ادب زائرین کے جائز کہتے ہیں اعمال نیت کے ساتھ ہیں عبارت یہ ہے کرہ بعض الفقہاء
وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور
علی القبور اھ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا
صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فہو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان
بدعۃ فہو کقولہم بعد طواف الوداع یرجع القہقری حتی یخرج من المسجد اجلالاً للبیت حتی
قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اھ کذا فی
کشف النور من اصحاب القبور للاستاذ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ انتہی جب یہ
امور زیادہ قدر حاجت سے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہوا تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم کے
کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین سے بدرجہا افضل ہیں بطریق اولے جائز ہوگا پس بخوبی
بدلالت اولی اس عبارت شامی سے ثابت ہوا جسکو چشم حق نہیں اوسکے انکار سے کیا ہوتا ہے اولی
الابصار کو چاہئے لینا کافی ہے اور نقش نگار مساجد کی باوجودیکہ قدر حاجت سے زائد ہیں اور ظاہر حدیث
سے مخالفت بھی معلوم ہوتی ہے اور ممانعت میں اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں با این ہمہ ہمارے
علماء بعضے لا باس بہ فرماتے ہیں اور بعضے قربت فرماتے ہیں اور قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کو اسکی حجت قرار دیکر رفع اوسکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بناء بیت المقدس کو تمام کیا
اور زینت اوسکو دی سنگ یاقوت سرخ کی بلند و بالا قبہ نصب کیا کہ سات میل اور بعض کہتے ہیں کہ
بارہ میل سے وہ چمکتی تہی اوسکی روشنی میں سوت کاتی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مرصع ہے

ما ذہب اور ظاہر اسکا مستور دیباج کر ہے اور عمر رضؓ نے کعبہ کو لباس پہنایا اور یہ وجہ ہے کہ تزئین مسجد
میں نماز جماعت کی رغبت دلاتا لوگوں کو ہے اور تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی العینی شرح الہدایۃ وجاء
فی الآثار ان من اشراط الساعۃ تزیین المساجد ومر علی بمسجد مزین بالکوفۃ فقال لمن
ہذہ البیعۃ فقیل تقول المسلمین فقال ہکذا ما یکون مصلے المسلمین وبعث ولید بن
عبد الملک بمال تزیین بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بہ عمر بن عبد العزیز
فقال المساکین احوج من الاساطین الیٰ ان محمدٌ انفی الباس بقولہ لا باس بہ لا اثم
لا احتہ عنہ فیہا قولہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعہا تعظیمہا وروی عن
داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واتم بناہ سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
نصب علیٰ اعلی قبۃ بالکبیرۃ الاحمر وکان یضیئ من سبعۃ امیال وقیل اثنی عشر امیال وکانت
الغزلات یغزلن فی ضوءہا قلت المراد ہنا الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا مزخرف
بماء الذہب ظاہرہا مستور بالدیباج وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضاً وفی تزئین
المسجد ترغیب الناس فی الجماعۃ وتعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من مدحہ اللہ
تعالیٰ بقولہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر ثم ان تزیین المسجد لما
واراد بہ بین الاستحباب وبین الکراہۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحباب کما
قال بعضہم ولا بلفظ الکراہۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضہم م وقیل ہو قربۃ ش ای
تزیین تقرب الی اللہ تعالیٰ لما ذکرنا من الدلائل الدالۃ علی انہ قربۃ واجاب ہؤلاء عن الاثر
المذکور بان کونہ من اشراط الساعۃ لا یدل علی البطلان وعن قول علی رض من انہ محمول
علی انہ کان فیہ تماثیل او اعاجیب نقش یشغل المصلین عن الخشوع والخضوع وعن قول
عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقۃ والمسجد لا یصلح مصرفاً کذلک ومنع ابو اسحاق
المروزی بحلیۃ الکعبۃ والمساجد والمشاہد بقنادیل الذہب والفضۃ قال الغزالی
لا یسد مخالفۃ حملاً علی الاکرام کما فی تحلیۃ المصحف ذکرہ فی الوسیط وذکر صاحب الطراز
عن المالکیۃ کراہۃ ذلک کلہ وذکر فی الرعایۃ عن احمد ان المسجد یصان من الزخرفۃ
وہم محجوجون بما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انتہی پس نقش و نگار مسجد کے قدر حاجت سے
باوجودیکہ زیادہ ہیں لیکن تعظیم کیواسطے جائز و قربت قرار دیگئی ہیں اور مجالس آنحضرت صلعم کی تعظیم اس سے

مکی

الغرض کسی مسلمان کے دین مین نہین ہے در صورت زیادت کی بدلالت اولی تعظیم کیواسطے وغیرہ زائد قدر حاجت
کے کرنا درست ہوگا اور در صورت مساوات تعظیم کی بدلالت مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
جسطرح قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اوپر جواز نقش ونگار مسجد کی بانیظر کرکے
ہے کہ رفع ان بیوت کا تعظیم انکی ہے اسی طرح آنحضرت صلعم کی ذکر کے حق تعالی فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک
رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ امور زائد قدر حاجت سے کہ نقش ونگار ہین داخل کئی ہین ایسے اس ذکر کی
محفل مین روشنی زائد قدر حاجت کے سے مثلاً داخل تعظیم مین ہوگی اور جسطرح کعبہ شریف کو مزخرف کرنا
ولباس ہم پہنانا تعظیم کعبہ مین داخل ہے باوجودیکہ قدر حاجت سے یہ زائد ہے اسطرح یہان محفل ذکر
آنحضرت صلعم مین جاننا چاہئیے اور جسطرح زینت دینا مساجد کو رغبت دلانا ہی لوگونکو جماعت مین کہ رغبت
کرکے آوین اسطرح یہ زینت محفل ذکر آنحضرت مین زینت ساتھ فرش وغیرہ کے ساتھ کرنا رغبت
دلانا ہے لوگونکو کہ اگر ذکر آنحضرت صلعم کی معجزات وملائح واخلاق وحلیہ وشفقت علی الامت رحمت کا سنکر
اخلاص محبت پیدا کرکے اتباع اختیار کرین اور اوپر شفاء قاضی وشرح ملا علی قاری سے گذر چکا ہے
کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلعم کی مسلمان پر حالت حیات مین واجب تھی بعد ممات کی بہی وقت ذکر آنحضرت
صلعم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلعم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلعم کے اور وقت سننے اسم مبارک
آنحضرت صلعم اور مدح آنحضرت صلعم اور ذکر جمیع حرکات وسکنات آنحضرت صلعم کی وتعظیم آنحضرت
صلعم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلعم خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین اور حرکات سے ساکن
ہوجانا اور ہیبت مین اور خوف مین آجانا واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم روبرو ہوتا اور ایسا کرنا اوسکو
واجب ہوتا اس سے واضح ہو کہ آپکی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپکی ذاتکی تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جواب
بہی ظاہر ہوگیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلعم کی ایسی ہوئی جیسے ذاتکی تعظیم تو ذات ولادت آنحضرت
کی ہمارے روبرو ہوتی اور اس سے ہم یعنے ذات ولادت سے تو تعظیماً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
تعظیم ہمکو کرنا چاہئیے اور جب استحسان بہی علماء کا اس سے ہوگیا تو اب کچہہ چون وچرا کی گنجایش مسلمان کو
باقی نرہی اور آنحضرت صلعم کی شان وشوکت وعظمت کیواسطے آنکہون عوام جیسے ذات کی تعظیم بحسب مقتضی وقت
ہم ایسے کرتے کہ خوب رونق محفل کو انکی ذات کیواسطے تو اب یہ معاملہ ذکر کی ساتھ ہم ایسا کرین تو جواز
اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقلاً عن الکرمانی فرماتے ہین کہ اگر کوئی کرے بلند جگہہ ہم نام
مسجد کے اور رنگدار کرنے اس مسجد کے تو وصیت اوسکی نافذ ہوگی اسلئے کہ لوگونکو واسطے نماز کے ...

پیدا ہوئے بقدر ان کے انوار پیدا کرنے اونکے کے اونہون نے اپنے گہرونکو بلند وبالا و محکم بنانا چاہیں کیا اور انکو زینت
دی اگر مساجد کچی اینٹونکی اور پست وغیر محکم بناوینگے درمیان بلند مکانون کی کہ بسا اوقات اہل ذمہ کے ایسے
مکانات بلند وبالا محکم ہوتے ہین تو البتہ اون مساجد کی جو ایسے بنائے جاوینگے اہانت وحقارت ہوگی
چنانچہ لفظ زخرف کی تحت مین یہ فرماتے ہین دلو اوصی بتشیید مسجد وتجمیرہ نفذت لانہ قل محدث
للناس فتاوے بقدر ما احدثوا وقد احدثوا التشیید بیوتہم وتزیینہا فلو بنینا مساجد باللبن
قطا فتر بین الدور وا شاهقة وربما كانت لاهل الذمة لكانت مستهانة انتہی بقدر الحاجة
پس یہان بہی یہ دلالت ثابت ہین لوگونے نئی باتین حادث کی ہین کہ اپنے مجالس روشنی زائد وفرش
وغیرہ سے مزین کرتے ہین اگر ہم آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نکرینگے تو آنحضرت
صلعم کی حقارت واہانت عوام جہال کی دلونمین ہووینگی پس اسلئے آراستہ کرنا ساتھ روشنی زائد وفرش
وغیرہ کے ساتہہ کرنا چاہئے جس امر سے عوام کی دلونمین خدشہ پیدا ہونیکا خوف ہووے اور احتمال ہووے کہ اثم
وگناہ مین واقع ہونگے اگرچہ وہ فعل جائز ہووے تو اوس امر کو نکرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
بنا کعبہ شریف اسی خیال سے نکی باوجودیکہ بنا جیسے آپ چاہتے تھے جائز تہی ایسے ہی چنانچہ قرات قرآن جو
عوام کے نزدیک غریب ہون نہ پڑہنا اولی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی در المختار ویجوز بالروایات
السبع لكن الاولى ان لا يقرأ بالغريبة عند العوام صيانة لدينهم انتہی وفی رد المحتار ای بالوجوہ
الغريبة والامالات لان بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون فى الاثم والشقاء ولا
ينبغى للائمة ان يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم ولا يقرأ عندهم مثل قرأة ابى جعفر وابن
عامر وعلى حمزة والكسائى صيانة لدينهم فلعلهم او يضحكون وان كان كل القرأات والروايات
صحيحة فصيحة ومشائخنا اختاروا قرأة ابى عمرو وحفص عن عاصم اه من التتارخانية عن فتاوى
الحجة انتہی بہی احتمال یہان موجود ہی کہ اس زمانہ مین اگر محفل میلاد شریف نہوگی اور دوسرے محفل لوگ
آراستہ کرتے ہین تو عوام کی دلونمین شاید استخفاف واقع ہووے اور آنحضرت کے ذکر کو حقیر جانین اور گناہ
مین پڑین عاقلین انصاف غور کرینگے تو اسکی بظاہر شرع مین بے شمار پاوینگی کہ بالغرض ان امور کا جواز
نکلو بہی ان عوارض مجوزہ سے چشم پوشی کر کے زبان زائد از قدر حاجت عدم جواز وکراہت کے ثبوت کے
واسطے لاتا ہے اور جائز بالعوارض کو ناجائز بتاتا ہے اہل علم کو واضح ہے کہ عوارض سے امر ناجائز بہی جائز ہو
جاتا ہے اور جائز ناجائز ہو جاتا ہے چنانچہ اسواسطے قیام کی منع ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لکن اس زمانہ مین اعوان

قاضی کو کیونکر رہنا تا کہ عوام و سفہا و اشرار کی نظروں میں ہیبت معلوم ہووے اور یہ فتح القدیر و عینی سے گذر چکا ہے
الغرض تبدل علت سے احکام بدل جاتے ہیں اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اوسکے موافق حکم شرع لگاتے ہیں
علما پر یہ واضح ہے اور محققین اسکو خوب جانتے ہیں اسواسطے مع ان قیود کے گنگوہی بے علمی سے ناجائز جانتا
ہے اس زمانہ میں جائز فرماتے ہیں بلکہ مستحسن جانتے ہیں یہ سراسر خبط و جنون ہے کہ تمام جہان کے علما و فضلا
کو ناحق پر بتانا اور اپنی گروہ کے چار منکرین کو بھی برحق جاننا اور ایسے علما محققین کے اقوال جنکا شرع
میں اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اونکے اسامی بارہا گذر چکے ہیں مانند ابن حجر و جلال الدین و ملا علی قاری وغیرہم
مذکورین بالا کے سکو نہ ماننا اور ان تمام اونکو پس پشت ڈالدینا ایسے آدمی کو کون عاقل کہیگا اور یہ قول
گنگوہی کا بھی (دیکھا کہ عوام کا اس عادۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کی مجلس
کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہے) مفتریات سے ہے کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جاننے کی
کرتا ہے اگر عوام ضروری جانتے تو ہمیشہ کرتے کبھی ترک نکرتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
عمل میں حال آنکہ اکثر عوام لوگ نہیں کرتے ہیں بعضے کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اونکا ضروری جاننا بھی
ان کے منہ سے نہیں سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ و کتاب میں خواہ کسی زبان میں ہو اردو و فارسی
عربی گجراتی میں اسکو ضروری لکھا ہے اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اوس سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ضروری
جانتا ہے مثلاً مستحباب جو نماز و روزہ میں اونکو کوئی ہمیشہ کرے تو اوسکا یہ فعل کرنے سے اسپر دال نہیں کہ یہ اسکو
ضروری جانتا ہے ہمیشہ کرنیوالے کو بھی یہ کوئی عاقل فقط اوسی کے فعل کرنے سے استدلال اوسکی ضروری
جاننے پر نہیں کر سکتا ہے بہت سے عوام لوگ انگرکھہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہیں اونکے اس فعل سے یہ کوئی نہیں
ثابت کر سکتا ہے کہ اسکو ضرور جانتے اور کرتہ عمامہ کو پہننا مکروہ جانتے ایام بیض و عاشورہ و عرفہ کا روزہ ہمیشہ
رکھنے سے کوئی یہ خیال نہیں کر سکتا ہے کہ انکا عامل انکو ضروری جانتا ہے الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کرنے سے
یہ لازم نہیں آتا ہے کہ کرنیوالا انکو ضروری جانتا ہے جب تک اسکے قول سے اشارہ کنایۃ و صراحۃ یہ معلوم ہووے
پس جب عوام کا یہ قول نہیں اور نہ کسی کتاب و رسالہ سے گنگوہی اسکا دکھلا سکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے
عوام دو چار سے بھی نہیں کہلا سکتا ہے تو اور ہمیشہ کرنا اسکو یعنی ضروری جاننے کو مستلزم نہیں ہے تو یہ افترا محض
گنگوہی کا عوام پر ہے ایسے مفتریات سے محفل میلاد شریف کو رد کرتا ہے بالفرض والتقدیر اگر لاکھوں میں
ایک دو آدمی ایسے بالکل احمق ہووین کہ کسی کی صحبت بھی انکو نہووے اور صحبت یافتہ کی بات بھی اونہوں
نے کبھی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت و سفاہت سے ضرور ہونا سمجھہ جاوین تو انکو فہمایش کر دینا ضرور ہے کہ ضرور

فرض و واجب نہیں اور مستحب و مستحسن ہے نہ یہ کہ ایکدو کے ایسے قول حماقت کے سبب تمام جہاں کی محافل کو مکروہ
لکھدینا چاہئے یہ کوئی عقل و علم کی بات نہیں معدوم کے ہوتا ہے نادر پر حکم نہیں ہوتا ہے النادر کالمعدوم مشہور
معروف ہے غالب پر حکم لگایا جاتا ہے آدمی کو فہم چاہئے یہ کوئی عاقل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر کریگا کہ عوام
اسکو صحیح جانتے ہیں یہ بسبب زعم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو **گنگوہی** نے کہا کہ جسطرح اس وضاع کے اعزاز اس
صلوۃ میں ہے اور اوسیطرح فرضاً عین روایات مجلس مولود کے بیان اعزاز حاصل و موجود ہے اسرار
اسکی بیعلمی پر دال ہے صلوۃ رغائب کا نمودار ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے عملکرنا
حدیث موضوع پر لازم انفکاک ممکن نہیں ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ یہی
عبارت شرح منیۃ المصلی سے ہی واضح ہے اور رد المحتار میں اسیطرح بھی تحت قول صاحب در مختار کی (وفی
حاشیۃ بخط ثقۃ وکذا الصلوۃ رغائب و براءۃ و قدر) کی یہ موجود ہے قال الرحمتی هو فی الحواشی
الموحشۃ و یمنع التوثق بذلک الخط اجماعهم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع و قد نصوا
علی وضع حدیث هذه الصلوۃ والفقہ لا ینقل من الهوامش المجهولۃ سیما کان فسادہ ظاهرا
انتہی پس صلوۃ رغائب پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنا ہے منفک ہرگز نہیں ہے اس پر مجلس میلاد شریف
قیاس کرتا ہے اگر کسی نے کوئی روایت کہیں موضوع بالفرض اس مجلس میں ذکر کردی تو اس مجلس کیواسطے
لزوم تو روایت نہیں ہوگیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہیں ہوگیا بہت سے کتب و رسائل مولود
محققین نے مانند ابن حجر و ملا علیقاری و ابن جوزی وغیرہم لکھے کیا تمام میں یہی روایات موضوعہ ہیں اور
کوئی محفل میلاد خالی روایات موضوعہ کیا نہیں ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل
کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہے کہ کسی نے کبھی کوئی روایت موضوع کسی کتاب میں لکھدی اور
کسی نے اوسکو بیان کردیا اون روایات اور ان سے تمام محافل مکروہ ہوگئیں تو یہی حکم تمام محافل
وعظ کا دینا چاہئے کیونکہ وعظ کتابیں مانند تنبیہ الواعظین وغیرہ کے جو واعظ لوگ لئے پھرتے ہیں بہت سے
روایات موضوعہ اونمیں موجود ہیں اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہے ہیں مجمع البحار
صدہا برس کی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ لوگونکو ہی واضعین شمار
کیا ہے اور صاحب خلاصہ فرماتے ہیں کہ اکثر مجالس وعظ میں ایسے احادیث بیجہ پیش ہوتی ہیں واعظ اونکو ذکر
کرتے ہیں میں رد کرتا ہوں تو کینہ و حسد مجھسے کرتے ہیں کما قال و منهم القصاص لانهم یریدون احادیث
ترقق و ینفق فی القصاص یقل مثله ثم ان الحفظ یشق علیهم و ینفق عدم الدین و یحضرهم جهال

وما اکثر ما تعرض علی احادیث فی مجلس الواعظ قد ذکرھا قصاص الزمان ای دعا تھم فأردھا
فیحقدون علیّ انتہی فافی المجمع اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں اور فرقہ دیگر
کہ مایہ از علم حدیث نداشتند ومحدثین را بوقر ومعظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
صنعت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص وسلیمان بن عمرو النخعی وحسین بن علوان
واسحق بن نجیح وغالباً این فرقہ بوعظ وتذکر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ حامل وضع
حدیث پر یہ بھی ہے کہ لوگونکو رغبت دلانے کیلئے عجیب و غریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
او الاغراب لقصد الشہرۃ انتہی شرح شرح النخبہ میں ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑی علماء میں سے
مشہور ہو وے اور اسی شرح الشرح میں ہے کہ ایک واعظ کا قصہ لکھا ہے کہ اوس نے ایک مسجد میں کہ احمد
بن حنبل ویحیی معین بھی وہاں موجود تھے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجھکو احمد بن حنبل
ویحیی بن معین نے جب وعظ کہہ چکا تو یحیی بن معین اوس سے کہا کہ احمد بن حنبل ہیں اور ابن معین میں ہوں
تجھکو جھوٹ بنانا منظور تھا کسی غیر پر جھوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیوں بنایا تو یحیی بن معین نے احمق بنایا اور کہا کہ میں نے حدیث
سترہ احمد بن حنبل سے لکھی ہے عبارت یہ ہے قولہ لقصد الاشتہار الخ ای لیشتہر عند العامۃ انہم من
العلماء الکبار او لیشتہر ذلک الحدیث فی اھل الدیار وذکر فی خلاصۃ الطیبی ان من الواضعین
قوم من السؤال والشحاذین یقفون فی الاسواق والمساجد فیضعون علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم احادیث باسانید صحیحۃ قد حفظوھا فیذکرون الموضوعات بتلک الاسانید قال
جعفر محمد الطیالسی صلی احمد بن حنبل ویحیی بن معین فی مسجد الرصافۃ فقام بین ایدیھما
قاص فقال حدثنا احمد بن حنبل ویحیی بن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا
معمر عن قتادۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ
یخلق اللہ من کل کلمۃ منہا طائرا منقارہ من ذھب وریشہ من مرجان واخذ فی قصۃ نحو من عشرین
ورقۃ فجعل احمد ینظر الی یحیی ویحیی ینظر الی احمد بن حنبل فقال انت حدثت بھذا فقال
واللہ ما سمعت بہ الا ھذہ الساعۃ قال فسکتا جمیعا حتی فرغ فقال ای اشارۃ یحیی بیدہ
ان تعال فجاءہ متوھما النوال یجیزہ فقال لہ یحیی من حدثک ھذا فقال احمد بن حنبل
ویحیی بن معین فقال انا ابن معین وھذا احمد بن حنبل ما سمعنا بھذا قط فی حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ولا بد الکذب فعلی غیرنا فقال لہ انت ابن معین

قال نعم قال لم ازل اسمع ان ابن معین احمق ما علمته الا هذه الساعة قال یحیی وکیف علمت
انی احمق قال فانه لیس فی الدنیا یحیی بن معین واحمد بن حنبل غیر کما کتبت عن سبعة
عشر احمد بن حنبل غیر هذا قال فوضع احمد بن حنبل کمه علی وجهه وقال دعه یقوم
فقام کالمستهزئ بهما انتهی پس جب اوس زمانہ مین بہت اچھا زمانہ اس زمانہ کی نسبت ایسے موضوعات
روایات وعظ مین واعظ لوگ بیان کرتے تھے تو اس زمانہ کا کیا اعتبار ہے اس زمانہ کے واعظ کا ہر وعظ
کیا خالی موضوعات سے ہوتا ہے پس بعض لوگ روایات موضوعہ محفل میلاد مین بالفرض والتقدیر
اس زمانہ مین کہین اس سبب سے تمام مجالس مکروہ ہوگئے تو بعض وعظ کا بھی یہی حال ہے پس تمام مجالس
وعظ کو بھی گنگوہی مکروہ کہدے اور مولوی عبد الخالق واعظ دیوبند بھی اب تو مرتکب فعل غیر مشروع
کہدے پس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ایسے لغو لچر تقریر گنگوہی کی ہے کہ اسکے سبب سے تمام وعظ
بھی مکروہ ہونے جاتے ہین شاید اپنی سفاہت سے کہدیگا کہ وعظ مین یہ درست ہے مجلس میلاد شریف مین درست
نہین تو اس تفرقہ دلیل کی ہم طالب ہین شاید کہوے کہ وعظ مین روایات موضوعات نہین ہوتے
تو کتابین وعظ دکہا دینگے جنکو بعض وعظ بھی پڑہتے ہین الغرض تمام مجالس کا ایک حکم دینا نہایت درجہ کی
سفاہت وحماقت ہے پس اس قول سے نادانی وبے علمی ثابت ہوئی اور مجالس میلاد مین اعراض وضاع لازم نہین
بسبب ہونیکے ہر مجلس مین روایات مانند وعظ کے بعض مجلس میلاد اعراض مراد لیگا تو یہی وعظ مین پیش کیا جاویگا اور بعض مین
اعراض وضع پائی جاتی ہے کل مین اعراض تو مراد لینا تو یہی حکم وعظ مین جاری ہے پس قول گنگوہی کا ساقط ہے اور یہ گنگوہی او جیسا کہ رفع خشوع
سبب عدم حضور اس نماز مین موجود شب بیداری مجلس سے صلوة فجر مین سبب کاہلی نوم کے رفع خشوع جیسے کو
زائد موجود ہے یہی کمال بے انصافی ہے شب بیداری عبارت تمام شب بیدار رہنے سے ہے ہر ادنی
واعلی جانتا ہے کہ اس مجلس کے واسطے شب بیداری لازم وضرور نہین ہے بلکہ رات مین ہونا بھی ضرور
نہین ہے چنانچہ مشاہدہ ہر خاص وعام کا ہے کہ یہ مجلس دن مین بھی بہت ہوتی ہے اور رات مین بھی ہوتی
ہے تو تمام شب نہین ہوتی ہے غایت نصف شب کبھی اس سے بھی قبل اور نصف شب تک جاگنا بلکہ نماز عشا
بھی نصف شب تک مباح ہے فی الدر المختار وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل قیده فی الخانیة وغیرها
بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلها فان اخرها الی ما زاد علی النصف کره لتقلیل الجماعة
اما الیه فمباح انتہی پس نصف شب بیداری کرنے سے ایسی کاہلی پیدا ہوتی کہ فجر کی نماز مین کاہلی کے
باعث خشوع فوت ہوتا کہ جس سے کراہت لازم آتی تو فقہاء نصف شب نماز عشاء کو مباح نہ فرماتے

بلکہ مکروہ فرماتے ہیں جیسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشا رکو مکروہ فرماتے ہین لکن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم خشوع کے
نماز فجر مین نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہی کہ نصف شب کے نماز عشا ر پڑہنے تفضیل جماعت عشا کی
ہوتی ہے چنانچہ اسہی عبارت در مختار سے یہ اوپر گذر چکا ہی پس نصف شب کے بعد تک ہی مجلس میلاد
شریف رہے تو نماز فجر مین کچھہ خرابی نہین ہان شب بہر جاگنے مین یہ خوف ہی اور شب بہر جاگنا یہان
ہرگز نہین ہوتا ہی لکن یہ بہی اوس شخص کیواسطے جسکو عادت جاگنیکی نہووے اور جسکو عادت ہووے
انکو یہ خوف بہی نہین امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑہنا
اور ایک ختم قرآن مجید کا کرنا ہر رات مین ثابت ہے ایسے صاحبونکو کاہلی ایسے نہین ہوتی کہ نماز صبح مین
خشوع جاتا رہے اور عدد سورتونسے خشوع اوسہی نماز کی مین فرق سمجہنا ہے جسمین عدد سور کہا جاتا ہی کیونکہ
اسوقت شمار کا بہی لحاظ رکہنا اور حضور قلب و خشوع بہی اوسیوقت ہونا دشوار ہے غالبًا فرق حضور قلب
و خشوع مین ضرور آویگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت مین ہوتی ہے اور نماز فجر دوسرے وقت مین
اسمین غالبًا ایسی کاہلی کہان ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و خشوع نماز فجر کے مین فرق آجاوے یہ امر تو
ہر فرد لبیب پر واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچھہ زائد تک جاگنے کی تو اکثر لوگونکی عادت اس زمانہ مین بالفعل ہے
اسکے بعد سو رہنے سے نماز فجر مین کاہلی ہرگز نہین ہوتی ہے پس یہ قیاس گنگوہی کا بہی اوسکی فہم و علم
ناقص سے خبر دیتا ہی اور چند گونہ رفع خشوع بتانا گنگوہی کا اسپر طرہ ہے اور یہ قول گنگوہی کا (اور جسطرح
اس صلوۃ مین تعجیل صلوۃ فجر سے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود
نماز فجر ہے فوت ہوجاتی ہے) سراسر افترا ہی کہ حاضرین مجلس کے حق مین بسبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین
کی نماز کا فوت ہونا بتاتا ہے جہوٹ بولتے ہوئے شرم نہین آتی وہابیہ کے تو وہان فروغ تجلی نور ملائکہ حاضرین
مسجد کرے کہ ذکر خیر کی مسجد مین آنا انکا احادیث سے ثابت ہے جلتی ہین اور اس مجلس کا نام سنکر مانند
شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انکو ہوتا ہی اور وہان جاتے ہوئے ڈرتے ہین کہ وقت قیام قیام نکرینگے تو
اہل سنت و جماعت منکرین ذکر جمیل آنحضرت صلعم کو سزا انکو پہونچاوینگی باین ہمہ اس گنگوہی نے
کسطرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضاء ہوجاتی ہے وہ بہی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضا ہوجاتی
اور ہو جانیکا لفظ استمرار پر دال ہے جو مشعر اس امر کا ہی کہ ہمیشہ کا حال گنگوہی بیان کرتا ہی اور تمام
مجالس کا یہی حکم دینا اس پر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانند ہند یا روم یا شام وغیرہا کا حال
اسکو معلوم ہی کسی وہابی کو دعوے ہے تو یہ ثابت کر دے کہ ایک شہر مین جو مجالس ہوتی ہین اوسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب جمع ہونیکے نماز فوت ہمیشہ ہوجاتی ہے یا دس بیس ہی دفعہ فوت ہونا ثابت کردی
خیر ایکدفعہ دکھادی کہ تمام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وہابی سے حشر تک بھی نہیں ہوسکتا
ہی اور نہ ہوا ہے فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ پر عمل کرکے وہابیہ کو تو یہ کرنا لازم ہے
اور آیت لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے ایسے مفتریات کرنا ویسے ہی کا کام ہے جن
کا پیشہ ہے جنکو ایمان سے بھی کچھ علاقہ نہیں ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ داس صلوۃ مین جسطرح
سبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب لبساط غیر مشروع کی اور لباس
ممنوع کی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے سراسر بے انصافی و تعصب ہے کجا سجدہ غیر مشروع
کجا لبساط وغیرہ مجالس کے امور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض و بالذات کسیطرح معلوم ہی نہیں ہوتا
اور روشنی زائد از حاجت و فروش کا جواز واسطے تعظیم مجلس کے اور عدم حقارت و اہانت کی قطع نظر
عوالم اور رفعنا لک ذکرک سے معلوم ہوچکا ہے پس جسکا جواز کتب دینیہ سے بطور دلالت کی معلوم ہوتا ایسا
ایسے چیز پر کرنا جو کسیطرح جائز نہیں سراسر نادانی ہے اور گنگوہی جو فروش و لبساط کو غیر مشروع بتاتا ہے
انکل پچو کہہ رہا ہے اس نے لبساط محافل مجالس میلاد کو کہان دیکھے اور مین کونسے چیز نا جائز ہے وہ فرش
چاندی سونے کے ہوتے نہیں ہین ریشم کے بھی نہیں قالین سوت یا کسی جگہ صوف کی اور دریان سوت کے
اور چاندنیان و سوزنیان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤ تکیہ وہ بھی روئی و سوت کا کپڑا اونین کوئی چیز
غیر مشروع نہین البعض جانے پر یہ تمام امور ہوتے ہین اور اکثر جانے نہین بھی ہوتی ہین اگر بالفرض
ریشم کا تکیہ و فروش ہووے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ہدایہ مین ریشم کا تکیہ اور ریشم کے فرش پر
سونا لاباس یہ لکھا ہے امام صاحب کے نزدیک ولاباس بتوسدہ والنوم علیہ عند ابی حنیفۃ
وقالا یکرہ اور ایسے اختلاف ریشم کے پردہ مین ہے اور اسکے لٹکانے مین دروازہ پر وکذا الاختلاف فی
ستر الحریر وتعلیقہ علی الابواب انتہی ما فی الہدایۃ اور در مختار مین ہے کہ پردہ رقیق واسطے
بہکانی مچھرونکی ہووے اوس مین سونا مردونکو درست ہے ولاباس بکلۃ الدیباج وہو ما سداہ ولحمتہ
ابریشم شرح وہبانیۃ دللرجال، لانہ لیس بلبس من نظم شارح الوہبانیۃ فقال ومع کلۃ الدیباج فالنوم
جائز انتہی اور تحت قول صاحب درمختار کی والکیس الذی یعلق، رد المحتار مین بھی وفی الدر المنتقی ولا
تکرہ الصلوۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ہو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس
بما فی الصلوۃ الجواہر انتہی دیکھو فرش و تکیہ پردہ لٹکانیکا اور پردہ واسطے تکمیانی مچھرونکی اور

مصا

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہیں پس فروش مجالس میلاد کی اور تکیہ وغیرہ ریشم کی ہووین
تب بھی غیر مشروع نہیں ہیں معلوم نہیں کونسے بساط کو گنگوہی غیر مشروع بتاتا ہی اور دیکھنے کے
زبردستی ایسے باتیں کرتا ہی اگر کسی سے سنا ہی ہووے تو بلا تحقیق ایسا کہدینا بدلیل حدیث نبوی
صلعم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کی جہوٹ سے یہ خالی نہیں ہے اور بعض لوگونکی لباس
غیر مشروع ہووے بالفرض تو اوس سے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ وتذکیر کی
یہ نہیں ہو کہ تمام لوگ موافق لباس پہنکر مجلس مین تو مجلس وعظ درست ہووے ورنہ نہیں ایسے تصریح
کہین کسی عالم محقق وفقہ قابل قبول کے قول کے پیش کی ہوتے گنگوہی نے تو اسوقت ایسے لوگونکی حضور
سے کراہت وعدم جواز معلوم ہوتا اس زمانہ مین یہ بہی جواز کے واسطے ضرور ہو گا تو کوئی مجلس وعظ نماز
تراویح وعید واستسقاء ونکاح وغیرہا بدون کراہت نہوگا اور ایسے ہی لوگونکی فہمائش اور اتباع آنحضرت
صلعم کی رغبت دلانیکو مجالس وعظ ومجالس میلاد شریف کی جاتی ہین اور انہین لوگون کے افادہ واعانت
کیواسطے یہ مجالس ہوتی ہین جب یہ شرط ہوئی کہ یہ لوگ نہووے تو انکو ترغیب وترہیب جسکے سبب سے
ایسے امور کو چہوڑدین نہ آوینگے تو کسطرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ یا شرع ہونگے تو اونکو ترغیب
وترہیب سے جو غرض ہی کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پہر اونکو چندان فائدہ ہونا متصور نہین ہے
انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار اور فہمائش اور آنحضرت صلعم مجلس مین کفار کا آنا ثابت ہے انکے
آنے سے تو مکروہ نہووے تا ان مسلمان لوگ گو فاسق ہون جو بدرجہا کفار سے بہتر ہین جنکا رہ راست
آنا بہ نسبت کفار کی بہت آسان اونکی آنے سے وہابیہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہوجاتی ہے اگر ایسا ہی ہے
تو مجالس وعظ وغیرہ کو بہی مکروہ کہنا چاہئے یا مجلس میلاد سے عناد ہی کہ یہ وجہ عدم جواز اپنی لئے
خاص اس مجلس کے ساتھ کی ہے اور دوسرے مجالس مین اگرچہ ایسے وجوہ موجود لیکن وہ مکروہ نہیں
ہوتین اس پر دال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روشنی وغیرہ
کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کرچکے پس بعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے پس یہ قول گنگوہی کا
یہ کہ مجلس اس صلوۃ سے بالکل مطابق مع شئ زائد کے ہے غلط ودروغ ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوگیا
کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوۃ رغائب کے نہین منصفین غور فرماوین آگہ جو بالکل مطابق بتاتا ہے تو اس نماز
رغائب کے بارہ مین علماء نے یہ بہی کہا ہے کہ یہ نماز موضوعہ آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنی نماز پڑہنے
یا فرمانیکی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف کرتے ہین اور آنحضرت صلعم پر کذب بناتے ہین اس محفل کو کسی نے کہیں

کہاہے آنحضرت صلعم نے یہ محفل ہائین قیود کی ہے یا اسلئے کہ انکو فرمایا ہو پس اسوجہ مین بہی مطابق نہین ہین اور
صلوۃ رغائب کو یہبی علماء فرماتے ہین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلعم سے جانتے ہین اور یہبی فرماتے ہین سنت عوام
اسکو بلاد روم مین فرض جانتے ہین اور یہ بہی فرمایا ہے علماء فرائض کو چہوڑ دیتے ہین اس نماز کو نہین چہوڑتے ان تمام
وجوہ کا ذکر جو ہمنے کین عبارت شرح منیہ سے منقول اس گنگوہی ہین موجود ہے اور ان وجوہ مین مطابق
موافق زعم فاسد اپنی بہی گنگوہی نہ بیان کرسکا جیسا کہ اور وجوہ مین زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
بتانا تصریح کذب ہے یا نہین انصاف طلب مسلمانون سے اس امر مین اب یہ تو خوب ظاہر ہوگیا نہ گنگوہی پانچ
قواعد شرح منیہ سے سمجہے ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وتعین جمعرات ومجالس میلاد کا بدعت
ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد شریف مطابق صلوۃ رغائب سکے ہے اس امر مین تمام جانفشانی گنگوہی
کی برباد ہے الحمد للہ الذی وفقنا لہذا اب پہر صفحہ ۱۰۳ طرف ہم رجوع کرتے ہین پانچ قواعد جو لینے ذہن مین عام
سمجہکر گنگوہی تمام رسالہ اونسے رد ہوجانا بتاتا ہے اگرچہ جو کچہ ہمنے اوپر بیان کیا منصفین اونکیا کیو اسطے
اونکے رد کے واسطے بہی کافی ہے لکن کچہہ اور تنبیہ اس گنگوہی کی غلط فہمی پر سرو بچاوے تو خالی نفع سے نہین ہے
مولف انوار ساطعہ نے وہابیہ کے اس بات کے جواب مین کہ تعین سورت نماز مین مکروہ پس ایصال قرآن
وغیرہ مین بہی تعین دن ہوتا ہے مکروہ کہا تہا کہ تمہارا قول ہو کہ قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کو بہی
تم جواز قیاس کرتے ہو جائز ہے ہم اس سے قطع کرکے کہتے ہین کہ تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر
کرنا صحیح نہین ہے اور تمہاری دلیل تمام نہین سورت کی کراہت تو جب ہو کہ ایک ہی سورت پڑہنا
واجب جانے وجہ دوسرے یہ کہ جاہل کو اعتقاد ہوجاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہین
مین کہتا ہون قوی وجہ کراہت کے اول ہے گنگوہی کا یہ ہذیان اوسکے جواب مین ہے تقریر مختصر
یہ کہ مقید کرنا کسی مطلق کا شرعاً بدعت ومکروہ ہے جیسا کہ فقہا نے اس قاعدہ کے سبب سے لکہا ہے کہ کسی
نماز مین کسی سورت کو موقت نکرے اگر ایسا کریگا تو مکروہ وبدعت ہوگا پس جب صلوۃ مین تعین حسب قاعدہ کے
تعین سورت مکروہ ہوا ایصال مین بہی حسب قاعدہ کلیہ کے تعیین وقت اور ہیئت کے ہوویگی خلاصہ
دلیل مانعین بدعت کا یہ تہا جسکو مولف نے لینے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب چونکہ مولف نے اس
مسئلہ تعین سورۃ مین اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو نہو کہ ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ ان یوقت بشیء
من القرآن شیئ من الصلوۃ لان فیہ ہجران الباقی وایہام التفضیل انتہی سو یہ جزئیہ ایک کلیہ کا
ہو کہ اوس مین تمام عبادات عادات مطلقہ کا تقیید کرنا شارع نے ممنوع کردیا ایک جزئی اوسکی تعیین

سورہ ہی ہے جیساکہ اوپر واضح ہولیا تو مولف اس جزئیکو مقیس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقیس محض رائے سے سمجھ گیا گیا فہم ہے یہ نہین جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہوا تو اوسکی جملہ جزئیات محکوم ہوگئی گویا فرد کا نام لیا جب یا ایہا الناس فرمایا تو زید عمرو بکر عبد السمیع سبکو نام بنام حکم ہوگیا کسی جزئی کو مقیس نہین کہسکتے اسیطرح جب تقیید مطلق کو منع فرمادیا تو سب جزئیات اوسکے خواہ تعین سورہ ہو خواہ تعین روز سیوم ہو خواہ تعین نخود ہو سب ممنوع بالنص ہوگئی ہوگئی مالتعین بدعت کے کلام قیاس نہین بلکہ جو جزئی اس کلیہ مین مشہور اور ظاہر متفق علیہ ہے اوسکے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کرکے دوسرے مندرجہ اس کلیہ کو ظاہر اور الزام کرنا ہے کہ سبب علین فنے اوسکا اندراج تحت ہذہ الکلیہ نہین سمجہا تہا پس قیاس کہان ہے مولف کو عقل نہین کہ کلیہ کو اور قیاس کو ہتیاز کرسکے) **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق الانیق معلوم نہین گنگوہی کو اسقدر بے فہمی کہانسے آگئی ہے ایسے لغو وکجہ تقریر کرتا ہے کہ فقہا اس سبب سے کہ کسینے مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے سورت کو بوقت کرنا بدعت لکہا ہے یہ کلام گنگوہی بالکل غیر محصل ہے خود گنگوہی نے عبارت ہدایہ کی نقلکی اور اوس عبارت مین وجہ کراہت صاحب ہدایہ ہجران باقی قرآن کا اور تفضیل سورت بعیہ ایہام ہونا فرماتے ہے اور اوپر عینی شرح ہدایہ سے گذرچکا ہے کہ بدلیل آیت قرآنیہ ہجران باقی قرآن کا ممنوع ہے اور تفضیل قرآن کی بعض آیت وسورت کو بعض دوسرے پر ناجائز ہے پس تعین سورت کے کراہت کی یہ وجہ فقہا فرماتے ہیں نہ یہ کہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہین یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بنا فاسد علی الفاسد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہا کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہے اور انکو سبب کراہت فقہا کے نزدیک ہونا ثابت کرتا ہے اس عبارت ہدایہ مین تو اسکا ذکر ہی نہین اور یہ تعمیم اطلاق بہی غلط ہے فی نفسہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ تو فقط نص مطلق کے بارہ مین کہ اوسکا مقید کرنا درست نہین ہے اور مقید مطلق کا ورود معا ہووے اور دونون مثبت ہوویں دفعے نہو دے مع اتحاد سبب کے تو مطلق کو مقید پر حملکرتے ہین اور قید ما ہلیتی ہین فی مسلم وان کان مثبتین فان وردا معًا والسبب واحد حمل المطلق علیہ ضرورۃ ان السبب لا یوجب المتنافیین والمعیۃ قرینۃ البیان کقولہ تعالے فصیام ثلثۃ ایام مع قراۃ ابن مسعود دفتتابعات ومن ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفارۃ الیمین وان جہل التاریخ فکذلک لعدم الترجیح فیترجح البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام سابق مین گذرا ہے کہ تقیید مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اوسکا بطلان بہی ہوگیا اور یہ تو ہمارے نزدیک بہی تقیید مطلق جائز امام شافعی رح بعضے ایسے جاہین مین جائز فرماتے ہین کہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز

پس اجماع بتانے مین بہی جہالت اسکی ظاہر ہوگئی اور علی العموم کہنا عدم جواز تقیید مطلق کا بہی غلط
ہوگیا اور فقہار نے وجہ کراہت تعیین سورت جو بیان کی وہ یہ نہین ہے جو گنگوہی بتاتا ہی اسمین بہی بے
علمی ثابت ہوگئی اب اس پر بنا رکہا تہا کراہت تعیین روز سیوم کو اوسکا ثبوت بہی نہوا اور سورت کے
تعیین جس وجہ سے مکروہ ہے کہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل بعض سورت کو بعض پر وہ تعیین روز
سیوم مین موجود نہین کیونکہ تیسرا دن معین کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ بعض قرآن کا اعراض
وہجران ہووے اور نہ تفضیل بعض سورت کے بعض پر کیونکہ یہ تو جب لازم آتا کہ پورا قرآن نہ پڑہا جاتا
سیوم مین جب پورا قرآن پڑہا جاتا ہی تو یہ وجہ مفقود ہی جو کراہت کے تہے اور گنگوہی جو تقیید مطلق کو
کلیہ بنا کر تمام عبارات وعادات مطلقہ کا تقیید مطلق کو شارع کا منع کر دینا بتاتا ہی اور تعیین کو بہی اوسکی
جزئی قرار دیتا ہے غیر مسلم ہی شارع نے تمام عبادات وعادات مطلقہ کا تقیید بایں معنی کہ آسانی کیواسطے
یا کسی دوسرے مصلحت کے واسطے وقت معین کرنا عبادات کا یا عادات کا منع کیا ہے غلط محض ہے اور
نہ کسی فقیہ نے یہ عام قاعدہ بیان کیا ہے گنگوہی سچا ہے تو بحوالہ کتب یہ ثابت کردی ورنہ کذب محض ہے
اور تعیین سورت تو ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل کی جزئی ہے ایسے تقیید مطلق جو گنگوہی نے اپنے ذہن سے
گہڑ لی ہے اوسکی جزئی ہونا ہرگز مسلم نہین ہے اگر یہی ہے تو تعطیل مدرسہ دیوبند ماہ رمضان اور
جمعہ مین اور امتحان ہونا شعبان مین اور دستار بندی ضرور ہونا اور گنگوہی کو بلانا بیجا ہے تمام توقیت وتعیین این
انکی جواز کے بہی کوئی نص موجود نہین یہ بہی کلیہ گنگوہی کے جزئیات ہین تمام مکروہ وحرام ہوجاوینگے سچا ہے
تو کوئی نص توقیت وتعیین کے جواز کے پیش کرے اور فی الواقع جو تقیید مطلق کی فقہار کے نزدیک ناجائز
کہ کسی نص مطلق مین کوئی قید لگائی جاوے کہ اس قید کا ہونا جواز اوس فعل کے واسطے ضرور ہووے اور
بدون اوس قید کے عدم جواز اور نہ ادا ہونے مامور کا کیا جاوے جیسا کہ امام شافعی صاحب کفارہ
یمین مین جو غلام آزاد کرنیکا حکم ہے اور قرآن شریف مین غلام کے مومن ہونیکی قید نہین ہے کفارہ قتل
پر قیاس کرکے مومن ہونیکی قید لگاتے ہین اور بلا قید مومن ہونے کے کفارہ یمین کا ادا ہونا جائز نہین جانتے
ہین ایسے تقیید مطلق بہی روز سیوم وچہلم وجمعرات ونخود مین موجود نہین کہ کوئی مسلمان یہ اعتقاد کرتا ہو کہ
اگر یہ اوقات اور نخود نہونگے تو صدقات وثواب کا وجود وثبوت ہرگز نہوگا اور نہ نخود پر کلمہ نہ پڑہا جاویگا
تو ایصال ثواب کلمہ کا نہوگا پس جو فی الواقع تقیید مطلق ہے اوسکا وجود بہی نہین اور جس وجہ کراہت
تعیین سورہ فقہار فرماتے وہ بہی نہین ہے ایسے لغویات باتون گنگوہی سے کیا ہوتا ہے اور کلیہ بنانا ہے

اصل غرض گنگوہی کے یہ ہی کہ مؤلف انوار کا اعتراض کہ تم تعیین سورت پر قیاس سیوم کو کرتے ہو اور
تم خود کیتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اوس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور نہ لازم
آوے کہ تعیین سورت پر یہ قیاس کیا ہے سیوم کو پس جاننا چاہیے کہ قیاس میں چار چیزیں ہوتی ہیں
ایک مشبہ بہ ایک مشبہ ایک حکم اور ایک وصف جامع نبیذ خمر کو قیاس خمر پر کریں اسطرح اوسکی
تقریر و تصویر ہو ویکی نبیذ مسکر ہی مثل خمر کی اور خمر حرام ہے سبب سکار کے پس نبیذ حرام ہے سبب
اسکا نبیذ مشبہ ہے اور خمر مشبہ بہ ہے اور حکم حرام ہے اور اسکار وصف جامع دونوں نبیذ او خمر میں
التحقیق ان القیاس حجۃ کما ثبت فحج فرکنا المقدمتان اولا فنما ینحصر ان بہ ارکان ثانیا فانما ارکان
الارکان وہی الامور الاربعۃ کما فی قولک النبیذ مسکر کالخمر والخمر حرام لاسکار فالنبیذ حرام
انتہی ما مسلم الثبوت و شرح لبحر العلوم وہی ارکان قیاس تقریر مذکور بیہ میں موجود ہیں کہ سیوم کی تعیین
کو مانند تعیین سورت کے کیتے اور حکم کراہت لگاتے ہیں اور وصف جامع گنگوہی نے نئے گہڑے کیا تقیید
مطلق وہی تقریر و تصویر یہاں موجود ہی کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین
مکروہ واسطے تقیید مطلق ہے پس سیوم مکروہ ہے واسطے تقیید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہونیکا
انکار کرے تو یہ انکار جہالت و سفاہت صرف ہے پس بلا شبہ اعتراض مولف انوار کا وارد ہے اور
گنگوہی ہذیان ہے کہ یہ جزیہ مکنیم مرتفع نہیں وصف جامع جزئی خاص نہیں ہوتی ہے کلیہ بہی ہوتی ہے
کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہونا دفع نہیں ہوتا اور کلیۃً ثبوت کسی چیز کا شارع سے ہو جاوے تو تمام جزئیات
کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لیکن اس محل میں ثبوت اس کلیہ کے تقیید مطلق تمام عبادات و عادات میں ہر
طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہووے شارع سے اور کسی فقیہ سے ممنوع ہے اور یہ جز
گنگوہی کی کہ سیوم وغیرہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراعیہ کی جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہا
سے نہیں تو اس جزئی کی کراہت جو اوسکی جزئی کی اوسکا ثبوت کسطرح ہو جاویگا اور جو تقیید مطلق
غیر جائز ہے جسکا ذکر اوپر چند مرتبہ ہو چکا ہے جس سے نسخ اطلاق نص ہووے وہ یہاں موجود نہیں پس
سیوم کسی کلیہ شرعیہ کی جزئی نہیں اور تعیین سورت دوسرے کے تحت میں داخل کہ وہ ایہام تفضیل
و ہجران باقی قرآن کا ہی نہ اوس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا رکہے ہے پس قیاس ہی کیا گنگوہی نے وہ بہی فی
نفسہ باطل اسواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ ہم کچہ بہی سمجہ لیتے ہیں اور اگر کسی حکم کا
مناط مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی جگہہ واضح ہو جاوے علما ء کاملین پر

اگرچہ وہ علماء مجتہدین مین سے نہون تو وہ حکم جسکا وہ کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناط مقرر ہو چکا ہی اوس
جگہہ پر جہان اوس کلیہ کا وضوح ہے تو بے شبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس نکہینگے لکن یہ حکم
جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ مناط فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پا چکا ہے
اور وہ مناط جو قاعدہ کلیہ کسی جائی خاص مین پایا جانا بہی محقق ہوی ایسے کم علم و بے انصاف کو جیسے گنگوہی
کہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناط کونسا کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہان موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری
کرنا درست نہین ہے کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہر کل کی رسد حاشا و کلا ٭ اسی محل مین ہدایہ کے عبارت
جو نقلکی جس سے واضح ہی کہ ہجران باقی قرآن وایہام و تفضیل وجہ کراہت تعیین سورت کی ہے اور پہر اسکو
چہوڑ کر واہی تباہی کہنا شروع کر دیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیون کرتا اور یہ صرف اسنے اسی
غرض سے کہا ہی کہ ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل سیوم و چہلم و جمعرات و میلاد شریف و نحوہ مین موجود
نہین ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے تو ثابت نہین اب ایک قاعدہ عامہ اپنے شکم سے نکالنا
جو اس سے عام ہووے اور اوسکو بہی ایسا عام گہڑنا چاہی کہ تمام جہان کے اسباب اپنے نفس کے اور [العلم]
زعم فاسد کے مخالف مین تمام مکروہ ہو جاوین اور اتنی لغیر بفرعون موسی مشہور اہل بیعلمی و بے انصافی
ظاہر کر دیا اور بدلہ نفع نقصان و خسران ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالنص الکلی ٹہرا رہا ہی معلوم
وہ کو لسنے دن اس گنگوہی کے شکم سے برآمد ہوگی جو جو نصین اپنے نزدیک مانند کل بدعۃ ضلالۃ کی اور تخصیص
صوم جمعہ کے وامثالہا لئے اشکل بجویبش کردین تہین اوسکا تو حال معلوم ہو چکا کہ اوسنے ان امور کے
کراہت ہرگز ثابت نہین اور نص اگر اس بارہ مین موجود نہووے تو اوسکو بدعت کہدینا ہی خصوصا ایسے امور
مرسومہ مین باطل ہو چکا ہی کہ بدعت سیہ نہین بلکہ اباحت اصلیہ ہے عبارت مسلم الثبوت کی بحث احکام کے
مقام ہم نقل کر چکے ہین اور حدیث مما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ اس کیطرف بہی اشارہ کر چکے ہین اور اسنے ان ہی
سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استحسان مسلمین مزید ان پر ہو وے اور مسلم الثبوت و شرحہ کی بحث قیاس
ہی تو اگر پہلے عبارات و حدیث سے اطمینان حاصل نہین ہے تو عدم المدرک للحکم بخصوصہ فی واقعۃ واقعۃ
مدرک للاباحۃ الشرعیۃ لدلالۃ الدلیل السمعی علیہ کما مر فی الاحکام فتدبر کو انتہی منصفین کو تو کافی
معاندین کا علاج نہین ہے پس نص کلی سے ممنوعیت جو گنگوہی ان امور کو بتاتا تہا وہ ثابت نہین اور اباحت ثابت ہے
اور وہابیہ کا کلام قیاس فاسد ہے جو تعیین سورت پر کرتے ہین اور تعیین سورت نظیر و مثال قرار دیتا یہی قیاس کرنا
اثبات حکم کی حالت مین جس چیز کو مشہور و معروف کی نظیر و مثال دیجاتی ہین وہی قیاس ہوتا ہی علماء

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے قبلہ صائم کے
دریافت کیا آنحضرت نے فرمایا تو مضمضت یعنے قبلہ صائم کا مانند مضمضہ کے اس امر مین کہ جیسے مضمضہ مقدمہ
اکل کا ہی ہے ایسے ہی قبلہ مقدمہ جماع کا ہے مضمضہ سے نہ افطار ہوتا تم سب جانتے ہو ایسے قبلہ سے بھی نہین
جاتا ہی اور ایک عورت خثعمیہ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے باپ کیطرف سے دین ادا کر دے تو درست ہی یا نہین تو اوس عورت نے کہا ہان تو آپ نے صلعم فرمایا
کہ دین اللہ کا احق ہے ساتھ ادا کرنے مین فی التفسیر الکبیر تحت آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الایۃ کے فعلمنا انہ لابدوان یکون المراد فردوہا الی واقعۃ تشبہ ہا فی الصورۃ والصفۃ ثم ان المعنی الذی قلنا
یوکد بالخبر والاثر واما الخبر فہو انہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلۃ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
ارایت لو تمضمضت یعنے المضمضۃ مقدمۃ الاکل کما ان القبلۃ مقدمۃ الجماع فلما ان تلک المضمضۃ لم تنقض
الصوم فکذا القبلۃ ولما سئلۃ الخثعمیۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارایت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ
ہل یجزی فقالت نعم قال علیہ الصلوۃ والسلام فدین اللہ احق بالقضاء انتہی بقدر الحاجۃ پس بیان آنحضرت
صلعم نے مضمضہ و دین کے نظیر دیکر فیما لیس کی اور دین کا ادا ہو جانا اور دوسرے کی ادا کرنے اور مضمضہ سے
روزہ نہ جانا مشہور و معروف ہے یہ دونون یعنے مضمضہ و دین مقیس علیہ آنحضرت صلعم کے قول مین قرار
دیجاتی ہین پس اس سے واضح ہے کہ مثال و نظیر مشہور مقیس علیہ ہوتی اور جسکو قیاس کیا ہے اسکا بیردہ مقیس ہے
گنگوہی اپنی زبان سے ایسے کلمات بولتا ہی جس سے مقیس علیہ کا مقیس ہونا ثابت ہوتا ہی لیکن اسقدر خبر نہین
سبب نشہ شراب تعصب و بعلمی کی کہ اپنے قول کو سمجھے جو بات اسکی قول سے ثابت ہوتی اوسکا ہی انکار
کرتا ہی و نظیر و مثال مشہور کہ بیان تعیین سورت ہی مقیس علیہ اور یہ کلام و تابیہ اہل بدعت ضلالت قوی
ہوا گنگوہی کا انکار اوسکے قول سے رد ہوتا ہی اور اوسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دیتا ہی اب مولف کو
عقل نہین یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف ہے اور اسکی عقل مین نہین آتا ہی اب پڑہیے گنگوہی
اس مصرع کو نہ مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **گنگوہی** صفحہ ۱۰۵ اپنی بیفہمی سے سورت و مرفرغم
تاکہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلعم سے بتاتا ہی اور یہ جہالت صرف ہے انہین سورت کی تخصیص کا انکار ہمارے
علمار کرتے ہین اور اوپر عینی سے ہم نے نقل کر دیا کہ حنفیہ ان سور تونکی سوا دوسرے سورت بھی آنحضرت صلعم نے
پڑہے کبھی یہ اور کبھی اور پس تخصیص اس حالت مین کہان اسکو تخصیص کے معنے سے بھی خبر نہین لفظ تخصیص
سنلیا معنے نہین جانتا اور اسی صفحہ مین امام صاحب کا دوام کو مکروہ فرمانا بتاتا ہے اور حال اوپر گذر چکا کے

بحوالہ عینی کے کہ امام صاحب ملازمت اور مداومت او سوقت مکروہ جانتے ہیں کہ جب غیر کے جواز کا اعتقاد
نہو اور اس حالت مداومت امام شافعی صاحب بہی مکروہ جانتے ہیں اور اگر سورت معینہ پر ملازمت و مداومت
کرے اور باوجود مداومت و ملازمت کے غیر کے جواز کا معتقد ہووے کراہت نہیں پس مداومت علی الاطلاق
امام صاحب کے مکروہ بتانے میں یہ گنگوہی مفتری ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ میں کہتا ہے کہ ہدایہ نے
دو دلیل کا اشارہ کیا ہے کہ جب شرع میں سور جائز ہیں تو ایک کے دوام میں باقی سور کا ترک ہوگا ہجران باقی قرآن کا
ہوا اور یہی تقید مطلق ہوئی **اقول** وباللہ التوفیق پہلی ہی لبسم اللہ کہنا ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ حق
عبارت یہ تہا کہ صاحب ہدایہ نے دو دلیلیں بیان کیں مگر تحریر کے سخافت اس سے بہت جاتی وقوع میں
آئی ہیں ہمنے اکثر جا ہی مواخذہ نہیں قائل شرعیہ پر ہے اکتفا یہ قول کہ جب شرع میں سب سور جائز ہوئیں
گنگوہی نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے ہدایہ میں یہ نہیں ہے اور یہ کچہ مفید نہیں زائد ہے کوئی مطلب اسپر
موقوف اور کوئی اس سے نکلتی نہیں اور قول وہی تقید مطلق ہے یہ بہی ایجاد گنگوہی کی ہے صاحب ہدایہ
نے یہ نہیں کہا ہے لفظ وہی اس قول میں کلمہ حصر کا ہے جس سے واضح ہے تقید مطلق ہجران باقی میں ہی اور کسی
غیر میں لیسنے ہجران باقی نہو تو تقید مطلق نہیں ہے اور محض غلط ہے بدون ہجران کے بہی تقید مطلق
تعیین سورت میں ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت جمعہ کو تو کوئی ادا جمعہ کیواسطے فرض جانے
اور بغیر اوسکے نماز کا جواز نہ جانے اور اسکے ساتہہ ہی دوسری بہی سورت کبہی کوئی پڑھ لیا کرے یہانتک
کہ اوس سورت کے ساتہہ تہوڑا تہوڑا کرکے تمام پڑھ لیا تو دیکہو یہان ہجران باقی تو نہیں ہے لکن تقید مطلق
یہان موجود ہے کہ آیت فاقرؤا سے فرضیت قرأت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہیں سے ہووے اور
اس شخص نے پہلا سورت جمعہ کو ہی فرض ادا ہونے کیواسطے ضرور فرض جانا ہے آیت کا مقتضی یہ تہا کہ ہر جگہ
اسکے ہی غرض دوسرے آیت و سورت سے بہی ادا ہو جاتا ہے پس یہان تقید لازم آئی اور ہجران نہیں ہے
پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ کوئی شخص کسیصورت مانند کو کسی نماز کیواسطے
مانند نماز جمعہ کیواسطے واجب جانے اور فرض نجانے تب تقید مطلق لازم نہیں آتی ہے اسلیئے کہ اوپر
تلویح و توضیح سے گذر چکا ہے کہ فاتحہ باوجودیکہ ہم واجب کہتے تب بہی زیادت کتاب خبر واحد سے نہیں آتی
اور نسخ عموم آیت فاقرؤا نہیں لازم آتا ہے یہ فرضیت کی صورت میں لازم آتا ہے یعنے فاتحہ فرض کہتے تو
لازم یہ نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتا ہے
اور اسمین فرق نہیں آتا ہے اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقید و تخصیص اوسوقت ہوتی کہ جس درجہ و

ورتبہ کا حکم اوس نص مطلق وعام اوسہی درجہ ورتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے مین بہی پایا جاوے یعنے
نص مطلق وعام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے امر کے ساتھ اوسکی تقیید وتخصیص بہی فرض اعتقاد
کیجاوے اوسوقت تقیید مطلق وتخصیص ہووی گی اور اس سے کمدرجہ کا حکم مانند واجب وسنت ومستحب و
مباح اوسکی تقیید وتخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تقیید وتخصیص مطلق وعام کی نہوگی پس اس محل مین
صاحب ہدایہ کو یہ مد نظر ہے کہ کوئی واجب جانے توقیت سورت کو وہ مکروہ اب اس کراہت وجہ کر
ہرگز نہین ہوسکتی کہ تقیید مطلق وتخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہوچکا ہی کہ مطلق وعام
مثلاً فاقرؤا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے مرتفع نہین ہوتا ہے پس عموم فرض وا طلاق فرض اپنی
حالت پر رہتا ہی اور تقیید مطلق وتخصیص عام مین اوس اطلاق وعموم رفع ہوتا ہوتا ہی اور یہان وہ مفقود
پس تقیید مطلق وتخصیص و زیادت علی الکتاب یہان وجہ نہین بنسکتی ہے اسیواسطے صاحب ہدایہ نے
نفرمایا اور ہجران باقی ایہام تفضیل کہ ممنوعیت انکی ثابت اونکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جاننے کی حالت مین
یہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل دونون لازم آوینگے اور بدون واجب جاننے کے مداومت مین
ایہام تفضیل لازم آویگی اور یہ دونون ممنوع ہین اور اونکی منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
پس تقیید اس محل مین وجہ کراہت نہ تو ثابت ہدایہ قرار دیا ہے اور بر تقدیر مذکورے وجہ مستغنی سے فقط
تیج فہمی گنگوہی مستقیم ہے جو مستحق نار جحیم ہے اگر بے توبہ مریگا اور ایمان لایا تو خدا تعالی غفور رحیم گنگوہی ل
صفحہ ۱۰۶ از قول طحاوی والاسبیجابی کا کہ کراہت تعیین سورت مین اوسوقت ہی کہ وجوب کا اعتقاد کرے اور
ترک کو مکروہ جانے الخ نقل کرکے کہتا ہی پس اسصورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
دوام مطلقاً مکروہ ہوا تو پر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسواسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق
ان المداومۃ مطلقاً سواء رأہ حتماً اولا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی بے ادب کو ادیر وجوب
اعتقاد کے قید کے سبب سے مداومت کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہوچکا ہی اور اسکی تصریح طحاوی واسبیجابی بہی کررہی ہین اور یہ بے ادب
اس قید کو لغو بتاتا ہی اتنا بہی ادب نہین آئمہ مذاہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
صاحب فتح القدیر کا رتبہ اجتہاد کو پہونچا نادر مختار مین لکھا ہے اونہون نے بہی لغو ہونا بسبب ادب کے
نفرمایا اور اس سیئی الادب نے اسواسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذعان کرلے
اور اسکے قول کو حق جان لے اعتراض امام ابن الہمام رح کو ذکر کردیا اور اسقدر نسمجہا کہ یہ ضرور نہین کہ اعتراض

معترض کی صحیح وقوی درفع کلام صحیح وقوی ہونا ضرور نہیں ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
بھی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول طحاوی و بیجانی کے معنی بیان کر دیے ہیں اگر اعتقاد وجوب
ہو تو تغیر مشروع کے سبب سے مکروہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تو ایہام جاہل کے سبب سے مکروہ ہے
عبارت شامی کی یہ ہے واعترضہ فی الفتح بانہ لا تحریر فیہ لان الکلام فی المداومۃ اقول
حاصل معنی کلام ہذین الشیخین بیان وجہ الکراہۃ فی المداومۃ وہو انہ ان رای
ذلک حتما یکرہ من حیث تغیر المشروع والا یکرہ من حیث ایہام الجاہل وبہذا الحمل یتاتی
ایضا کلام الفتح السابق ویندفع اعتراضہ السابق فتدبر انتہی اس عبارت علامہ میں مندفع
ہونا اعتراض امام ابن الہمام رح کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد وجوب کے ثابت ہے اور قید
اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہذیان کا بلا فائدہ ہونا لائح ہے گنگوہی صفحہ مذکور بالا میں لکھتے
ہیں اب اسکا جواب دیتے ہیں جو مولف انوار کراہت تعیین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد وجوب
ہووے اور بدون اعتقاد وجوب کے کسی دوسری وجہ سے پڑھے تو اوسکی کراہت رفع ہونا اس حدیث
سے ثابت کی کہ ایک امام ہمیشہ ہر رکعت میں قل ہو اللہ پڑھتا تھا لوگوں نے اسکی شکایت آنحضرت سے
کی آپنے اوس سے دریافت کیا کہ اوس نے یہ وجہ گذارش کی کہ یہ سورت مجھکو محبوب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ تجھکو اسکی محبت جنت میں داخل کریگی اور یہ کلام اس شخص کا جب سنکر آپکو معلوم ہوا کہ پڑھنا اسکا
اعتقاد وجوب کے سبب سے نہیں دوسری وجہ سے ہے تو اوسکو منع نفرمایا اسکا جواب گنگوہی فرماتے ہیں
جس علت کو کل علما فقہا قبول کریں مولف اوسکو ضعیف بتادے بہلا اس نخوت کا کیا ٹھکانا ہے اور ایسے
محققین پر طعن کرنا اس فخر کی کوتہی سے نہایت ہے اقول وباللہ التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیتا
جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تھا گنگوہی قوی ہونا ثابت کر دیتا اور فقہا نے اس علت
کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف انوار کو کیا نقصان قبول کرنیکا مولف کب انکار
کرتا ہے کلام قوی و ضعیف ہوتی ہیں اور راجح و مرجوح ہوتی ہیں یہی فقہا کا قبول کرنا اس کب دال ہے
کہ اوسکو وہ قوی ہی کہتے ہیں بمقابلہ وجہ اعتقاد وجوب کے کیوں نہیں جائز ہے کہ انکے نزدیک بھی قوی
نہووے اور اوپر حلبی سے منقول ہو چکا ہے کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مداومت میں توقیت
کراہت کی کہ اوسکے غیر کو جائز نسمجھا نے مکروہ جانے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراہت نہووے
تو سورت معینہ پر مداومت دوسرے اغراض مصالح سہولت و تبرک وغیرہ کے سبب سے کرے تو کراہت

نہین ہے پس مذہب امام صاحب کا یہی ہوا کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین ہے اور یہ مقرر ہو چکا
ہے کہ سوائے قول امام کے دوسرے کے قول پر فتویٰ نہ دیا جاوے اور قول صاحبین یا احدہما یا غیرہما
کیطرف قول امام سے عدول نکیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزارعت کے اگرچہ مشائخ
نے فتوے صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب بہی امام صاحب کے قول پر ہی فتویٰ دیا جاوے اسواسطے
امام ابو حنیفہ صاحب کا مذہب ولعام مقدم ہین پس اونکی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم
نہووے کہ کہان فرماتے ہین چنانچہ جلد سوم مین علامہ شامی لکھتے ہین وکذا لا تخییر لو کان احدہما قول الامام
والآخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان وساقطا فرجعنا الی الاصل وہو تقدیم قول
الامام بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل بقول الامام ولا یعدل
عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما الا لضرورۃ کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان
الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم ومثلہ فی البحر عند الکلام علی
اوقات الصلوۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این
قال اہ پس جب مقرر یہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احدہما
یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دیدیا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہ اون
مواضع مین سے نہین تو اس محل مین بہی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بمقابلہ امام صاحب کے
دوسرونکا قول ضعیف قرار پائیگا پس یہی وجہ کراہت تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب وعدم جواز
غیر و کراہت غیر کا ہووے قوی ہوئی اور مقابل اوسکا غیر قوی وضعیف پس قول مولف انوار مستقیم ہے
اور اسمین کچہہ طعن محققین پر نہین ہے اور نہ اسمین فخر و نخوت ہے گنگوہی دریافت کرلے کسی عالم سے خود
عالم ہوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجوب کو لغو کہدیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے لغو
ہونا اور قول امام طحاوی و امام اسبیجابی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین و مجتہدین پر نہین
جانتا اور مولف انوار سے ہرگز طعن مفہوم نہین ہے اوسکو طعن بناتا ہے وتر کی ایک رکعت کی
انکار سے ایمان کا ٹہکانا نہونا بتاتا ہے جس سے تمام حنفیہ و امام حسن بصری و بعض صحابہ کرام پر کہ
اوپر طعن واضح ہے اور انکے ایمانکا نہونا لازم آتا ہے اور ملا علی قاری و ابن حجر و جلال الدین وغیرہم محققین
مذکورین بالا کے اقوال کو باطل و بدعت اس گنگوہی نے کہا تو یہ تو طعن نہین اسکے اور یہ قول مولف
انوار کا اسکے نزدیک طعن ہوگیا اسکو شرم وحیا نہین ایسی باتین کرتے ہوئے **مولف** انوار نے حدیث

قبل ہوا اسپر مداومت کرنا صحابی رضہ کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکر دکر
کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو گنگوہی صاحب اسکے جواز
مین اشارت دینا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے
سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رضہ ایسا کیا تہا کہ جماعت ہو رہی تہی رکوع فوت ہونیکے
خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کر لیا تہا رکوع بہر مین ہی دو قدم چلکر صف مین شامل ہو گئے تہے
آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا ولا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین بایطور کہ لا تعد ایک
روایت مین یہ فعل نہی منصر ہی ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسری روایت مین لا تعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ
صلوۃ مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحۃً منع نہین فرمایا صرح بہی
کر دی بس اسکی نظیر قبل ہوا اسکی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحۃً منع کی ضرورت
ہوئی اشارۃً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدے اگر پہر ان باقی کا نہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسری
سورت بہی پڑہتے تہے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قبل ہوا اسکا آنحضرت صلعم فرماچکے تہے کہ ثلث
قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب
اخص الخواص تہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہو گئی تہی اوس قرآن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی اجواب ہے
اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہو جاے
بلکہ قیاس عام احکام عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** وما اللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتوفیق حدیث قبل ہوا اسکو
گنگوہی مانند حدیث رکوع سف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہئے کہ
علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لا تعد کو عود سے
ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر اقتداء منفرداً خلف صف کی کرے یا رکوع قبل
وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کہے
ہواوسی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا
کہ خلاف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض روایۃ لا تعد بسکون عین وضم دال کے ساتھ
ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر
ست جلدی کر ساتہ دوڑنے کے پوشیدہ نہ رہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوہ مین بازمگرد باین فعل کہ اقتداء منفرداً
باشد خلاف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا مشی بسوے صف در نماز پس این امر است بایستادن

درہ

کہ احرام لبستہ پس این حدیث دلالت دارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوۃ نیست زیرا کہ امر باعادہ صلوۃ نکرد وبعض رواۃ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنے چندان شتابے در مشی مکن کہ بدویدن برسد واول صحیح ترا ست روایۃ ودرایۃ انتہی اور مجمع البحار مین لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے و مطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تَعْدُ عدو سے ماخوذ مانکر ناقلا عن مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی اور صبر کر یہانتک کہ صف تک پہنچ تو پھر شروع کر زادک اللہ حرصا ولا تعد الی الاقتداء منفردا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوۃ فہو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تَعُدْ عَوْد سے ماخوذ ہو یا لا تَعْدُ عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم و معلوم نماز مین چلنے سے و قبل وصول الی صف شروع کرنے سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت و روایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ ہین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی ہے گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا ستکر اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جھوٹے و غلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کا مت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہے اور نماز مین چلے یہ معنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کر کے واسطے بنا ر فاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی بہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شراح سے ہمنے نقل کئے ہین اونمین صراحۃً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحۃً منع فرمایا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی حدیث کے سے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ بہی ہووے اور معنی بہی وہ جو گنگوہی نے گھڑے ہین ہووین جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمانا ہو تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کر چکا ہے اوس سے صراحۃً منع فرمانا ایسے فعل سے جو ان صحابی رضہ سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر صورت لا تعد سے منع فرمانا معلوم

اور انکار فرمانیکا گویا کی تکذیب آنحضرت صلعم کی ہے اور حدیث قل ہو اللہ والی مین کسی طرح منع
فرمادینا معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہے پس اسکو نظیر حدیث لا تقعد کہنا کمال بےعلمی ہے اگر ایسے ہی بدون
ایسے لفظ موجود ہونے کے یا ایسا قرینہ پائے جانے کے اگرچہ حالیہ ہووے جس سے ناراضی آنحضرت صلعم
کی مفہوم ہووے منع مراد لینا درست ہے تو کوئی حکم والی حدیث ہو اوسکو کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے اشارۃً منع فرمادیا ہے اور اسکو لا تقعد بنا کر اوس حکم کے منع و مکروہ ہونیکا قائل ہو جانا ہو سکتا ہے
پس اس سے تمام احکام شرعیہ درہم و برہم ہو جاوین اور جو حکم نالپسند ہوا اوسکو ایسے تقریر پر ترویز سے
اوڑادیا اتنی خبر نہین کوئی لفظ یا کوئی حکم جبتک دال منع نہو منع لینا ہرگز درست نہین ہے ورنہ کوئی
حکم اور امر ثابت نہوگا پس حدیث قل ہو اللہ ہرگز کسی طرح منع پر دال نہین ہے اور یہ جو گنگوہی نے
کہا کہ تسلیم کیا کہ اجازت دیدی مگر ہجران باقی کا نہ تہا ہر رکعت مین دوسرے سورت ہی پڑھتے تھے اور
اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل اوسکا منصوص ہے ایہام سے کیا علاقہ سراسر بےعلمی و نادانی ہے
کہ ایہام افضلیت کا انکار کرتا ہے اور افضلیت منصوص ہونا بتاتا ہے جس سبب سے ثلث اسکو فرمایا ہے
اتنی تمیز نہین کہ حسن و فضل و تفضیل ہر دم ممنوع ہونا فقہاء کے نزدیک معتبر ہے وہ کونسا ہی آیا اس اعتبار
سے فضل ہو کہ ثواب اس سورت مین دوسرے سورت سے زیادہ ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ قطع نظر ثواب سے
فی نفسہ قرآن جو کلام اللہ ہے بعض اولی و افضل ہے بعض سے اور غیر اولی و غیر افضل و انقص ہے بعض
سے جو ممنوع ہے تو اسی اعتبار سے ہے کہ نفس کلام الہی کے بعض کو بعض پر تفضیل نہین برابری ہے تفضیل
ہین اور کوئی تفضیل بعض کی بعض جانے تو نا جائز ہے اور اس اعتبار سے تفضیل کی ممانعت بعض کا
ثواب بعض سے زیادہ نہین اور ایہام تفضیل جسکے سبب سے کراہت لازم ہے اسی نفس کلام کی اعتبار سے ہے
نہ ثواب کے اعتبار سے اور قل ہو اللہ کی فضیلت جو حدیث سے ثابت ہے تو باعتبار ثواب کے ہے اوس اعتبار سے
اس عبارت سے ممنوع فقہا فرماتے ہین یہ علینی ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کلام الہی تمام تفضیل مین برابر ہے اور دو سرے کلام بہ بین
یہی با التفضیل راقم نے دیکہا ہے اس وقت حوالہ عبارت کتاب سبب عدم دستیاب نہین لکہ سکتا پس کلام کو کسی تفضیل
افضلیت مین سمجھے اور گنگوہی کونسی سمجھ گیا ہے اور اسکا منصوص بتانے لگا یہ تخصیص الکل فقہا کی کلام سمجھنے سے بے بہرہ ہے اور مراد احادیث کی بھی سمجھنے
کی لیاقت اوسکو نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہان کوئی بھی عام نہ تہا سب اخص الخواص تھے سراسر جہالت
تمام صحابہ کرام کا ایک حال نہ تہا اور ایسے اخص الخواص کہ تمام محققین و مجتہدین ہون اور ہر امر کو سمجھتے
ہون تاکہ یہ ایہام تفضیل نہو سکے سب ایسے نہ تھے امام ابن الہمام فتح القدیر کی کتاب الطلاق تحت قول الخ

وطلاق البدعة کی صفحہ ۱۴۹ افرا قرین کر صحابہ رضہ سے جو حکم اجماعی منقول ہووے اور ایک لاکھ صحابی ہنکو
چھوڑکر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تہا تو کل کا نام لینا کہ ایک حکم مین ایک مجلد کبیر ہوجاوے لازم نہین ہے
اور ثانیہ یہ کہ نقل اجماع مین مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکھ صحابہ رضہ جو آنحضرت صلعم نے چھوڑے تھے
تو اونمین بیس سے زیادہ مجتہدین فقہاء نہ تھے خلفاء اور عبادلہ و زید بن ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ہریرہ
و تہوڑے دوسرے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفتا ان سے لیتے تھے ولیس یلزم
فی نقل الحکم الاجماعی عن مایة الف ان یسمی کل لیلزم مجلد کبیر حکم واحد علی انہ اجماع سکوتی و
اما ثانیا فان العبرة فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام والمأة الف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغ عدة المجتہدین الفقہاء منہم اکثر من عشرین کالخلفاء والعبادلة وزید بن
ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ہریرہ وقلیل والباقون یرجعون الیہم ویستفتون منہم انتہی بقدر
الحاجة اس عبارت سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضہ مین تمام اخص الخواص نہ تھے بلکہ عام بہی تھے کہ اونکو استفتا
مجتہدین صحابہ سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تہی اور احادیث سے بہی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ اونکو وہم ہوجاتا تہا چنانچہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب جو بعض صحابہ رضہ
نہین سمجھے تھے وہ حدیث واں پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہین پس سب اخص الخواص بنانا اور
ایہام التفضیل کا احتمال ہونا باطل و ساقط ہے اور دال ہے اسپر کہ اس شخص کو کچھ خبر اقوال علماء سے نہین
ہے کہ کیا لکہا فرمایا ہوا ہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہونا بتاتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہوجانا کہان سے مفہوم
ہوا بہت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم بعض احکام فرماتے بعض صحابہ رضہ کو خبر تک نہوتی متعة النکاح
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلعم نے بڑے بڑے مجامع مین فرمایا تاہم بعض صحابہ رضہ صدر خلافت حضرت عمر رضہ تک
سبب نہ معلوم ہونے کے کرتے رہے جب حضرت عمر رضہ نے منع فرمایا تو منع ہوئے چنانچہ مسلم مین
یہی حدیث اس بارہ مین موجود ہے جب ایسے مجامع مین فرمانے سے سبکو خبر نہین تو اسکی کہ آنحضرت صلعم نے
اجازت دیدی سبکو خبر ہونا کسطرح قرین قیاس ہوسکتا ہے اور بدون ثبوت و نقل کے سبکو خبر
ہوجانیکا دعوے گنگوہی کرتا ہے یہ کسطرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام وہان
موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شاہد غائب کو پہونچادے اور تمام کو پہونچا دینا ثابت ہوگیا ہوتا جب
یہ کہنے کی گنجائش تہی پس انکار وجود اس دلیل کراہت اثر قرآن مین نہونا جو گنگوہی اس مذکور پر مبنی
کرتا ہے باطل و فاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اوسوقت قابل حجت نہین کہ وہ محتمل غیر مدعیکا بہی ہو رہے

یعنے اوسمین چند احتمال ہووین کہ بعض احتمال غیر مدعی پر ہی دال ہووین اور عموم ہنووے چنانچہ یہ استقراء
وتتبع عبارات علماء سے واضح ہے جابر بن عبد اللہ صحابی رضنے آنحضرت صلعم سے بیع اونٹ کی کی تہی اور اپنے
مکان مین اوسکی سواری شرط کرلی تہی چنانچہ مسلم مین بہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیع معہ شرط ظاہرا
معلوم ہوتی ہے لہذا امام ابی حنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہین ہین بدلیل حدیث نہی
بیع ثنیا کی حدیث جابر کے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ یہ قضیہ معینہ ہے بہت سے احتمال اوسمین ہین قال النووی
فی شرح المسلم قال الشافعی وابو حنیفۃ وآخرون لا یجوز ذلک سواء قلت المسافۃ او کثرت ولا ینعقد البیع
واحتجوا بالحدیث السابق فی النہی عن بیع الثنیا وبالحدیث الآخر فی النہی عن بیع وشرط واجابوا
عن حدیث جابر بانہا قضیۃ تتطرق الیہا احتمالات قالوا ولان النبی صلعم اراد ان یعطیہ الثمن ولم یرد حقیقۃ
البیع قالوا ویحتمل ان الشرط لم یکن فی نفس العقد وانما یضر الشرط اذا کان فی نفس العقد ولعل
الشرط کان سابقا فلم یؤثر ثم تبرع صلی اللہ علیہ وسلم بارکابہ انتہی باب صلوۃ الجمعہ شرط سلطانکی بحث مین
فرماتے ہین ومارویٰ ان علیا رضہ اقام بالناس وعثمان رض محصور واقعہ حال فیجوز کونہ عن اذنہ کما
یجوز کونہ عن غیر اذنہ فلا حجۃ فیہ لغیر یق انتہی اور یہی امام ابن الہمام فتح القدیر کے کتاب الزکوۃ مین
تحت قول صاحب ہدایہ کے اذ دفع الزکوۃ الی رجل نظن فقیرا ثم انہ غنی او ہاشمی او کافر الخ کے بعد ذکر حدیث معن
کے فرماتے ہین وہو ان کان واقعۃ حال یجوز فیہا کون تلک الصدقۃ نفلا لکن عموم لفظ ما فی قولہ
علیہ السلام ما نویت یفید المطلوب انتہی یہان دیکہو واقعہ حال ہے لیکن عموم کے سبب سے مطلوب
حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مضر نہوا اور واقعہ حال ہونا قبل ہو اسلئے کہ حدیث کا مولف انوار کو
اسوقت مضر ہوتا اور اسکے ساتھ جواب دینا گنگوہی کو اس حالت مین ہوتا کہ یہ اس سے ثابت کردیا ہوتا
کہ اسمین چند احتمال ہین کہ بعض اونمین کے مخالف مدعی مولف انوار کے ہین اور بدون اسکے اتنا کہدینا گنگوہی
کا لغو ہے اور یہان کوئی دلیل خصوصیت دال نہین ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے
پس دعوے خصوصیت بہی باطل ہے بلادلیل خصوصیت نہین ہوسکتی ہے اور یہ قیاس نہین جو گنگوہی
کہتا ہے کہ قیاس مسائل ہمارے کیا جاتا ہے یہان قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگوہی کا بطلان اظہر من الشمس ہے
ان خرافات واہیات کے بعد جسکا بطلان اول سے آخر تک منصفین اوپر واضح ہوگیا گنگوہی
اپنے عقیدہ فاسدہ کے اظہار کو کہتا ہے والغرض بناء علی ہذہ القاعدہ سیوم وغیرہ رسوم سب بدعت
ضلالت ہوئی اور یہ ایک دلیل کراہت ان امور کی نہین بلکہ پانچ دلائل ہین جنکو شارح منیہ نے بسط کیا ہے

اقول وباللہ التوفیق یہ وہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اپنے شکم سے ایک خرافات نئے نکالکر اوس کو یہ مبنی کرتا ہے سیوم وغیرہ رسوم جیسے سخت مستحسن تھے اور مولف استحباب واستحسان اونکا بیان کیا ویسے ہی باقی جس پر گنگوہی کو گھمنڈ تہا اور قواعد مبنیہ صاحب شرح منیہ کو ایسا عام اپنی جہالت سے سمجھ گیا تہا کہ خارج نماز کی بہی جریان اونکا جاتا تہا ایسا عام ہونا باطل ہوگیا الفضل لتعالے اور اون پانچ دلائل ان رسوم کے کچھ علاقہ نہونا واضح ہوگیا تعیین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چہوڑ اور حق سے منہہ موڑکر جو گنگوہی تقیید مطلق وجہ تعیین کے بنانے لگا تہا وہ سب ہباءً منثورا ہوگیا اور تقیید بحران باقی قران وتفضیل بعض قران کے بعض ان رسوم میں لازم نہ آنا خوب واضح ہوگیا پہر کیونکر منصفین عقلاء اہل سنت وجماعت ان رسوم کو بدعت ضلالت کہسکتے ہیں سوائے چند حقار وہابیہ کے کوئی بہی انکو مکروہ نہیگا جبتک دوسرے عوارض نہووین اور شارح منیہ نے اون دلائل کو بلاشبہ مبسوط کیا لکن شارح منیہ کی مراد یہ ہرگز نہیں جو گنگوہی قرار دیتا ہے اور انکو خارج نماز کی ان امور میں بہی جاری کرتا ہے شارح طعام میت مانند سیوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہین کرتے ہیں اور اباحت اوس طعام کی بدلیل حدیث عاصم بن کلیب کے ثابت کرتے ہیں چنانچہ صراحۃً فرماتے ہیں ہذا یدل علی الکراہۃ الخ واذا اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا بہی فرماتے ہیں جس سے حسن ہونا اس طعام کا فقرا کیواسطے انکے نزدیک ظاہر ہے جب شارح کی تصریح یہ موجود ہے تو خوب واضح ہے کہ اونکے نزدیک وجوہ ان رسوم میں جائز نہیں گنگوہی اسی زعم سے ان وجوہ کے سبب سے بدعت ضلالت جانتا ہے اور خود استحقاق نار کے وکشف ایسے جہوٹا وغلط مسئلہ بیان کرکے ثابت کرتا ہے اور بہتان گویا اوپر شارح منیہ کے لگاتا ہے اور نادانی گنگوہی کی یہ ہے کہ شارح منیہ کے قول سے اونکے خلاف مراد لیکر اپنا مدعی فاسد ثابت کرتا اور صلحہ براہین میں انہوں نے جو اباحت طعام کے بارہ میں حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا دلیل ہونا بتایا تہا اور اعتراض ونظر کیا تہا اونکی کلام ونظر کو لایعبا بہ ہونا بتاتا ہے اور صاحب رد مختار کا قول انکی قول میں نظر ہونی ثبوت کیواسطے نقل کرتا ہے اقول فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص الخ اور مولف نے جو شارح منیہ کا قول نقل کیا تہا اور یہ قول رد مختار کا نقل نکیا تہا تو مولف انوار ساطعہ کا بتاتا ہے خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شارح منیہ کا وہ قول پیش کیا جاوے جسکی وہ مراد نہیں ہے اونکی حجیہ لے رہا ہے اور جس جگہہ اس مطلب کے خلاف ہووے شارح منیہ کے قولکو لایعبا بہ بتایا جاوے فقط رد مختار والی قول سے اونکا قول مردود قرار دیا جاوے اور باوجود درستی قول صاحب شرح منیہ وامکان عمل حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہونے حدیث جریر کے اور اونکے

علماء کے جو کراہت کے قائل ہوئے ہیں صاحب شرح منیہ کے قول و حدیث عاصم بن کلیب کو کچھ نہ سمجھا جاوے
اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محمل نہ نکالا جاوے جو تمام میں تطبیق ہو جاوے بلکہ محققین نے ایسے
محامل نکال دئے ہیں اونکو نہ دیکھا چنانچہ ملا علیقاری مرقاۃ میں تحت حدیث عاصم بن کلیب کے قائلین
کراہت سیوم وغیرہ کے اقوال کو محمول چند محامل پر کر چکے ہیں اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل کے نزدیک کرین
لوگ کہ اونکو حیا آوے اونکو ناچار ہو کر وہ طعام دیوے دوسرے یہ کہ بعض ورثہ یا غائب ہوں یا اونکی رضا
نہ معلوم اس طعام دینے میں یا یہ طعام کسی شخص خاص نے اپنے مال خاص میں سے نکیا کہ وہ مال میت کا
قبل قسمت کے نہو وے یا مانند اوسکے اور محامل عبارت اونکی یہ هذا الحديث بظاهره يرد على قراءة أصحاب
المذهب من أنه يكره اتخاذ الضيافة من اليوم الأول والثاني وبعده الأسبوع كما في البزازية وذكر في
الخلاصة أنه لا يباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة أيام وقال ابن الهمام يكره اتخاذ الضيافة من أهل الميت
والكل عللوه بأنه شرع في السرور لا في الشرور قال وهي بدعة مستقبحة روى أحمد وابن ماجه بإسناد
صحيح عن جرير بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة انتهى
فينبغي أن تقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء أهل الميت فيطعموهم كرها أو يحمل
على كون بعض الورثة صغيرا أو غائبا أو لم يعرف رضاه أو لم يكن الطعام من عند واحد معين من
مال نفسه لا من مال الميت قبل قسمته ونحو ذلك انتهى یہ ان محامل پر حمل کرنے سے تمام پر عمل آجاتا ہے
حدیث جریر و حدیث عاصم و اقوال فقہاء قائلین کراہت ضیافت از اہل میت اور سب میں تطابق ہو جاتا
ہے اور قول صاحب شرح منیہ کا بھی درست و بجا رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہونیکی حالت مباح و حسن
اور یہ موجود ہو تو فقہاء احسن جسطرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اسی پر محمول اور حدیث عاصم
اوس پر محمول ایسا اب شامی کی نظر سے کلام صاحب شرح منیۃ المصلی کہاں ہوا اور شامی کا قول کیونکر لائق
یہ نہیں ہے پس جسطرح مولف انوار پر شامی کی عبارت اور نظر کی نہ لحاظ کرنے خائن ہونے کا دھبہ لگاتا ہے وہی
دھبہ اس پیر یعنے گنگوہی پر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ گنگوہی محدث قرار دیا مشکوۃ چند بار درس تدریس میں اسکی آئی ہوگی
اور مشکوۃ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقاۃ موجود ہے اور ناقل مولوی احمد علی سہارنپوری ہیں ایک مرتبہ تو
ضرور نظر گنگوہی کی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقاۃ کی لحاظ نہ کرنے میں یہ گنگوہی خائن ہوا کہ بہت مرتبہ
اور پر اسکی خیانتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ میں خیانت دیدہ و دانستہ کی تو
یہاں بھی ضرور کی ہوگی یہ اقوال اول پانچ گنگوہی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیوم وغیرہ طعام کا جواز اس عبارت

ملا علی قاری و صاحب شرح منیہ سے بخوبی واضح ہوگیا اب کسی کو گنجائش نہیں کہ بزازیہ و خلاصہ و فتح القدیر
کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ میں پیش کرے اور حدیث جریر سے حجت لاوے اسلیئے کہ تمام ایسے
محل پر ہیں گنگوہی سے ناعاقل ایسے محامل سے واقف نہیں اور اقوال فقہاء کے قیود کا علم نہیں انکو تو واہی تباہی
اقوال منہ سے نکالتے ہیں اور جہال کو ضال و مضل بتاتے ہیں اور خود ہوتے ہیں اور یہ قول گنگوہی کا
کہ طحاوی روایت دوام سورہ بلا اعتقاد میں شرط کی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہیں
مولف نے اوس شرط کو حذف کر کے نقل کیا ہے اور جہلاء کے اعتقاد کی فساد کے وجہ سے شرح
منیہ اور طحاوی اور فتح القدیر میں سب تصریح کی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خیانت
تو اسوقت ہوتے کہ بحوالہ فتح القدیر و شرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو بحوالہ
برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ یہ عبارت ہے اما اذا الازمہا السہو لتہا فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا
فی البرھان انتہی اگر برہان کی عبارت میں یہی ہووے تو ایسے کہنے سے گنجائش گنگوہی کو تھی اور جب
برہان میں نہیں تو مولف ناقل ہے مولف نے جیسا برہان میں پایا نقل کر دیا حذف کیا تو صاحب
برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس شرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلئے اونہوں نے
اس شرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس بریں تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم فہمی گنگوہی
کی ہے کہ ناقل پر اعتراض کرتا ہے اور چونکہ گنگوہی نے اس شرط کا نقل کرنا فتح القدیر و شرح منیہ وغیرہما
میں ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تھا تو اس سے معلوم و مفہوم ہوئے
ہے کہ برہان میں اس شرط کے نہ ہونیکا گنگوہی کو انکار نہیں ہے ورنہ گنگوہی یہی کہتا کہ برہان میں یہ شرط
موجود ہے مولف نے حذف کر دی جب ایسا نکہا تو معلوم ہوا کہ برہان میں اس شرط نہونیکو گنگوہی نے
تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کر چکا ہے طحاوی نے
و اسبیجابی وغیرہما محققین کے نزدیک کراہت تعیین کو دو سبب سے ایک اعتقاد وجوب دوسرے فساد
اعتقاد جاہل مداومت کی صورت میں اس سے واضح ہے کہ مولف انوار مداومت بلا ترک احیاناً طحاوی
وغیرہ کے مکروہ ہونیکا قائل اور اس کا مصرح ہے پھر شرط مذکور کے ذکر کرنیکی کیا ضرورت ہے جو شرط سے
مفہوم ہے وہ اسطرح بھی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ میں ہے کسی جاہل کا واجب جانے
کا سبب احتمال مداومت کی گو سورت ہو اوسکا انکار مولف انوار نے نکیا لکن اس واجب جاننے کے
احتمال کو سیوم وغیرہ میں مولف انوار قبول نہیں کرتا ہے اور کہتا کہ جو ایسے جہلاء ہیں فرض واجب سنت

ومستحب کو مثلاً نہین جانسکتی ہین وہ تو مباحات ومستحباب کو فرض اور فرض کو افضل واولی اور مکروہ
کو مفسد وحرام مباح کو واجب جو جانتے ہین کہتے ہین ایسے جہلا کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام
نا تھہ د ہونا لازم آتا ہی اور بطلان اسکا لازم ہی پس ایسے لوگون سے قطع نظر کرکے دیکھنا چاہیے کہ جو عوام ایسے
ہو ہین کہ ان امور مین فرق کر سکین تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب نہین جانتے اس تعین کو
پس یہ شبہ یہان نہین پایا جاتا پس ان امور وجہ مذکور کراہت جو سورت مین تھے کہ اعتقاد وجوب
کا عوام نہو جاوے یہان نہین ہے مولف انوار کی تو یہ تقریر ہے اب گنگوہی کا شرط طحاوی وغیرہ کو
سورت سلی لتعیین کے بارہ مین ثابت کچھہ مفید نہین ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرتفع نہین ہوئی
پس دوام مستحب کی کراہت فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہا سے محقق ہونا بتاتا ہی گنگوہی تو
مولف کا ایسے کب انکار مولف تو ان امور فساد عقیدہ کا شبہ ہی یہان تسلیم نہین کرتا ہی اور ان
امور کو ہی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہین مانتا ہی اس فساد عقیدہ عوام کی احتمال و شبہ ہونے
پر دلیل قائم کرنا گنگوہی کو ضرور تہا تاکہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دیتا یہ نہین اور کچھہ کہنے لگا گنگوہی
تقریر مولف انوار سمجہا ہی نہین ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہان تک بے فائدہ اسقدر اوراق
سیاہ کی اتنا ثبوت نہو سکا کہ وجہ کراہت جو فی الواقع لتعیین سورت مین موجود ہے یہان بہی موجود
ہی ایسی دلیل لاتا جو قابل قبول ہوتی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہیے تہا بدون اسکے
یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہی اب جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا گنگوہی کا اور غیر
ثابت بنا وے یہ جہل مرکب نہین تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے دلیلہ ہو وے بالفرض اباحت
اصلیہ ہی ان امور کے جواز کیواسطے کافی جسکا ذکر بحوالہ الکتب اوپر ہو چکا ہے پس ثبوت ان امور کا واضح
اور ادعا کراہت ان امور کا باطل و بلا ثبوت ہے اب گنگوہی دوسرے اصل مین تشبہ بکفار سے
کلام کرتے ہین اور علم و فہم کا اظہار لوگون پر کرتے ہین مولف انوار ساطعہ سیوم مین تشبہ بکفار و نا ہیہ
بتاتی ہین اوسکا انکار ہے کہ ہم قرآن و کلمہ طیبہ کفر شکن اور برادری سب جمع ہو کر کلمہ کلام پڑہتے ہین ہنود کے
یہان قرآن و کلمہ نہین پڑہتے اور جمع ہو کر برادری کی نہین پڑتی اون کے یہان فقط وارث بہت
دکان کہوا تی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگوائی ہین ہڈیان گنگا کو لیجاتے ہین تلیکے پنڈ او ہماری
یہ کچھہ نہین کرتے پس کوئی عاقل اسکو مشابہت نہ قراردیگا پس شبہ ہرگز نہین ہے اگر اسکو مشابہت
نہ کہو کہ اونکی یہان تیسرے روز رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان کلمہ و قران ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ

ہی کہ یہ تو مخالفت ہنود سے ہوئی نہ مشابہت ہنود مخالف کفار کام کیے انہون نے مخالف اسلام کام کیے جیسا کہ مثلاً مغرب عشاء و
صبح کی اوقات مین ہمارے یہان اذان و نماز ہوتی ہے اونکی یہان ان اوقات مین سنکھ بجایا
جاتا ہے پس مشابہت نہوئی اگر کوئی مشابہت اثبات کیواسطے یہ کہے اگرچہ عبادت اپنی اپنی ظہور
ان اوقات مین ہی لیکن اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ و قہقہہ کی بات ہی اور ایک بیہودہ
بات ہی اسیطرح زمزم کا پانی لانے والونکو مشابہت ہنود کے گنگا کے پانی لانے مین بتانا ہے تو یہ
خرافات و بیہودہ ہے تیسرے دن کی مشابہت مین بھی قوم ہنود سے مشابہت نہین اسلیے کہ
انکی یہان قوانین دین گردش کواکب سے متعلق ہین انکے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہی جو بجا
جو انکے رسم کے موافق ہی کرتے ہین ورنہ نہین کرتے ہین چوتھے پانچوین دن بھی کرتے ہین مسلمانون
کو کواکب سے کچھ علاقہ نہین اسواسطے تیسرے دن سے آگے نہین بڑھتے ہین شبہ باعث مشارکت
وقت کی نہین ہے اور کفار سے تفاوت و امتیاز پیدا ہو جانے سے مشابہت نہین رہتی ہین آنحضرت صلعم
نے صوم عاشورا رکھا اور حکم رکھنے کا دیا مشابہت یہود کرنیکو اشارہ روزہ اول و آخر رکھنے کا کیا اول و آخر کے
روزہ سے مشابہت نہی اور تشبہ کے معنے لغوی مانند ہونا ہین امور ہنود اور امور مسلمانونکی معلوم ہوئے
تو مانند ہونا انمین ہرگز نہین ہے پس تشبہ لغوی نہین اور معنے اصطلاحی تشبہ یہ نہین کہ ہر امر مین
تشبہ مکروہ نہین چنانچہ کھانے پینے مین نہین ہے صاحب البحر الرائق شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہین
اس امر کو عبارت یہ ہے فانا ناکل و نشرب کما یفعلون اور در مختار مین تشبہ کیواسطے قید قصد اور
مذموم فی الشرع ہونیکی لگائے ان قصده فان التشبہ بہم لا یکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم وفیما
یقصد بہ التشبہ شامی نے اسکو مسلم رکھا سوم کلمہ و قران پڑھنے مین قصد مشابہت کا نہین ہوتا
ہے اور یہ دونون مذموم شرعی ہین اور مولوی اسمعیل نے اس اعتراض کے جواب مین کہ رفع یدین فی الصلوٰۃ
تشبہ بروافض تنویر العینین مین یہ لکھا ہی کہ ہم ارادہ انکے تشبہ کا نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہو جاتی ہین
لا تحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ اور ملا علیقاری بھی فرماتے ہین کہ ہمکو منع اہل
کفر و بدعت تشبہ سے اونکی شعار مین ہے بدعت حاجت سے ہمکو منع نہین کیا ہی خواہ وہ افعال اہل
سنت سے ہو یا اہل کفر و بدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اونکی عبارت ہی انا ممنوعون من التشبہ
بالکفرۃ و اہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت
من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ و اہل البدعۃ حدیث مین جو تشبہ منع ہی اوسکے

یہ معنی ہین تشبہ غالبس ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتے ہین نہ جیتون پر
کلمہ پڑہتے مین نہ تیسرے دن کے مشارکت مین اسلئے کہ اونکے بیان تعیین بدلتی ہین پس تشبہ لغوی
وشرعی کسیطرح ہمکو اونکی ساتھ نہین الحمد لله بعد یہ خلاصہ تقریر مولف انوار کا ہے گنگوہی صاحب کا ہذیان
وزٹل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کرکے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالے ہم کرتے جاتے ہین
گنگوہی صاحب فرماتے ہین مولف نے تین غلطی فاحش کرکے سیوم کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ من کل الوجوہ سمجہا ہو کہ سب اجزا ہوئیت
مشابہ ہوجاوے تو اوسوقت تشبہ محظور ورنہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس سمجہکا مولف انوار پر گنگوہی
افترا محض کرتا ہی مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہین کہ حدیث تشبہ سے یہ مراد ہو کہ مولف نے ذکر
تشبہ کے معنے لغوی وشرعی بیان کی لغوی معنے مانند ہونا اور شرعی قصد تشبہ ومانند وجس مین تشبہ ہو
وہ مذموم شرعی اسمین بجمیع اجزائہ ومن الوجوہ سے کچہہ علاقہ نہین ہے اور ان دونون معنے لغوی
وشرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کردیا کہ منصفین اوز کیا اکو اسمین کچہہ تردد نہین ہے گنگوہی سے
اوسکا جواب نہوسکا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ ہذیان شروع کردیا یا بسبب عدم تفہیم
قول مولف کے یہ مراد قرار دی ہے **قال** گنگوہی حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہو کہ کوئی قید کل یا البعض
قلیل کثیر کے نہین اور مطلق مراد کا حکم ہر فرد مطلق مین جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہین
ہر ہر فرد مین حکم ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہو لہذا مطلق تشبہ کے کوئی فرد مصداق
حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جز مرکب اپنے پایا جاوے سب مرکب مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث صاف
اس پر دلالت کرتے ہین نظیر اسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرأ الامام من مصحف فسدت صلوۃ عند ابی
حنیفۃ رح وقالا ہی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ باہل الکتاب انتہی قال فی النہایۃ فانہم یصلون ہکذا
فیکرہ للتشبہ لانا نہینا عن التشبہ بہم فیما لنا بد منہ انتہی ایضا ہدایہ مین ہے یکرہ ہون ان یقوم
الامام فی الطاق لانہ یشبہ اہل الکتاب انتہی **اقول** بتوفیق الیہ وحسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
ہرگز وارد نہین ہوا مولف نے ہرگز اسکا انکار نہ کیا کہ ایک چیز مین تشبہ ہونیسے تمام مرکب مکروہ ہوجاتا ہے
بلکہ مولف انوار سیوم کی کسی چیز مین تشبہ نہین قبول کرتا ہے اسلئے حدیث تشبہ سے خارج کرتا ہی پس
یہ صرف ہذیان گنگوہی کا ہوا بمقابلہ قول مولف کی مولف کچہہ کہتا ہے اسکو سمجہنا نہین جسکا انکار مولف
کو نہین ہی اوسکا اثبات کرتا ہی سفاہت وحماقت اور کیسے ہوتی ہے اور بیعلمی کسکا نام ہو کہ اردو عبارت

کا مطلب بہی نہ سمجھے المطلق یجری علی اطلاقہ اس امر کا مقتضی نہین کہ جہان تشابہ جسجگہ پایا جاوے تو حکم
کل تشابہ کا پایا جاوے اور جس محل مین بعض تشابہ ہووے تو حکم کل تشابہ کا ہو جاویگا المطلق ینصرف الی
الفرد الکامل کا اقتضا یہی ہے کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے نہ ناقص اسیواسطے آیت تحریر رقبۃ کامل
مراد لیتے ہین نہ ناقص اور کفارہ کا اور ہو جانا مقطوع الیدین سے مثلاً جائز نہین جانتے ہین فی التوضیح لان
المطلق لا یتناول ما کان ناقصاً فی کونہ رقبۃ وھو فائت جنس المنفعۃ وھذا ما قال علمائنا
رحمہم اللہ المطلق ینصرف الی الکامل ای الکامل فیما یطلق علیہ ھذا الاسم کالماء المطلق لا ینصرف
الی ماء الورد فلا یکون حملہ علی الکامل تقییدا انتہی پس جسجگہ تشابہ کامل نہووے ناقص ہووے
وہان بہی حکم مطلق کا جاری نہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہین دیا جاویگا اسکو گنگوہی خوب یاد رکہین
کہ بعض جگہ تشبہ دیکہکر وہان حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بناکر جاری کرتے ہین اور غیر مراد
شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل بنتے ہین یہ تمام جہالت و عدم فہمی کا ثمرہ ایک جملہ
کسی طالب سے سن لیا المطلق یجری علی اطلاقہ اوسکی مطلب سے خبر نہین احادیث سے
غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب وہ نظیرین کا حال سنو گنگوہی نے پیش کی ہین بے محل
پس جاننا چاہیے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہین ایک یہ کہ بعد کمال التشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہو تو کراہت تحریمہ ہے
اور قصد تشبہ کا نہین ہے فقط اصل فعل مین تشبہ بلا قصد ہو جاوے اہل کتاب کے ساتہہ تو ترک اوسکا
مستحب ہے چنانچہ عینی بن تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھا
مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ التشبہ
بالیہود فترکہ مستحب انتہی اور شنبہ کا روزہ علیحدہ بدون دوسرے دن کے روزہ رکہنا مکروہ ہے
اور اسمین کراہت تحریمہ اوسوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد محتار مین ہے وقولہ و سبت
وحدہ) للتشبہ بالیہود بحر و ھذہ العلۃ تفید کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد
التشبہ کما مر نظیرہ ط انتہی اور در مختار کے اس قولکی تحت مین کہ امام شافعی رحمہ کے نزدیک قران دیکہکر
پڑہنا نماز مین بلا کراہت درست ہے اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے کہ تشبہ
ہر شئے مین مکروہ نہین بل مذموم مین اور اس چیز مین کہ قصد تشبہ کا کرے رد محتار مین ہے قال ھشام
رأیت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اتری بھذا الحدید بأسا قال لا قلت
سفیان و ثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبہا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یلبس النعال التی لہا شعر وانما من لباس الرہبان فقد اشار الی ان صورة المشابہة
فیما تعلق بمصالح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافة البعیدة فیہا الا بہذا النوع
وفیہ اشارة ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورة المشابہة بلا قصد انتہی پس
نعل میں تشبہ یعنے بلا قصد امام ابی یوسف بہی جائز رکہتے ولا باس یہ فرماتے ہین اور حدیث آنحضرت
صلعم کی پیش کرتے ہین اور صلاح عباد جسمین ہو اوسکا یہ تشبہ مضر نہونا اس عبارت سے ثابت ہے
اور قطع مسافت بعید کی ضرورت امام ابی یوسف و آنحضرت صلعم کو جوتون کے جو بال کرتے جو رہبان کا
لباس ہے ہرگز نہ تھے صلعم درست ہے تو بدون ضرورت بہی بلا قصد تشبہ درست ہونا ثابت ہوا پس قرآن نماز میں
ویکہکر صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبہ کے بسبب تشبہ یہود یعنی اہل کتاب کے ترک مستحب ہے اور ترک
مستحب کے جائز ہونے ہین بایں معنی کہ اوس ترک مین کچہہ ملامت و سرزنش شرع عقلا مشائخ کی طرف سے نہین کچہہ کلام
نہین ہان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز اکثر مباح مین ہوتا ہی ہے پس بلا تشبہ قصد ممنوع نہوا
تو حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین جس سے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے اوسمین نہ داخل نہوا اوسمین تو
وہی تشبہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جسمین خرابی و قباحت شرعی ہی ہان صورة
تشبہ ہونیکے سبب سے ترک اولی و ترک مستحب جسکو مکروہ تنزیہ کہدیتے ہین ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات صلوة
مین ہے ثانیہما المکروہ تنزیہا و مرجعہ الی ما ترکہ اولی وکثیرا یطلقونہ الخ پس روایت اولی ہدایہ تشبہ
دو صورت اسکے ہین کوئی بقصد تشبہ کرے تو مکروہ تحریمی و داخل حدیث من تشبہ بقوم مین ہی اور اگر
بقصد نہووے تو مکروہ تنزیہ ہے جو ترک مستحب و ترک اولی ہے جس مین کچہہ سرزنش و ملامت
شارع نہین ہے اور روایت امام کی طاق مین کہڑے ہونیکی جو ہی تو اوسکی کراہت کی وجہ مین مشائخ
مختلف ہین بعضے تشبہ باہل الکتاب وجہ قرار دیتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مختار سرخسی کا بہی یہی ہے
اور بعضے مشائخ وجہ کراہت کی اشتباہ حال امام اور نہ واقف ہونا اوسکے حال مقتدیون داہنی اور
بائین طرف والونکو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسہی کو ترجیح دی ہے اور باوجود تشبہ اہل کتاب
کی وجہ تشبہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوسکا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوسکا واجب ہے
اور تشبہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ غایت یہ ہے کہ اتفاق ملتین اسمین ہے اور حلیہ مین اسہی کو پسند کیا اور اسکی
تائید کے اور بحر مین منازعہ کیا کہ ظاہر روایت کا مقتضی کراہت مطلقا ہی اور امتیاز امام کا جو مطلوب ہے وہ حاصل
ہوجاتا ہے تقدم سے بلا وقوف کی مکان آخر مین اسیواسطے والوالجیہ وغیرہ مین کہا کہ بدون تنگی مسجد کے

مقتدیوں پر یہ علیحدہ کھڑا ہونا امام کو نہ چاہئے یہ مشابہ تباین مکانین کی ہے جیسے حقیقت اختلاف مکان
مانع جواز ہے تشبہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو پسند کیا پھر استدراک کیا
کہ تشبہ باہل کتاب کے سبب سے کراہت مذموم میں بھی یا اوسمیں جو قصد تشبہ کیا ہووے مطلقًا
تشبہ مکروہ نہیں ہے شاید یہ علیحدہ کھڑا ہونا مذموم ہووے اور حاشیہ بحر کے حوالہ سے بیان
کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہو کہ کراہت تنزیہ ہے عبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انہ صرح محمد فی
الجامع الصغیر بالکراهة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببها فقیل کونه یصیر ممتازا عنهم فی
المکان لان المحراب فی معنی بیت اخر وذلك صنیع اهل الکتاب واقتصر علیه فی الهدایة واختاره
الامام السرخسی وقال انه الاوجه وقیل اشتباه حاله علی من فی یمینه ویساره فعلی الاول
یکره مطلقًا وعلی الثانی لایکره عند عدم الاشتباه واید الثانی فی الفتح بان امتیاز الامام
فی المکان مطلوب وتقدمه واجب وغایته اتفاق الملتین فی ذلك وارتضاه فی الحلیة وایده
لکن نازعه فی البحر بان مقتضی ظاهر الروایة الکراهة مطلقًا وبان امتیاز الامام المطلوب
حاصل بتقدمه بلا وقوف فی مکان آخر ولهذا قال فی الولوالجیة وغیرها اذا لم یضق المسجد
عن خلف الامام لا ینبغی له ذلك لانه یشبه تباین المکانین انتهی یعنی وحقیقة اختلاف
المکان تمنع الجواز فشبهة الاختلاف توجب الکراهة والمحراب وان کان فی المسجد فصورته
وهیئته اقتضت شبهة الاختلاف اه ملخصًا قلت لان المحراب انما بنی علامة لمحل قیام الامام
لیکون قیامه وسط الصف کما هو السنة لا لان یقوم فی داخله فهو وان کان من بقاع المسجد
لکن اشبه مکانا آخر فاورث الکراهة ولا یخفی حسن هذا الکلام فافهم لکن تقدم ان
التشبه انما یکره فی المذموم وفیما قصد به التشبه لا مطلقًا ولعل هذا من المذموم تامل
هذا وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیه تامل انتهی
پس اس سے واضح ہو کہ اس مسئلہ میں بعضے فقہاء واسطے کراہت تشبہ اہل کتاب کو وجہ بیان فرماتے
ہیں اور بعضے اس تشبہ اہل کتاب کے ہونے سے کراہت نہیں تسلیم کرتے اور اس تشبہ کا اعتبار نہیں کرتے کراہت
کو بارہ میں دوسری دلیل گذارتے ہیں اور تشبہ کو وجہ قرار دیتے ہیں تو شامی تصریح کرتے ہیں کہ تشبہ قصدا ہو
یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقًا یہاں بھی شاید تشبہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہی کہتے ہیں تشبہ
اسکی وجہ ہو یا غیر تشبہ اور تنزیہ کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف اولی کے ہے اور خلاف اولی کا جواز وعدم

سرزنش و ملامت کسی نوع کی اوسمین شارع کیطرف سے نہونا واضح ہے پس محظور شرعی نہین ہے چنانچہ
درمختار کے اس قولکی تحت مین والا التفات بوجہہ کلہ او بعضہ للنفی و بیصرہ یکرہ تنزیہا کے تحت مین
ردمختار مین ہے وخلاف الاولی غیر محظور تامل ۲ انتہی اور ترک مستحب سے کراہت لازم نہین آتی
ہے جبتک نہی خاص اوسمین موجود نہووے تحت قول درمختار و قبل ثلاث سنۃ و مستحب کی ردمختار مین
ہے صرح فی البحر فی صلوۃ العید مسئلۃ الاکل بانہ لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذلابد لہا من دلیل
خاص واشار الی ذلک فی التحریر الاصولی بان خلاف الاولی ما لیس فیہ صیغۃ نہی کترک صلوۃ الضحی بخلاف
المکروہ تنزیہا اھ والظاہر ان خلاف الاولی اعم فکل مکروہ تنزیہا خلاف الاولی ولا عکس لان خلاف الاولی
قد لایکون مکروہا حیث لا دلیل خاص کترک صلوۃ الضحی وبہ یظہر ان کون ترک المستحب راجعا الی خلاف الاولی لایلزم
منہ ان یکون مکروہا الا بنہی خاص لان الکراہۃ حکم شرعی فلابد لہ من دلیل واللہ اعلم انتہی پس جب تشبہ
قصدا نہو اور مذموم ہونا بہی اوسکا کسی دلیل شرعی کیسے نہ ثابت ہووے اور فقط تشبہ صوری اصل فعل مین
ہوکر پایا جاوے تو اسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سفاہت وجہالت ہے اگر ہووے تشبہ بالفرض تعین
مین ہوتا ہے باوجودیکہ نہین ہے تب ہی ایسے تشبہ سے کہ مذمت اسکی شرع مین وارد نہووے اور قصد تشبہ
نہووے تو اوسکو بدعت کہنا اور مسلمانونکو بدعتی بنانا وہابیہ کی حماقت و ضلالت ہے خاص کی جو دلیلین
تشبہ کفار کی بیان کرتے ہین اونہین سے ترک مستحب و ترک اولی ہونا ثابت ہوتا ہے اوسکو ناجائز و
ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہدایہ نے کچھہ نفع نہ دیا بلکہ اور نقصان پہونچایا گنگوہی
کما لایخفی علی الفطین الماہر فی الفن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھہ حالت نماز مین معتبر ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ خارج نماز کی بہی تشبہ معتبر ہے اور خارج مین بہی لازم آتی ہے دیکہو سدل ثوب نماز مین مکروہ ہے پائجامہ
نہونیکی حالت مین کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہے اور پائجامہ ہونیکی حالت مین بسبب تشبہ
اہل کتاب کی ہے اور خارج نماز مین یہ تشبہ معتبر ہونا علماء تسلیم نہین کرتے اور کراہت نہین مانتے قال
الشیخ اسمعیل فیہ بحث لان الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل الکتاب بفعلہ معتبر فیہ
کونہ فی الصلوۃ فلا یظہر التشبہ وکراہتہ خارجہا اھ انتہی اور یہ بہی جاننا چاہئے کہ اگر اہل کتاب
یا مجوس کے فعل کے ساتھہ تشبہ ایسا ہووے کہ جسقدر امور اونکی فعل خاص مین موجود ہین وہ تمام ہووین
تو تشبہ معتبر ہوتا ہے اور تمام امور نہوں بعض ہوں تو معتبر نہین ہے دیکہو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
کتاب کو نماز مین روبرو رکہتے ہین واسطے قراۃ کے اسمین دو امر ہین ایک روبرو رکہنا دوسرے قراۃ

اس سے اگر ہمارے یعنے مسلمانونکی یہان کوئی نمازکے روبرو قرآن رکھلے تو باوجودیکہ یک جزو ایک امر
اُن امور سے یہان موجود ہی لکن اس تشبہ کا اعتبار نہین ہے کیونکہ دوسرا امر یہان مفقود ہے کہ پڑھنا
اوسکو دیکھکر ہے اور کراہت جب ہی کہ اوسکو سامنے رکھکر پڑھے بلکہ تیسرا امر ایک اور بہی ہے کہ وہ
نماز مین پڑہتا ہے پس ان تینون امور سے اگر ایک بہی فوت ہوجاوے تو تشبہ نہین دیکھو بعض علمار نے استقبال
طرف قرآن کے نماز مین مکروہ ہے تشبہ اہل کتاب کے سبب سے کہا تہا تو اوسکا جواب امام ابن ہمام وغیرہ یہی
دیتے ہین کہ اوسکا استقبال قراۃ کے واسطے تہا چنانچہ فتح القدیر مین ہے تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ولا
باس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لا یعبدان وباعتبارہ تثبت الکراہۃ
موجود ہے قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر فیفید الرد علی من قال من الناس بالکراہۃ لان السیف
آلۃ للحرب والباس فیکرہ استقبالہ فی مقام الابتہال وفی استقبال المصحف تشبہا باہل
الکتاب والجواب ان استقبالہم ایاہ لقراءۃ منہ لا لانہ من افعال العبادۃ وقد قلنا بکراہۃ
استقبالہ لذلک انتہی اور علامہ عینی نے یہ جواب دیا کہ مصحف کے تقدیم مین تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبادت
ہے پس عبادت اوپر کی ہوئی مکروہ نہین ہے اما المصحف لان فی تقدیمہ تعظیمہ و تعظیمہ عبادۃ فتقدیم المصحف
عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر نماز کے کوئی دیکھکر قرآن شریف کو پڑھے یہی سامنے رکھکر تو تب بہی
تمام اہل اسلام کے نزدیک جائز ہے اور تشبہ نہین ہے کیونکہ جزو تشبہ کا کہ اندرون نماز کے ہونا فوت ہے
یہ خارج نماز کے تشبہ معتبر نہین ہے اسی طرح نماز مین چنگاری وانگارہ رکھکر نماز پڑہنا مکروہ ہے اور خارج نماز
چنگاری وانگار کوئی سامنے رکہی تو مکروہ نہین کیونکہ عبادت ہونا فوت ہے باوجودیکہ چنگاری اور سامنے ہونا
دونون موجود ہین اور چراغ روبرو نمازیکی ہووے تو مکروہ نہین ہے بسبب تشبہ نہونے کے کیونکہ چنگاری
وانگار بہی آگ او رسراج کا شعلہ بہی آگ ہے اور اندرون عبادت کی ہے لکن یہ جو نمازی نے روبرو رکہا ہے
کہ وہ چراغ ہے چنگار وانگارا ہونا اوسمین موجود نہین ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون نماز کے ہونا اور آگ
ہونا موجود ہے ایسے جزئیات فقہا کے تتبع سے واضح ولائح ہے کہ جس چیز مین تشبہ ہووے تو اسکی تمام اجزاء موجود
ہونا چاہیے ہان یہ ضرور نہین تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہان ہوتی ہین ہونا چاہیے بلکہ اس چیز سے
جو امور متعلق ہین جس چیز مین تشبہ مانا گیا وہ تمام ہونا چاہیے اگر تہوڑا سا بہی اوس چیز مین فقط آجاویگا تو
کراہت مرتفع ہوجاویگی چنانچہ در مختار مین ہے کہ روزہ عاشورا کا مکروہ ہے تنہا اور روزہ شنبہ یعنے سنیچر
کا جسکو سنیچر بہی کہتے ہین تنہا مکروہ ہے روزہ عاشورا کے تنہا مکروہ ہونے کے اور عاشورا کے تنہا مکروہ

ہونیکی وجہ علامہ شامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ تشبہ ساتھ یہود کے ساتھ در مختار کی عبارت اس مضمون کی اوپر گذر بھی چکی ہے دوبارہ یہ ہے لو وا لمکروہ تحریماً کالعیدین وتنزیہاً کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ

انتہی علامہ شامی فرماتے ہیں قولہ عاشوراء وحدہ ای مفرداً عن التاسع او عن الحادی عشر

امداد لانہ تشبہ بالیہود محیط قولہ وسبت وحدہ لتشبہ بالیہود بحر وھذہ العلۃ تقید

کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ بلکہ ہفتہ کا روزہ جسمیں تشبہ یہود کے

ساتھ رکھے اور یہود سے تشبہ مرتفع ہوویگا اتوار کا روزہ کوئی رکھے جس سے تعظیم اتوار میں تشبہ نصاری

کی ساتھ لازم آتا ہے اگر تنہا ہووے تو تب بھی ان دونوں کے جمع کرنے سے تشبہ کسی قوم کے ساتھ نہیں رہتا

کیونکہ ہیئت اجتماعی پر اتفاق دونوں طائفہ میں سے کسی کا نہیں ہے علامہ شامی نے اسی صفحہ میں

لکھا ہے جس صفحہ کے عبارت ابھی ہمنے لکھی وھل اذا صام السبت مع الاحد تزول الکراھۃ

محل تردد لانہ قد یقال ان کل یوم منہما معظم عند طائفۃ من اھل الکتاب ففی صوم

کل واحد منہما تشبہ بطائفۃ منہم وقد یقال ان صومہما معاً لیس فیہ تشبہ لانہ لم تتفق

طائفۃ منہم علی تعظیمہما معا ویظھر لی الثانی بدلیل انہ لو صام الاحد مع الاثنین

تزول الکراھۃ لانہ لم یعظم احد منہم ھذین الیومین معاً وان عظمت النصاری الاحد

وکذا لو صام مع عاشوراء یوماً قبلہ او بعدہ مع ان الیہود تعظمہ ویظہر من ھذہ انہ لو جاء

عاشوراء یوم الاحد او الجمعۃ لا یکرہ صومہ الا سبت معہ وکذا لو کان قبلہ او بعدہ یوم

المہرجان او النیروز لعدم تعمد صومہ بخصوصہ واللہ اعلم انتہی دیکھو اجزاء میں اگرچہ

مشابہت طائفہ اہل کتاب سے ہے لیکن مجموع کی تعظیم کوئی نہیں کرتا ہے ہیئت اجتماعی نے اوس تشبہ اہل

کتاب کو رفع کر دیا ہے پس بخوبی ظاہر ہے کہ تشبہ ناقص معتبر علماء کے نزدیک نہیں ہے اور تشبہ ناقص فرد

مطلق تشبہ کا نہیں ہے جو حدیث میں وارد ہے پس حدیث مذکور تشبہ ناقص کو بھی حکم دینا جو کامل کا ہی ہے

بیعلمی ہے اس تقریر سے تمام اقوال پر اختلال گنگوہی کا جو تشبہ سے متعلق ہیں جواب ہو گیا اجمالاً

بیفہمی و علمی جو کچھ کلمات گنگوہی کے اوسکا رد و دھونا اسی سے ہر ذی عقل جانلیگا کچھ تفصیل اور کردی جاتی ہیں گنگوہی اسکی بعد بنیہ عبارت

ہدایہ کی نقل کے بعد کہتا ہے قرآن کھولکر پڑھنا اور بلند مکان پر کھڑا ہونا تشابہ اہل کتاب سے تھا ساری نماز مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے

محشی نے لکھا کہ اسقدر اجزاء میں ایک جزء کے مشابہت سے کراہت نہیں ہوتی اقول و باللہ التوفیق یہ مولف ہمارے کہاں کہتا ہے کہ اسقدر اجزاء ایک جزء کی

مشابہت سے کراہت نہیں ہوتی وہ تو مشابہت کا وجود سیوم میں ہنود کے ساتھ منع کرتا ہے اسکا یہ مطلب کہاں کہ اسقدر اجزاء میں ایک جزء مشابہت سے کراہت

نہین ہوتی یہ تو افترا لیجا گنگوہی ہی مولف پر کرتا ہی یا سبب بے علمی کے سبب سے اردو عبارت بہی مولف نہین سمجہتا ہی پہر اسکو مولف کی کلام کہکر رد کیا علامۂ گنگوہی لکہتا ہی کہ
سیوم پانچ جز سے مرکب ہی کلمہ قرآن بخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع سوم سبت کیواسطے امر تخصیص
سیوم کے ان دو مین تشبہ ہنود کے ساتھہ ہی ہے مولف بہی مقر ہے اقول وبالله التوفیق تین جز مین تشبہ
نہونا گنگوہی قبول کرتا ہی دو مین تشبہ بتاتا ہی تو انکا حال یہ ہی کہ اجتماع مین بہی تشبہ نہین کیونکہ وہان اجتماع
وارثون میت کا فقط ہوتا ہی اور برادری و دوست آشنا سب ہوتے ہین وہان اجتماع سوگ کہلوانیکو ہوتا
ہی یہان اجتماع کلمہ و قرآن پڑہنیکو جس قسم کا کام کرے تو ہنود جمع ہوتے ہین کہ وہ سوگ کہلواتا ہی اسیواسطے یہان
مسلمان بہی جمع ہوتی تو تشبہ کیگنجائش تہی جب اونکا مطلب و غرض یہان نہین ہی تو تشبہ بہی نہین اب ہی معلوم
ہوچکا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین مکروہ نہین اسلئے کہ اگرچہ استقبال مین مشابہت اہل کتاب ہی لیکن
مشابہت معتبر اسواسطے نہین ہی کہ جس غرض کیواسطے کہ وہ دیکہکر پڑہتا ہی یہان مفقود ہی چنانچہ اوپر فتح
القدیر سے گذر چکا ہی پس اسیطرح اگرچہ اجتماع ہنود کے یہان بہی ہوتا ہی اور اہل اسلام کے یہان بہی لیکن
جس غرض سے ہنود کے یہان ہوتا ہی اوس غرض سے یہان نہین پس فقط استقبال قرآن کیطرح ہوا جیسا
کہ فقط استقبال مذکور بسبب فوت غرض مذکور کے مکروہ نہین ایسا ہی یہ اجتماع سبب فوت اوس غرض کے
ہنود کے یہان مکروہ اور جسطرح چراغ نمازی روبرو ہونے سے نماز مکروہ نہین ہوتی فقط اس قدر لعبادت کرنے
وہ یعنی مجوس چراغ کی پرستش نہین کرتے ہین انکار کرتی ہین اور شعلہ مین کہ چراغ ہی اور انگارہ مین تصویرا
فرق ہی آگ ہوتا دو تو نہین شامل ہے اسیطرح یہان فرق ہے وہان فقط وارث ہوتے ہین یہان جو کوئی مسلم
ہو خواہ وارث خواہ برادری ہو خواہ نہو اہل اسلام ہو وہان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن پڑے تو تیجا
ہوتا ہی ورنہ نہین ہوتا ہی اور یہان تیسرا دن ہوتا ہی ہے اس سے آگے سیوم نہین کرتے ہین پس فرق
مانند استقبال قرآن و چراغ کے یہان موجود ہے اور کراہت مرتفع ہی اور علم ترتیب نہین کہ یہ تشبہ اہل کتاب سے
ہدایہ سے جو مفہوم ہے جس سے کراہت لازم آتی ہے تو وہ اندرون نماز کے ہی اور باہر نماز ان امور مین تشبہ
معتبر نہین ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان سے اتم واضح ہوچکا ہی کہ خارج نماز کی تشبہ وکراہت اسمان مین نہین
اندرون نماز کے ہے اور یہان یعنی قرآن دیکہکر پڑہنے کے بارہ مین بہی خارج کی تشبہ نہونا بالاجماع
ثابت ہی پس اس سے استدلال اوس امر پر کرنا کہ خارج نماز سے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن الہمام کا
فتح القدیر مین فرمانا اوپر گذر چکا ہی کہ تقدم امام مطلوب ہی اور مشابہت اہل کتاب کا اونہون نفی یہ جواب
دیا کہ یہ اتفاق دو ملتونکا ہو پس اسیطرح ایک جواب ایسا بہی ہو سکتا ہی کہ اتفاق ملتین کا ہی اور یہ جواب

بہی ہو سکتا ہی کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکروہ ہی مطلقاً مکروہ نہین ہے اور مسلمان تشبہ کے قصد سے
اجتماع نہین کرتے ہین اور مذموم ہونا بہی اسکا دلیل سے ثابت نہین ہی پس مکروہ نہوا اور تخصیص اور سیوم
مین بہی مشابہت نہین ہی انکی یہان یعنی ہنود کے یہان تین سے زیادہ مین بہی تیجا کرتے ہین پس تخصیص
تین دن کی نہوئی اگر ہووے تو اسقدر فرق کہ ہمارے یہان آگے پیچہے نہین ہوتا ہی انکے یہان
ہو جاتا ہے پس تشبہ نہین ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ تشبہ ہوتا اور مشابہت
لازم آتی ان قوم ہنود سے آپ جو سمجہتے ہین کہ شئی اگر دال ہین سو غور سے دیکہو تو انکے ساتہہ بہی مشابہت
نہین اسکے بعد مولف نے وہی فرق قانون کو اکب بیان کیا ہی مولف مقر تشبہ کا نہین ہے اور سوگ
کہلوانا سراوگی وغیرہ کا تیرے روز اوس سے مشابہت نہونا مولف نے ثابت کیا اسکے بعد گنگوہی اجتماع
کو شعار تیسرے دن شعار ہنود کا بتاتا ہی غلط محض ہے شعار جب ہوتا کہ اہل اسلام کی یہان یہ نہوتا جب اہل اسلام کے
یہان بہی تو شعار ہنود کیونکر ہوا اور گنگوہی وقت مغرب مین اتحاد دعا مین اہل اسلام و اہل ہنود کے واسطے
عبادت کی ہوا ہی اعتراض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ آب زمزم و گنگا کا پانی مین ہونیکا جو ذکر کیا تہا
اسکے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ فرائض و واجبات مین تشبہ کا اعتبار نہین ہے یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے
دیکہو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہوا اوسوقت سوری عصر اوس دن کی درست ہے ونکی قضا پڑہنا
درست فقہا نہین بتاتے ہین اور اسوقت ناقص امر مانی ہین اور کراہت نماز کی اوسوقت مین تشبہ کفار
عباد شمس کے ساتہہ ہونیکے سبب سے فرماتے ہین شرح وقایہ مین باحسن وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نور الانوار مین
بہی یہ عبارت اس بارہ مین موجود ہے اول گذر بہی چکی ہے پہر تہوڑی سے لکہی جاتی ہے لان عصر
یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا قلنا
ذلک الکراہۃ لیس فی نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبہ لعبدۃ الشمس انتہی پس یہ کلیہ
جہوٹا بتایا ہوا گنگوہی کا کہ فرض و واجبات مین تشبہ معتبر باطل ہوا اور بے علمی واضح ہوئی اور زمزم
کو پانی لانیکو گنگوہی عادی و طبعی امر بتاتا ہے اور یہ عادی و طبعی نہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیتا ہی جسکو
دیکہکر پیچہے ہی قہقہہ مارتے ہین پانی زمزم کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے کہ بطور تبرک پینے کیواسطے مسلمان
لوگ لاتے ہین اور پینے مین ثواب جانتے ہین نہ مقدار عادت کے سبب سے جیسا کہ یہ ناواقف جہال سے
زیادہ بیعلم کہتا ہے حدیث صحیحہ مین استحباب لانے پانی زمزم کا ثابت ہے درمختار کے اس قول کے
تحت مین ولکرہ الاستنجاء بماء زمزم تحت ردالمحتار مین ہے ویستحب حملہ الی البلاد فقد روی

الترمذی عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا کانت تحملہ وتخبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یحملہ وفی غیر الترمذی انہ کان یحملہ وکان یصب علی المرضی ویسقیہم وانہ
حنک بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنہما من اللباب وشرحہ انتہی اور پانی زمزم
لانیکو طبعی یہ گنگوہی بتاتا ہی اتنی تمیز نہین کہ جو فعل طبعی ہوتا ہے مثلاً انسان کا ہے وہ اسکے اختیار مین نہین
ہوتا ہی دیوار سے گر جانا سمجھیے کہ جسم ثقیل کے اختیار مین نہین ہے انسان وحیوان وقت گرنے کے
ارادہ رکھنے کا کرے اور کوئی ایسے چیز جسکے سہارا لیسے رکنے موجود نہو یا اسکے ہاتھ نہ آوے وحاصل
اسکو نہو تو ہرگز نہین رک سکتا ہی پس فعل وحرکت طبعی ایسی ہوتی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا
اور اخلاط کا ملنا اور اشاج بدن سے منی جدا ہونا بعد یہ تخمیہ ہونا اور جو بدن انسان مین مثلاً ہوتا
رہتا ہی یہ تمام ایسے امور ہین کہ انسان کے اختیار مین نہین بلکہ افعال طبعیہ بدون شعور کے ہوتی ہین
یہ امور پانی زمزم لانے مین تمام مفقود ہین گنگوہی کو علم ہوتا یا کسی طالب علم میزان خوان یا موجب خوان سے
صحبت بھی ہوتی تو پانی زمزم کے لانیکو یا پانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہدینے سے غرض
تشبیہ امر نہیں جاتا ہے کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے یہان ہوتا ہی اسکو بھی عادی اہل اسلام کہدینگے اور عادی ہونا
تو ظاہر ہے اگرچہ بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسرے دنکی ہووے اور جسطرح گنگوہی گنگا کا پانی لانا
ہنود کا شعار نہین جانتا ہی ایسے ہی تیسرے دنکا ایصال ثواب کرنا ہنود کا شعار نہین جانتی ہین پس فیصلہ ہوا
مولف انوار کی فتح ہوئی گنگوہی کو شکست فاش ہوئی اب آگے جو گنگوہی کا کہنا واسطے اثبات اہل اسلام
تشبہ کے درمیان اجتماع ہنود کے تیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم مین وا
قرآن وکلمہ خوانی کی کہ بعض وجوہ کا محل تشبہ کو نہین زید اسد سے تشبیہ دینا مین وجہ شبہ فقط شجاعت
ایک امر باقی کو ہوتی مشابہت نہین پس کسی نے یہ نہین کہا کہ بالکل مشابہت من کل الوجوہ ہو تو تشبیہ
ہوویگی ورنہ نہین یہ قول مولف کا شرع وعقل وعرف کے خلاف ہے **اقول** وباللہ التوفیق مولف
من کل الوجوہ مشبہ بہ سے تشبیہ ہونا بایں طور تمام امور مشبہ بہ مشبہ مین موجود ہون تو تشبیہ ہوتی
ہرگز نہین کہا ہے مولف کے کسی کلام سے مفہوم نہین مولف وجہ شبہ کا پایا جانا جسکے سبب سے تشبہ
عرفاً وعقلاً وشرعاً جائز ہووے سیوم مین نہین مانتا ہے اور کوئی معنے ایسے مشہور ومعروف
ومخصوص اجتماع مین ایسے موجود ہونا جسکے سبب سے سیوم کو اس سے تشبیہ دینا درست ہووے قبول
نہین کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہنود کے ساتھ مانند تشبیہ رجل کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہین مانتا ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہی وجہ شبہ وہان موجود ہے سیوم اجتماع ہین وجہ شبہ پائے
جانیکے سبب سے تشبہ درست نہین ہے اور کوئی عاقل انمین تشبہ نہین مانسکتا ہی اور تشبہ شرعی جب
ہی ہوتا کہ مقصد تشبہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی غرض ہنود کی ہوتی ہے اوسی قسم کے
غرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ فقط اجتماع سے
تشبہ علماء کے نزدیک ثابت نہین جیسے فقط استقبال الی القران سے نماز مین تشبہ اہل کتاب کے
سات ثابت نہین ہے پس کوئی تشبہ یہان سیوم و اجتماع ہنود مین ثابت نہین ہے نہ عقلی و نہ شرعی
فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبہ شرعی بتانا جو فقہاء کے نزدیک موجود ہے جہل عقلی صرف ہی اور
وہابیہ کی بد جوانی ثابت ہے **اول** خطا جو مولف کی گنگوہی نے نکالی تو اوسمین تو خود
سرتا پا خاطی نکلا اور دوسری **گنگوہی** مولف کی بتاتا ہی اوسمین جو جو خطائین گنگوہی کرین
اوسکا حال معلوم کرنا چاہئے مولف انوار ساطعہ نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچھ فرق
اور امتیاز ہوجاوے تو تشبہ نہین اور مثال صوم عاشورا کے پیش کی کہ دن معین دسوین تاریخ محرم کے
روزہ رکھنے مین مسلمان و یہود سب شریک ہین فقط مقدم و موخر روزہ دوسرے رکھنے سے تشبہ نہین رہا
تو **گنگوہی** کے فہم مین یہ کلام بھی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ ہدایہ مین پایا الا امتیاز موجود
ہی فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظیر مصحف دوسرے مین تشابہ کا ہے پس مکروہ کیون
ہوگیا اور صوم کا جواب ناصواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تہا فرض مین تشبہ نہین اب
تنہا روزہ عاشورا کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق بلاشبہ فرق و امتیاز جیسا کہ مولف
انوار نے کہا ہے تشبہ مرتفع ہوجاتا ہی فقط استقبال قرآن نماز مین تشبہ اسیواسطے نہین کہ یہ فرق
پڑگیا کہ یہان پڑہنا اوس قرآن سے نہین ہے اگرچہ نماز مین اور استقبال ہونا اسمین بھی موجود ہے
اور ارتفاع امام کا ہووے لکن کچھہ قوم امام کے ہمراہ ہوجاوے تو فرق کرجانیکی سبب سے تشبہ نہین
رہتا ہے اور تنہا صوم عاشورا مین تشبہ نہونا اس سبب سے ہے کہ فرض تہا جہالت محض ہے کوئی ادنے
واعلی اس وجہ جہالت کو تسلیم نکریگا اور نہ کسی کتاب مین کسی نے یہ وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
ہووے پہر فرضیت اوسکی مرتفع ہوجاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخہ تشبہ سے
مانع ہوتی ہے ایسے غلط غلط مسائل شکم سے نکالنا اور دل سے گہڑنا احبار و رہبان کا کام ہی اور حنفیہ
مرتبہ در مختار اور رد محتار سے اوپر گذر چکا ہی کہ روزہ تنہا عاشورا کا مکروہ ہے اور بوجہ اسکی رد محتار

مین بہی فرمائی ہے کہ تشبہ یہود سے ہی اور اس بیعلم کو اتنی خبر نہین صوم عاشوراکے حق کہتا ہی کہ تنہا
روزہ عاشورا کا مکروہ نہین ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا کہنا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
یا این ہمہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکہتا ہے اور حمقا اور جہلا وہابیہ کو صلح کی ایسی
باتین ہین اونکو علما اور نکتہ دان و تفقہ بتاتا ہے کونسا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتون کو تفقہ
و نکتہ دانی بتاویگا یہ دوسرے خطا مولف انوار کے اس گنگوہی نے نکالی تہی جس سے ظاہر ہو کہ گنگوہی
بہت غالط و خاطی ہے اور مولف اس سے بری ہے اب تیسری خطا مولف کے گنگوہی بتاتا ہی مولف
انوار نے بحوالہ کتب علماء معتبرین محققین کے بیان کیا تہا کہ تشبہ مکروہ ہر چیز مین نہین ہے فعل
مذموم مین مکروہ ہے یا قصد تشبہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوہی مولف کی اثبات کیواسطے کہتا ہے کہ
دو روایتین جو ہدایہ سے منقول ہوئین اونمین قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے
اور مکروہ ہو گیا امام کا علیحدہ کہڑا ہونا مذموم نہین ہے صوم عاشورا مذموم نہین ہے پہر کیون بعض
صوم نہم سے ثابت کو رفع کیا اور آگ کا روبرو نمازی کے ہونا موجب تشبہ مجوس کا ہو اور مسلم کا
قصد تشبہ بالمجوس کا نہین اور اشتمال صما مکروہ حال آنکہ قصد تشبہ یہود مسلم کو ہرگز نہین ہے اقول
وباللہ التوفیق اس سے گنگوہی نافہم کی غرض یہ ہو کہ بدون قصد تشبہ کے اور غیر مذموم مین
بہی تشبہ اہل کتاب کا مکروہ ہی اور غرض گنگوہی کی بالکل فاسد و باطل ہے چند مرتبہ علماء معتبرین
کی اقوال صریحہ اس بارہ مین گذر چکی ہین کہ مطلقاً تشبہ مکروہ نہین ہے قصد تشبہ ہو یا مذموم مین
تشبہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا نعلین شعر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلعم کا ہونا باوجودیکہ یہ
رہبان کا لباس ہے اوپر گذر چکا ہے اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے
تشبہ فقط تشبہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کراہت کو نہین ہے اور مکروہ سے
ایسے مواقع مین مراد کراہت تنزیہی ہی جسکا رفع ترک اولی ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ مین کراہت
بلا قصد تشبہ و بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کراہت سے تنزیہ ہو گی ترک اولی ہے کیونکہ
یہ تتبع اقوال فقہاء سے ظاہر ہو چکا ہی اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو تحریمی ہو گی ان
نقول سے یہ واضح نہین ہی کہ بدون مذموم ہونے اور بدون قصد تشبہ کے بہی کراہت تحریمی ہوتی ہے
جبتک یہ ثبوت نہووے تو گنگوہی کو مفید مولف انوار کو مضر نہین اور اقوال فقہاء و علماء حنفیہ مین تصریح
ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہووے یا مذموم ہووے کراہت مطلقاً نہین ان نقول سے منقوض

نہین ہوتی اونکی اقوال مین اسوقت مین کراہت تحریمہ مراد ہونا جائز ہے اور بدون انکی کراہت
تنزیہہ ہوتی ہین اونکے اقوال کی مخالفت نہین ہوتی کیونکہ وہ ترک مستحب ہے جسکو ناجائز کوئی مسلمان
نہین کہسکتا ہے تارک عارضی اکو کوئی بدعتی نہین کہسکتا ہے اوران امور کا غیر مذموم جو گنگوہی
بتاتا ہے اس بیعلمی سے بتاتا ہی کہ کسی کتاب کا حوالہ نہین کسی عالم معتبر کا قول اس امر مین پیش
نہین پہر کیونکر اسکا قول مقبول و معتبر ہووے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہی کہ اجتماع اہل میت کے
نزدیک جسکا نیاحت ہونا حدیث سے ثابت ہے پہر خود کا فعل و تقیید مطلق پہر بہی مذموم نہین
عجب ہے **اقول** وباللہ التوفیق اجتماع الی اہل المیت جو موجب کراہت ہے اوسکا مخصوص ہونا
ایک نوع خاص کے ساتھ مرقات ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہی فلیراجع الیہ اوراس اجتماع موجب
کراہت کا لازم آنا سیوم مین ممنوع ہے اور تقیید مطلق کو اس نے کچھ علاقہ نہین تقیید مطلق تو اوسوقت
ہوتی کہ سوائے اسدن کے کل اسلام ایصال جائز نسمجہا نتے اوراس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ
جواز خیال کرتے اوراسکا فقدان اظہر من الشمس ہے پس تعجب ایسا ہی جیسا کہ اہل حق کے مسائل سنکر
مبطلین تعجب کرتے ہین اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بحرالرائق کو کہ امر مذموم مین تشبہ ہووے
تو مکروہ ہی رد کرتا ہی اوراس پر نقض اپنی جہالت سے ایک مسئلہ گہڑ کر کرتا ہی کہ قرآن دیکہکر
پڑہنا امر مذموم نہین ہے اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے اس غرض سے یہ قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم
ہونا نہین پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے اور بحرالرائق نے تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھ کیا ہے
اور یہ حدیث کے خلاف ہی کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پہر گنگوہی توجیہ کرتی ہین کہ قرآن دیکہکر پڑہنا
فی حد ذاتہ محمود ہے لکن صلوۃ مین مذموم ہی مگر مولف اپنے کوتہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجہگیا
اقول وباللہ التوفیق جب یہ مراد بحرالرائق ہے تو گنگوہی نے بغیر فہم غیر مراد بحرالرائق کو مراد بحرالرائق کیون
قرار دیا اور خارج نماز کے قرآن پڑہنا مراد لیا اور اس سے نقض جہالت سے کرنے لگا اوراسکے اون ہی
قیود کو جن کے سبب سے مذموم ہو جاوے چہوڑا امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی وارد
امر کے موافق ان اقوال جو علماء سے مولف نے نقل کیے ہین منقوض ہونا بتایا اون تمام مین قیود کا
لحاظ ہے جن کے سبب سے وہ مذموم مین پہر وہی ہوا کہ مذموم مین تشبہ مکروہ ہے خواہ مذمت پہلی سے
ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بحرالرائق و مولف نے یہ کب کہا کہ فی حد ذاتہ مذموم ہو اور کسی امر کے لحوق
سے مذمت نہ آوے اسوقت تشبہ ناجائز ہی خود غلط مطلب قرار دیکر اعتراض فقہاء و علماء و مولف پر کرنا

یہ کوتہ فہمی گنگوہی کی نہیں ہے تو اور کیا ہے اور باین ہمہ مولف کو کوتہ فہم بتاتا ہی یہ جہل مرکب صرف ہے
اور بحر کے مطلب کو خود نہ سمجھا اسواسطے نقص کرنے لگا مولف کیطرف بحر کا مطلب نہ سمجھنے
کی نسبت کرتا ہے حیا نہیں آتی اور حدیث کو بتاکر غیر مذموم میں بھی تشبہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے
تشبہ کے معنے شرعی ہے جو غیر مذموم و غیر مقصود التشبہ اوسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہیں
حدیث کا شمول تو اوسکو ہی ہے کہ جسمیں ملامت شرعی ہووے چنانچہ فہو منہم لفظ حدیث سے ملامت
مفہوم ہے اور غیر مذموم و بدون قصد میں ملامت نہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت میں
تشبہ ترک مستحب ہے چنانچہ عینی سے ظاہر ہے اور پہر گذر چکا ہے اور ترک مستحب میں ملامت شرعی
نہیں ہے پس حدیث تشبہ صوری کو شامل نہیں جسمیں مذمت یا قصد تشبہ نہو پس حدیث کے مطلق
قرار دینے سے قول بحر الرائق کا رد نہوا اور حدیث مفید نہوئی مولوی اسمعیل سرگروہ وہابیان کا قول
جو بطور الزام مولف انوار نے نقل کیا تہا تو گنگوہی نے اوسکے قول پر اعتراض کچہہ نکیا جیسا کہ بحر الرائق کے
قول پر اعتراض کیا اسلیے کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اوسکے سرگروہ سے یا کسی وہابی سے کسی قسم کا قول
صادر ہووے وہ تمام حق ہوتا ہے یہ شخص انکا سرگروہ تقلید شخصی کو بدعت و مشابہ شرک قرار دیتا ہے
بعضے وہابیہ جو بظاہر تقلید کے قائل ہیں اور اہل سنت میں ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہیں غیر
مقلدین کو تو برا کہتے ہیں لیکن اس شخص کو ولی و قطعی جنتی و تمام اقوال حق کہنے والا بتاتے ہیں بڑے
تعجب کی بات جو بدعت سیئہ و مشابہ شرک بتاوے تقلید اوسکو تو موافق سنت و ولی و قطعی
جنتی بتایا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لامذہب ائمہ کے اونکو بدکہا جاوے الغرض
دوسروں میں کوئی چیز بری ہووے وہابیہ کے نزدیک تو وہ اوس شخص کو جاکر اچہی ہوجاتی ہے
اوسکو وہابی شارع جانتے ہیں اسواسطے یجوز ما لا یجوز لغیرہ کا مضمون ہے اب دیکہو گنگوہی اوسکے
قول کیسی تاویل کرتا ہے جس سے وہ بھی راضی نہوتا اگر ہوتا تو اوسنے کہا تہا کہ روافض کے ساتہہ
کرتے ہیں سو موافقت کا قصد نہیں کرتے اتفاقیہ موافقت ہوجاتی ہے چنانچہ عبارت اسکی مولف انوار
کی کلام بل اتفقت الموافقۃ گذر چکی ہے **گنگوہی** کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہیں کہ فعل دراصل
مسنون تہا بعد کو روافض نے بہی ایک حرکت کیجا وکرلی کہ موافق اسکے ہو گئے تو یہ امر الزام
شارع کا ہے ترک نہیں ہوسکتا اور تشبہ معتبر نہیں **اقول** وباللہ التوفیق مولوی اسمعیل کی
عبارت دیکہو لا نتحری تشبہ الفرق لعله بل اتفقت الموافقۃ انتہی صراحۃ اسکے

یہ معنے ہیں کہ محکر مقصد تشبہ فرقون ضالہ کا ہم نہیں کرتے ہیں بلکہ اتفاقی موافقت ہو گئی ہے اس سے
اور گنگوہی کی تاویل فاسد سے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتی ہے کوئی لفظ
کسطرح اُس پر دلالت نہیں کرتا کہ در اصل فعل سنت تہا بعد کو روافض نے الخ نہ یہ دلالت مطابقی
نہ تضمنی نہ التزامی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچھ بھی نہیں ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
کہ اسمیں اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدون اسکے تاویل کے کیا معنے یہ تاویل تو ایسی ہی
جیسے بعض نیچری لوگ ارسل علیہم طیرا ابابیل کی تاویل مرض چیچک کی کرتے ہیں یا بعض فلسفی
منکر عبادات اقیموا الصلوة سے مراد فقط الانقیاد مراد لیتے ہیں کسی طرح سے نہ ارکان مخصوصہ پس تاویل
گنگوہی کو کوئی عاقل قبول نہیں کر سکتا ہے اور مولف انوار نے قول ملا علیقاری جو ذکر کیا تہا کہ ہم
تشبہ اہل کفر و بدعت سے اونکے شعار میں منع کیے گئے ہیں نہ ہر بدعت سے تو گنگوہی ملا علی قاری
کی عبارت کی بھی یہی معنے بتاتا ہے جو مولوی اسمعیل کے عبارت کی بنائی تہی اور اسکے وجہ میں یہ
کہتا ہے جو شعار اونکا ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ اونکا فعل ہو گیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس ہذیان
کا کیا ہی ٹہکانا ہے مولوی مذکور کی عبارت کی جو معنے بیان کی اپنے تاویل خانہ ساز سے اونکو عبارت ملا علی
قاری سے کچھ علاقہ ہی نہیں اور اون معنے ہونے یہ وجہ اور طرہ ہے ملا علیقاری کے عبارت مولف
انوار کے کلام میں موجود ہے اب ہی چند صفحے پہلے گذری ہے منصفین اوسکو دیکہیں اور اسکو پہر یا کن
گنگوہی دیکہیں اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اونکا شعار ہووے اوس سے ہمکو منع کیا ہے ورنہ
منع نہیں ہے اور یہ گنگوہی کہتا ہے کہ اور جو متفق دو ملت کا ہوگا وہ شعار نہوگا ماموراس امت پر بہی ہوگا
اور جو بدعت مباحہ ہوویگی اور افعال سنت سے ہوویگی وہ خود مامور شرعی و سنت ہے یہ کلام
مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہے کہ سیوم میں تیسرے دنکا اجتماع شعار ہنود کا نہیں ہے غایت کہ
اونکو اور ہمارے دونون کے یہان یہ اجتماع ہوگا اور شعار اونکا توجب ہوتا کہ یہ امر اونکے تعارف کی
علامت ہوتی کیونکہ شعار عبارت اوس علامت سے ہے کہ جسکا وہ شعار ہے وہ اس سے پہچانے جاوین
مجمع البحار مین ہے ان شعار اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغزو یا منصور امت امت ای
علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحروب ط ومنہ شعار المومنین علی الصراط رب سلم
ای علامتہم التی یتعارفون بہا اھ انتہی اور جب ہی تو ہی کہ خاصہ ہووے دوسرے مین نہ پایا
جاوے اگر ایک قوم کی ساتھ خاص نہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہووے اور تیسرے دنکا

اجماع چونکہ مسلمانون مین بکثرت صدہا سال سے رائج ہی تو علامت وشعار یہود نہوا اور منع شعار ہونیکے سبب سے پس منع نہوا اور موافق قول گنگوہی کے بھی یہ شعار نہوگا اسلئے کہ متفق دو ملت کا ہوا پس کراہت ہرگز نہین ہے یہ مولف کو مفید ہوا ہے کہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ ماموریہ سنت کہنا بھی بے علمی سے خالی نہین ہے ہمارے یعنے حنفیہ کے امر کو وجوب لازم ہی چنانچہ تمام اصول سے مملو ہے فقط صیغہ افعل سے مثلاً امر ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک الزام وطلب فعل لزوماً نہووے پس ماموریہ ضرور واجب وفرض ہوتا ہی اور مباح سنت دونون نوعین بتائین ہین بدعت سنت نہین ہے جو اصول سے ناواقف ہے وہ ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہی اور وہابیہ اپنی اصطلاح جدید بتادین تمام علمار محققین سے علیحدہ تو وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحر رائق کے قول پر کہ تشبہ مقصد ہووے تو ناجائز ہے یہ اعتراض حجت کا کرتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائے درست نہین اور سب محققین نے مطلق تشبہ لکھا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود لکم نظفوا افنیتکم ولا تشبہوا لکھکر کہتا ہی کہ شیب مین اور تنظیف افنیہ مین کسی نے قصد تشابہ یہود نہین کیا تھا اس سے غرض یہ ہی کہ صحابہ رض نے قصد یہان نکیا تھا بلا قصد کے تھا تب بھی یہ ناجائز ہے تو بلا قصد بھی ناجائز ہوتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق مطلق کا فرد تشبہ بلا قصد وغیر مذموم جسمین سرزنش نہین ہرگز نہین ہی پس حدیث اوسکو شامل نہین حدیث تو اوسکو شامل ہے جسمین سرزنش وملامت شارع ہو پس بلا قصد وغیر مذموم مین صورۃ تشبہ ہے حقیقۃ نہین ہے پس یہ تخصیص بالرائے نہوئے اور کسی نے محققین مین سے مطلق اس معنی کر کے قصد بلا قصد ومذموم وغیر مذموم وشعار غیر شعار سبکو ہرگز نہین لکھا ہی چنانچہ قیود مذکورہ کا وجود ہونا تشبہ کے واسطے ضروری جاتا ہی اوپر گذر چکا ہی انکار اسکا مکابرہ پس محققین پر مطلق لکھنے کا گنگوہی افترا محض کرتا ہے اور غیروا الشیب او انظفوا مین تغیر شیب کا حکم ہے اور تنظیف فنا کا حکم ہے اور تشبہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہین کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اسیوقت اوسکو ممانعت کہی جاتی ہے آیندہ فعل کرنے سے ممانعت نہین ہوتی ہے لا تشبہوا بالیہود کے یہ معنے ہونا کیون جائز نہین ہین کہ قصد تشبہ بالیہود کا آیندہ مین نکرنا جسطرح قرآن مین اللہ تعالی فرمایا تھا ولا تطع منہم آثما او کفورا اور ولا تکونن من الممترین یہ نہی بایمعنی نہین ہی کہ فی الحال اطاعت آثم وکفور اور ممترین سے ہونا ثابت تھا اسواسطے منع کر دیا ہی یہ کوئی اہل اسلام نہین کہ سکتا کوئی بے ایمان کہیگا پس واضح ہی کہ نہی کے صدور کے واسطے یہ ضرور نہین کہ منہی عنہ سے اوس فعل کا صدور ہوچکے

فی الحال یأبی الاستقبال پس اسیطرح یہ حدیث مین نہی اور وہی کہ تشبہ بالیہود کا مقصد نکرنا پس اس
حدیث سے بہی یہ نہ معلوم ہوا کہ قصد تشبہ ہی تشبہ ممنوع و حرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ معنے
ہرگز مراد نہین کہ عدم تغیر مین تشبہ بلا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تنظیف مین بہی بلا قصد ہے اور اس
عدم تغیر و عدم تنظیف کی حرمت لا تشبہوا بالیہود سے مفہوم ہے بلکہ تغیر و تنظیف کا حکم بطور ادب سکہایا تہا
اور نہی لا تشبہوا قصد تشبہ یہود سے منع کا ہے اگرچہ صحابہ رض سے اس کا قصد صدور نہوا تہا لکن صدور
قصداً اسکے منع کردیا ہے کہ آیندہ قصداً یہ تشبہ کرتا پس قول بحر الرائق پر اعتراض گنگوہی کا ہرگز وارد
نہین ہے اعتراض بحر الرائق پر کرنا صرف نادانی و بیعلمی معنے حدیث سے ہے اسکے بعد گنگوہی کا یہ قول
ہو تشبہ کے بارہ مین اگر کسینے کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب
بعد علم کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تہا اور اپنے فعل مین عاصی بہی نہین تہا اب قصداً جو کرتا ہے
تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہے کہ اوسکا ازالہ کر سکتا ہے مگر قصداً ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب
تو ترک خضاب قصداً کرتا ہے کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہرحال سب جگہ معصیت کیواسطے
فعل مکلف کا ضرور ہے اور اسکے چند سطور کے بعد یہی گنگوہی اور جو ضرر ہی نہو کہ یہ شعار کفار کا ہے اور بہر
خبر ہو اور بعض ضرر کے ازالہ نکرے تا ہم عاصی ہوویگا، **اقول** وباللہ التوفیق دیگر امور لایعنے اس گنگوہی
کو سے اعتراض کر کے ہم کہتے ہین کہ ایسے لوگ مصداق افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کے ہین جیسا کہ یہ
قائل ہے کہ اسکے قول مذکور سے یہ مفہوم ہے کہ قصداً تارک خضاب ریش کا عاصی و گنہگار ہے اس
شخص کو اسقدر مسئلہ کی بہی خبر نہین کہ خضاب کو در مختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین مستحب لکہا ہے
یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ السلام
لم یفعلہ ویکرہ بالسواد انتہی یعنے سر و داڑہی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ آنحضرت
صلعم نے نہین کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبل کتاب الخ کے اس قول در مختار
اختضب لاجل التزین للنساء والجواری جاز فی الاصح ویکرہ بالسواد انتہی کے تحت
علامہ شامی ناقل ہے قال النووی ومذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأۃ
بصفرۃ او حمرۃ وتحریم خضابہا بالسواد علی الاصح لقولہ علیہ السلام غیروا ہذا
الشیب واجتنبوا السواد الخ قال الحموی ہذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقہم
للارہاب ولعلہ محمل من فعل ذلک من الصحابۃ انتہی دیکہو علماء حنفیہ و شافعیہ خضاب کو

مستحب

مستحب فرماتے ہین بدلیل حدیث غیروا الشیب کی اور حدیث مذکور استحباب ہی ثابت کرتے ہین اور
استحباب کا حکم بچہ خلاصہ کیدانی پڑہنے والا بہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک
عصیان و عذاب نہین ہے اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دیتا ہے جس سے واضح ہے کہ خضاب ریش فرض
یا واجب ہے اسلیئے کہ عصیان ترک فرض و واجب مین ہی ہوتا ہے نہ ترک استحباب مین پس
گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی و شافعی کے ہوکر با وجود ادعاء حنفیت ایک تیسرا راستہ نکالتا ہے
اور حدیث غیروا کی مراد مخالف علماء کے لیتا ہے ایسے نا واقف و عاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
اور ایسے جہالت کا کیا ٹہکانا ہے یہ مزخرفات لکہکر گنگوہی خوش ہوتے ہین اور الحمد پڑہکر صفحہ ۱۰۲ مین
واضحات نص و فقہ سے کراہت سوم کا قول باطل کرتے ہین اور دو اصل ہے کہ جنکا ذکر اوپر ہوا
رسالہ مولف انوار ساطعہ کا قلع و قمع اپنے ظن فاسد و وہم کاسد کے رو سے جانتے ہین اور مولف
انوار کو کم علمی و کوتہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز و اضلال خلق اللہ کے متہم کرتے ہین
اور منصفین جانتے ہین کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق مین ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہو چکے ہین
اور یہ ثمرہ گنگوہی کی بدزبانی و دریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر عائد ہوئی ہین اور مولف
انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور نور حق کے مقابلہ مین یہ ظلمات ہرگز نہین آسکتی ہین اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناز تہا جسسے تمام رسالہ کا قلع قمع ہونا زعم کرتا تہا اون دو اصل
کا حال بخوبی معلوم ہوگیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ مین ہرگز جاری نہین ہین فقط جہالت سے
انکا اجراء مضمون رسالہ کے بارہ مین یہ گنگوہی کرتا تہا ایسے واہیات تقاریر سے اجراء ان دو
اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ مین ہو جاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ مین بہی یہ دو اصل جاری
ہو سکتے ہین اونہین تقاریر کے رو سے جن تقاریر سے یہان یہ گنگوہی جاری کرتا ہے جلسہ امتحان
بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزونکی ہے جسطرح وہان اجتماع ہوتا ہے اور تحریری جواب سوال
ہوتے ہین یہان بہی ہوتے یعنے دیوبند مین اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی مین انعام مین
کتب دیجاتے ہین یہان دیوبند مین بہی دیجاتی ہین اور جسطرح تداعی کی سبب سے گنگوہی مجلس میلاد
شریف کو ناجائز کہتا ہے تداعی منزلون سے دیوبند کے امتحان مین ہوتے اور تخصیص کے سبب سے
مکروہ کہتا ہے یہان دیوبند مین بہی ماہ شعبان مین ہی امتحان ہوتا ہے علی ہذا القیاس بعض علوم
اور جلسہ دستاربندی کہ تقید مطلق و تشبہ کفار موجود ہے پس جسطرح مجلس میلاد و سوم وغیرہ

کو گنگوہی و دیگر سفہاء وہابیہ حرام و مکروہ کہتے ہین ان دو اصل کے سبب سے یہ امور مدرسہ دیوبند کو بہی
حرام ہونا چاہئے اور انکے ارتکاب سے اور جائز جاننے سے تمام وہابیہ کا بدعتی وضال ہونا ثابت ہے جسطرح
اہل سنت و جماعت کو یہ بدعتی وضال کہتے ہین اب جسطرح کا جواب یہ گنگوہی دیگا اسیطرح کا اسطرف
سے ہو جاویگا اور اس نا انصاف سے مدح و خوبی و مقبولیت لوم کسی مجہول نے اول رسالہ براہین
قاطعہ مین ثابت کی اور آنحضرت صلعم کو اردو آجانا دیوبندیون کے سبب سے لکہکر اپنا گہر دوزخ
مین بنایا ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف مین آنا کشوف و منام سے
قبول نہین کرتا ہے یہ سراسر بے انصافی و تعصب ہے اپنے حق مین تو خواب کو حجت شرعیہ ایسا
جانا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوس سے مقبولیت مدرسہ ثابت کی اور کشوف بزرگان دین جنکا
بطور ادب کے مانا اور نور الانوار وغیرہ مین لکہا ہے اونکا بالکل بے اعتبار ہونا بتاتا ہے اس ماہ
مین پس ایسے نا انصافونکا کیا ٹہکانا ہے یہ کتاب براہین قاطعہ من اولہ الی آخرہ مزخرفات کا مجموعہ ہے
عبارات جو اسمین منقول ہین بے محل منقول ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ اغلاط اسکے
راقم نے ظاہر کر دئے تا کہ ضلال واضلال و بیعلمی و بے انصافی وعناد ولداد اسکے مولف کا
منصفین اذکیا پر واضح تر ہو جاوے اور دو چار باتین سنلینا چاہئے اور اسکے عقیدہ فاسدہ
پر اور اغلاط معانی احادیث پر واقف ہو جانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث وعلما ہونا
اوسکے مسائل غیر معتمد بہا اسکا لکہنا ظاہر ہو جاوے اور بے انصافی اسکی کہلجاوے **صاحب**
انوار ساطعہ نے کہانا سامنے رکہکر ہاتہ اوٹہانیکا ثبوت دیا بایں طور حدیث ام سلیم مروی بخاری
ومسلم کے پیش کی کہ آنحضرت صلعم نے روٹیون کو توڑ کر ملیدہ بنا کر الفاظ اس پر پڑہے دوسرے
حدیث انس کی کہ وہ فرماتے ہین کہ میری ماں نے کچہہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین کہجور وغیرہ بنایا ہوا کہانا
بہیجا تہا اوس پر کچہہ آنحضرت صلعم نے پڑہا اور تیسرے حدیث غزوہ تبوک کی کہ حضرت عمر رض نے قلت
طعام لوگونکی شکایت کی تہی آنحضرت صلعم نے سب کے پاس سے کہانا جو کچہہ انکے پاس تہا طلب کر کے
دسترخوان پر رکہکر دعا برکت کی ان تینون حدیثون سے طعام ختم دعا کرنا صاحب انوار نے ثابت
کر کے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جو ضرورت تہی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت اوسوقت
ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہونے مین طعام دونون برابر ہین کیونکہ دعا کے معنے شرعی
السوال من اللہ الکریم ہین یہ دونون جگہہ ایک ہین پہر ہاتہ اوٹہانیکی ثبوت امین حصن حصین سے نقل

کیا آداب الدعاء بسط الیدین ورفعهما یعنی آداب دعا کا پھیلانا اور اوٹھانا ہاتھونکا ہے اور یہ حدیث
پیش کی اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور یہ حدیث ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع
یدیہ ان یردھما صفرا اور مولوی اسحق دہلوی سے نقل کیا کہ اربعین میں یہ لکھتے ہیں اما دست
برداشتن برائی دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در وقت
دعا مطلقاً ثابت شدہ پس مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائی دعا وقت تعزیت ماثور نیست
اور جامع الانوار سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد البتہ ثواب می رسد اور شاہ ولی اللہ
صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان پزند و
بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد
پس اغنیا را ہم خوردن جائز است اور کتاب انتباہ شاہ ولی اللہ سے نقل کیا پس دہ مرتبہ درود
خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند الخ اور دوسرے عبارات
بھی علماء کی مقید اس مطلب کی نقل کیں پس اس تقریر صاحب انوار طعام پر دعا کرنا اور ہاتھ اوٹھانا
ثابت ہوا اب گنگوہی کا خبط بے ربط وانکل پچو وبد حواس ہوکر کلام کرنا معلوم کرو اول تو صفحہ ٦
میں لکھتا ہے قولہ پس اس بنا پر الخ عرف میں بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا
نام ہوگیا ہے اگرچہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب کا ہے ثواب ہو انتہی **اقول**
وباللہ التوفیق بعد قولہ اقول نہیں کیا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے بادی الرائی
یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ ابلہ فریبی گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال
ثواب کو فاتحہ کہنا ہرگز عرف میں بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہیں ہے کسی دلیل و نقل سے اسکو
ثابت اسلیئے یہ گنگوہی بھی نہ کر سکا یہ محض سخن سازی و زبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف
ہوتا تو اہل عرف گائی بکری و کپڑا اناج جو کسی مسلمان کے روح پر ایصال ثواب کیواسطے دیتے ہیں
اسکو بھی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور ہر ادنے واعلی جانتا ہے ان اشیاء کے ساتھ ایصال
ثواب کرنیکو کوئی بھی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہیں بولتا ہے اس سے ہی منصفین گنگوہی کی بیعقلی
جانلیں اور دروغ گوئی پہچان لیں اور یہ بنا رفاسد اسواسطے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ کہ
پر مفاسد آگے جنکا جا بجا صفحہ ۷ میں اور اس عبارت شاہ ولی اللہ کے جواب میں جو اوپر
صاحب انوار کے قول میں گذری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد الخ یہ کہتا ہے کہ شاہ ولی

اللہ صاحب کے کلام مین یہ فقرہ اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہولیا کہ فاتحہ دادن کے
معنے ایصال ثواب کے ہوگئے ہین مجاز متعارف کے طور پر یا عرف عام وضع پر علما۔ ہذا عبارت انتباہ
مین انکی دیکہو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو اسقدر بہی فہم نہین کہ جب شاہ ولی اللہ کے
کلام مین فاتحہ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاتحہ پڑہنے کے مراد ہوگا تو اس عبارت شاہ
ولی اللہ کے اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند الخ معنے
یہ ہونگے کہ اگر ملیدہ و دودہ چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ کے بقصد ایصال ثواب
کی ساتھ روح انکی کے پکاوین یہ مراد بی عقل والا بہی جانتا ہے کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
کلام لغو ہے اور اول قول مین فاتحہ کے معنے ایصال ثواب کے یہ گنگوہی بتاتا ہے نہ فاتحہ دادن
کی اور یہان فاتحہ دادن کے معنے ایصال ثواب کے بتاتا ہے اور عبارت انتباہ مین فاتحہ
خوانند واقع ہے اسکے معنے بہی ایصال ثواب کے ہی بتاتا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
معانی کاذبہ باطلہ جو اپنی نفس سے یہ گنگوہی جہوٹے جہوٹے بناتا ہے اور ان معانی پر عبارات کتب
کو محمول کر کے مسائل حقہ کو اوٹہانا چاہتا ہے اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہے درست مین
تو اقوال نیچری کے جو منکر ہے وحی اور جبرئیل وغیرہما کا ایسے معانی جہوٹے اپنی طرف سے بنا کر
کہ انتقاش قلبی کو کہتا ہے ملکہ نبوت کو اس گنگوہی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہین اور گنگوہی کے ایمان
کا حال مانند نیچری کے بہی اظہر ہوا جاتا ہے اگر گنگوہی نیچری کے تقریر کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
بنائی ہوئی صحیح نہ کہی تو اس پر دلیل قائم کرے کہ نیچری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
و جبرئیل کے معانی مثلاً انتقاش قلبی و ملکہ نبوت کے بتانا درست ہووے اور فاتحہ کے اور فاتحہ دادن
کو اور فاتحہ خواندن کے معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہو جاوین فقط
اسقدر و وغلگوئی کو دلیل بناکر کہ عرف و مجاز متعارف مین فاتحہ ایصال ثواب کا نام فقط اپنی طرف سے
بدون دلیل و نقل ایسا کہدینا جواز و صحت کے واسطے کافی ہے تو نیچری بہی اس کلمے سے مطلق
عاجز نہین ہے وہ بہی کہدیگا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبرئیل و وحی ملکہ نبوت و انتقاش کا نام
ہے اور جسطرح عبارات کتب علمار گنگوہی اپنے معنی بنائی ہوئے پر محمول کرتا ہے ویسے ہی نیچری اقوال
قرآن شریف اپنے معانی بنائے پر محمول کر رہا ہے پس دونون یعنے گنگوہی و نیچری کا ایک ہی
حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوہی نیچری کا انکار کرے اور عرف عام اور

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم نکرے تو اسیطرح ہم نیچریے اور گنگوہی دونون کے معانی عرف عام و مجاز متعارف مین ہونا تسلیم نہین کرتے الغرض یہ صنع گنگوہی کا ایسا ہی کہ اسکی وجہ نیچریت بہی درست ہوسکتی ہے اور معانی اور احادیث بہی مرتفع ہوسکتی ہے اور بہی خدشات واعتراضات اسمین باقی ہین لکن ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین دوسرے بات واہیات بعلمی کے اس گنگوہی کی اور بے فہمی کی اور بتاتے ہین اوسیہی صفحہ ۷ مین یہ گنگوہی کہتا ہی (کہ ان عبارات مین کہین بہی طعام روبرو رکہکر ہاتھ اٹہاکر فاتحہ کا پڑہنا نہین نکلتا ہے) گنگوہی کے دلمین انصاف ہوتا یا معنے عرفی کو بہچانتا تو یہ ہرگز نہین کہتا مولوی اسحٰق کی عبارت مین موجود ہی کہ وقت دعا کے مطلقًا ہاتھ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور مطلق کا فرد طعام پر دعا کرنا بہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت بہی ہوا اسی اطلاق کو ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرتے وقت ہاتھ اوٹہانیمین مضائقہ نہونا مولوی اسحٰق صاحب فرماتے ہین چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام مین گذری ہے اوسمین یہ مصرح ہی اس عبارت طعام پر بہی ہاتھ اوٹہانا ثابت ہوا لکن یہ طریق ثبوت گنگوہی کو بے فہمی یا تعصب کے سبب سے معلوم نہین ہے اسواسطے انکار کرتا ہی اور شاہ ولی اللہ کے کلام مین جو ہی کہ اگر فاتحہ بنام بزرگی داده شد جسکی مراد بہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیگئی چنانچہ سیاق وسیاق سے یہ ظاہر ہے ہر اونے واعلی جانتا ہی کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف مین بہی معنے ہین کہ ہاتھ اوٹہاکر فاتحہ طعام روبرو رکہکر پڑہی جاوے کیونکہ طعام وشیرینی بدون ہاتھ اوٹہائے فاتحہ پڑہنا بدون ہاتھ اوٹہائے ہرگز مروج ومرسوم نہین ہے عرف مین فاتحہ طعام پر پڑہنے کیواسطے ہاتھ اوٹہانا لازم ہورہا ہے جسطرح عرف حاتم سخی ہورہا پس طعام پر فاتحہ دادن یا شیرینی پر فاتحہ پڑہنا جب مذکور ہوا تو بعرف عام ہاتھ اسی سے مفہوم ومعلوم ہوا ہان ایسا رسم بہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف مین شائع ہوتا کہ طعام پر بدون ہاتھ اوٹہائے کے بقصد ایصال ثواب فاتحہ پڑہی جاتی تو یہ مفہوم نہوتا یعنے ہاتھ کا اوٹہانا اور جب بدون ہاتھ اوٹہائی کے طعام وشیرینی پر فاتحہ پڑہنا مروج نہین اور ایسا عرف جاری نہین بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑہتے تو ضرور ہاتھ اوٹہاتے اسکے ساتھ تو بلاشبہ طعام وشیرینی پر فاتحہ دادن وخواندن کے ذکر سے ہاتھ اٹہانا مفہوم ومعلوم ہے انکار اسکا مکابرہ صرف ہے دیکہو گنگوہی جو معروف نہین کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اوسکو معروف بتاتا ہے اور جو فاتحہ طعام وشیرینی پر پڑہنے کے ساتھ معروف ہی اور ذائع وشائع کہ وہ ہاتھ اوٹہانا ہے

اوسکا ثبوت فاتحہ دادن وفاتحہ خواندن سے ہنین مانتا ہی ایسے مکابر کا کیا ٹھکانا ہی لفظ حاتم سے
سخاوت کا مفہوم ومعلوم ہوتا ہی اس مکابرہ کے نزدیک ثابت ہوے تو عجیب نہین ہے مولف انوار
ساطعہ نے طعام ودعا کرنا اور ہاتھ اوٹھا علیحدہ علیحدہ ادلہ سے ثابت کر دیا تو گنگوہی غیظ وغضب
مین آنکر فرماتی ہین کہ سب اجزا مباح سے ترکیب ہوا اور ہیئت بھی مباح ہوا سوقت اباحت ہوتی فاتحہ
مین طعام وقرآن کی ہیئت ترکیب مین تشبہ حاصل ہوا اور تقیید مطلق آیا بدعت ومکروہ ہوگیا
اقول وباللہ التوفیق تشبہ وتقیید کا اسمحل مین دعوا کرنا بلا دلیل ہے ہم ہرگز تسلیم ہنین کرتے کہ
تشبہ وتقیید مطلق ممنوع ہین یہان موجود ہین اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذر چکا ہی اعادہ
کی ضرورت ہنین منصفین اقوال سابقہ ہمارے کیطرف رجوع کرلین گنگوہی کی بیعلمی پر دوبارہ
نظر کرین اس ہیئت ترکیب کے ممنوعیت پر **گنگوہی** دو حدیث ایاکم ومحدثات الامور ومن
تشبہ بقوم فھو منہم کو دلیل لاتا ہے اور ہیئت کی ممنوعیت اس سے ثابت کرتا ہی یہ امر بہی قابل
مضحکہ پڑہنے والے کے ہے اتنا ہنین جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہئے تہا کہ ہیئت محدث اون
محدثات مین سے حرام یا مکروہ ہین جس صغرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی نے
کیا ہی ہنین دلیل اثبات کبرے کے پیش کرنے لگا اور علی ہذا القیاس تشبہ بہی ثابت ہنوا پس
دونون حدیث سے کچہ ثبوت اس محل مین ہنین ہوتا ہے بیمحل ان حدیثون کو گنگوہی نے پیش
کیا ہی اس بناء پر طعام پر فاتحہ او ہاتھ اوٹھا دینا مخالف قواعد شارع کے بتا کر گنہگار ہوتا ہے اور ادعار
محض کرتا ہی کہ نص سے عدم جواز اسکا ثابت ہی یہ افترا رخدا ورسول اللہ پر گنگوہی کا ہی خدا تعالی ایسے
افترا سے مسلمان کو بچاوے کہین یہ گنگوہی لا صلوۃ بحضرۃ الطعام جو خاص نماز کے بارہ مین ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ بہوک ہوتے ہوئے طعام کے حضور مین نماز نہ پڑہو کہ حضور مین قصور ہوگا یہ مراد
ہنین بہوک نہو تب بہی طعام کے حضور کے وقت نماز نہ پڑہو پیش کرتا ہی اور اس سے ثابت کرتا ہے
کہ طعام آنے کے بعد قرآن پڑہنا مکروہ ہے غرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑہنا اس دلیل سے مکروہ ہے
اتنی خبر ہنین کہ مناط کراہت صلوۃ بوقت حضور طعام کیا ہے سناطو ہی ہے جو راقم نے ابہی
بیان کیا منصفین کتب دینیہ مین تلاش کر کے معلوم کر لین اگر یہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا
ہی کہ قرآن پڑہنا بعد آنے طعام مکروہ ہے اور نماز مین مکروہ اور بہوک ہونا اور حضور مین نقصان
نہوتا تو بدون بہوک کے بہی کراہت نماز ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس سے ہرگز ثابت

نہین ہے دعوے دلیل سے عام ہی ہے کیون ثبوت ہوا آنحضرت صلعم کا دعا پڑہنا طعام پر جو مولف
انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب گنگوہی یہ لچر و پوچ تقریر بہ تزویر کرتا ہے
کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلعم نے زیادت طعام کیواسطے فرمائے آپ دعا کرتے تو زیادت طعام
کی ہوتی اور جس شئے کی دعا زیادت کرین اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت کے
واسطے تہا یہ فعل نظیر فاتحہ کے نہین **اقول** و باللہ التوفیق اس تقریر سے مدعی ہمارا اپنے زعم مین
یہ گنگوہی رد ہو جانا خیال کرتا ہے اور عوام کالہوام اپنے معتقدین وہابیہ کو دہوکہ دیتا ہے کہ سمجھے
جواب احادیث کا دیا اتنا نہین جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ یہ دعا طعام
برکت و زیادت کیواسطے نہین ہے بلاشبہ ہم بہی برکت و زیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہین
و فاتحہ و قل ہو اللہ کے وسیلہ سے یہ برکت و زیادت خداتعالے سے چاہتے ہین آنحضرت صلعم کے
دعا فرمانے سے بطور معجزہ کے زیادت ہو گئی تہی طعام مین عام مومنین و اولیاء کے دعا کے بطور
معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام مین سے معجزہ
و استدراج و معونت و کرامت تمام ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی بہی ترجمہ فارسی مشکوۃ
مین فرماتے ہین و مجموع خارق عادات را چہار قسم نہادہ اند انچہ از کفار و فساق ظاہر گردد آنرا
استدراج گویند و انچہ از عموم مسلمانان ظاہر آنرا معونت خوانند و انچہ از اولیا بود کرامت
و بقید دعوے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنے از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرنیوالے کی وقوع
نہوتی ہو لیکن دعا کرنے کا جواز و وقوع زیادت پر موقوف نہین ہے فقط امکان و احتمال اس خرق
عادت یعنے و برکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر ادنی و اعلی جانتا ہے کہ زیادت جب ہو گی کہ جب
خداتعالے اسکی دعا کو قبول کریگا لیکن کرنا کسی امر کیواسطے ہو زیادت و برکت کیواسطے ہو خواہ
دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس پر موقوف کسی اہل عقل کے نزدیک نہین ہے کہ قبول بہی وہ دعا
ہووے اور یہ دعا برکت و زیادت ادعیہ ممنوعہ سے ہی نہین جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت
کے وقوع کا احتمال و امید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے دیکہو اسیہی احتمال وقوع
خارق عادت و امکان پہ مسئلہ فقہ کا مبنی ہے لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا حائض
پاک ہو آخر وقت نماز کے مین کہ فقط تکبیر تحریمہ اوسمین ہو سکتی تو نماز اوس پر فرض و لازم ہے
اس توہم کے وجہ سے کہ وقت مین امتداد آفتاب ٹہر جانے کے سبب حاصل ہو جاوے

کیونکہ ٹہرجانا آفتاب کا ان مذکورین کے واسطے بہی ممکن ہے خارق عادت ہے چنانچہ سلیمان علیہ السلام
ویوشع علیہ السلام وآنحضرت صلعم کے واسطے آفتاب ٹہرگیا تہا قال فی انوار الانوار والشرط توہم
لاحقیقۃ حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر او طہرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
الصلوۃ لمتوہم الامتداد فی آخر الوقت بوقف الشمس والمراد بآخر الوقت الذی
لایسع فیہ الامقدار التحریمۃ فاذا حدث ہذہ الموجبات فی ہذا الوقت لزمت الصلوۃ
لاحتمال امتداده بوقف الشمس فان امتد فی الواقع یؤدیہ فیہ والا یقضیہا وہذا الوقف
امر ممکن خارق للعادۃ کما کان سلیمان علیہ السلام حین عرضت علیہ بالعشی
الصافنات الجیاد فکادت الشمس تغرب فضرب سوقہما واعناقہما فرد اللہ الشمس
حتی صلی العصر وسخر لہ الریح مکان الخیل وہذا بنص القرآن وقد کان لیوشع
علیہ السلام حتی فتح القدس قبل دخول لیلۃ السبت وقد کان نبینا علیہ السلام
حین فاتت صلوۃ العصر من علی کما ذکر فی السیر وہذا بخلاف الحج فانہ لم یعتبر فیہ توہم
الزاد والراحلۃ مع اکثر الناس یحجون بلا زاد وراحلۃ لان فی اعتبار ذلک حرجا ولو
اعتبر ذلک لا تظہر ثمرتہ فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی وانما تظہر فی حق الاثم
والایصاء وذلک غیر معقول انتہی جب فقہا نے خارق عادت کے احتمال وقوع پر نماز
فرض کردی اور اس خارق عادت وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
نہ رکہا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہیں ہے اور انبیاء علیہ السلام کیواسطے بطور معجزہ کے
ہو جانا اس خارق کا وہی دلیل دوسروں کیواسطے ہوجانیکی قرار دی اور یہ نہ کہا کہ وہ معجزۂ انبیاء
علیہ السلام تہا دوسروں کو اسکی امید وتمنا کرنا اور اس امید وارتمنا پر عمل کرنا درست نہیں ہے
اسیطرح زیادت طعام وبرکت کی احتمال وتوہم پر دعا کرنا ہر مسلمان کو طعام پر درست جاننا چاہئے
اور زیادت کیواسطے طعام پر دعا کرنا جب ہوا تو اوسکا روبرو رکہنا یہ گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہے
اور اسکو مناسب جانتا ہے پس طعام پر دعا برکت روبرو رکہکر کرنا احادیث مذکورہ سے جنکو مؤلف
انوار نے ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر وتحریر گنگوہی بے شعور ہے اور لغو اور سے ہمارا مدعی بعینہ
نہیں ہوتا ہے اور دعا بر طعام کو حصر ایصال ثواب کے واسطے یا مغفرت میت کیواسطے کرنہیں جو یہ
گنگوہی کرتا ہے حصر اوسکا باطل ہے اور زیادت وبرکت کیواسطے ہونا سوائے اُن شق ہے اسکے ساتھ

ایصال ثواب کی نیت بہی ہووے تو مضائقہ نہیں ہے اور یہ جو گنگوہی کہتا ہے کہ فاتحہ میں افساد طعام ہے
کہ ٹہنڈا ہوتا ہے) تقریر لچر ولغو ہے طعام ٹہنڈا ہونیکو افساد شرعًا جو مذموم ہے قرار نہیں دیا گیا ہے
ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام ٹہنڈا ہوجاوے تو وہ کام بہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
ہونا چاہیے اس حالت میں تمام جہان مفسد طعام قرار پاویگا اور بزعم گنگوہی بدعتی ہوگا اور ہمیں
وہابیہ بہی تمام شامل ہیں کوئی وہابی ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ کبہی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
ٹہنڈا نہوتا ہووے ایسے لغویات اور شرعیہ یہ گنگوہی بناکر لوگونکو اپنے ہنساتا ہے اور یہ قول
گنگوہی کا کہ (مولف اقط کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائیں اسکی بہت ہیں مگر ترجمہ حدیث کی
خطا بتانی ضرور ہی اقط پنیر کو کہتے ہیں شوربی کو اور اوپر سے معلوم ہوا کہ دعا فخر عالم علیہ السلام کی
ضروری تہی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون) **اقول**
وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ایسی جہالت ونادانی سے خدا تعالی مسلمان کو بچاوے کہ
خود خاطی وغالط ہو اور دوسرے کو خاطی وغالط بناوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقط کا وہی
کیا تہا تو گنگوہی پر لازم تہا کہ لغت شروح احادیث دیکہتا اور اپنی یا دوسرے کی غلطی وصحت پر
واقف ہوتا اتنی فہم وسمجہ کہاں جو ایسا کرتا اب تو گنگوہی کا حدیث کے معنے میں غلطی کرنا اور
اور جہل مرکب سے متصف ہونا ظاہر کرتے ہیں اگرچہ تمام کتاب اس گنگوہی کے اغلوطات سے مملو
ہے چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلئے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوہی کے جہل مرکب کا
ابراز کرتے ہیں پس جاننا چاہیے کہ مولف انوار نے اقط کا ترجمہ وہی کا کیا ہے موافق لغت شروح
حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات میں ہے اقط بالکسر و بکسر تین کشک کہ از ماست پنیو گوید انتہی اور
پنیون کے حق میں برہان قاطع میں ہے پینو بروزن لیمو کشک باشد کہ دوغ ترش خشک
شدہ است وبعربی اقط وبترکی قروت خوانند وماست چکیدہ وماست چکیدہ را پنیر گویند کہ روغن
از انگرفتہ باشند اور کشک کو باب کاف میں لکہا ہے کشک بفتح اول وسکون ثانی وکاف دوغ
خشک شدہ باشد وبترکی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم میں اسطرح لکہا ہے کہ ماست
بروزن راست معروف است کہ جغرات باشد وبعضی جغرات چکیدہ را الی آخرہ یہ تحقیق الفاظ
برہان قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات میں ہے اقط مثلثہ وبحرکۃ وککتف ورجل
واہل شیئ یتخذ من المخیض ا انتہی اور غیاث اللغات میں ہے شروح نصاب وکنز وغیرہ سے

نقل کیا ہے اقط بالکسر و بکسر تین بمعنے پینوکہ از قروت و کشک نیز گویند وان ماست و جغرات خشک
کردہ شدہ است کہ ابزا نان خورش سازند ان کتب لغات سے واضح ہو کہ اقط دہی یا چھاچھ
ٹیکائے و خشک کی ہوئی ہوتی ہے شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ فارسی مشکوۃ مین درمیان باب معجزات
کی تحت حدیث انس کے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب لعمدت امی ام سلیم الی
تمر و سمن و اقط الحدیث پس قصد کرد مادر من کہ ام سلیم است بضم سین بسوئے خرما و روغن
و قروت انتہی اور قروت کا ترجمہ لغت نے ابہی معلوم ہوا کہ دہی یا چھاچھ خشک ٹیکائی ہوئی ہے
اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہین اور دہی خشک و ٹیکانے ہو نکو بھی دہی کہتے ہین اسلئے صاحب
انوار ساطعہ نے دہی اسکا ترجمہ لکہا پس لکہنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و موافق
شرح اہل حدیث کی ہے گنگوہی تمام عمر گذری آجتک اسکو اقط کے معنے بہی نہ معلوم ہوئی اور جہل مرکب
سے اقط کے معنے پنیر کے کرتا ہے دہی اور چھاچھ ٹیکائے ہوئے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
شرح حدیث پنیر نہین لکہتا ہے پنیر کو عربی مین جبن کہتے غیاث مین ہے جبن بفتحتین و بضم اول
و سکون ثانی پنیر و سفیدی کہ از آب و شیر جدا کنند اور مخزن الادویہ مین اقط و جبن کو علیحدہ
علیحدہ لکہا ہے اقط کی طبیعت سرد و خشک اور جبن کے سرد و تر اقط کا اصل مادہ دوغ و جغرات
اور جبن کا مادہ دودہ جو پنیر مایہ سے منجمد کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بہی مغائرت دونوں ہونا
مفہوم ہے الاقط لبن مجفف یابس مستحجر یطبخ بہ اور جبن کے حق مین لکہا ہی و ہو الذی
یوکل فیہ دلیل طہارۃ الانفحۃ لانہ لا یحصل الا بہا انتہی اس سے خوب واضح ہو گیا
کہ اقط کے معنے پنیر کے نہین ہین اور اقط و پنیر تو دعین قبائین ہین یہ جہالت صرف ہے جو
نوعین قبائین مین گنگوہی فرق نہین کرتا ہے اور بہتان صرف ہے کہ خاطی و غالط خود ہے اور
صاحب انوار جسکا مصیب ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اوسکو خاطی بتاتا ہے و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا کا مصداق بنتا ہے گنگوہی لغو کو
بناہی اور دعا فاتحہ کو لغو کہنا ایسے ہی نادان و لاعی کا کام ہے دعا برکت طعام کرنا احادیث ثابت اور
ہاتھ اوٹہانا دعا کے وقت علی الاطلاق و فی الاصل دو سرے حدیث سے ثابت اور علماء کی عبارات
سے بہی اسکو ثبوت ہو گیا اور تعارف و تعامل علماء و صلحاء و مومنین کا سوائے چند بعلم وہابیہ کے جو بہ سبب غلطی
و عناد و لدادسے اسکی منکر ہین اور تعامل الناس کا حجت شرعیہ ہونا بقولہ علیہ السلام ما راٰہ المسلمون

حسنًا فہو عند اللہ حسن اور یہ معلوم ہو لیا اور خدشات گنگوہی کے مدفوع و مطرود ہو گئے اور اس
عمل کو یعنے ہاتھ اوٹھا کر طعام فاتحہ دینے کو لغو کہنا بلا شبہ جہالت و عناد و لغویت صرف ہے پس آیت
والذین عن اللغو معرضون باینطور مجوزین دعا فاتحہ کی ہی حق مین صادق ہے کہ وہ لغو سے
معرض ہین اور گنگوہی ایسے لغو باتین کرتا ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق نہین ہو سکتا ہے بلکہ اوسکے
حق مین یہ آیت بہت مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما
تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **گنگوہی** صفحہ ۶۸ مین یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح
مناسک لا یرفع یدیہ عند رویۃ البیت ای ولو حاول دعائہ لعدم ذکرہ فی المشاہیر
کلام الطحاوی صریح فی انہ یکرہ الرفع عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر انہ فعل
الیہود اور دوسرے عبارت اوسی کتاب سے یہ نقل کی کانہما اعتمدا علی مطلق اداب الدعاء
لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما تری انہ علیہ السلام دعا فی الطواف ولم
یرفع یدیہ انتہی نقل کرکے بہت خوشی ہوکر کہتا ہے کہ استحباب رفعیدین وہین ہے جہان فخر عالم
سے ثابت ہوگیا اور کہتا ہے کہ مولف کو لازم ہے کہ یہان بہی رفعیدین کو مکروہ و خلاف سنت جانے
کہ یہ محل دعا کا ہی نہین ہے چہ جائی کہ رفعیدین کا علی ہذا دخول خانہ مین اور لباس پہننے مین اور
خروج خلاف اور نوم کی حالت مین اور دیگر بہت مواقع ہین کہ رفع یدین وہان ثابت نہین اور دعوات
کا یہ عنا ثابت ہے تو سب جگہ یہان رفعیدین مکروہ ہوگا) اور کہتا ہے یعنے گنگوہی روایات حصن
حصین و مشکوۃ کچہ مفید نہین یہ ادب محل رفع مین ہے نہ غیر اوس محل مین اور یہ روایت کلیہ
قطعیہ تہی علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اوسمین بہی دعا کی رفع مطلقًا ذکر کیا ہے نہ ہر جگہ اور
تخصیص کو دعا تعزیت مین غیر ماثور کہدیا ہے پس مولف کا کیا مدعا اس سے نکلتا ہے کہ یہان تخصیص مقنے
ہے اور عدم رفع بہی یہان ثابت ہے پہر گنگوہی نے یہ ردالمحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ دعاء الحنفیۃ ما یفعلہ فی نفسہ
قال شارح المنیۃ لیس فیہا وضع لان فی الرفع اعلانا اور ردالمحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ اس سے یہ متفرع کرے کہ
ایصال ثواب کی دعا حنفیہ کے یہان بہی رفعیدین نہین ہے **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی کو دیکہو اپنے مطلب کیموافق جانکر عبارت ملا علی
قاری پیش کرتا ہے اور اس قول ملا علی قاری کو معتبر جانتا ہے اور محفل میلاد شریف جو ملا علی قاری نے ثابت کی اور استحسان
مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و شرق و مغرب کا بیان اس محفل کے
بارہ مین بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہاء کے نزدیک کہ بہت سے مسائل تعارف و تعامل سے

فقہاء ثابت کرتے ہین اور قیاس مجتہد سے اسکو راجح جانتے ہین اور اسیہی غرض سے یہ دلیل شرعی
کا تحقق ہوکر جواز محفل میلاد شریف کا ثبوت ہوجاوے ملا علی قاری نے اسکو استحسان ثابت کیا ہے
چونکہ مذہب فاسد گنگوہی کے خلاف ہے تو یہان ملا علی قاری کو غیر معتبر کہتا ہے اور اپنے قول کو دلیل بناکر
اس تعامل کو حجت شرعی ہونے سے خارج بتاتا ہے اب اسکو شرم نہین کہ ملا علی قاری کے قول
یہان اس بارہ مین پیش کرتا ہے اور اس گنگوہی کے عادت خیانت فی العبارۃ کی بہی ہے چنانچہ
چند جا پر معلوم ہوچکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہین تا کہ خیانت و امانت اسکی
معلوم کیجاوے ع ز کذاب گیرد خردمند عار ∴ کہ او را نیارد کسے در شمار ∴ بعد تصحیح نقل کے
جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص مین مفہوم کہ رویت بیت
اور یہان رفع یدین کے جائز ہے کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شرعیہ ایسے ہین کہ وہ محدود
و محصور ہین چنانچہ اذکار صلوۃ بہی اسی قسم کے ہین اور اوراد و نحوہ بہی محصورات سے چنانچہ عبارت
فتح القدیر سے اوپر معلوم ہوچکا ہے اور رد المحتار مین ہے قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من تسبیحہ
او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا اہ انتہی اور بعض امور
مشروعہ محصور و محدود نہین ہین اونمین زیادت و کمی جائز ہے چنانچہ تلبیہ مین زیادت درست ہے
اوسکو محصورات سے شمار نہین کرتے ہین پس یہ فعل رویت کے وقت بہی جائز ہے کہ محصورات
مین سے ہووے کہ اسمین جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہے وہ جائز اور جو ثابت نہین وہ ناجائز
اور دعا فاتحہ ایسی ہونا ممنوع ہے پس اقول ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفع یدین کا ممنوع ہونا ثابت
نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت مین موجود نہین ہے کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر جگہ کا یہی
حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفع یدین اور فعل سے ثبوت
نہووے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفع یدین فاتحہ کی کراہت پر کرنا سفاہت
محض ہے اور ممکن ہے کہ ہمارے ائمہ نے کسی دلیل اور کسی قرینہ سے اس محل خاص رویت بیت
مین کراہت سمجھی ہووے اور کوئی دلیل خاص اون کے پاس موجود ہووے اسلیے کراہت
رفع یدین کے اس محل مین قائل ہوئے ہوویں اسلیے کہ ثبوت کراہت کیواسطے دلیل خاص چاہیے
مستحبات وضو کے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی البحر ھناک ولا یلزم من ترک المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لابد لہا من دلیل خاص اہ اقول ھذا ھو الظاھر ولا شبہۃ الخ او

بہکم الزنت

مسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ ۲۶ مین ہے الدلیل الاباحۃ الاصلیۃ فانہ قد علم من الشریعۃ ان
مالم یقم علیہ دلیل فھو مباح بخلاف تحریمکم فانہ لابد من دلیل مخصوص انتہی جب
کتب فقہ واصول سے ثابت ہی کہ اباحت کے واسطے دلیل اسیقدر کافی ہی کہ کوئی دلیل خاص کراہت
وحرمت کی نہووے اور کراہت وحرمت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ دلیل خاص ہووے تو ضرور اس
محل مین کراہت رفعیدین کی دلیل خاص ہمارے علمار کو حاصل ہوگی جسکے سبب سے مکروہ فرماتے ہین
پس جب کتب اصول وفقہ ناطق ہین اسطرح پر کہ اباحت کیواسطے دلیل خاص ضرور نہین کراہت
وحرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہان محل رفعیدین مین فاتحہ بر طعام کوئی خاص کراہت وحرمت موجود
نہین ہی تو مباح ہی اور جسجگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت وحرمت موجود نہو وہان
وقت دعا رفعیدین جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدین کا وقت کے فعل آنحضرت صلعم ہونا
ضرور نہین ہی احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعا مین کوئی مانع رفعیدین کے موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جگہہ بھی جہان مانع موجود نہین ہے وہان مکروہ جاننا
چاہئے پس محل دعا فاتحہ مین وجود مانع ہمارے نزدیک ممنوع او گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام مفروع
اس کے مانع کا ثبوت نہین ہے پس رفعیدین ممنوع نہین احادیث قولیہ مطلقہ کی جہت سے
مباح مستحب ہی پس مولف انوار کراہت تسلیم وقبول اس محل مین لازم بنانا ہی بنار فاسد علی الفاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہین کہ محل فاتحہ مین رفعیدین مکروہ ہے اور محل مذکور مین ثبوت
نہین ہوا جسکے سبب سے مولف کو قبول کراہت لازم ہووے اور محال معدودہ حالت نوم وخروج
از خلا و پوشیدن وغیرہ کے وقت بھی کوئی رفعیدین وقت کر سکے تو اسکی ممانعت کا ثبوت بھی
کسی دلیل سے نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم سے ان محال مین منقول نہونا رفعیدین کا مستلزم عدم
وقوع وعدم ثبوت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر اقوال علمار معتبرین ان محال مین ثبوت کراہت
کا ہو جاوے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اونکی نزدیک و وجود مانع پر محمول کرینگے اور کیون نہین
جائز ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم وشمول کی غیر رویت ہیت کو بھی یہ مراد ہووے
کہ یہ کراہت اوس وقت تک ہی کہ تعارف وتعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھ ملحق ہی چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے موجود نہووے اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس سے
یہ کراہت مرتفع ہی اور اس محل رفعیدین فاتحہ مین تعارف وتعامل کا تحقق بدیہی ہے پس اسکو بر تقدیر

بہی عبارت ملا علی قاری شامل نہین ہے ان احتمالات مذکورہ کے دفع پر براہین قاطعہ وادلہ ساطعہ
گنگوہی کے کوئی قائم نہین پس عبارت علی قاری سے حجت پکڑنا سراسر نادانی ہے اور روایات
مطلقہ حصن حصین و مشکوۃ سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہے کہ محل اوب وہ ہین جہان رفعیدین وقت
دعا آنحضرت صلعم سے کیا ہووے وہ روایات اس سے مطلق ہین کہ جہان فعل اس پر آنحضرت صلعم
واقع ہو وہان کرو اور یہ گنگوہی اون احادیث کی رو سے جن سے بعض محل مین فعل رفعیدین آنحضرت
صلعم کا ثابت ہی ان روایات کو بعض روایات حصن حصین و مشکوۃ کو اونپر محمول کرتا ہی السئے انمین
یہ قید ثابت کرتا ہی کہ جسجگہ آنحضرت صلعم نے کیا ہووے تو بلاشبہ یہ تقیید مطلق ہے اور اطلاق کے
خلاف ہے اور تقیید مطلق کے عدم جواز و کراہت و حرمت کا یہ گنگوہی بہی قائل ہے پس رفعیدین
فاتحہ کا انکار تقیید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار بہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا مرتکب حرمت ہونا
لازم ہی اور ہم اون محل مین ہی رفع یدین جائز و مستحب کہتے ہین جہان فعل آنحضرت صلعم اونپر واقع
ہوا اور سوائے اون محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہین ہے اور کوئی مانع
و دلیل کراہت موجود نہین وہان بہی جائز کہتے ہین پس دونون روایات فعلیہ و قولیہ پر عامل ہین
گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہین ہی بلکہ منکر ہوکر عاصی ہے اور اربعین کی عبارت بیچ تعزیت وقت رفعیدین
کرنے کے حق مین مولوی اسحق ظاہرا جواز است و مضائقہ ندارد لکہتے ہین یہ دونون لفظ صریح ہین
جواز کے بارہ مین اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحق بیان کرتے ہین اوس کا یہ مطلب ہرگز نہین کہ
یہ رفعیدین وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اوسکا کلام سفاہت پر مشتمل ہونا لازم آوے گا اوسکا
مطلب یہ ہوگا کہ جواز بہی اور عدم جواز بہی ہے ابہی ایک رفعیدین کا اور حتی الامکان عاقل و عالم
کی کلام کو سفاہت سے بچانا لازم ہے پس یہ مطلب ہرگز نہین لے سکتے ہین ہان گنگوہی سے عجب
نہین کہ اونکو ہی سفیہ بناوے اور یہی مطلب لیوے اور تاویلات فاسدہ کرلے اسکے طرف رجوع
اون کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے مراد ہو یہ یہ ہوسکتی ہین کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے
کہ احادیث مطلقہ قولیہ مین یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ہی ممکن فعلا یہ ماثور و منقول نہین ہے اگر تہ
قول ہوا تو ہوئی فعل کی ضرورت نہین یہ رفعیدین جائز ہے اور اس مین مضائقہ نہین ہے یہ
صاف عبارت اربعین سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی خرابی نہین ہے جسکے ذہن مین کجی اور دلمین
مرض اس مطلب سے بمنازل دور ہے اور شئے عجیب جانتا ہی اور عبارت رد المحتار مین خود مانع

موجود ہی کہ رفع یدین سے اخفا رجاتا رہتا ہی اور اعلان جو ضد اوسکی ہی متحقق ہوتی ہے پس وہ دعا خفیہ نہین رہتی اور اس دعا کا خفیہ ہونا اسکا منظور اسلئے وہان رفع یدین نہین اور دعا فاتحہ کا خفیہ ہونا داعین کے ممنوع ہی پس یہ عبارت بہی بے محل نقلکی ہے اور اس عبارت رد المحتار سے کہان مفہوم ہی کہ رفع یدین ممنوع ہان اسقدر مفہوم ہی کہ دعا خفیہ سکے منافی وہ دعا خفیہ نرہیگی اور اس گنگوہی کی یہ عبارت رد المحتار سے نقلکی اور اس سے قبل یہ بہی رد المحتار مین موجود ہے قولہ کالدعاء) ای کما یرفعہا المطلق الدعاء فی سائر الامکنۃ والازمنۃ علی ما وردت بہ السنۃ ومنہ الرفع فی الاستسقاء فانہ مستحب کما جزم بہ فی القنیۃ خزائن انتہی ای مواضع مخصوصہ صفا وغیرہ مین بہی اسطرح ہاتھ اوٹھاوے دعا کے جیسے کہ سائر مکانون اور زمانون مین مطلق دعا کیواسطے ہاتھ اوٹھاتے ہین موافق و مطابق اوسکے سنت سے معنی مین وارد ہی خواہ حدیث فعلی ہو مطلق قولی ہو اس سے خوب واضح ہی کہ مطلق دعا کیواسطے ہر زمانہ و ہر مکان سوائی اون ازمان واوقات کہ کسی دلیل خاص سے ممنوعیت مفہوم ہووے ہاتھ اوٹھانا درست ہی اور اسلئے تیسرے سطر مین ہے ان من آداب الدعاء ان یدعو مستقبلا ویرفع یدیہ الخ اور اس کے چند سطر کے بعد متصل ہے یجعل کفیہ لوجہہ) الذی فی البحر یجعل ظہر کفیہ لوجہہ و مثلہ فی شرح المنیۃ وکلمۃ ظہر سقطت من قلم الشارح وھذا معنی ماذکرہ الشافعیۃ من انہ لیس بکل داع رفع بطن یدیہ للسماء ان دعا بتحصیل شیئ وظہرھما ان دعا برفعہ انتہی ان تمام عبارات سے بہی واضح ہی کہ ہر دعا کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہان دلیل خاص سے منع ہووے ہاتھ اوٹھانا چاہیے الغرض اصل دعا مین رفع یدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ چاہئے اور در صورت نہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہیے انکار اسکا سوائے مکابر و معاند و سفیہ اور کوئی نہین کر سکتا ہی اور دعا ر فاتحہ مین کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہین پس وہان وہی اصل کے موافق رفع یدین چاہئے پس طعام پر رفع یدین ثبوت بخوبی ہے پس زٹل ولغویات اپنے کہین کہ بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے مولوی محمد عبدالحئی گجراتی و جامع الادراد کا جائز لکہنا قابل اعتنا نہین ہے اور کہین اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرتا ہی کہ یہ تحقیقات و تعینات رسوم صالحہ او سوقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام کے قلوب مین رسوم کا اندیشہ نہو اور یہی سوال اسئلہ عشرہ شاہ عبد العزیز سے جس سے یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تہا تصرف ہونا اور شاہ صاحب پر بہتان

ہونا بتاتا ہے اتنی فہم و اسقدر انصاف و علم اس گنگوہی مین کہ لفظ ہی پیش ایسے نکر سکا جس سے
ممنوعیت طعام پر دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانے اور دعا کرنے ہووے اور افترا علی اللہ والرسول ہے
ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی و صاحب جامع الاوراد کے قول کو بلا دلیل قابل اعتبار نہونا
اور بنا ر فاسد علی الفاسد کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہین کہتا ہے جبکہ شاہ
ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمعیل و اسحق کا قول ہووے وہان یہ کلمہ کیون کہتا اونکا معصوم
خطاے جانتا ہے اور چونکہ وہ انہین وہابیہ کے بزرگواردن سے ہین بحسب زعم انکے ہین اونکا ادب
واجب جانا ہے حیث فا عاطبت یہ ادب نہین ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبد اللہ و صاحب
جامع اوراد و دیگر کے ساتھ بہی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ ہے کہ ان وہابیہ کے زعم مین شاہ ولی اللہ
وغیرہ انکے ہم عقیدہ ہین ہم عقیدہ ہونیکی جہت سے ہے اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو
یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب بہی التزام بمعنے فرض و واجب و سنت موکدہ رفعیدین دعا فاتحہ مین
موجود نہین اور قلوب عوام مین کا اندیشہ یہان نہین ہے عوام مین کسی سے یہ سنا نہین کہ وہ التزام
و فرض و واجب و سنت کے قائل ہون بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکھا ہے نہ کرنیمین گناہ نہین
جانتے ہین اور ترک استحباب بعض اوقات شرعا ضرور نہین ہے جو کبہی کبہی مستحب کو چھوڑنا بہی ضرور
ہووے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہے ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بتا دینا اور بہتان
صاحب کتاب پر ہونیکی نسبت کرنا ہر مبطل دے سکتا ہے کفار بہی آنحضرت صلعم کو بہتان کرنے والا
خدا تعالی پر بتاتے ہین اور ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اومین تصرف ہوا ہے
اور اسکے مولف مصنف پر بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اوسکا لغو لچر ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی
دلیل ہے نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مین کہ یہ نسبت سوالات عشرہ معتبر
و معتمد ہووے یہ موجود ہوتا رفعیدین طعام بر وقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہوسکتی
تہی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے بہی مولف انوار جواز اپنی مدعیکا ثابت
کیا تہا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتحہ خوانی کا ثبوت اوس کتاب سے مانتا ہے طعام روبرو رکہکر قرات
کی مین ہونا منع کرتا ہے اوسکا جواب ہمارے کلام سابق سے ظاہر ہے کہ فاتحہ خوانی متعارف ایسی ہے
کہ طعام روبرو ہووے اور رفعیدین بہی ہووے اور بدون اسکے فاتحہ خوانی معروف نہین ہے اور
معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتحہ خوانی کی نہین ہے اور لغوی معنے یہان مراد نہین ہے پس یہ انکا

گنگوہی کا عدم وقوف بر اصطلاح کے سبب تہے اور مولف انوار ساطعہ نے شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کیا تہا کہ وہ عبد الحکیم پنجابی کے جواب مین لکہا تہا زیارت و تبرک ساتہہ قبور صالحین کے اور امداد ثواب و تلاوت قرآن و دعاء خیر و تقسیم طعام شیرینی امر مستحسن و خوب ہے باجماع علماء اور تعیین عرس بزرگونکی شاہ سے ثابت کی اس سے کہ قبور شہداء پر ہر سال آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین آتے تھے اوسکی جواب مین گنگوہی کہتا ہے کہ ایصال ثواب و زیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے تعیین یوم زیارت کو عقلاً لکہکر ایک حدیث لکہدی ہے کہ گو وہ ضعیف ہی نہ بطور احتجاج و تصحیح اور عمل کی اور دلیل گنگوہی یہ لکہتا ہے کہ شاہ صاحب خود طبقہ رابعہ کے حدیث پر اعتقاد و عمل درست نہوتا لکہتے ہین عجالہ نافعہ مین اور روایت در منثور وغیرہ طبقہ رابعہ سے ہین اور کہتا ہے کہ حدیث صحیح لاتتخذوا قبری عیداً اور قبری عیداً اسکے معاند و مانع عرس کے ہی اور یہ عبارت مجمع البحار نقل کرتا ہی لاتجعلوا قبری عیداً ای زیارۃ وقبری قبری عیداً او قبری فطر عیداً ای لاتجمعوا الزیارتہ اجتماعاً للعید فانہ یوم لہو وسرور وحال الزیادہ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ ومن بجری عبدہ الاوثان حتی عبدو الاموات انتہی یہ نقل کرکے گنگوہی کہتا ہے کہ عرس کو حدیث مذکور نے بالکل حرام کر دیا ہے اور حدیث منقول شاہ کو مجمل بتاتا ہے کہ معلوم نہین محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہی اور مجمل پر عمل درست نہین) اور کہتا ہے کہ شاہ صاحب نے اگر اکتا یہ روایت نقل کردی ہو ورنہ قابل احتجاج نہین ہے پس اصلیت عرس کی ثابت نہین) اس تقریر و تحریر سے ہٹ دہرمی گنگوہی کی ہر اونے عقل و ادنی منصف پر واضح ہے اور جہالت و نادانی اسکی لائح ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہ اعتراض کیا تہا کہ تمنے عرس کو فرض سمجہہ رکہا ہے سال بسال کرتے ہو زبدۃ النصائح مین ہی شاہ اوسکے جواب مین یہ عبارت لکہتے ہین این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہداء ثواب و تلاوت قرآن و دعائی خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل اور شاہ صاحب نے تعیین اور عرس کے واسطے در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے یہ حدیث نقلکی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جواز تعیین عرس

ثابت کرتے ہین اور اپنی فعل کو عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہین اور صاحب انوار ساطعہ نے نقل تمام
کر دیا ہی اس سے کوئی ادنی عقل والا بھی یہ سمجھ سکتا ہی کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب کا فرمانا نہین
ہی بلکہ بطور تحقیق کے ہی اور استدلال ہے اپنی جواز تعیین اور عرس کے اور اقوال سابقہ مین فتح القدیر
سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلئے کہ حقیقت نقض مذہب خصم ہے اُس چیز سے
جسکا ملزم معتقد نہین ہے اور نقض مذہب خصم سے صحت اپنے مذہب کی لازم نہین آتی ہے یہہ عبارت
فتح القدیر نقل کرتے ہین والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقۃ نقض مذہب
الخصم مما لا یعتقدہ الملزم ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ
الا تری علی ما القائل بالفصل وھذا لا یکون الا اذا کان بالنقض بہ مما یعتقدہ صحیحا
اس سے واضح ہی کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہی تو استدلال
اپنی مذہب پر شاہ صاحب نے کونسا ذکر کیا ہی قبل اس الزام کے اور الزام مین جس چیز کے ساتھ
نقض مذہب خصم ہوتا ہی اوسکا صحیح ہونا اعتقاد خصم مین ضرور ہے مذہب خصم اور اوسکے نزدیک
بالنقض بہ صحیح ہونا بھی ثابت کرے پھر ادعاء الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہی حقیقت الزام سے
اسلئے اسکو الزام قرار دیتا ہی اور حدیث در منثور تفسیر کبیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہی اول تو طبقہ
رابعہ ہی ہونا اور ثالث وغیرہ کے نہونا ثابت کرے طبقہ رابعہ کے ہونیکا حکم اس پر کرے فقط قول
اس گنگوہی کا اس امر مین کافی نہین ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا بمقابلہ اپنے خصم کے دعوی محض
دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفاہت ہی اور عجالہ نافعہ مین طبقہ رابعہ کے احادیث پر عقیدہ نہ
لکھا ہے یہ تو نہین لکھا کہ در منثور تمام روایات طبقہ رابعہ کے ہین اور جلال الدین کے تصانیف کی حقیقین
جو عجالہ نافعہ مین یہ لکھا ہے ما یہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود
ہمین کتابہا است اس سے منثور تمام احادیث طبقہ رابعہ کے ہونا مفہوم ہی فقط رسائل و نوادر کلمعال ہی مفہوم اور رسائل اور نوادر سے
یہ تفسیر در منثور خارج ہی اگر بالفرض طبقہ رابعہ ہونا و دیگر طبقہ سے نہونا محقق بھی ہوجاوے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ طبقہ رابعہ کی احادیث کی صحت
کیطرح ممکن ہی نہین اور عمل اسپر جائز ہی نہین ہے کسی حالت مین جیسا فرمایا شاہ صاحب نے عجالہ نافعہ مین مفہوم ہے کہ اسناد کے سبب سے طبقہ
رابعہ احادیث ضعیف ہین اور دیگر وجوہ صحت مین کوئی موجود نہووے تو عقیدہ و عمل اس پر درست
نہین ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہوویں تو عمل کیونکر درست نہین فتح القدیر
کی باب ایقاع الطلاق مین ہے مما یصح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی

عقیم

عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اهل العلم من اصحاب النبی صلعم و
غیرهم وقال مالک رح ایضاً شهرة الحدیث بالمدینة یغنی عن صحة سنده انتہی
اس سے واضح ہی عمل موافق حدیث کے موجب صحت ہے اس ہی غرض سے بعد روایت حدیث
غریب کی ترمذی کہتا ہی اس پر عمل اہل علم کا ہی کہ صحت دیگر وجہ سے معلوم ہو جاوے اور امام
مالک نجم الحدیث ہین فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ مین صحت سند سے بے پروا ہونا جائز
ہین پس سوائے صحت سند دیگر وجوہ سے بہی جب صحت ہو جاتی ہے تو کیون نہین جائز ہے
اگرچہ حدیث در منثور وغیرہ کے بحسب سند طبقہ رابعہ ہے لکن شاہ صاحب کے نزدیک وجوہ سے
صحت اس حدیث کے سوائی سند کے ثابت ہو وے کہ صحت سند سے استغنا حاصل ہو وے اسیواسطے
محل استدلال مین اسکو ذکر کیا ہی فلا بد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کسقدر سفاہت و نادانی
کی بات ہی کہ کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث لکہدی اور یہ بطور احتجاج و تصحیح اس حدیث کی اور دلیل
یہ حدیث نہین لکہی ہے اتنی تمیز اسکو نہین کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج ہو وے اور عمل
اوس پر درست ہووے اور خصم کے نزدیک بہی اوسکا قابل عمل ہونا ثابت ہوا ہو وے تو نہین پیش
یہہ فعل و سفاہت و حماقت نہین تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
کہ وہ کہیگا کہ تمکو اتنی بہی تمیز نہین کہ یہ قابل عمل نہین ہے تمکو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
نہو سکا کون سے عقلکی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث کی قابل احتجاج ہونے سے غافل ہے اور
شاہ صاحب واقف ہین اوسکی قابل احتجاج نہونے سے اور اپن ہمہ پیش کردی فریب و دہوکہ کیا جو
دین الہی مین درست نہین ہے پس گنگوہی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب نعوذ باللہ سفیہ و فریبی دین
الہی مین ہونا لازم آویگا مثل مشہور ہے نادان کی دوستی جی کا جنجال یہ دوستی شاہ صاحب کے گنگوہی
نے کی کہ اسکو ایسا بنایا پس قول گنگوہی کہ احتجاج کے طور پر پیش نہین کی الزام کے طور پر پیش کی
بالکل باطل ہے اب یہ گنگوہی حدیث منقول شاہ صاحب کو معاند حدیث صحیحین لاتتخذ وا قبری عیدا
کا اور معارض بتا تی ہین پس جاننا چاہئی تعارض حجتین عبارت تدافع سی ہے کہ وہ تقابل حجتین مسلی
السوا ہی بایںطور ایک کو دوسرے پر حکمین متضادین مین مرتبہ ہو وے اور مراد لینے طالب علم بہی
جانتا ہی کہ تقابل عبارت اس سے ہی کہ وہ دونون ایک محل ایک جہت سی ایک زمانہ مین جمع نہو سکین
اور ان دو حدیث مین یہ مفقود ہی حدیث منقول شاہ صاحب مین راس قول پر زیارت شہدا جانا

اور حدیث صحیحین پر اس قول پر جانیکو سلام و دعا کی لئے مانع نہیں ہے عید بنانیکو مانع ہے اور عید بنانا
اور اس قول پر جانا دونون ایک نہیں ہے اور نہ اس قول پر جانا عید نہ بنانیکو مستلزم کیونکہ عید سے
لہو و سرور مراد ہے چنانچہ خود اس گنگوہی نے عبارت مجمع البحار نقل کی ہے اور سمین عید کے حق مین موجود ہے
فانہ یوم لہو و سرور پس قبور شہدا پر و دعا سلام کرنیکو جانا اور آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر لہو و سرور
کرنا جب دونون کے معنے و حکم ایک نہیں ہے غیر غیر مین پس منع لہو و سرور ہے اور جائز اس قول پر
جانا دعا سلام کیواسطے ہے اور تقابل و تدافع و معاند و معارض ہین ایک حکم ہونا ضرور ہے کہ او مین ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معاند ہوتا اور یہان مفقود ہے پس
تعاند قرار دینا جہالت معنی دونون حدیث کی ہے اگر فقط جمع ہوتا بھی قبر آنحضرت صلعم پر اگرچہ
سلام و درود کے واسطے کسی زمانہ مین ہو اس حدیث سے یہ گنگوہی ممنوع جانتا ہے تو تمام امت کے عقیدہ اور عمل سے جانا اور عقیدہ
اور قول کرنا گنگوہی کا خلاف ہے کیونکہ حج مین بڑی جماعت امت محمدیہ کے جمع ہوتی ہے اور بعد
حج کے مدینہ منورہ کو جانا ثابت ہے اور تمام امت کا عمل در آمد اس پر ہے کہ قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر جمع ہوتا ہے اور ہمیشہ کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونیکو کوئی
اونی و اعلی سلف و خلف ممنوع نہین جانتا ہے اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونیکو
ممنوع جانا ہے پس اسکو ممنوع جانا تمام امت سلف و خلف کے خلاف ہے اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجتماع لازم آویگا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہین اور اس عمل پر در آمد راضی
ہے اور اجتماع امت کا ضلالت پر ممتنع ہے لقول لا تجمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ الاحادیث والقران پس
اجتماع درود و دعا و قران کے پڑھنے کیواسطے ممنوع نہین ہے اور نہ حدیث اس پر دال ہے بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو و سرور کرنا قبر پر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہے اسکی حقیقت
یہی ہے کہ تلاوت قرآن ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ طعام یا شیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اوسکی ممانعت کسی حدیث سے نہین اور سال بسال ثواب رسانی کا ثبوت حدیث منقول شاہ
صاحب سے پس عرس کی اصل ثابت ہے منکر اوسکا جاہل و سفیہ ہے یہ قطع دلیل تعامل صلحاء و علماء کے
ورنہ دلیل تعامل و تعارف صلحاء و علماء جواز کے واسطے کافی و وافی ہے اور تعامل و تعارف دلیل
شرعی بخوبی اوپر معلوم ہو لیا پس جواز عرس مین بھی عاقلین منصفین کے نزدیک کچھ شبہ نہین
ہے اب گنگوہی نے جو یہ کہا ہے کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کر دیا ہے سراسر سفاہت ہے

اسکو اسقدر خبر نہیں ہے کہ ثبوت حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ ہونا چاہیے اور کراہت
تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ یا قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ چاہیے اور بدعت مثل
بلکہ مرادف کراہت تحریمی کی ہے اوسکے واسطے بھی ایسی دلیل چاہیے جیسے سے کراہت تحریمی
ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے بھی ایسی دلیل چاہیے جیسے سے کہ حرمت ثابت
ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے بھی ایسی دلیل چاہیے جیسی سے کراہت تحریمی و بدعت
ثابت ہوتی ہے اور استحباب و سنت و کراہت تنزیہ کے واسطے ظنی الثبوت و ظنی الدلالۃ چاہیے
اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسر یا محکم یا حدیث متواتر کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل دوسری
جیسے آیات مؤولہ اور تیسری دلیل جیسے اخبار احاد کہ مفہوم اونکا قطعی ہو اور دلیل چوتھی اخبار احاد
مفہوم اونکا بھی ظنی ہو تحت اس قول درمختار کی ومثلہ البدعۃ الی الحرام اقرب فی المکروہ
تحریما ونسبتہ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت
انتہی علامہ شامی فرماتے ہیں قولہ ومثلہ البدعۃ والشبھۃ الذی یفیدہ کلام القہستانی ان البدعۃ
مرادفۃ للمکروہ عند محمد والشبھۃ مرادفۃ للمکروہ عندھما قولہ ونسبتہ ای من حیث
الثبوت وقولہ فیثبت الخ بیان لھا فی اقتصارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارۃ بیانہ
ذلک ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القرآن المفسرۃ
او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفھومھا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات
المؤولۃ الثالث عکسہ کالاخبار الاحاد التی مفھومھا قطعی الرابع ظنیھما کاخبار الاحاد
التی مفھومھا ظنی فبالاول یثبت الافتراض والتحریم وبالثانی والثالث الایجاب
وکراھۃ التحریم وبالرابع تثبت السنۃ والاستحباب انتہی پس جب یہ بخوبی ثابت ہوا کہ
فرض وحرام کی ثبوت کیواسطے دلیل سمعی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ مانند آیات قرآنیہ مفسرہ و محکم
کی یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ کی چاہیے تو یہ حدیث صحیحین جسکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلالت
بھی اسکی عدم جواز عرس پر قطعی بلکہ ظنی بھی نہیں ہے موجب و مثبت حرمت بلکہ کراہت بھی نہیں
ہوئی پس یہ ادعا گنگوہی کا کہ حدیث صحیحین نے عرس بالکل حرام کر دیا سراسر جہالت ہے احوال
ادلہ سے اور یہ بھی عبارت منقولہ بالا در مختار و شامی سے واضح ہے کہ بدعت مثل کراہت یا مرادف
کراہت ہے اوس کے ثبوت کیواسطے بھی یا آیت قرآنیہ مؤولہ یا حدیث احاد قطعی الدلالۃ ہونا ضروری ہے

پس رفعیدین وقت دعا بر طعام اور عرس و محفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوہی بدعت
بتاتا ہے تو ہر امر کیواسطے یا تو آیت مؤولہ یا حدیث اگرچہ احاد ہو لیکن قطعی الدلالۃ ہونا چاہیے ان امور
پر اور ایسے آیت و احادیث ان امور پر نہ ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوہی یا کوئی دوسرا اناواکف
پیش کرتا ہے تمام ایسے ہیں کہ دلالت انکی قطعی نہیں ہے اور احادیث کا ثبوت بھی قطعی نہیں ہے بلکہ دلالت
ظنی بھی ان احادیث کے ان امور کے بارہ میں نہیں ہے پس بدعت امور کو کہنا سراسر جہالت
ہے پس عرس کو حرام کہنا اور رفعیدین وقت دعا بر طعام وغیرہما امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ وہابیہ
حرام و بدعت بتاتی ہیں باوجودیکہ ان امور کا بدعت و حرام ہونا شارع علیہ السلام سے ثابت نہیں ہوا
اور اولہ جواز ان امور کے اوپر گذر چکے ہیں پس یہ وہابیہ تغیر حکم شرع کرتے ہیں اور دین میں وہ چیز
داخل کرتے جو دین میں سے نہیں ہے یہی بدعت سئیہ اور احداث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد مردود ہی اور یہ وہابیہ ہی اس صنع میں کہ غیر حرام و غیر مکروہ
تحریمی کو اور غیر بدعت سئیہ کو حرام و مکروہ تحریمی و بدعت سئیہ بتاتی ہیں مصداق اس حدیث کی
ہیں اور مرتکب بدعت ضلالت کی ہیں جس طرح غیر سنت موکدہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح واجب جاننا یا
اعتقاد کرنا مخالف و مکروہ تحریمی اسی او قال فی لیس منہ کی سبب سے اسیطرح کا غیر حرام کو حرام مثلاً
کہنا او قال فی الدین مالیس منہ ہی پس یہ بھی بدعت سئیہ و مکروہ تحریمی ہے پس وہابیہ کا اہل بدعت
سئیہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوہی کے حرام کہنے نے عرس کو گنگوہی کو بدعتی بدعت سئیہ و مغیر احکام
شریعہ بنا دیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالۃ و حدیث متواتر قطعی الدلالۃ سے ممنوع ہونا
ثابت کرے عرس کا ورنہ بدعتی ببدعۃ سئیہ ہونا گنگوہی کا ظاہر ہی اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
دیکھو گنگوہی کو کہ مولف انوار ساطعہ نے لکھدیا تہا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے والد کا عرس کیا
کرتے تھے اور اس پر اعتراض عبد الحکیم پنجابی نے کیا تہا تو اوسکا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تہا
جواب بھی مذکور ہوا جسکے حق میں یہ وہابی تباہی باتیں گنگوہی خلاف عقل و نقل کے بتائیں لیکن اسکا
انکار گنگوہی نے نہیں کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تھے یعنے یہ نہیں کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہیں کرتے تھے اور وقت اس امر کا تہا اگر شاہ صاحب نکرتے ہوتے تو جسطرح سوالات
عشرہ کے بارہ میں اس نے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہے سوالات عشرہ میں اور شاہ صاحب پر یہ بہتان
ہے کہ فاتحہ دادن نیاز اہا میں کو سے کہانا متبرک ہوجاتا ہے اسیطرح یہان بھی انکار کرتا یہ گنگوہی …

کہ شاہ صاحب پر عرس کرنیکا بہتان ہے شاہ صاحب نہیں کرتے تھے اور جب انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اس
گنگوہی کے نزدیک شاہ صاحب کا عرس کرنا ثابت ہو پس اب یہ گنگوہی عرس کو حرام کہتا ہے
کہ حدیث صحیحین نے بالکل عرس کو حرام کر دیا تو شاہ صاحب کو اس گنگوہی نے دریردہ
مرتکب حرام کہا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب بالواسطہ اس گنگوہی کے استاد ہوتے ہیں حدیث
میں پس استاد کو مرتکب اور بے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہے اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتاتا
ہے مولف انوار ساطعہ نے اسطرح لکھا تہا اپنے پیر و مرشد کے حق میں کہ ہم اونسے ملے تو یہ گنگوہی مولف
انوار کے حق میں براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۵ میں لکھتا ہے کہ دیہ لفظ نا سعادتمندی کا ہے احدیث میں ہے کہ جس
اپنے باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شمار ہوگی اور دیکھو
اس لفظ صاحب انوار میں کوئی خرابی نہیں ہے شرعًا اسلئے کہ ملنے کے معنی ملاقات کے ہیں
اور صحابہ رضی بہی کہدیتے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ملاقات یعنے ملے چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب
الاداب باب حفظ اللسان والغیبت والشتم میں ہے عن عقبۃ بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت ما النجاۃ فقال املک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک
رواہ احمد والترمذی عقبہ بن عامر صحابی رسول اللہ کہتے ہیں میں ملا آنحضرت صلعم سے پس میں
کہا کہ دنیا و آخرت میں نجات کا کیا سبب ہے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہو جا اپنی پر اپنے
زبان کا اور اپنی گہر بیٹھے رہو اور اپنی خطا پر رو دیکہو اس کہنے میں کچہ بے ادبی نہوئی اور کوئی قباحت
نہیں آنحضرت صلعم سے ملا تو عقبہ بن عامر کیوں کہتے اور نہ کوئی آجتک اسکا قائل ہوا کہ یہ کلمہ بے
ادبی کا ہے اور قرآن میں بہی ایسا استعمال موجود ہے انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ اور انہم ملاقوا ربہم اور بہت جگہ ایسا موجود ہے پس ایسا کہنیکا حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکو
نا سعادتمندی یہ گنگوہی بتاتا ہے کہیں آج نہ کہدیمے نعوذ باللہ منہا کہ قرآن حدیث میں بہی یہ کلمات
نا سعادتمندی کے ہیں اور عقبہ بن عامر بہی نا سعادتمند تھے جس سے اوسکی ایمان کا حال خوب روشن
ہو جاوے اب خیال کرنا چاہئے کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
استاد کے حق میں یہ گنگوہی نا سعادتمندی بتاتا ہے اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
کہتا ہے جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہے وہ نا سعادتمندی اس گنگوہی کی نہیں ہے اور
یہ تو آنحضرت صلعم کو بہائی کہنا انکو قرآن حدیث کے موافق کہکر اہل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتا دے اور پیر کے ملنے کو ملنا جو موافق قرآن وحدیث کے ہی کہدینے والیکو نا سعادتمند کہکر مخالف قرآن وحدیث
نہوا ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلعم کو بھائی بنانا تو کچھ برا نہیں اور پیر سے ملنے کو ملنا کہدینا
برا ہو جاوے مولف انوار نے شاہ عبد الغنی استاد گنگوہی کے رسالہ اشتفار السائل سے نقل کیا کہ نفس
ذکر ولادت آنحضرت صلعم و سرور و فاتحہ کمال سعادت انسان کی ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبد
الحق دہلوی وغیرہما نے تصریح کی ہے انتہی اور اسکے بعد صاحب انوار نے یہ کہا کہ استاد تو یعنی شاہ
عبد الغنی استاد گنگوہی کے اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماویں اور شاگرد رشید اوسکو گناہ
قرار دیں اور خواہی نخواہی اپنی شاخیں نکالکر کشان کشان کفر تک بھی نوبت پہونچاویں انتہی
گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تبرا کیا اور عادت روپہ مولف کا مثل روافض کے بتایا یہ نہیں
تمیز کہ روافض کا تو یہی رویہ ہے کہ اہل حق پر تبرا کرتے ہیں اور کلمات سب وشتم سے یاد کرتے ہیں جیسا
کہ گنگوہی مولف کے حق میں ایسے کلمات کہتا ہے اور در ہر دو مگنگوہی سے سب وشتم مولف کے حق میں لگاتا ہے
اساتذہ کے اعتقاد دیرا اور پہر گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب میں کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شاہ
عبد الغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تہی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ میں اپنے استاد کے
کی مگر مخالفت علماء کے اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ میں کوئی امر جدید نہیں جو مولف کو محل
نقض ہو امام ابو یوسف وامام محمد امام ابو حنیفہ رحمۃ کے بہت جزئیات میں خلاف پر ہیں اور آجتک
یہ امر جاری ہے پہر یہان اسقدر غیظ مولف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرتا ہے ورنہ ان مقتدایان
پر بہی اعتراض کرنا لازم والا جو دہان تامل کرتے ہو وہ یہان بہی کرتا تہا انتہی کلام گنگوہی اب
منصفین اذکیاء کے غور تامل کا محل ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جہل مرکب پر گھمنڈ ہے کہ خود کو مانند
امام ابی یوسف وامام محمد کے گمان و زعم کرتا ہے مثل مشہور ہے چہ نسبت خاک را بعالم پاک یہ گنگوہی
جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نص قطعی الدلالۃ
عدم تسویہ پر دال ہے اونکی مخالفت اپنے استاد سے احکام فروع جائز ہے بسبب مجتہد فی المذہب
ہونیکی کہ انکو قدرت تہی استخراج احکام ادلہ سے موافق قواعد مقررہ اپنے استاد کے یہ گنگوہی
قرآن وحدیث وغیرہما کی معانی ظاہریہ بہی سمجہنے سے قاصر ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ فہم معانی
احادیث میں کیسی کیسی غلطیاں اس نے کین ہیں ان کا ترجمہ نیز کا کردیا ایسی غلطی حدیث و طوبے
للغرباء کی مراد میں کی اور سواد اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور والعاملین علیہا کو لفظ جواز اجرت

معلم

معلمین قرار دیا اور علی ہذا القیاس بہت سے اغلاط اسکے اوپر گذر چکی ہین جنسے جہالت اسکی ہر ادنےٰ
طالب علم بہی جانتا ہے پس یہ تنظیر امام ابی یوسف وامام محمد کسی طرح نہین ہو سکتا ہے اور انکی مخالفت
جو احکام مین بسبب قدرت مخالفت کی بظاہر معلوم ہوتی ہے تو اول یہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہین
ہے کیونکہ اصحاب امام خود قسمین سخت کہا کر کہتے ہین کہ ہمنے کوئی قول ایسا نہین کہا کہ اوسمین ہمنے
اپنے استاد ابی حنیفہ رح کی مخالفت کی ہووے مگر وہ قول کہ وہ امام صاحب رح اول کہہ چکے ہین اور وہ
بہی روایت ہمارے استاد امام ابی حنیفہ رح کے ہے اس تقدیر پر جسقدر مسائل فقہ مین ہین تمام
اقوال امام ابی حنیفہ رح کے ہین اصحاب امام کے وہ اقوال مجازاً کہے جاتے ہین اور دوسرے یہ کہ اونکی مخالفت
ظاہری بہی امام ابی حنیفہ رح کے فرمانے کے سبب سے اونہون نے کی ہے کہ امام صاحب نے انسے فرمایا تہا
کہ تمکو کوئی دلیل مسئلہ کے سوائے اوسکی جو مین کہتا ہون ظاہر ہووے تو کہو تو اونہون نے تمہارے موافق اپنے
اجتہاد کیواسطے امتثال امر اپنے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اوس دوسرے روایت امام کو
کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہین تہے راجح ہوئے پس انکا قول خارج قول امام سے اور
مخالف نہوا مگر مخالفت ظاہری ومجازی عبارت درمختار ورد المحتار سے یہ تمام واضح ہے مع شی
زائد کے درمختار کی عبارت یہ ہے قال لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ فکان کل یاخذ بروایۃ عنہ
ویرجحہا انتہی اور رد المحتار کی عبارت قولہ ان توجہ لکم دلیل ای ظہر لکم فی مسئلۃ
وجہ الدلیل علی غیر ما اقول ط قولہ فکان کل یاخذ بروایۃ عنہ ای فلیس لاحد منہم
قول خارج عن اقوالہ ولذا قال فی الولوالجیۃ من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت
قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ رح الا قولا قد کان قالہ وروی عن زفر انہ قال ما خالفت
ابا حنیفۃ رح فی شیئ الا قد قال ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم ما سلکوا طریق
الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورای اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ رح انتہی وفی
آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون بہ اخذا بقول
ابی حنیفۃ رح فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر وا
الحسن انہم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ رح واقسموا علیہ
ایمانا غلاظا فلم یتحقق اذا فی الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ کیفما کان وما نسب الی غیرہ
الا بطریق المجاز للموافقۃ اھ الی ان قال العلامۃ الشامی صاحب رد المحتار ان الامام لما امر اصحابہ

بان یاخذ وامن اقوالہ بما تیجہ لہم منہا علیہ الدلیل صار ما قالوہ قولاً لہ لابتنائہ علی
قواعدہ التی اسسہا لہم الخ پس اس بیان سے واضح ہو کہ فی الحقیقۃ اصحاب عام کی امام صاحب کے
مخالف نہیں یہ مخالفت ظاہری انکی فرمانے کے سبب سے کی ہے اور انکی طرف اقوال فقہ مجازاً منسوب
ہیں اور بیان اول اصحاب امام کا بہی موافق قواعد امام صاحب کے اور اجتہاد سے تہا یاین ہمہ علمانے تصریح
فرمائی ہے کہ اصح یہی ہے کہ فتوے علی الاطلاق قول امام پر ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام ابی
یوسف پر فتوے ہو اور انکی روایت بہی نہووے تو قول امام محمد پر فتوے ہو اور انسے روایت
نہووے تو زفر و حسن بن زیاد کے قول پر فتوی قال رد المحتار قولہ والاصح کما فی السراجیۃ
اقول عبارتہا ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ ثم قول ابی یوسف ثم قول
محمد ثم قول زفر والحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہو کہ شاگردان امام صاحب کے
مخالفت نہیں کرتے اور امام مالک رح کے شاگرد یحیی بن یحیی جامع موطا اتباع امام مالک کا لینے
لازم جانتے تھے چار مسائل ہیں اونکی اتباع نکی دور سے کی تہی تو تو مورد مواخذہ وانکالہو ئی تھی
چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین فرماتے ہیں نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در مسئلہ اتباع
اجتہاد امام مالک رح لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری
را اختیار میکرد مردم اندیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم برو
گرفت میکردند وانکار میخوردند انتہی دیکہو خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
اور اصحاب مالک اپنی اساتذہ کے مخالفت نہیں کرتے تھے اور ادنے مخالفت سے مورد طعن ہوتے
تھے پس گنگوہی پر طعن مولف انوار صحیح ہوا اور مخالفت جو گنگوہی بتاتا تہا اوسکا بطلان واضح ہوا
اگر گنگوہی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلیے اتباع انکی ضرور تہی بدون
اجازت کے مخالفت اونکی اچہی نہین تہی تو ہم کہینگے کہ تمنے امر عام مخالفت شاگردان امام کا
امام کے کرکے اپنی مخالفت اپنے استاد سے جائز ہونا ثابت کی تہی جب مخالفت شاگردان امام
کی امام سے ثابت نہوئی تو تم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بہی ثابت
نہوئی دوسرے یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکے چنانچہ رد المحتار میں ہے
الثانیۃ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف و محمد وسائر اصحاب ابی حنیفۃ
القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی قررہم استاذہم

اجمہ

ابو حنیفہ رح فی الاحکام الخ اپنی رائے کے متبع نہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یحییٰ بن
یحییٰ جامع موطانے اگرچہ چار مسائل میں مخالفت امام مالک رح کی کی لیکن تابع اپنی رائی کے نہوئی
اور دوسرے مجتہد کی تابع ہوئی تمنے اس مسئلہ کو کہ تمنے مجتہد کی تابعداری کر کے اپنے استادوں کے
قول سے برگشتہ ہوئے اور جمہور کے قول سے اعراض کیا تو تم مجتہد بھی کسی درجہ کے نہ ہوئے بلکہ عالم
بھی نہیں ہو چنانچہ تمہارے علم کا حال اوپر ظاہر ہی ہو چکا ہی یہ کہ تمنے نص قرآنی و حدیث نبوی
سی ثابت ہی کہ تعارف و تعامل الناس و جمہور علماء اور اپنے اساتذہ کی مخالفت درست ہی اور بدون
حصول ملکہ اجتہاد حرام و مکروہ بنا دینا بدون نقل اقوال مجتہدین کے درست ہی اور آیات و احادیث
جو دل نے چاہا وہ معانی لیلیا درست ہی ہرگز یہ درست نہیں ہے اوپر امام نووی وغیرہ سے منقول
کہ بلا اجتہاد احکام بیان ناجائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب میں گناہ ہی اور حکم اوسکا مردود و مطرود
ہی اور ایسے ناواقف عامی کو فتح القدیر و ہدایہ وغیرہ سے منقول ہوا کہ حجت حدیث لانا ناجائز ہے ایسا حکم
مثبت بجرئت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف انوار تو یہ اعتقاد کیا تھا کہ سنت گرد رغید
اوسکو گناہ قرار دیں اور کشاں کشاں نوبت بکفر پہونچا دیں اسکا انکار گنگوہی نے نہیں کیا کہ
ہم نوبت بکفر نہیں پہونچاتے اور یہ محل انکار تھا دیگر عقیدہ گنگوہی کفر کو پہونچنے کا نہوتا جب انکار
یہاں نکیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل میلاد شریف ہی جسکے جواز کا قول شاہ عبد الغنی
بحسب قول ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما سے ثابت کرتے ہیں اور گنگوہی اونکی مخالفت
کرنا قبول کرتا ہی تو مخالفت یہی ہوئی کہ محفل میلاد شریف جسکے قائل شاہ عبد الغنی و ابن حجر
و عبد الحق وغیرہما حرام موجب کفر ہے پس لازم آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر
کے ہیں اس ناسعادتمندی کا کیا ٹھکانا ہی کہ اساتذہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھے اور ایسی مخالفت
کرے اور اس مخالفت کی جواز میں مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جسکا بطلان
ابھی واضح ہوا ہی اور ایسے مخالفت کہاں ہی جیسے کہ گنگوہی کرتا ہی کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے
پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہی قیاس مع الفارق ہے اب
منصفین کو جاننا چاہی کہ یہ گنگوہی در پردہ علماء سلف اساتذہ وغیرہم کو مجوز حرام و کفر بتا کر
ناسعادتمند ہوا ہے یا مولف انوار فقط اس کہدینے سے اپنے پیر کے حق میں کہ ہم انسے ملے جسکا
جواز قرآن و حدیث سے مفہوم و معلوم ہو چکا ہی اور دوسرا تماشا گنگوہی کے عقیدہ فاسدہ کا دیکھو

اس نے آنحضرت صلعم کے حاضر ناظر جانیکو اور یہ جانکر ندا و خطاب کے اشعار وغیرہ پڑھنیکو کفر لکھا تھا فتوے سیلاد میں کہ جب مولف انوار ساطعہ نے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ ارواح انبیا علیہم السلام چلتے پھرتے ہیں اور مقامات خیر میں حاضر ہوتے ہیں چنانچہ بیت المقدس میں ارواح انبیا علیہم السلام حاضر ہوئیں آنحضرت صلعم نے امامت انکی کی اور موسی علیہ السلام و یونس علیہ السلام کو دادای ازرق میں اور کہا ٹی ہرشاہی یا مقت میں حج کے لئے چلی جاتی آنحضرت صلعم دیکھنا بیان کیا اور شیخ عبد الحق کے قول سے انبیا علیہ السلام کے حیات حقیقی و دنیاوی پر اتفاق ہوتا لکن عوام کی نظروں سے محجوب ہونا اور آنحضرت کا تئین اون انبیا علیہم السلام کو بقیام و بی مثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دکہا دینا ثابت کیا اور قسطلانی کے قول سے ایسا ہی ثابت اور شب معراج میں بیت المقدس میں امامت انبیا علیہم السلام کے کرنے بعد آسمانوں پر انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بہت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ سے بیان کیا اور زرقانی کے قول سے آنحضرت صلعم کا جسم اور روح کے دیکھنا ممنوع نہونا اور انبیا علیہم السلام کا قبور میں زندہ ہونا اور انکو اجازت قبروں سے نکلنے کی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکا ہونا ثابت کیا اور جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی صورت کو اکثر امور میں میں اپنے او پر مین نے دیکھا اور یہ کہ انبیا علیہم السلام قبور میں نماز پڑھتی ہیں اور حج بھی کرتے اور زندہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمانا ذکر کیا کہ حضرت الیاس و خضر علیہم السلام کے روحونکا حاضر ہونا حلقہ میں اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا کہ بصورت اجسام متجسم ہوکر کار اجسام کے ایسے صادر ہوتے ہیں اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی نے آنحضرت صلعم کی روحانیت حضور ارزانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین سیوطی سے نقل کیا کہ آنحضرت صلعم اطراف زمین میں آمد و رفت ساتھ برکت کی فرماتے ہیں اور ہماری نظروں سے مانند فرشتوں کی چھپے ہوئے ہیں مگر جس ولی اللہ کو اللہ دکہا دیوے اور امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری میں ارواح کا مشاہدہ کرتے ہیں اور شیخ سے نقل کیا کہ شیخ ابو سعود بعد ہر نماز کے آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرتے تھے اور شیخ عبد الحق سے نقل کیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ نے آنحضرت صلعم کو بیداری میں دیکھا اپنے مجلس وعظ میں اور ممبر سے اوتر کر ملے ہوئے ایسے نقول علما سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلعم مجلس میلاد میں ثابت ہوا اور مولف انوار نے خاص محافل میلاد شریف کو اور احادیث آنحضرت صلعم حاضر ہونیکے

ثبوت کے لئے کہا کہ اہل کشف و اہل قلوب صافیہ کی کشف و منامات سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے اور منام دیکھا بھی ایسے لوگوں نے کہ محفل میلاد شریف میں حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی ہے نقل مفتی مکہ کے لکھا مولف انوار ذکر وقت ذکر ولادت کے روحانیت آنحضرت صلعم کی حاضر ہوتی ہے اور نقل برزنجی بھی یہی ہے حضور روحانیت بیان کیا شیخ عبد الحق کا مدارج النبوۃ میں تین جگہ لکھنا حضور روحانیت آنحضرت صلعم ذکر کیا او شاہ ولی اللہ صاحب کا عبارت سے بھی یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلعم کو محافل کی خبر ہونا کہاں کہاں سے مستلزم علم کلی ہے اسکا جواب مولف انوار ساطعہ نے آیت قرآنیہ ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء سے دیا ہے کہ غیب پر آنحضرت کو خدا تعالی کے جانب سے خبر ہونا ثابت ہوا اور جس ثبوت کیواسطے حدیث مشکوۃ کہ آنحضرت صلعم نے قیامت تک خبر دی اور شاہ عبد العزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلعم ہر امتی کو جانتے ہیں کہ کس درجہ کا ہے فرشتے خبر دیتے ہیں اور آنحضرت صلعم نور نبوت سے پہچانتے ہیں پہر مولف انوار نے بیان کیا جب فرشتے خبر دیتے ہیں امتی کے اور نور نبوت سے آپ پہچانتے ہیں تو یہ خبر جمع محفل کے ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور آنحضرت صلعم کو دو بار امت کے حالات کی اور اعمال کی اطلاع دیجاتی ہے ایک ہر روز جمعہ اجمالاً مانند دیگر انبیاء علیہم السلام دوسرے ہر روز صبح و شام تفصیلاً اور محفل میلاد کا یا تو دو تین دن پہلے سامان شروع ہوتا ہے یا شام ہو وے تو فجر سے سامان شروع یا فجر کو ہو تو شام سے سامان شروع ہوتا ہے پس صبح و شام کی اطلاع یہ اطلاع محفل بھی آنحضرت صلعم کو ہو نا ضرور ہے حالات مفصلہ میں یہ بھی داخل اسکی خروج پر دلیل قائم نہیں ہے پس یہ بھی اطلاع حالات امت میں داخل ہے پس خبر آنحضرت صلعم کو محفل کے ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم بالمومنین رؤف رحیم ہیں انکا خلق عمل بالقرآن ہے هل جزاء الاحسان الا الاحسان بس آیت قرآن سے مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے اور مولف انوار نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انہیں مقامات متعددہ میں روح کاملین کے جا سکتی ہے پس اس تمام کو بیان شرک و کفر بتانا گنگوہی وغیرہ کا آنحضرت صلعم کو روح کے حاضر ہونیکو باحسن وجہ مرتفع ہو گیا اور ندا و خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ساتھ خطاب التحیات السلام علیک ایہا النبی اور حدیث حضرت البصر اور یا ہوا ذن سوجاتی ابن حجر اور اشعار مولوی قاسم و مولانا جامی کو قصیدہ وغیرہا اولہ سے ثابت کر دیا ہے جواب مولف انوار ذ جب منکران شرک جانبکو دیا تو انکی معنیین کو ہا بہ کے حواس میں فرق آگیا اور مدہوش ہو کر ایسے ہذیانات بکنی شروع کردی گنگوہی صاحب نے یہ چلنا پہرنا انبیاء علیہم السلام جنت میں اور اس عالم میں اور درود و سلام پہونچانا فرشتہ کو اور اعمال امت پیش ہونیکو قبول کر کے کہا کہ ہر جگہ محفل مولود اور مجالس ذکر میں آنیکو اور صوت و ندا و عرض مجالات دنیا معلوم ہونیکو بدون اعلام حق کے اور اسکو سب اشیا کا حکم حق تعالی دیا ہے قبول نہیں کرتے ہیں پہر یہ عبارت ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے نقل کردی ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب انتہی اسکے بیان کیا اعتراض ورم تشریف آوری پر یہ امکان رد وقوع احیانا او صفحہ ۲ میں عبارت زرقانی وغیرہ کا بھی جواب دیا کہ جو ہے نکلنا باذن اللہ ہوا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ کے قول کا یہ جواب دیا کہ تلقی روحانی ہے اسمیں انتقال کی ضرورت نہیں پہر کشف کی عدم قبولیت کا قائل ہوا اور قصہ کو حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ سعد کا ناحق

در مختار اور صفحہ ۹ ۔ ہو گنگوہی اس غرض سے کہ ایسے روایات منقولہ مولف انوار سے غرض حاصل ہووے کہتا ہے کہ معلوم ہونیکی طریق تین ہیں خبر
رسول عقل و حواس اور کہتا ہے مولف کا اقرار ہے کہ ہر سہ طریق علم جو شرع میں معتبر ہیں یہاں نہیں ارباب عقل کا خبر ہے اور روایات ثابت ہو
کہتا ہے کہ ثبوت محقق ہو کیونکہ دین میں علی الخصوص اعتقاد میں رویا و کشف کا اعتبار نہیں اور صفحہ ۲۱ کہا کہ قصہ الہام و کشف کا شرعی کچھ دلیل نہیں ہے
ور دین میں بنا خبر گیری ہی پیدا شہدا اور آنحضرت کو اطلاع احوال امت سے ہو تو ہر بارہ میں کہتا ہے گنگوہی کہ او کشف اطلاع باذنہ تعالیٰ سبکے ہے درست اور صفحہ ۴۲
آنحضرت صلعم کو غیب دانی کے انکار کیواسطے آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو لکہکر کہا کہ مسئلہ مشہور بحر الرائق و عالمگیری
ودر مختار وغیرہ میں ہے اگر کوئی نکاح کرے ساتھ شہادت حق تعالیٰ او فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب فخر عالم کی نسبت اور حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم نقل کرکے کہا کہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور صفحہ ۴۴ میں
کہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیگر حاضر کرتا ہے تو شرک بدون ثبوت شرعی
کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسے بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے صفحہ ۴۲ میں کہا کہ عوام کا
عقیدہ خاص ہونیکا ہے اور اشعار ندا و خطاب کے جواب میں جو مولف انوار نے اشعار وغیرہ پیش کی تہی الزام کہا کہ مولف
انوار سے یہ قید اور زیادہ کی کہ بعلم استقلالی فخر عالم علیہ السلام کو ندا و خطاب کرے تو شرک ہے چنانچہ یہ صفحہ ۲۴ میں
اور بدون اس عقیدہ کے ہو تو کہتا ہے عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی عقیدہ علم استقلالی کا ہے اور اشعار [illegible]
وغیرہ منقولہ مولف کا جواب یہ دیتا ہے کہ یہ ندا شوقیہ ہے ہرگز یہ عقیدہ حضور کسی کا نہیں ہے یہ تمام خرافات واہیات تقریر گنگوہی
کی قابل مضحکہ ہر ادنی و اعلیٰ کے ہے بلکہ لائق لاحول خوانی کے ہے **اقول** باللہ التوفیق مولف انوار کی غرض ان امور کے بیان
کرنے سے یہی ہے کہ دونا بیہ جو حاضر جاننے اور اپنی روحانیت آنحضرت صلعم کو کفر و شرک بتاتے اپنے فساد عقیدہ و جہالت
شدیدہ کے سبب تو ان بزرگان کے عین اقوال سے حضور آنحضرت صلعم کے روحانیت کا امکان و جواز ثابت ہوا
اور امکان و جواز موجب رفع شرک ہو گیا جو شئے ممکن و جائز ہے غیر کیلئے اثبات اسی کیواسطے تو اوسکی وقوع شرک ہونا
اظہر من الشمس ہے جب آنا اس عالم میں گنگوہی مانچکا تو آپکا عقیدہ کرنا شرک کسطرح ہو سکتا ہے اور تمام مجالس ذکر میلاد
شریف آپکا جو گنگوہی انکار کرتا اور تمام چیز دکھانا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دیا اسکو نہیں مانتا ہے تو یہ بے محل ہے
کیونکہ مولف انوار یا کسی وہ دوسرے نے نہ اسکا دعوی اور نہ کسی مقدمہ مولف سے یہ معلوم ہوتا ہے پھر منع کا ایراد بے
محل معلوم نہیں ہے کیسکے رد میں منع وارد کیا اور کونسے مقدمہ مولف پر دلیل کی طلب ہے اور اسیطرح منع سے تائید [illegible]
گنگوہی کی کہ حاضر جانیکو کفر شرک بتاتا تہا کسطرح ہوتی ہے اور اگر کوئی یہی کہدیوے کہ آنحضرت صلعم تمام
مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام اشیاء کا علم خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دیا ہے تو اسمیں کونسا
خاصہ الوہیت کا پایا گیا جس سے شرک ہو جاویگا نہایت یہ ہے کہ اگر ثبوت نہ اسکا ہووے تو جہل ہوگا مسئلہ شرک و کفر نہیں ہے

پس اس تقریر پر لغو ہے مولف انوار کو ضرر نہ گنگوہی کو فائدہ اور ملا علی قاری کی عبارت سے مولف انوار کو ضرر نہین
ورنہ گنگوہی کو فائدہ اور نہ اس سے جواب مولف انوار سے کچھ علاقہ اس کے مخالف اوس علم غیب کی جو خدا تعالے نے
انبیاء علیہم السلام کو دیا ہووے اور جو دیا ہی اوس کا انکار مخالف اس کے معلوم و مفہوم نہین بلکہ جواز اسکا اس سے مفہوم
اور یہی مولف انوار کا مدعا ہے کہ جو چیز علم خدا تعالی نے دیا ہو اوسکو یہ دعوی مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہین
کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالی نے انبیاء علیہم السلام کو نہین دیا ہو وہ بھی انبیاء علیہم السلام نعوذ باللہ جانتے ہین پس جو
قول مولف کا ہے وہ و دیگر معشر اہل سنت ہی کا ہے اوس کا رد اس عبارت سے ہرگز نہین ہوتا ہے بلکہ اثبات ہوتا ہے
اور جو ہمارا قول نہین ہے اوسکا رد اس عبارت سے ہوتا ہے پس بے محل اس عبارت کو نقل کیا ہے اور اس عبارت مین یہ
خیانت و تصرف گنگوہی نے کیا ہے کہ لفظ احیانا کا زیادہ کر دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جن چیزونکا علم
خدا تعالی نے دیا ہے تو وہ علم اونکو یعنے انبیاء علیہم کو کبھی ہوتا ہے کبھی نہین اور لغویت اس مطلب کے ہر شخص جانتا ہے
اور ایسے اعتقاد سے کہ نبی صلعم غیب جانتے ہین کافر ہونیکی تصریح جو حنفیہ کے ملا علی قاری نے ذکر کی ہے تو یہ
بھی مضر نہین ہم معشر حنفیہ کو کیونکہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے کہ جس چیز کی خبر خدا تعالی نے نہ دی ہووے
اور کسی طریق سے اوسکا حصول نہوا ہووے ایسے غیب دانی کے نبی صلعم کے حق مین ہم معشر اہل سنت قائل نہین ہین
نہ کوئی دوسرا مسلمان اسکا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس پر موقوف نہین کہ کوئی قائل بھی ہوا ہووے اور عشرہ
دوام تشریف آوری ہر جو بناتا ہے اور امکان و وقوع احیانا قائل ہونا ہے یہی تبدیل اپنے دعوی کی ہے اول تو مطلق
حاضر جانین اور مطلق تشریف آوری کو کفر بتاتا تھا اور دوام تشریف آوری کی قید لگائی اگر دوام تشریف
بھی ہووے تو اس سے کفر و شرک لازم نہین آتا کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہین ہوتا ہے
جسطرح حضور و تشریف آوری احیانا کفر و شرک نہین وہی حضور و تشریف آوری مکرر دوام مین بھی کوئی دوسری
خبر نہین ہے پس حضور و تشریف آوری کی لازم شرک نہوا تو دوام کو کسطرح شرک لازم ہوگا فمن ادعی فعلیہ البیان
بالاحادیث والقرآن پس اس سے شرک و کفر جو مدعی گنگوہی کا تھا ثابت نہوا اور جواب مولف مرتفع نہوا اور نہر قانی
وغیرہ کی عبارت کے جواب مین جو گنگوہی کہتا ہے کہ قبور سے نکلنا باذن الہی تھا عجیب جواب ہے یہ اوس شخص کو دینا
چاہئے جو قائل ہوا ہووے کہ بلا اذن الہی آنحضرت صلعم محافل مین تشریف لاتے ہین اور بغیر اجازت خداوندی کے
روحانیت آپکی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے نے یہ کب دعوی کیا ہے کہ بدون اذن الہی کے روحانیت
آنحضرت صلعم کا حضور محافل میلاد شریف مین ہوتا ہے اور کوئی مسلمان ہرگز یہ نہین کہسکتا ہے کہ بلا اجازت حق کے
تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ گمان مولف انوار و دیگر مسلمین کے حق مین گنگوہی کا ہے تو ان بعض الظن اثم کا مصداق

ہے یہ گنگوہی پس یہ جواب بھی مولف انوار کا نہوا معلوم نہین یہ جواب بھی گنگوہی کسکو دے رہا ہی اور حضرت
مجدد الف کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی بے انتقال کی اسمین ضرورت نہین جو گنگوہی دیتا ہی اوس سے مراد یہ
لیتا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی منزل اعلی علیین مین تہی تلقی ہو گئی تو اول تو حلقہ مین دیکھنا حضرت مجدد بیان
فرماتے ہین اور حضرت مجدد کا حلقہ تو اعلی علیین مین نہ تہا جو یہ مطلب ہو سکے اگر بالفرض یہی مطلب ہووے تو حضور
مجلس میلاد سے بہی یہی مراد لیکر تم جواز کے قائل ہو جاؤ کہ تلقی روحانیان ایسی ہو جاتی ہے کہ اہل مجلس شاید
جمال مبارک روحانیت آنحضرت صلعم کا مجلس مین کرتے ہین اور مجلس میلاد سے آپکو تعلق ایسے ہی حضور کا ہوتا ہے
اور قائلین حضور کی مراد بہی ایسی ہو سکتی ہے ہر صورت حضور تو ہوا اور حاضر جاننے سے کفر و شرک تو ثابت نہوا جو
تمہارا مدعی تہا اور حضرت عبد القادر جیلانی رح کا قصہ اگرچہ روحی ہونا گنگوہی بناتا ہی لکن مقصود تو تمہارا ہاتھ سے
نکل گیا کہ محافل خیر مین حضور ہو جاتا ہی اگرچہ روحانیت کا ہی حضور ہووے اور حضور کفر و شرک نہین ہی کہ حاضر جاننے سے
شرک ہو جاوے اور طریق معلوم ہونیکی معتبر جو تین بتاتا ہی یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
تو یہان ہی گنگوہی نے ابلہ فریبی کی ہے اور حق پوشیدہ کیا ہی خواہ سفاہت و جہل سے ہووے خواہ دانستہ و تعصب سے
وہ ابلہ فریبی و حق پوشی یہ ہی کہ طریق علم جو تین علما بتاتے ہین اور عقائد وغیرہ کی کتب مین لکہے ہین تو وہ یہ ہین خبر صادق
و عقل و حواس پہر خبر صادق کی دو نوع ہین ایک خبر متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
کو ذکر نکیا جو خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونونکو شامل ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
قسم خبر صادق ہے اور متبائن ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونون نوعین متباین ہین چنانچہ عقائد نسفی مین ہے
والخبر الصادق نوعین احدهما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر نکرنے سے اور
طریق کو علم منحصر ان تین عقل و حواس خبر رسول مین کرنے سے یہ واضح ہوا کہ خبر متواتر طریق علم کا نہین ہے اور اس سے
بہت بڑی خرابی لازم آتی ہی کہ خبر متواتر طریق کا نہووے اور اس سے علم حاصل نہووے اسلئے کہ ہم لوگون کے واسطے ثبوت اسکا کہ آنحضرت
صلعم نبی تھے اور مکہ شریف مین پیدا ہوئے اور معجزات آپ سے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد رکعات تمام
تواتر کر ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہین ہے تو ان امور کا ثبوت نہین ہے گنگوہی اور قرآن
حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہمارے واسطے گنگوہی کرنے لگے تو قرآن و حدیث کا ثبوت موقوف نبوت پر اور نبوت کا ثبوت
موقوف قرآن پر پس دور محال لازم ہی یہان طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہو گا جسکا طریق علم ہونا گنگوہی
مانتا ہی پس تمام احکام شرعیہ درصورت عدم ثبوت نبوت آنحضرت صلعم درہم برہم ہو جاوینگے اس سے بڑہکر کونسی
قباحت ہوگی ایسی کاریگری و خیانت گنگوہی کی ہے کہ جس سے تمام قرآن و حدیث کو احکام الہی و نبوت آنحضرت صلعم

سب مرتفع ہوئے جاتی ہیں یہ تو حال اور رد انوار ساطعہ گویا یہ گنگوہی کرے اب منصفین غور کریں کہ دین
نبی میں یہ رخنہ گیری گنگوہی کرتا ہے اور مصداق وائے در دین نبی رخنہ گری پیدا شد ہے یہ گنگوہی ہے یا صاحب
انوار ساطعہ اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ علم کے بھی تین طریق ہونا جو گنگوہی بیان کرتا ہے ایک عقل دوسرے حواس تیسری
خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرف بھی نسبت کرتا ہے ان بہتان کا کیا ٹھکانا ہے اپنی جہل مرکب میں تیسرے
دوسرے کو بھی کرتا ہے مولف انوار کے کسی قول سے یہ ہرگز مفہوم نہیں کہ یہی تین طریق علم ہیں اور یہاں تینوں
مفقود ہیں یہ فقط بناوٹ اس گنگوہی کی ہے جو اوسکے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہے اور ان تینوں کو طریق علم
قرار دیتا ہے مولف انوار نے قول سلفتی مکہ و امام برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی در بارہ حاضر ہونے روحانیت
آنحضرت صلعم محفل میلاد شریف میں نقل کیا تھا اور قیام و کشف اور الہام کو اس بارہ میں ذکر کیا تھا تو گنگوہی نے
اس پر بہت باتیں بنائیں کہ دین میں علی الخصوص اعتقاد میں رویا اور کشف کا اعتبار نہیں اور حکم شرعی اس سے ثابت
نہیں ہوتا ہے اور بطور طعن کہا کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابوں اور مکاشفات پر ہے اور کہا کہ پھر یہ قصہ کشف و الہام
کا ہے جو شرع کی دلیل نہیں ہے **اقول** وباللہ التوفیق الہام اولیاء اللہ کو بالکل دلیل سے یہ گنگوہی خارج کرتا ہے
جس سے واضح ہے کہ صاحب الہام کے حق میں بھی وہ دلیل نہیں ہے اور کسیطرح اوسکا تسلیم کرنا جائز نہیں اور الہام
اسقدر لوگوں کا ہووے کہ حد تواتر کو پہونچ جاویں تب بھی درست و جائز نہیں ہے اور یہ بالکل غلط ہے اسلئے
کہ الہام اولیاء اللہ کا اونکے حق میں حجت ہے عامہ علماء کے نزدیک اور احکام میں بھی حجت ہونا لکھا ہے اور
اسکو منسوب صوفیہ کیطرف کیا ہے اور بعضے نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے و فی
المسلم و شرحہ بحر العلوم واما الالہام غیرہ من الاولیاء الکرام فقیل حجۃ فی الاحکام و نسب الی قوم
من الصوفیہ وقیل الالہام حجۃ علیہ ای الملہم علیہ فقط دون غیرہ و نسب الی عامۃ العلماء
وقیل لیس حجۃ اصلاً اس عبارت مسلم و شرحہ سے صوفیہ کے نزدیک احکام میں حجت ہونا الہام یعنی
غیر نبی کا حجت ہونا معلوم ہوتا ہے اور صاحب الہام کے حق میں حجت ہونا تو عامہ علماء کے نزدیک معلوم ہوا اور شارح
بحر العلوم فواتح شرح کے حق میں جسنے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے لکھا ہے کہ الہام بدون خلق علم ضروری کا
کہ خداتعالی روح آنحضرت صلعم کیطرف بھیجے نہیں ہوتا ہے پس اسمیں حجت خطا کا نہیں ہے اور یہ قسم علم کی اصلی
اوس سے جو اول غیر قطعیہ کے حاصل ہووے پس عجب ہے کل عجب اس شیخ سے کہ اس وعاء ظرف علم کو اسنے چھوڑ دیا
اور زعم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہوتا ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے خطرات کی قبیل سے ہووے یہ مشاہدین
تنے کہ شیخ ابو یزید بسطامی نے بعض محدثین کو لکھا تھا کہ میت سے لیتی ہو اور آنحضرت صلعم کیطرف نسبت کرتے ہو

اور اخذ استفاضہ حی لا یموت سے لیتے ہیں اگر اولیاء اللہ کے مقامات و مواجید و اذواق مانند سید عبد القادر
جیلانی و شیخ سہل بن عبد اللہ تستری و شیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی یزید بسطامی و جنید بغدادی و شیخ
ابی بکر شبلی و شیخ عبد اللہ انصاری و شیخ احمد یافعی حافی و غیرہم قدس اسرارہم کو تو دیکھے تو تجکو یقیناً معلوم
ہو جاوے کہ اون کے الہام میں احتمال و شبہ نہیں ہے بلکہ حق مطابق لما فی نفس الامر کے ہے اور انکا عالم ضروریات
من الدین ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ صلعم کے اولیاء اللہ پہلی امتوں کے اولیاء اللہ سے افضل ہیں
جیسے نبی ہمارے اونکے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور بلا شک بنی اسرائیل میں بھی اولیاء اللہ گذرے
ہیں مثل مریم و ام موسی و زوجہ فرعون کے اونکی طرف وحی ہونا اونسے بدیہی کہ وہ وحی الہام تہا اور یہ
نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ علم ضروری تحقیقی کے کہ یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے پس وہ حجت قاطعہ ہے اگر اس امت
میں جو بہتر اول امتوں سے ہے کوئی ایسا نہووے جس سے الہام علم قطعی و حجت حقہ نہووے تو اس امت کے
اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کم رتبہ مفضول ہوئے اور فضیلت و بہتری علم کی ہی سبب سے ہوتی ہے اور
غیر علم کی فضیلت غیر معتد بہ ہے پس یہ لازم شنیع ہے اس تقریر بحر العلوم سے حجت ہونا الہام اولیاء اللہ
تعالیٰ کا واضح ہے اور قول دلیل شرعی نہونیکا مردود ہے اور الہام فقط اولیاء اللہ کے ہی حق میں حجت ہو تو
دلیل شرعی ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کے ساتھ ہی ثابت ہوا مطلقاً دلیل دین کے نہونیکا جو حکم کیا
گیا سو غائب سے کیا ہے اور اولیاء اللہ کے حق میں حجت ہوتی یہ لازم نہیں آتا کہ ہمکو قبول کرنا اوسکا جائز نہیں ہے
بلکہ بطریق ادب کے ہم قبول کریں تو جائز ہے اور اس ادب کے سبب اوسکو اخذ کریں تو درست ہے چنانچہ نور
الانوار میں ہے والالہام للاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشرع ولا یتعدی الی غیرہم الا اذا
یعمولہم بطریق الادب انتہی اس سے واضح ہو کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارہ ہمکو اخذ کرنا جائز ہے اور خبر کی
جو قسم خبر صادق کی ہے تو وہ خبر رسول ہے کہ یقیناً ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول کی ہے باینطور کہ رسول اللہ
صلعم کی دہن مبارک سے کسی نے سنی ہووے یا بتواتر ثابت ہوئی ہو یعنی بتواتر ثابت ہووے دہن مبارک
آنحضرت صلعم سے تہا اوسکا بتواتر ثابت ہوا ہے منام میں سنا اوسکا یہ الہام اوسکا قال فی شرح العقائد
الکلام فیما علم انہ خبر الرسول بان سمع منہ او تواتر عنہ ذلک او بغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت
میں جند نے کہا ہے کالالہام او السماع فی المنام انتہی اس سے واضح ہوا الہام آنحضرت صلعم کیطرف ہووے یا منام
میں آنحضرت صلعم سے سنا او اس بارہ میں تواتر کا وقوع ہوا یعنے جنکو الہام ہوا ہو وہ اسقدر لوگ اور
ایسے منام میں سننے والے بہی اسقدر لوگ ہوں کہ توافق علی الکذب اوسکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ بہی خبر رسول صلعم کے نوع ہی جس سے علم ویقین ثابت ہوجاتا ہے اور جسکو علم طریق مین داخل کیا ہی اول
تو اہل الہام کے اعداد تواتر کو نہ پہونچین تب بہی بطور ادب کے ہمکو اخذ کرنا قول اہل الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ مین بہی اخذ قول اہل الہام ہمکو بطور ادب کے درست ہے گنگوہی
کو ادب ساتہہ اہل الہام کے نہین ہے تو وہ نئی ترتیب ہے اور الہام کو اخذ کرنے اپنی بے ادبی کا بہل پاویگا
دوسرے اہل الہام کی اعداد تواتر کو پہونچانیکی حالت مین یہ الہام حجت شرعیہ ہوگئی اور بحر العلوم کی قول سے
واضح ہو کہ الہام اولیا بیدون اسکے محقق نہین ہوتا ہے کہ انکو علم ضروری اس امر کا ہوجاتا ہے کہ یہ خدا تعالی کی یا روح
محمدی صلعم کیطرف سے ہے علی الاطلاق الہام بے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت مین اسکو دلیل دین
نہ ماننا سراسر جہالت ہی اور بہت بڑی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ ان کے سر گروہ مولوی اسمعیل
مقتول نے جو صراط مستقیم مین لکہا ہی کہ حضرت غوث الاعظم و حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمہما اللہ حضرت
سید احمد پیر مولوی اسمعیل کے تقرب کے بارہ مین جہگڑا مدتہ بہر تک کرتے رہے ایک کہتے تہے کہ مین توجہ ڈالون
دوسرے کہتے تہے کہ مین توجہ ڈالون آخر الامر یہ فیصلہ ہوا کہ دونون توجہ ڈالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تہا گنگوہی نے صفحہ ۳۰۸ مین کہا کہ حضرت غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین کو چونکہ معلوم ہوا
تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے انکے مرید ہونگے اسواسطے انکی خاندان مین ہونیکی رغبت
تہی انتہی اب منصفین غور کرین کہ ان روحون کے جہگڑے کا حال کچہ قرآن حدیث سے ثابت نہین
اور دریافت انکی جہگڑے کی عقل سے بہی ممکن نہین اور خبر صادق کے متواتر ہووے یا خبر رسول کے متواتر الثبوت
دین مبارک سے سنی گئی ہووے وہ بہی موجود نہین اور حواس سے یہ معلوم نہین ہوسکتا ہی اب تینون طریق علم یہان سے
مفقود ہین ان وہابیہ کے مرشد نے اسکو اسیواسطے لکہا کہ عوام و خواص ومنا بیکا ان سے اعتقاد ہووے اور سید احمد کو
بہت بڑا بزرگ جانین پس جب تینون طریق علم یہان گنگوہی کے نزدیک مفقود ہین تو مولوی اسمعیل نے اسپر یقین کرنا
کرانا چاہا اور کیون اسکو لکہا اور جسطرح مولف انوار نے الہامات و کشوف کی نقل کے بارہ مین یہ گنگوہی لکہتا ہے صفحہ
مین کہ بہر اسقدر روایات کا سود نقل کرنا اگر فریب دہی نہین تہا تو اور کیا تہا انتہی اسیطرح اب ہم بہی پیر مرشد مولوی اسمعیل
حقیقی کو کہتے ہین کہ یہ نقل کرنا اگر فریب دہی نہین ہے تو کیا ہی کیونکہ غایت یہ ہی ہے مولوی اسمعیل کشف و الہام و منام پر
حوالہ کرینگے نہ کسی طریق علم کی طرف تو حوالہ کرنے نہین ہو سکتے ہین اور الہام کشف و منام کا نقل کرنا تو فریب دہی ہی بقول
گنگوہی کے پس فریب دہی مولوی اسمعیل کے بہی ثابت ہوویگی اور اگر کسی طرحکا ثبوت اسکے لیئے الہام و کشف و منام
سی ہوتا ہی تو جسطرحکا ثبوت وہان سرو ہونیکا یہ حال ذکر کرنے ہوتا ہی یہان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور کے بارہ مین

بہی ہونا چاہیے عناد و خصوصیت آنحضرت صلعم سے ان وہابیہ کا ظاہر ہوکر یہاں ایسے ایسے ابیات تقاریر سے
آنحضرت صلعم کے متعلق ہو اونکے منکر ہوجاتے ہین اور ایسے ایسے ادلہ کا اعتبار اپنے پیر و مرشد کو حق کر لیتے ہین اب
دیکھو مولوی اسمعیل نے یہ کیا ہی تہا کہ کشف و الہام و منام ساری طرف کو مدار قرار دیکر یہ قصد رد جو کیا تہا
کرنے لگا گنگوہی سب کچھ اپنی تقریر پر تزویر کو بہول گیا و طرق علمی اور یادنی اور غیب دانی غیر کیواسطے نہونیکا جو انکا
کرتا ہے وہ بہی فراموش کر گیا اور کہنے لگا کہ غوث الاعظم رح و خواجہ بہاؤ الدین رح کو معلوم تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ
ہے اب منصفین غور فرماوین کہ اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ تنازع ہو جو ان دونون بزرگون مین ہوا اور کوئی
دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل کا قبول کر لیا اور ان تینون طریق علم کا فقدان بیان جاری کر کے جیسے کہ مولف
کے قولکو ساقط کرنا اپنی زعم مین جانا یہاں کیون ساقط کیا اور یہ پس گنگوہی نے کسطرح حکم کیا کہ اون دونون صاحبونکو
یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور معلوم ہونا بہی علم سے ماخوذ ہے اور علم کے تین طریق بیان کئے تھے انکو انسا
طریق حاصل تہا جو انکو معلوم ہوتا گنگوہی نے قبول کر لیا اور یہ معلوم انکو کسطرح ہو گیا گنگوہی اونکو غیب دان جانتا ہے کہ
انکو بعد مرنیکے یہ معلوم ہو گیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور اسکی کثرت سے مرید ہونگے آنحضرت صلعم کو مجلس میلاد کی خبر ہوجانیکے
بارہ مین کہین عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہے اور کہین بحر الرائق کی عبارت و آیت عندہ مفاتح الغیب اور حدیث
لا ادری لا یفعل لیے اور قول شیخ عبد الحق کہ مجھکو دیوار پیچھے کی بہی خبر نہین اور یہان چونکہ مولوی اسمعیل نے یہ لکھ دیا
کہ ان دونونمین تنازع ہوا تو انکی حقمین یہ کوئی دلیل اس گنگوہی کو یاد نہ آئی اور سابق اعتراض کرکے انکی غیب دانی بیان
کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور انکی مرید بکثرت ہونگے یہ ایمان گنگوہی کا ہے کہ آنحضرت صلعم
کی غیب دانی اسقدر بہی بعد وفات کی نہ قبول کرے کہ آنحضرت کو مجلس میلاد شریف کی خبر ہوجاتی ہے اور اسکے قائلین کے حق
مین ایسے ادلہ مذکورہ بالا بیان کر کے کافر مشرک بتادی اور خود مولوی اسمعیل کے قولکو درست بجانا انکو غیب دانی حضرت
غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین رح کی بیان کرے اس سے واضح ہے کہ اس گنگوہی و دیگر وہابیہ کے نزدیک نعوذ باللہ منہا آنحضرت
صلعم کی شان غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین و اسمعیل سے بہی کم ہے ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہیے اپنے مرشد و استاد کے
قول کے درست کیواسطے سب کچھ مقبول ہوجاتا ہے اور کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہین سوجہتا اور آنحضرت صلعم
کی عظمت و علم ازالہ کیواسطے بہت ساری ادلہ جہوٹی بنائی ہوئی پیش کیجاتی ہین اور اپنے پیر و مرشد مولوی اسمعیل کے
قولکی بنانیکے واسطے اون تمام ادلہ سے منہ موڑ لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگونکا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
اس فانی سے انکو خبر غیب زمانہ آیندہ کی بہی معلوم ہوجانا مانلیا جاتا ہے پس مولوی اسمعیل کا قول کسطرح غلط لغو
گنگوہی کے نزدیک نہونا چاہیے اگرچہ تمام نصوص کے خلاف ہو کے اور انکو زبردستی مخالف النصوص کے بناتا ہے اور منافقت

عقائد اہل سنت وجماعت کی قرار دیتا ہی اور مولوی اسمعیل کے بارہ مین خود مخالف کتب عقائد وحدیث نبویکی
ہی تاہم سب اس گنگوہی کے نزدیک درست ہی فتوے میلاد مین بدلیل آیت ان اولیاؤہ الا المتقون
گنگوہی کہتا ہی مولوی اسمعیل کے حق مین کہ (مولوی صاحب مخدوم ولی ہو گئے ہین) اور کہتا کہ بحسب مخوای حدیث من قاتل
فی سبیل اللہ فواق ناقتہ وجبت لہ الجنۃ کے وہ شہید جنتی ٹھیرے اور کہتا ہی جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے
ساتھ رہی اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہی اور ولی اور شہید ہے انتہی اس سے واضح ولائح ہی اہل عقل
والضاف پر کہ مولوی اسمعیل پر یہ گنگوہی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہی بلکہ قطعی جنتی ہونیکی اور شہادت دیتا ہی اور یہ مولوی اسمعیل
اونلوگون مین سے نہین کہ جنکا نام لیکر آنحضرت صلعم جنتی فرمایا ہی اور کتب عقائد مین اہل سنت وجماعت لکہتے ہین کہ نہ شہادت
جنت کی کسی شخص معین کے حق مین ہم نہین دیتے ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بہی موجود ہی عبارت یہ ہی و لا نشہد بالجنۃ
والنار لاحد بعینہ انتہی اور حدیث متفق علیہ مین ہی کہ ابی بکر راوی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من کان
منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا یعنی تم مین کوئی
کسی کی مدح کرنا ضروری چاہتا ہی تو چاہئے کہ اسطرح مدح کرے کہ مجہکو گمان ہی کہ فلان شخص ایسا ہے اور اللہ تعالی حقیقت
حال و بھید کو جانتا ہی اور حساب لینے والہ اور جزا دینوالا اوسکے فعل کا ہی اور یہ مدح جب ہی کہ مدح کرنیوالا ایسا ہی لینے
گمان مین اُسکو جانتا ہووے اور خدا تعالی پر کسی کا تزکیہ نکرے و تعریف وحکم اسطرح نہ کرے کہ وہ فلان ایسا ہی
یقینا ہی جیسے کہ اوسکی مدح کرتا ہی او تعیین کسی کی نکرے یعنے احتیاط کرے تعریف کرنیمین اور کہوے مین گمان
کرتا ہون کہ وہ ایسا ہی اور اللہ اعلم ہے اور جزما و یقینا نکہوے کہ وہ ایسا ہی تاکہ حکم خدا تعالی پر نہو اور شیخ عبد الحق دہلوی نے
اس حدیث کی تحت مین بہی لکہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے اور دیگر احادیث سے بہی ایسا ہی مضمون ثابت ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم کے روبرو دوسرے شخص کو مؤمن کہا تہا تو آپنے تعلیم مسلمان کہنیکے فرمائی کہ اللہ تعالی سے علم ہی کو
ایمان جو دل سے متعلق ہے اسکو خدا ہی جانتا ہی اور اسلام جو ظاہری انقیاد ہے وہ دوسرے لوگ جانتے ہین مسلمان کہنے
مسلمان کہنی کی اجازت دی و مؤمن کہنے سے گویا منع فرمایا آنحضرت صلعم نے اسیطرح عثمان بن مظعون صحابی رسول
اللہ صلعم کے جو کبار مہاجرین مین سے ہین موت کے بعد مدینہ منورہ مین مہاجرین مین سے سب سے اول ان ہی صحابی
نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلعم نے بعد موت اونکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو آپ کے ڈالین اپنی چشم مبارک سے اور انکے روبرو
آنحضرت صلعم نے انکو بقیع مین دفن کیا اور عنایات بہت کی ایک عورت اسوقت موجود تہی اس نے کہا کہ ای ابن مظعون
تیرے لیئے جنت طیار ہو جیو تیری عاقبت بخیر ہے آنحضرت صلعم نے اس عورت کو توبیخ و زجر فرمایا یہ مضمون مشکوۃ کی حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم تحت مین شیخ عبد الحق نے بہی لکہا ہی اور حضرت عائشہ رضہ نے ایک بچہ کے حق مین جنتی ہونا فرمایا

تبہا تو آنحضرت صلعم نے زجر و توبیخ فرمائی پس بخوبی واضح و لائح ہی کہ سوای اون صحابہ رضہ کے جنکی نام لیکر آنحضرت صلعم نے
جنتی فرمایا ذکر عشرہ مبشرہ کو حسنین رضو فاطمہ رضہ ہین یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن وحدیث اونکی جنتی ہونے پر دال ہو دوسرے
کسی معین شخص کو جنتی جزما کہدینا اور شہادت جنت کی دینا احادیث نبویہ و عقائد اہل سنت وجماعت کی خلاف ہی پس
مذہب گنگوہی کا مخالف عقائد اہل سنت وجماعت کی و مخالف احادیث نبویہ صلعم کے ہوا ان وہابیہ کا قاعدہ ہی کہ اپنے مرشدون کے
حق مین سب کچہہ درست بتالیتے ہین اور اپنے اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن وحدیث و اہل سنت وجماعت ہون تو غلط غلط
معانی قرآن و احادیث کی قرار دیکر انکو ثابت کرتے ہین اور صحیح اقوال اہل سنت وجماعت و احادیث و اجماع سے منہہ موڑتے ہین
دیکہو گنگوہی کا ہی شاگرد ابرہیم نام محمد حسین فقیر بنتی کا بیٹا العبد تالیف فتوی میلاد کے جسمین گنگوہی نے مولوی اسمعیل کو جزما
و قطعا جنتی لکہا ہی اپنے جریدہ ابراہیم مین ایک صاحب کے رد مین کہ اونہون خاتمہ بالخیر شہیدی کے حق مین کہدیا تہا باوجودیکہ
اونکی مراد اس سے یہہ ہے کہ خاتمہ شہید کی کا احتمال خیر ہو ایہی حدیث ابن عثمان ابن مظعون کے قصہ کے پیش کر کے خاتمہ بالخیر
علم غیب بتاتا ہی اور ان صاحب پر اعتراض اس علم غیب کا کرتا ہی لکن گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی
جنتی کہدینے سے یہہ نہ کہا کہ یہہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہی اور جب عثمان بن مظعون کے حق مین جو جلیل القدر صحابی مہاجرین
مین سے تہے جنتی کہنا اوس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسمعیل تو کچہہ نسبت انسے نہین رکہتی ہین یہ کسطرح آنحضرت صلعم
کو پسند آویگا اور ایسا کسی وہابی نے گنگوہی کو اسلئے نکہا ہوگا کہ وہابی لوگ انکے واسطے سب کچہہ کہدینا درست جانتے ہین اور
ایسی احادیث و اقوال اہل سنت وجماعت اپنے اور مرشدون کے حق مین حجت نہین جانتے ہین ایسے ایمان پر افسوس ہے اب اسکا حال
معلوم کرنا چاہی کہ آیت ان اولیاؤہ الا المتقون سے مولوی اسمعیل کو ولی بتاتا ہی پس سمجہنا چاہی کہ اولا ثبوت اس امر کی کہ مولوی
اسمعیل متقی اور مخالف شرع نتہے ضرور نہ جسطرح وہابیہ انکو متقی کہتے دوسرے لوگ اونکو مخالف آیات و احادیث نبویہ و اجماع کے
بتاتے ہین چنانچہ وہ امکان کذب باریتعالی کے قائل تہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ مخالف آیات قرآنیہ و اجماع سلف و خلف
کے ہے کوئی بہی امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہے اور یہہ بہی معلوم ہوچکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بتاتا ہی شرعا درست
نہین ہے اور تقلید شخصی کے منکر تہے یہہ بہی مخالف اجماع کے ہے پس ایسے شخص کو کون متقی کہیگا گنگوہی کو انکی کہی تو دوسروں
کو کہنا حجت نہین ہے پس اول تو متقی ہونا متفق علیہ نہین اور گنگوہی کے قول سے متقی ہونا ثابت نہین ہوسکتا ہی دوسری بالفرض
والتقدیر متقی ہونا جو تم لوگ معلوم کر سکتے ہو تو باعتبار ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کر سکتے ہو اور اعمال ظاہریہ جو ہماری
نظروں مین اچہے معلوم ہوتی ہین اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالی کے نزدیک یہہ مقبول ہین اور اچہے ہین اور موجب دخول
جنت ہین ہان ہماری نظروں مین اچہے معلوم ہوتے ہین اور اچہے ہونگے گمان ہمکو ہی اور فقط ہماری نظروں مین اچہا ہونا
خدا تعالی کے نزدیک اعمال اس امر کا مقتضی نہین کہ وہ شخص متقی اللہ تعالی کے علم مین بہی ہوجاوے اور یہہ ظاہر ہی کہ

ادنی عقل والے پر بہی اس آیت مین جو متقی مراد ہے تو وہی ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے نہ فقط ہماری نظرون و گمانون مین اور ولی ہونا بہی اس آیت سے اوسہی متقی کا ثابت ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے اور وہ اُسکو متقی جانے اور مولوی اسمعیل کا متقی ہونا اونکی اعمال جنسے تمہاری نظرون مین اُجہرمین متقی ہونا اونکا علم الہی مین معلوم نہین ہو سکتا ہے پس ولی ہونا اونکا ثابت نہوا اور اس آیت کا وہ مصداق نہوا اور حدیث جہاد کا بہی یہی جواب ہے جہاد مراد ہے کہ خدا تعالی کے نزدیک مقبول ہووے اور خدا تعالی کے نزدیک مقبول ہونا ہماری نظرون مین جہاد ہونے سے لازم نہین آتا ہے پس اونکے جہاد کا موجب دخول جنت ہونا بہی نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ موقوف ہے مقبولیت پر خدا تعالی کے نزدیک اور وہ معلوم نہین ہے اگر ایسے ظاہر اعمال موجب دخول جنت ہو جاوین اور اللہ تعالی کے نزدیک اونکا مقبول ہونا ضرور نہین ہے تو چاہیے کہ منافقین کے اعمال بہی موجب دخول جنت ہو جاوین اور بطلان اوسکا قطعًا ثابت ہے پس ظاہری اعمال کا موجب دخول جنت ہونیکا بطلان ثابت ہے پس بخوبی واضح ہوا کہ اس آیت و حدیث سے مولوی اسمعیل کا خدا تعالی کے نزدیک متقی و ولی ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور ممنوعات شرعیہ ایسی نہین کہ وہ خدا تعالی کے نزدیک اچھی ہو وین نعوذ باللہ من ذلک اور بظاہر بری ہو وین مثلاً شرک و زنا و چوری وغیرہا اسیطرح خدا تعالی کے نزدیک اچھی نہین ہو سکتی ہین پس جو اقوال و اعمال غیر مشروعہ مولوی اسمعیل یا کسی دوسرے کے ہو وین تو وہ غیر مشروعہ عند اللہ ہین اور کذب باریتعالی کا امکان کسیطرح درست خدا تعالی کے نزدیک نہین ہو سکتا ہے علی ہذا القیاس دیگر مسائل مولوی اسمعیل و دوسرے وہابیہ کی اب وہ حدیث ہم نقل کرتے ہین جس سے ثابت ہو جاوے کہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جہاد اوس نے کیا ہوگا اور ایک نے علم پڑہا ہوگا اور ایک نے فی سبیل اللہ مال صرف کیا ہوگا یہ اعمال اونکے مقبول نہونگے ہر ایک دوزخ مین ڈالدیا جاویگا چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب العلم مین بروایت ابی ہریرہ رضہ کے ہے قال قال رسول اللہ ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ فعرفہ نعمہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرء القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن فقال کذبت ولکنک تعلمت العلم لیقال عالم وقرأت القرآن لیقال ہو قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ہو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم انتہی پس اس حدیث سے واضح ہے کہ فقط اعمال کرنا کافی دخول جنت کیواسطے نہین ہین اخلاص و نیت صالح ہونا بہی ضرور ہے اس کا علم خدا کو ہوتا ہے نہ کسی دوسرے کو گنگوہی و دیگر وہابیہ مولوی اسمعیل کے حال کا علم جانے کا ادعا کرینگے تو یہی ادعا علم غیب ہے جسکا بطلان قرآن و حدیث سے گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہے اور جب اونکا نہ معلوم ہوا تو ثبت

صالحہ جو عمل قلبی ہے معلوم ہوا پس تقوی و جہاد مولوی اسمٰعیل کے ہرگز موجب دخول جنت یقیناً و قطعاً نہیں ہے اور
آیت و حدیث اس پر ہرگز دال نہیں اور گنگوہی نے شہادت جنتی ہونیکی یقیناً و جزماً مولوی اسمٰعیل کے حق میں دیکر مخالفت
عقائد و احادیث نبویہ صلعم کے کی ہے اور مولوی اسمٰعیل کے مقابلہ میں عقائد و احادیث کی مخالفت کا کچھ خیال نکیا یہ کیا ایمان
وہابیکا ہے اور دیکھو آنحضرت صلعم کی روحانیت کی بارہ میں کشف و الہام و منام کا اعتبار نکرنا اور خود کے حق میں ان تمام امور
کا اعتبار کرنا ان وہابیہ کو درست چنانچہ کشف الہام کا حال تو معلوم ہو چکا ہے اب منام کا سنئے کہ یہ گنگوہی صفحہ ۲۶ براہین
میں کہتا کہ ایک صالح فخر عالم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئی تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام
کہانسے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا
معلوم ہوا انتہی دیکھو یہاں اس گنگوہی نے واسطے ثبوت رتبہ مدرسہ کی بمقابلہ مولف انوار اس خواب کے دلیل رتبہ مدرسہ کی گردانا ہے
اور معلوم ماخوذ علم سے ہے اور علم کی فقط تین طریق بیان کر چکا ہے عقل و حواس و خبر رسول اور یہ منام کسی میں سے نہیں اور
علم کا ثبوت منام سے کرتا ہے اور رتبہ مدرسہ کا معلوم ہونا اس منام سے بتاتا ہے منصفین کو ان وہابیکی ہٹ دہرمی پر غور کرنا چاہئے
کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کی حضور کے بارہ میں تو منام کا کسطرحکا اعتبار نہو اور روایات فقہا ردی کر کے ساکت و ثبوت کیا جاوے اور قول علماء
صلحاء اس بارہ میں مٹایا جاوے اور مدرسہ کا رتبہ منام سے معلوم کرایا جاوے یہاں مدرسہ کا رتبہ معلوم ہونیکے واسطے دلیل بمقابلہ خصم
بنجاوے اور پہر آنحضرت صلعم کو اردو آجانا بسبب علماء دیوبند ہووے علماء دیوبند کا اسقدر رتبہ عالی قرار دیا جاوے کہ آنحضرت صلعم
کو انکی موافقت و اتباع بلا ضرورت کرنا پڑے اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و مولوی اسحٰق وغیرہ علماء کبار انسے پہلی ہو چکے اردو
وان ہے معاملہ آنحضرت صلعم ہوا اور اردو نہ آئی اور ان علماء کے معاملہ پڑنے سے اردو آگئی یا ان اکابر سے معاملہ ہی آنحضرت
کا نہوا بہر صورت ان اکابر سے بھی آجکل کے علماء دیوبند کا رتبہ بہت بڑا ثابت ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ وہابیہ نعوذ
باللہ من ذلک شاگرد علماء دیوبند کا بھی بتا دیوین اگر خوف کفریات صریحہ کا نہووے بہائی تو بنائی چکے ہیں پر انسان ادنیٰ کا
بھی ایسے ایمان پر افسوس ہے پر اہل انصاف ذی شعور پر واضح لائح ہے کہ محفل ذکر آنحضرت صلعم سے انکو عناد و دشمنی بلکہ خود آنحضرت
صلعم سے دشمنی نہوتے تو آنحضرت صلعم کے تو یہ ایسا کیون کہ اپنی خواہش نفسی کی اثبات کیواسطے کشف الہام و منام کیون دلیل جانتے
اور آنحضرت صلعم امور محفل کے بارہ میں انکو کیون بے اعتبار قرار دیتے اور خود و غائب وان نہیں اور آنحضرت صلعم کی فائدہ دانی کا
انکار کرین چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اور سنو صفحہ ۲۰ میں یہ گنگوہی کہتا ہے عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے اور صفحہ ۲۴ میں اگر
بعلم استقلالی فخر عالم کی ندا و خطاب ہے تو شرک ہے اور جو بدون اس عقیدہ کے ہے تو عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی
عقیدہ علم مستقل کا ہے اور صفحہ ۲۰ میں اگر اسیطرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود میں جانکر دست بستہ کھڑا ہو کا
جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اور صفحہ ۲۶ میں ہے مگر چونکہ مجمع میں جہال و سفہا اور اہل بدعت کہ تمام اولیا تک کی نسبت

اونکا عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونیکا ہو موجود ہوتی ہین تو بصورت ندا و خطاب ہی اونکی عقائد کا
فساد اور انکی بدعت و شرکت کی تائید ہوتی ہی تو درصورتیکہ یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے الخ اور اسی قسم سے گنگوہی کی نسبت
سے کلمات مین کہین کہین گستاخی عوام کی قلوب سے طرح طرح کہین صلحا کی محفل میلاد مصر و روم و شام وغیرہ مین کہین کہین ہے بیشک
بلاد اسلام محفل مین شامل ہونے والے فساق مخالف شرع کے ہوتے ہین کہین ہی تمام صلحا نہین ہوتے پس یہ تمام قول
گنگوہی کا ادعاء غیب دانی پر دال ہین سلئے ان تمام اقوال لوگونکی عقائد کی خبر دینا واضح و لائح ہے اور عقیدہ دلین پوشیدہ
ہوا کرتا ہی اسکو وہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالے ہی جانتا ہی جب یہ گنگوہی انکا عقیدہ وامر قلبی بتاتا ہی تو
بلاشبہ یہ ادعاء غیب دانی ہے گو زبان سے انکار اپنی ادعاء غیب دانی کا یہ گنگوہی کرے لکن اسے خوب ادعاء واضح ہی پس
خود کے حق مین ادعاء غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلعم کے غیب دانی کا انکار کرنا اور آیت عندہ مفاتح الغیب نحو یا وحدیث
لا ادری مثل اینکا اور عبارات عقائد و فقہ پیش کرنا دلالت اسکی پیچ کرتا ہی کہ ان احادیث و آیات و عبارات یہ گنگوہی و دیگر وہابیہ
خود کے حق مین قابل محبت نہین جانتے ہین اور خود آنحضرت صلعم غیب مین زیادہ جانتے ہین پس ایسے ایمان پر افسوس ہے
اور بڑی بے انصافی اس فرقہ کی یہ ہے کہ اول ندا و خطاب آنحضرت صلعم کا انکار محض تہا اور یہ لغویات و ذلیلات
گذاری جاتی کہ ندا و خطاب حاضر کے ہی واسطے ہوتا ہی اور غیر حاضر کو کرنا شرک اور گنگوہی فتوے میلاد مین بالتصریح لکہتا
کہ آنحضرت صلعم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگا تو کفر ہے اب مولف انوار نے جب براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ شرعیہ سے تحقیقی
والزامی جواب دیا اور گنگوہی کے مقتدا اونکا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ثابت اونکے اشعار سے تو اب یہ ہٹ دہرمی ہے
و ارتکاب فعل شنیع ہی کہ مسلمانون پر بہتان لگاتا ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو عالم علم بالذات کا جانتے ہین اور آنحضرت صلعم کی
علم استقلالی کے قائل ہین یعنے آنحضرت صلعم کو عموم مسلمین یہ جانتے ہین کہ بدون علم دینے خدا تعالے کے آنحضرت صلعم
ہماری ندا و خطاب کو جانتے اس بہتان عظیم کا کیا ٹھکانا یہ تو ادنے عقل والا بھی تسلیم نہین کر سکتا ہی کہ کوئی اہل اسلام عام
و خاص یہ عقیدہ رکہتا ہووے کہ آنحضرت صلعم کو بدون علم دینے خدا تعالے کے علم ندا و خطاب کا حاصل ہو جاتا ہی یہ یقیناً
بہتان ہے اور طرفہ یہ ہی کہ گنگوہی یہ عقیدہ انکا ہونا یقیناً بیان کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲۲ سے اوپر مذکور ہوا قول گنگوہی کا کہ
یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے ایسے بیحیائی و بے شرمی کا کیا ٹھکانا کہ سو جانیت آنحضرت صلعم کی حضور کے بارہ مین طریق
علم مین بنا کر انکار کرتا ہے اور عقائد پر اطلاع ہونا اس طریق سے ثابت نہین ہوتی بدون ان طریق یقین ہو جانا بیان
کرتا ہی ایسے جاہل بجہل مرکب کا کیا علاج ہی ایسے بہتان اپنی طرف سے لگا کر مسلمین کو کافر بنانا اس گنگوہی کے نزدیک
جائز ہے تو مولوی اسمعیل نے جو امکان کذب باریتعالی اور بہائی ہونا آنحضرت صلعم کا بیان کیا وہان اور گنگوہی وغیرہ جو انکار
محفل میلاد کرتے ہین تو وہان بہی کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مولوی اسمعیل نے امکان وقوعی کذب مراد لیا ہی اور بہائی کہنے مین انکا

عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نعوذ باللہ مِن ذٰلک دوسرے لوگون کے رتبہ مین برابر ہین اور میلاد شریف کے محفل کا انکا
اسلئے ہے اور ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو اسلئے منع کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ مین اچھا نہین جانتے ہین اور جو
انکے مقتداؤن مولوی قاسم وغیرہ نے جا بجا اشعار ندائیہ وخطابیہ کہے ہین وہ بہی علم بالذات کے عقیدہ سے کہے ہین پس جسطرح
ایمان عوام کا گنگوہی بتاتا ہے اور کافر و مشرک انکو ٹہراتا ہے وہی حال ایمان ان وہابیہ اور انکے پیشواؤن کا ہوا اور جو جوابات
یہ گنگوہی انکو لکھے ہین آپکو اور اپنے مقتداؤنکو کفر و شرک سے بچانیکو دیگا وہی جوابات ہماری طرف جانا چاہئے اور انکے حق مین وہ
آیات و احادیث پیش کریگا جنسے ایسی بدگمانی مسلمانونکے حق مین جائز نہین ہے اور وہ عبارات فقہا پیش کریگا جن سے
ظاھر ہے کہ ایک کم سو احتمال کفر کے ہوویں اور ایک احتمال ایمان کا ہووے تو مفتی کو ایمانکی احتمال پر قول کو محمول
کرکے مسلمان کہنا چاہئے اور اُن ایک کم سو احتمال کیطرف التفات کرکے فتوے کفر نہ دینا چاہئے تو ہماری طرف سے ایسے ہی
آیات و احادیث و عبارات جاننا چاہئے اور گنگوہی اسپنے برادر اپنے مقتداؤن پر یہ بہتان قرار دیوے کہ وہ آنحضرت صلعم
کو برا جانتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم بالذات کے عقیدہ سے یہ اشعار ندائیہ وخطابیہ کہے ہین تو اسی طرح ہماری طرف
سے خیال کرے کہ گنگوہی نے عوام مسلمین پر بہتان عقائد مذکورہ کا لگایا ہے الغرض جو جوابات گنگوہی دیگا ویسے ہم
سے ہو سکتے ہین پس یا تو دونون کو کافر و مشرک ہونا قبول کرنا پڑیگا گنگوہی کو یا دونونکو مسلمان ماننا پڑیگا اور ان عقاید کی نسبت
عوام کیطرف کرتے ہین بہتان لگانا گنگوہی کا ثابت ہوگا اور یہ ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہوگا اور کفر و شرک بنانا
گنگوہی کا باطل ہوگا اور مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہوگا اور جسطرح اپنے مقتداؤنکی اشعار کو نکو جنمین ندا و خطاب ہین شوقیہ
بتاتا ہے اسیطرح یہ بہی شوقیہ ہین اور انکار اسکا مکابرہ صرف ہے ورصورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم بہی مولوی قاسم وغیرہ کے اشعار
مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرینگے الغرض یہ تمام تقریر گنگوہی کی لغو و لچر ہے اور ہذیان صرف ہے اب حال آیت عندہٗ
مفاتح الغیب جس سے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ گنگوہی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہئے جلالین اونے طالب علم بہی
پڑہ لیتا ہے اوسمین بہی موجود ہے کہ اس غیب سے مراد اس آیت مین جسکو سوائے خدا تعالے کوئی نہین جانتا ہے وہ
پانچ چیزین ہین جو قولہ تعالی عندہٗ علم الساعۃ الایہ مین مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہٗ مفاتح الغیب خزائنہ
او الطرق الموصلۃ الی علمہ لا یعلمہا الا ھو وھی الخمسۃ التی فی قولہ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الایتکما
رواہ البخاری انتہی اور مشکوۃ کے کتاب الصلوۃ باب فی التمات مین بہی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مفاتح
الغیب پانچ ہین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتح الغیب خمس ثم قرأ ان
اللہ عندہٗ علم الساعۃ الایۃ کما رواہ البخاری انتہی پس گنگوہی کا مبلغ علم جلالین و مشکوۃ دانی تک بہی
نہین پہونچا ہے جو معلوم ہو جاتا کہ اس غیب سے اشیا خمسہ مخصوصہ مراد ہین محفل میلاد شریف وغیرہ سوائے ان اشیاء

کہی ہے اوس کے علم کی نفی اس سے نہیں ہوسکتی ہے اور عموم مراد اس آیت میں ہئین یا گنگوہی کا مبلغ علم یہانتک پہونچا ہو وے لکن تعصباً و عناداً حق پوشیدہ کر کے غیر مراد خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر معانی آیت کو محمول کر کے مفسر بالرائے ہوا ہے اور مستحق عذاب نار کا بنا ہے اور ادنے عقل والا منصف بھی جانتا ہے کہ اگر اس قسم کی آیات غیب خاص پر محمول ہونگی اور بدون تخصیص عام قرار دیجاویگین تو انکو حجت بناکر امور آخرت و جنت و دوزخ وغیرہ کے حالات و دیگر اخبار غیوب کے جو آنحضرت صلعم نے دی ہین اونکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا درہم و برہم ہوجاویگا اور جب آیات اپنی کلیت عموم پر نہین ہین جیسا کہ یہ امر واقعی و نفس الامری تو کبری دلیل کا یہ نہین واقع ہوسکتے ہین اوس طرح دلیل گنگوہی کی کہ محفل میلاد کی خبر آنحضرت صلعم کو مثلاً ہوجانا یہ خبر غیب کی اور ہر خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہے پس یہ خبر محفل میلاد شریف کی بھی مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہے اور جب مخصوص خدا تعالے کے ہوئے تو آنحضرت صلعم کو یہ نہین ہوتی ہے ہرگز نہین بن سکتی ہے اسواسطے ہر خبر غیب مخصوص ساتہ خدا تعالی کے ہو یہ کلیہ مسلم نہین ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلعم کو بہی خبر امور امور آخرت وغیرہ خدا تعالی کیطرف سے حاصل ہے پس مخصوص ساتھ خدا تعالی کی ہر خبر غیب نہوئی اس قسم کے آیات سے استدلال گنگوہی وغیرہ وہابیہ کا باطل ہے یہی جواب حدیث انا لا ادری کا ہے کہ اس سے عموم مراد ہونا کہ خبر محفل و ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو بہی یہ حدیث شامل ممنوع ہے مایفعل بی ولا بکم جو اس عدم علم کا مفعول ہے قطعاً اوس سے یہ خبر میلاد و ندا و خطاب خارج ہے پس ذکر اسکا اسمحل مین بیمحل ہے اور بطور دلالت اولے کو مساوات کی شمول بھی ممنوع ہے دوسری یہ کہ اس عورت نے عثمان بن مظعون کی جنتی ہونیکی جزماً خبر دی آنحضرت صلعم کے حضور مین تو اس کلام سے اسکو سوء ادبی ہے کہ حضور مین آنحضرت صلعم کے حکم جزئی غیب کا دیا آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنے یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم سے معنے حقیقی اسکی مراد نہین ہین یا یہ مراد اگر مجملاً معلوم ہو لکن تفصیلاً حالات کو خدا تعالی جانتا ہے یا یہ کہ ورود اس حدیث کا قبل نزول آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی اول عاقبت مین ابہام تہا بعد اسکے یقیناً بالتفصیل خبر عافیت معلوم ہوئی شیخ عبد الحق دہلوی نے اسہی حدیث کی تحت مین یہ فرمایا ہے جو راقم نے بیان کیا ہے پس اس سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ غیب کی خبر کوئی بہی آنحضرت صلعم کو معلوم نہین پس مدعی گنگوہی کا بالکل اس سے بہی حاصل نہین ہے مختصر ابن ابی جمرہ مین کہ وہ مختصر بخاری کا یہ حدیث ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلعم قال مفاتح الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ لا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت الا اللہ ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ اس سے پانچ چیز مخصوص مراد ہین اسکے تحت مین حاشیہ علامہ فاضل محمد شنوانی رحمہ مطبوعہ مصر کی صفحہ ۳۲ مین ہے تحت قولہ لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ کی کہ یہ حصر بہ نسبت عام کی نہ خاص کے

اسلئے کہ وارد ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم کو خدا تعالیٰ نے دنیا سے اوسوقت خارج کیا کہ کل شیئے پر اطلاع دیدی عبارت یہ ہے
وهذا الحصر ينافي ان بعض الاولياء علم الكشف واجيب بان هذا الحصر بالنسبة للعامة لا الى خاصة
وقد ورد ان الله لم يخرج النبي صلعم من الدنيا حتى اطلعه على كل شيئي اور اسکے تحت میں ولا يعلم
متى تقوم الساعة الا الله کہا ہے کہ ان پانچ چیز کا علم لدنی ذاتی بلا واسطہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو نہیں ہے
پس انکا علم اس صفت سے خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے لیکن بواسطہ اسکا ہونا مخصوص خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے عبارت
یہ ہے قال بعض المفسرين لا يعلم هذه الخمس علما لدنيا ذاتيا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
مما اختص الله به واما بواسطة فلا يختص به تعالى اس سے واضح ہے کہ ہر طرح سے ان اشیاء خمسہ کا علم ہی مخصوص
خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے اور یہ حصر بہ نسبت عام کے ہے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلعم پر اس طرح سے
بکلیتہا جہالت صرفہ ہے اور بحر الرائق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکھا ہے کہ گواہی خدا تعالیٰ و رسول صلعم کے سے نکاح
کرے تو کافر ہو جاتا ہے اب اوسکا حال سنو در مختار میں ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر
والله اعلم انتہی اسمیں خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلعم کی شہادت سے نکاح کرنا ناجائز کہا ہے اور یہ کہ کافر ہو جاتا ہے اسکو
ساتھ صیغہ تمریض کے بیان کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کافر ہونیکا قول ضعیف ہے اور اس قول ضعیف یعنی کافر ہو جانیکی
وجہ یہ گذاری ہے کہ شہادت خدا و رسول کے ساتھ نکاح کرنیوالے نے حرام کو حلال کیا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے سوای گواہوں
جنس آدمی کے دوسرے کی شہادت سے نکاح حلال نہیں کیا ہے اور اس شخص نے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بھی گذاری ہے کہ آنحضرت صلعم کو اوسنے عالم الغیب جانا اسوجہ کو علما نے
رد کیا کہ اس سے کافر نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ بعض چیزیں آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کیجاتی ہیں آپ
بعض غیوب کو پہچانتے ہیں اور اس بعض غیوب دانی پر آیت عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی
من رسول کو حجت قرار دیا ہے چنانچہ قیل یکفر کی تحت میں طحطاوی نے لکھا ہے لعل وجهه انه حلل ما حرم الله
لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف وفي شرح
الملتقى لانه ادعى ان الرسول يعلم الغيب قال سيجئ زاد نقلا عن التاتارخانية لا يكفر لان بعض الاشياء
تعرض على روحه صلى الله عليه وسلم فيعرف بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا
يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه انتہی اور رد المحتار میں بھی تاتارخانیہ و حجت سے
نقل کیا کہ ملتقط میں ہے کہ کافر نہیں ہوتا ہے اسلئے کہ اشیاء آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کئے جاتے ہیں اور اسکے
بعض غیوب جانتے ہیں اور کتب عقائد میں ہے کہ کرامات اولیاء سے ہے کہ اونکو اطلاع بعض غیوب پر ہو جاتی ہے عبارت رد المحتار

کی یہ ہے قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلعم عالم الغيب قال في التاتارخانية وفي الحجة ذكر
في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم وان الرسل يعرفون
بعض الغيب قال تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه قلت
بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على
المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها بان المراد الاظهار بلا واسطة والمراد من الرسول
الملك اي لا يظهر على غيبه بلا واسطة الا الملك اما النبي والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك
اوغيره وقد بسطت الكلام على هذه المسئلة في رسالتنا المسماة سل الحسام الهندي لنصرة
سيدنا خالد النقشبندي فراجعها فان فيها فوائد نفيسة والله تعالى اعلم انتهى پس شہادت خدا
تعالی ور رسول اللہ صلعم کی سے نکاح کرنے سے کافر ہونیکا مسئلہ ضعیف کیطرف لفظ قیل سے صاحب درمختار نے بھی
اشارہ کردیا ہے اور طحطاوی و تاتارخانیہ اور حجت و ملتقط و ردالمحتار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہیں ہوتا ہے اور ان
مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول و اولیاء غیوب کو جانتے ہیں اور دلیل ان علماء کے آیت قرآنی عالم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ الایہ ہے پس غیوب دانی انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام علماء اہل سنت وجماعت مصنفین کتب عقائد
وغیرہم فقہاء کے ثابت ہے اور شہادت خدا تعالی و رسول کو کافر ہوجانیکا مسئلہ ضعیف و غیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوہی
حق پوش نے اپنا عقیدہ فاسدہ کی ثبوت کیواسطے مسئلہ حق و معتبر علماء محققین کو پوشیدہ کیا اور ضعیف لکھکر جہلاء
و سفہاء کو دہوکہ دینا چاہا اور اختلاف محققین کو ذکر بھی نکیا تاکہ ناواقف لوگ بھی دہوکہ کہاویں کہ متفق و قوی مسئلہ ہے کہ
شہادت کے ساتھ نکاح کرے تو کافر ہوجاتا ہے مسلمانوں کو کافر بنانے میں یہ وہابیہ بڑے کوشش کرتے ہیں اور اسقدر بھی اس
ناواقف و حق پوش نے خیال نکیا کہ مسئلہ ضعیف کے موافق حکم و فتوے دینا جہل و خرق اجماع ہے ان الحکم والفتیا بالقول
المرجوح جہل وخرق للاجماع درمختار میں موجود ہے پس مخالف اجماع کے یہ گنگوہی اس فتوی دینے کے ساتھ قول
مرجوح کے ہوا جو حرام ہے پس اسمیں بھی مرتکب حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیوب انبیاء و اولیاء کے مخالف آیت قرآنیہ
دلیل محققین مذکورہ بالا کی ہے اور نص کے مقابلہ میں کسیکا قول کسطرح مقبول ہووے اور یہ خود گنگوہی محفل میلاد شریف کو بارہ میں
باوجودیکہ وہ مخالف و مقابل نص بھی نہیں ہے فقط جھوٹا حیلہ وہابیہ کرکے مقابل النص بتاکر کہتا ہے کہ کروڑوں علماء کا قول بھی
مقبول نہیں ہے اور صد ہزار ہوں تو مقبول نہیں ہے اور فقط فاکہانی کے انکار سے تمام جہان کا قول باطل ہوجاتا محفل کے
جواز کے بارہ میں بتایا ہے اور یہاں سب ہی اقوال سے انحراف کرکے باوجود مخالفت و انکار علماء محققین کے کفر کا قائل ہوا ہے اور
انکار غیوب دانی کا کرتا ہے یہ وہی بات ہے کہ وہابیہ اپنے واسطے عقائد و اعمال میں صرف اپنی زبان کو حجت جانتے ہیں اور سوائے نفسانی کو

اپنے معبود مانتے ہیں قران وحدیث واقوال علماء سے انکو کام نہیں رہتا ہے ورنہ کفر ایسے محل مین ایسا ہے کہ جن
امور غیر واقعہ سے انکار محض کا گنگوہی کرتا ہے وہ واقعہ اس محل مین ہین یعنی مقابلہ ومخالفت نص یہان علما بیان کر
رہے ہین اور کفر مذکور انکار کر رہے ہین پس گنگوہی عدم ثبوت کفر مذکور کیون نہین تسلیم کرتا اور کیون غیب دانی کو نہین مانتا
ہان اسلیئے نہین مانتا اگرچہ اولہ شرعیہ موجود ہین کہ اوسکی عقیدہ ومعبود کے کہ ہوائی النفس ہے تو موافق نہین ہے اور اتنی بہی
خبر نہین ہے کہ ایسے معاملہ مین امام ابن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر مجتہدین کا اعتبار نہین ہے چنانچہ فتح القدیر کے
کتاب البغاۃ مین ہے نعم یقع فی کلام اہل المذاہب تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم المجتہدون
بل غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی اور بحر وغیرہ کی حوالہ شہادت مذکورہ کافر ہونا تو نقل کر دیا اور صاحب بحر جو یہ کہا ہے
کہ جبتک یہ کلام قائل محل حسن پر محمول ہو سکے یا اوسکی کفر مین اختلاف ہووے اگرچہ عدم کفر کے روایت ضعیف ہووے تو اوسکی کفر کا
فتوی نہ دینا چاہئے اور کہا کہ اکثر الفاظ تکفیر مذکورہ پر فتوی نہ دیا جاوے اور مین نے اپنے نفس پر یہ لازم کر لیا کہ ایسے ایسے امور
پر فتوی کفر نہ دونگا چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بحر کی نقل کی ہے اوسمین سے نقل کیجاتی ہے والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر
مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فعلی ہذا فاکثر الفاظ
التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منہا اہ کلام البحر ملخصا
انتہی پس جب صاحب بحر کے نزدیک کفر مختلف مین اگرچہ روایت ضعیف ہی ہووے فتوی دینا درست نہین ہے اور شہادت مذکورہ
کا حال معلوم ہوا کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہین تو صاحب بحر کے نزدیک اس شہادت کی سبب سے کفر کا فتوی دینا وکافر بنانا درست
نہین اس گنگوہی نے اپنی عقیدہ فاسدہ کی سبب سے تمام امور سے اعراض کر کے کفر کا قول لکہنا شروع کر دیا تاکہ عوام سفہا مسلمانوں کو
کافر جانین ایسے دغابازی دین مین کرنا ایسے لوگون کا کام ہے جنکو دین کی کچہہ پرواہ نہین ہے باب المرتدین مین علامہ شامی کہتے ہین
کہ دعوی علم غیب مستند ہووے کسی طرف کسی سبب کے جو اللہ تعالی کے جانب سے ہے خواہ صراحۃ مستند ہووے یا دلالۃ مانند وحی والہام
کی یا طرف علامت عادیہ کہ خدا تعالی وہ علامت ٹہرادی ہووے تو وہ دعوی علم غیب کفر سے مستثنی ہے صاحب ہدایہ کتاب مختارات
النوازل علم نجوم کی قسمین فرماتے ہین ایک حسابی جو آیت والشمس والقمر بحسبان سے معلوم ہے کہ سیر شمس وقمر کے ساتھہ حساب کی ہے
دوسری استدلالی کہ سیر نجوم وحرکت افلاک حوادث پر بقضاء وقدرہ تعالی ہی یہ بہی جائز ہے مانند استدلال طبیب کے ہے ساتہ نبض
کی صحت ومرض پر ہان اگر یہ اعتقاد رکہو کہ غیب کو مین خود جانتا ہون بدون کسی سبب وامارت کی تو کفر ہے یا قضاء الہی کا معتقد
نہووے انہین سیر وحرکت فاعل حقیقی جانین تو کفر ہے قلت حاصلہ ان دعوی علم الغیب معارضۃ لنص القران
فیکفر بہا الا اذا سند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام وکذا لو اسند
الی امارۃ عادیۃ بجعل تعالی قال صاحب الہدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فہو فی نفسہ

حسن غیر مذموم اذھو قسمان حسابی وانحق وقد نطق بہ الکتاب قال تعالی والشمس والقمر
بحسبان ای سیرھما بحساب واستدلال سیر النجوم وحرکۃ الافلاک علی الحوادث بقضاء اللہ
تعالی وقدرہ وھو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحۃ والمرض لو لم یعتقد بقضاء اللہ
وادعی الغیب بنفسہ یکفر ولو تمام تحقیق المقام یطلب من رسالتنا سل الحسام الھندی انتہی اس سے
واضح ہے کہ بلا استناد کی ایسے سبب کے طرف وہ خدا تعالی کے جانب سے ہے اس اعتقاد سے کہ بالقضاء وقدر الٰہی کے نہیں
یا ایسے اعتقاد کے ساتھ بذات خود غیب کو جانتا ہے تو کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر میں تحت اس آیت کی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
کی فرماتے ہیں علی غیبہ صیغہ عموم کا نہیں ہے جسکے یہ معنی ہوویں کہ کسی غیب کی خدا تعالی سوای رسول کے کسی کے اطلاع نہیں دیتا ہے
اسکی مقتضی حمل کرنیکے واسطے اسقدر کافی ہے کہ ایک غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور اوس غیب مبہم محمول وقت وقوع پر کرتے
ہیں اور رسول کو استثنا اس عدم اظہار کرنا اسطرح صحیح ہے کہ وقت قریب قیامت قیامت سے رسول یعنے ملک فرشتہ پر
اس کا اظہار ہوگا یوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا قرانکی آیت ہے بلاشک ملائکہ اسوقت میں اقامت قیامت کو جانتے
اور ضرور یقین کرنا چاہئے اس آیت سے مراد اللہ تعالی یہ ہرگز نہیں ہے کہ سوائی رسول دوسرے کو کسی غیب کی خدا تعالی اطلاع نہیں دیتا
اور اس مراد ہونیکو چند وجہیں ہیں اول یہ ہے کہ اخبار قریب متواتر سے ثابت ہے کہ شق اور سطیح دو کاہن تھے کہ انحضرت صلعم کے ظہور کے
قبل زمانہ آنحضرت صلعم کی خبریں دیا کرتے تھے اسلئے میں دونوں عرب میں مشہور تھے کسریٰ بادشاہ پارس آنحضرت صلعم کی خبر
معلوم کرنیکے لئے اون دونونکی طرف رجوع کی تھی پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی غیر رسول کو بھی کبھی غیب پر اطلاع دیتا
ہے اور دوسری وجہ یہ ہے تمام اہل ملل وادیان متفق اس پر ہیں کہ علم التعبیر صحیح ہے اور معبر زمانہ آیندہ میں واقعہ ہونیوالی خبر دیتا ہے
اور اسمیں صادق ہوتا ہے تیسری یہ کہ ایک عورت کاہنہ تھی اسکو سلطان سنجر بن ملک شاہ بغداد سے خراسان کو لیگیا اور
اس سے احوال زمانہ آیندہ کو دریافت کیا اس نے چند چیزیں ذکر کیں چلیا اسنے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور مصنف کی کتاب یعنی فخر الدین رازی کہتا ہے کہ میں نے
محققین علم کلام وعلم حکمت کو دیکھا کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ اس عورت نے چند چیزوں غائبانہ کی خبر دی تفصیل سے وہ اسکے کہنے موافق ہی ہوئیں اور ابو البرکات
اپنی کتاب معتبر میں اس عورت کو بیان کیے حال میں لکھا کہ تیس برس تک میں اسکی حال تلاش کی یہانتک کہ مجھکو یقین ہوگیا کہ وہ اخبار غیب کی مطابق واقعہ کرتی تھی
اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں اصحاب الہامات صادقہ کو اور یہ اطلاع اللہ تعالی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ساحروں میں بھی ایسا شخص پایا جاتا ہے کہ اسکو خبر
سچی معلوم ہوجاتی ہے اور انسانکو ہم دیکھتے ہیں کہ الہام غیب کا اسکو ہوتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے اسکی خبر وظن اگرچہ اکثر کذب ہوتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں احکام نجومیہ
کبھی موافق ومطابق ہوتے ہیں اگر بحث سے جھوٹی بھی ہوتے ہیں جب یہ مشاہد ومحسوس ہوا تو کہنا کہ قرآن دلالت اسکے خلاف کرتا ہے یعنے قرآن
اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیب کی خبر سوا رسول کے کسی کو نہیں ہوتی ہے تو یہ دلالت قرآنکی خلاف مشاہدہ واحساس کے ہوگی جو موجب طعن کا

ہوگا قرآن شریف کے حق مین اور یہ باطل ہے پس تاویل صحیح وہی ہے کہ غیب سے مراد غیب خاص ہے جو وقت اقامت قیامت
کا ہے دوسرا غیب مراد نہین ہے اس محل مین یہ حاصل ہے قول امام رازی کا عبارت اونکی تفسیر کبیر مین یہ ہے تحت آیت
مذکورہ کے قال صاحب الکشاف وفی ہذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الکرامات الیہم وان
کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب
وفیہا ایضاً ابطال الکہانۃ والسحر والتنجیم لان اصحابہا ابعد شیٔ من الارتضاء وادخل فی السخط
قال الواحدی وفی ہذا دلیل علی ان من ادعی ان النجوم تدلہ علی مایکون من حیاۃ وموت وغیر
ذلک فقد کفر بما فی القرآن واعلم ان الواحدی یجوز الکرامات وان یلہم اللہ اولیاء وقوع بعض الوقائع
فی المستقبل ونسبۃ الآیۃ الی الصورتین واحدۃ فان جعل الآیۃ دالۃ علی المنع من احکام النجوم فینبغی
ان یجعلہا دالۃ علی المنع من الکرامات علی ماقالہ صاحب الکشاف وان زعم انہا لاتدل علی المنع
من الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فینبغی ان لایجعلہا دالۃ علی المنع من الدلائل النجومیۃ فاما الحکم بدلالتہا
علی الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فمجرد التشہی وعندی ان الآیۃ لادلالۃ فیہا علی شیٔ مما قالوہ
والذی ندل علیہ ان قولہ علی غیبہ لیس فیہ صیغۃ عموم فیکفی فی العمل بمقتضاہ ان لایظہر تعالی
خلقہ علی غیب واحد من غیوبہ فنحملہ علی وقت وقوع القیامۃ فیکون المراد من الآیۃ انہ تعالی لایظہر
ہذا الغیب لاحد فلایبقی فی الآیۃ دلالۃ علی انہ لایظہر شیئا من الغیوب لاحد والذی یؤکد ہذا
التاویل انہ تعالی انما ذکر ہذہ الآیۃ عقیب قولہ ان ادری اقریب ماتوعدون ام یجعل لہ
ربی امدا یعنی لاادری وقت وقوع القیامۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلایظہر علی غیبہ احدا ای وقت
وقوع القیامۃ من الغیب الذی لایظہرہ اللہ لاحد وبالجملۃ فقولہ علی غیبہ لفظ مفرد مضاف
فیکفی فی العمل بہ حملہ علی غیب واحد فاما العموم فلیس فی اللفظ دلالۃ علیہ فان قیل فاذا
حملتم ذلک علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انہ لایظہر ہذا الغیب لاحد من رسلہ
قلنا بل یظہرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ وکیف لا وقد قال ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ
تنزیلا ولاشک ان الملائکۃ یعلمون فی ذلک الوقت قیام القیامۃ وایضاً یحتمل ان یکون ہذا الاستثناء
منقطعا کانہ قال عالم الغیب فلایظہر علی غیبہ المخصوص وہو قیام القیامۃ احدا ثم قال بعدہ لکن
من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ حفظۃ یحفظونہ من شر مردۃ
الانس والجن لانہ تعالی انما ذکر ہذا الکلام جوابا لسؤال من سالہ عن وقت وقوع القیامۃ علی سبیل

الاستهزاء به والاستحقار لدينه ومقالته واعلم انه لابد من القطع بانه ليس مراد الله من هذه الآية
ان لا يطلع احدا على شيء من المغيبات الا الرسل والذي يدل عليه وجوه احدها انه ثبت
بالاخبار القريبة من التواتر ان شقا وسطيحا كانا كاهنين يخبران بظهور نبينا محمد صلى الله عليه
وسلم قبل زمان ظهوره وكانا في العرب مشهورين بهذا النوع من العلم حتى رجع اليهما كسرى في تعرف
اخبار رسولنا محمد صلى الله عليه وسلم فثبت ان الله تعالى قد يطلع غير الرسل على شيء من الغيب
وثانيها ان جميع ارباب الملل والاديان مطبقون على صحة علم التعبير وان المعبر قد يخبر عن وقوع
الوقائع الآتية في المستقبل ويكون صادقا فيه وثالثها ان الكاهنة البغدادية التي نقلها السلطان
سنجر بن ملك شاه من بغداد الى خراسان وسالها عن الاحوال الآتية في المستقبل فذكرت اشياء
ثم انها وقعت على وفق كلامها قال مصنف الكتاب ختم الله له بالحسنى وانا قد رأيت اناسا محققين
في علوم الكلام والحكمة حكوا عنها انها اخبرت عن الاشياء الغائبة اخبارا على سبيل التفصيل وجاءت
تلك الوقائع على وفق خبرها وبالغ ابو البركات في كتاب المعتبر في شرح حالها وقال لقد تفحصت عن
حالها مدة ثلاثين سنة حتى تيقنت انها كانت تخبر عن المغيبات اخبارا مطابقا ورابعها انا
نشاهد في اصحاب الالهامات الصادقة وليس هذا مختصا بالاولياء بل قد يوجد في السحرة ايضا
من يكون كذلك ونرى الانسان الذي يكون النهم الغيب على درجة طالعه يكون كذلك في
كثير من اخباره وان كان قد يكذب ايضا في اكثر تلك الاخبار ونرى الاحكام النجومية قد تكون
مطابقة موافقة للامور وان كانوا قد يكذبون في كثير منها واذا كان ذلك مشاهدا محسوسا
فالقول بان القرآن يدل على خلافه مما يجر الطعن الى القرآن وذلك باطل فعلمنا ان التاويل
الصحيح ما ذكرناه والله اعلم انتهى دیکھو علماء محققین تو سوائے رسول مانند نجومی و ساحر وغیرہم کے
حق میں قائل ہیں کہ اونکو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبر ہوجاتی ہے اور یہ امر مشاہد و محسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ
قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خبر غیب کی نہیں ہوتی ہے تو خلاف احساس و بداہت ہوگا اور طعن قرآن
پر لازم آویگا کہ بداہت کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلیے اس قسم کی آیات کو محققین غیب خاص پر محمول کرتے
ہیں اور یہ گنگوہی معتزلہ سے بھی بدعت میں زیادہ ہے کہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی ہے وہ بھی رسول کے حق میں خبر غیب
پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گنگوہی رسول کے حق میں بھی قبول نہیں کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے محققین کا حال تو معلوم
ہوا کہ وہ رسل و اولیاء وغیرہم کے حق میں بھی قبول کرتے ہیں اور اس قسم کی آیات جو بظاہر مانع ہیں اطلاع خبر غیب کے

تو انکو منصب مخصوص پیر محمول کرتے ہیں تاکہ مشاہد و محسوس کے بدیہی ہو خلاف ہو کر طعن قرآن پر لازم نہ آوے اور شاہ ولی اللہ
صاحب اپنی در ثمین میں اپنے والد کے زمانہ میں آنحضرت صلعم کا تشریف لانا ملک پنجاب میں جلسہ قرآن خوانی میں اور حاضرین جلسہ کا
آنحضرت صلعم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا لکھتے ہیں پہلے سے قبل جلسہ کے آپکو خبر ہوئی تو آپ کی تشریف آوری کسطرح ہوئی اور
مجالس خیر میں تشریف اب نہیں لاتے ہیں تو پھر تشریف لانا جو شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کسطرح صحیح ہوا اور شاہ ولی اللہ
صاحب اوسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ایک رات کو میں بھوکا تھا ایک شخص منہ دودھ لا کر مجھکو پلایا آنحضرت صلعم کی روحانیت نے
اشارہ مجھکو کیا کہ اوس شخص کے دل میں میں نے یہ ڈالا تھا کہ دودھ لیجا کر پلا اگر روحانیت آنحضرت صلعم کو خبر نہیں ہوئی ہے
اور غیب دانی آنحضرت صلعم خدا تعالیٰ کیطرف سے حاصل نہیں ہوئی تو شاہ ولی اللہ کی امر باطنی بھوک کسطرح جانلیا
آنحضرت صلعم نے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے معتقد اکو بھی گنگوہی جھوٹا بتاوے اور شفا قاضی عیاض و شرح شفا ملا علی قاری
میں ایک باب غیوب دانی آنحضرت صلعم منعقد کیا ہوا ہے شفا و شرح کو دیکھکر ناواقف کو چاہئے کہ اپنی تسلی کر لے بیان اوسکا ذکر کرنا
تطویل اس رسالہ مختصر کی ہے پس غیوب دانی آنحضرت صلعم ثابت ہے اور آنحضرت صلعم کا مجالس خیر میں آنا روایات صحیح سے جو مولف
انوار نے ذکر کئے ہیں واضح ہے اور در ثمین سے بھی لائح ہے پس آنحضرت صلعم کی عادت حاضر ہونیکی مجالس خیر میں معلوم ہوئی اور خاص
مجالس میلاد شریف میں بھی آنا قول مفتی مکہ شریف و برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی سے معلوم ہوا تو ظن غالب حضور آنحضرت صلعم کا
کی روحانیت کا حاصل ہوا اور ایسے محل میں ظن کافی ہے پس انکار سفاہت و جہالت ہے اور یہ کہنا کہ عقائد میں جو ادلہ قطعیہ یقینیہ کا چاہئے
اعتبار نہیں جیسا جا بجا گنگوہی عوام کو دھوکہ دیتا چلا آتا ہے پس جاننا چاہئے کہ باب عقائد میں جو ادلہ قطعیہ چاہئی تو ضروریات کی
اور امر قطعی کی جسکے انکار سے کافر ہو جاتا ہے ثبوت واسطے ادلہ قطعیہ ہونا ضرور ہے اور جو امر قطعی نہیں ہے اسکی ثبوت کیواسطے قطعی ہونا
ضرور نہیں ہے اور نہ یہ ہے کہ جو امر قطعی نہیں ہے تو اوسکا اعتبار کرنا جائز نہیں ہے اور انکار کرنا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز ہے دیکھو
معراج آنحضرت صلعم کی بیت المقدس سے ساتوین آسمان و جنت وغیرہ تک دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے اور باوجود عدم
ثبوت کی دلیل قطعی کے معراج مذکور کا اعتبار کیا جاتا ہے اور انکار اسکا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز نہیں ہے بلکہ اسکا منکر
مبتدع قرار دیا جاتا ہے یہ مسئلہ مشہور و معروف ہے فی شرح العقائد النسفیہ فالاسراء وھو من المسجد الحرام الی بیت
المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشہور ومن السماء الی الجنۃ او الی
العرش او غیر ذلک آحاد انتہی وقال علی القاری وفی کتاب الخلاصۃ من انکر المعراج ینظر ان انکر
الاسراء من مکۃ الی بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر وذلک لان الاسراء
من الحرم الی الحرم ثابت بالآیۃ وھی قطعیۃ الدلالۃ والمعراج من البیت المقدس الی السماء ثبت بالسنۃ
وھی ظنیۃ الدلالۃ انتہی اس سے ثابت ہے کہ معراج جنت و عرش وغیرہ کی طرف احاد و ظنیۃ الدلالۃ سے ثابت ہے اور اسکی انکار

کافر نہیں ہوتا ہے فقہ اکبر میں ہے فمن ردہ فہو ضال مبتدع انتہی پس ثابت ہوا کہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہو اُسکا اعتبار
نہیں ہے اور اسپر انکار کو مبنی کرتا ہے ساقط ہے ورنہ معراج جنت و عرش وغیرہ تک کو بارہ مین خبر احاد و ظنیۃ الدلالۃ کا
اعتبار نکرنا اور جنت و عرش وغیرہ تک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور مبتدع و ضال ہونا ظاہر ہوگا
ہاں کوئی عقیدہ و عمل جو دلیل قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور کسی دلیل ظنیۃ الدلالۃ و احاد سے اس عقیدہ و عمل کے خلاف ثابت
ہووے تو اُسوقت وہ دلیل ظنی الدلالۃ و احاد بمقابلہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور ساقط قرار دیجاوے اور جو اس سے ثابت ہوگا اوسکا
انکار کیا جاویگا اسلئے کہ اوس سے رفع لازم آتا ہے قطعی الثبوت کا اور یہ نہیں ہے کہ بدون مقابلہ و مناقضہ قطعی کے بھی عقائد مین
دلیل ظنی و احاد کا اعتبار کسیطرح کا نکیا جاوے اور اسکے موافق ظن نہ رکھا جاوے اور اس سے جو ثابت ہووے اسکا انکار کیا جاوے یہ تو بعینہ
البطلان ہے کہ باوجود قیام دلیل ظنی اوسکے موافق ظن نہ رکھا جاوے اور بدون دلیل کے اُسکے مخالف کا یقین یا ظن کیا جاوے
ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح کی جو باطل ہے اور کیا معنی ہین ایسی سفاہت و حماقت وہابیہ مین ہی ہے اور دیکھو مولوی قاسم نے اثر عبد اللہ
بن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم الخ کو حجت اس امر کی قرار دی ہے کہ جیسے محمد دوسری طبقات زمین سوائے آنحضرت صلعم کے تھی
اور وہ بھی نبی تھے اور یہ اعتقاد کہ محمد ہر طبقہ زمین جائینگا اس سے ثابت کیا اور اس اثر مین تاویل کرنے والوں کو فرقہ بدعیہ مین شمار
کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبیین مین تمام امت کے خلاف تاویل کے باوجودیکہ قاعدہ یہ ہے کہ تعارض کیوقت ما بین حدیث احاد و آیت
قرآنی کے حدیث مین تاویل کرنا چاہیے تو اسوقت گنگوہی یا دوسرے کسی وہابیہ نے یہ نکہا کہ ایسے اثر سے عقیدہ ثابت نہین ہوتا ہے اور باب عقائد
مین یہ مقبول نہین ہے خصوصاً وقت مناقضت کے اُس عقیدہ سے جو موافق قرآن و اجماع کے ہے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام امور کو فراموش
کر لیا اور مولوی قاسم چونکہ اوسکے مقتدا اونمین سے تھے انکو ایسا جو آیا یا اور ایسے ادلہ پیش نکین اور یہان جو وہ ادلہ بمقابلہ مولف انوار
در بارہ امور مجلس میلاد شریف پاتے ہوئین یہ وہی بات ہے کہ خود کے حق مین کوئی دلیل شرعی نہین قرار دیجاتی ہے اور خود جو کچھ کرین
اگرچہ فسق و کفر و بدعت سب درست ہوجاتا ہے ایسے لوگون کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے جو دوسرونکے واسطے ادلہ پیش کرین وہ نہین اور ادلہ
کو پیش کرنیکا محل انکے اعمال و عقائد ہین تو اون ادلہ سے اعتراض کرین ایسے ایسے واہیات و مزخرفات اس فرقہ کی بہت
مسئلہ جالیتی ہین جو چاہتے دلیل بنالیتے ہین جس دلیل کو چاہا مانا جسکو چاہا نہ مانا مولف انوار ساطعہ نے یہ اعتراض وہابیہ کی طرف کا
ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہے اسلئے کہ لیشمین [illegible] کپڑے والے اور داڑھی منڈے لوگ آتے ہین پھر مولف نے جواب
کہ یہ سبب عدم مشروعیت مجلس کا ہی تو لازم آتا ہے کہ عیدگاہ و نکاح مین بھی ایسے لوگ آتے ہین وہ مجالس بھی غیر مشروع ہونا چاہیے اور وہان شریک
ہونا درست نہووے تو گنگوہی کو دیکھو صفحہ ۶۸ مین کبھی تو ایسے لوگونکی مدارات کرنیکی کے ساتھ طعن کرتا ہے اور کبھی جواب مین
مولف انوار کے کہتا ہے کہ ایسے لباس سے صلوات خمسہ و عیدین مین آوے تو تو نہی عن المنکر فرض ہے اور قدرت نہو تو اونکو یعنی صلوات
کو ترک نکرنا چاہیے کیونکہ یہ فرض و واجب ہین اور نکاح مین ایسے امور ہون تو شریک ہونا حرام ہے اور ایسونکو طلب کرکے شریک

کرنا حرام ہے اور آیت فلا تقعد بعد الذکری اور حدیث لا یاکل طعامک الا تقی ذکر کی اور عبارت شرح منیۃ المصلی و ان کان مع
الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر و تمنع و ان لم تنزجر لا یترک اتباع الجنازۃ انتہی اور عبارت در مختار کی نقل کی و لا یترک
اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہ من البدعۃ و لا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا للبدعۃ
فیہا للفارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا و لا کذلک الولیمۃ پس یہ فرض کفایہ ہے
نہی کرنا واجب ہے نکیر یگا عاصی ہوگا یہی حال جواب عیدین کا ہے اور امر مستحب میں شرک کرنا اسکا ضرور ہے جیسا کہ ضیافت کا حال
لکھا گیا **اقول** و باللہ التوفیق شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ باب امر بالمعروف کے فصل اول کے دوسری حدیث کی تحت میں فرماتے ہیں کہ
در لغت مداہنت و مدارات بیک آمدہ است اما در شرع رخصتی در مدارات آمدہ و مذموم نیست بلکہ در بعضی مواضع مستحسن است
و فرق میان مدارات و مداہنت چنان کنند کہ مدارات آنچہ بجہت ضبط دین و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع ظلم ظالمان بسازند
و مداہنت آنچہ برائی حفظ النفس و طلب دنیا و جلب منافع از مردم و بی باکی در دین بکنند انتہی خلاصہ یہ ہوا کہ ضبط دین اور نگہبانی وقت کی
پریشانی سے اور دفع ظلم ظالموں کی غیر شرع لوگوں سے موافقت کرے اور مداہنت یہ ہے کہ حفاظت جان و طلب مال دنیا و منفعت
کی لوگوں سے اور بے باکی دین کے سبب سے موافقت کرے جب حال مدارات و مداہنت کا معلوم ہوا اور جواز رخصت مدارات ظاہر ہوئی
بلکہ بعضے مواضع میں مستحسن ہوئی تو گنگوہی کا مدارات پر طعن کرنا جہالت و سفاہت و سوء العقیدہ کے سبب سے ہے صفحہ ۲۴۵ رخصت پر عمل کرنے
والی کو محرم رخصت قرار دیا اور یہ حدیث رخصت کی محبوب ہونیکے بارہ میں بغیر سند ہونیکے کتاب کے قول علیہ السلام ان اللہ یحب
ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی عزائمہ اور مندوب و عدم عمل کو رخصت پر تعدی فی حدود اللہ قرار دیا اور مدارات
کی رخصت شرع سے ثابت ہے یہاں خود اسکے عمل کرنا موجب طعن گردانا اب مصداق حدیث و مرتکب تعدی حدود اللہ کا گنگوہی
کیوں نہوا ان گنگوہی کا ایمان قرآن حدیث پر نہوگا تو گنگوہی پر وہی دلیل اسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوگی اور مولف انوار نے
جو اعتراض کیا تھا مجالس نکاح و عیدین ہی ایسے لوگوں کی شرکت سے غیر مشروع ہونا چاہیے تو اسکے جواب میں یہ کہنا کہ صلوات
خمسہ و عیدین میں کبھی کوئی آوے تو نہی عن المنکر فرض ہے قدرت ہو تو انکو ترک نکرے کہ یہ فرض واجب ہیں منضمین غیر کے
کہ یہ جواب مولف کا کسطرح ہوا مولف انوار نے یہ کب کہا تھا کہ نہی نکرے میلاد شریف میں ایسے لوگ آوینگے اور نہی عن المنکر فرض
نہیں جو گنگوہی نہی کرنا اور نہی کا فرض ہونا بتاتا ہے سوال دیگر و جواب دیگر اتنی تمیز نہیں کہ مولف کا کیا اعتراض ہے اور اسکا
کیا جواب چاہیے اس کا تو جواب ہوتا کہ کسی دلیل شرعی ادلہ اربعہ سے یہ ثابت ہی کر دیتا کہ یہ مجالس مجامع با وجود ایسے لوگوں کے
شمول کے غیر مشروع نہیں ہوتے ہیں اور یہ تو ثابت کیا نہیں تو جواب مولف کا ہرگز نہوا اور جب ثابت نکیا اور ان مجامع کے جواز کا
ہی قائل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کہ یہ دلیل تمہاری ناقص ہے کہ تخلف مدلول کا اس سے اس مجامع میں لازم آیا لیس قابل
اعتبار کے نہیں اور مجلس میلاد شریف کا عدم جواز اس سے ثابت نہوا اور یہ جو کہا کہ ان امور یعنے صلوات خمسہ و عیدین و ترک نکرے کہ فرض

وواجب مین اس سے گنگوہی کو کیا نفع ہوا اور مولف کو کیا نقصان ہوا یہ کچھ دلیل اس امر کی نہوئی کہ محفل میلاد کو چھوڑ دے فرض کا
چھوڑنا اس امر کا مقتضی نہین کہ مستحب کو چھوڑ دیا جاوے تو اسوقت ثابت ہوتا کہ عدم ترک فرض ترک مستحب کا مقتضی ہوتا صرف ترک فرض
وواجب و ترک مستحب دونون کو ترک نہین کہتا ہم ایسے لوگون کے شمول سے اور نکاح مین ایسے لوگ شامل ہووین تو صرف قولہ تعالی فلا تقعد
الآیۃ وحدیث لا یاکل طعاما ط الحدیث کو حجت ٹہرا کے سراسر سفاہت ہے یہ دونون دلیل مخصوص نکاح کے حق مین بہی نہین ہین اور
نہ انمین عموم ایسا ہے کہ نکاح کو بہی شامل ہووین اگر عموم ہوگا تو صلوۃ خمسہ و عیدین و تراویح کو بہی یہ آیت وحدیث شامل ہو کر ان مجامع
مین شامل ہونا حرام کر دین اور ان مجامع مین شمول کی حرمت کے گنگوہی قائل نہین ہے پس عموم نہوا تو نکاح کو شامل ہونا نہ بطور خصوص کے
نہ بطور عموم کے ہے ان جن امور کو شامل ہونا بقیاس علما نے فرمایا ہے وہ مسلم ہے گنگوہی کی ایسا نہ گنگوہی کے حق مین حجت شرعیہ ہے نہ کسی دوسرے کے
حق مین پس یہ گنگوہی باطل ہے اور یہ تحریم و تحلیل گنگوہی مانند تحلیل و تحریم احبار و رہبان کی ہے اپنی رائے سے اور عبارت شرح منیۃ
المصلی سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع جنازہ کو ترک نکرنا چاہئے اور نائحہ وصائحہ کو منع کرنا چاہئے یہی مدعی مولف انوار کا ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف مین
ایسے لوگ آجاوین تو انکو نصیحت دینی ایسے امور سے چاہئے نہ ترک مجلس میلاد شریف جیسے کہ اتباع جنازہ کہ مستحب ہے اوسکو ترک نچاہے بلکہ ایسے
امور سے منع کرنا چاہے یہ عبارت حجت مولف انوار کے ہے نہ گنگوہی کی اسقدر فہم کہان ہے کہ سمجہے کہ یہ کسکی حجت ہے اور عبارت رد المحتار سے بہی
مقصود گنگوہی حاصل نہین اور مولف انوار پر حجت نہین ہے اس عبارت رد المحتار مین اسقدر خیانت گنگوہی نے کی ہے کہ لفظ ولا کذا لک
الولیمۃ کے آخر سے اسقدر عبارت موجود مین یا کل حذف کر دی جس سے بخوبی واضح ہے کہ ہر شخص ترک نکرے ولیمہ کو باوجود غناء وغیرہ
کی کہ طعام کہانے باقی رہے اور نیز فقہا بہی تصریح فرماتے ہین کہ قدرت نہی نہو تو شخص مقتدی کو چلا آنا چاہئے کہ اوسکے بیٹہنے سے
شین و عیب دین کا ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنیکا حکم فرماتے ہین دیکہو در مختار مین ولا یقعد بل صبر ان لم یمکن ممن یقتدی بہ فان
کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد فان فیہ شین الدین اور یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے سے معلوم ہووے تو
مقتدی و غیر مقتدی کوئی حاضر نہووے تو علامہ شامی فرماتے ہین کہ اگر اس شخص سے لعب وغیرہ کو چہوڑ دین تو جاوے اور کتاب تبیین مین کہ
منکر موجود ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے اور وہ حدیث حضرت علی کی کہ آنحضرت صلعم کے دعوت انہون نے کی تہی تصاویر
دیکہکر آنحضرت صلعم لوٹ گئے تہے نقل کرکے فرماتے ہین کہ مفاد حدیث یہ ہے کہ بعد حضور رجوع کرے اور منکر کہ ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے
اس فرمانے علامہ سے واضح ہے کہ نفی لزوم اجابت کی ہے جانا حرام نہین معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا رجوع کرنا ثابت ہے کراہت و قبولیت
کی حرمت ثابت نہین رجوع کا جواز متیقن ہے کراہت و حرمت مین کلام ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنا اسیواسطے جائز ہے کہ اجابت دعوت
اقتران بدعت من غیرہ کو سبب سے متروک نہین ہوتی ہین مانند نماز جنازہ کی چنانچہ شامی مین بہی موجود ہے وہذا لان اجابۃ الدعوۃ
سنۃ لا یترک لما اقترن بہ البدعۃ من غیرہ کصلاۃ الجنازۃ واجبۃ الاقامۃ وان حضرتہا نیاحۃ ہذا
قاسہا علی الواجب لانہا قریبۃ منہ لورود الوعید بترکہا کفایۃ انتہی عدم ترک اقتران منکرات کے سبب سے مخصوص

سنت و واجب کیے ہی سا تھہ نہین ہے بلکہ مستحبات کا حال بہی ایسا ہی ہے کہ اقتران منکرات و مفاسد کے سبب سے متروک نہین ہوتے مین جملہ تحجے
زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین زیارت قبور مستحب است بالاتفاق انتہی اور علامہ بہی رد المحتار
کو زیارت قبور مین فرماتے ہین قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا انتہی اس کے چند سطور کے بعد فرماتے ہین قال ابن حجر
فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات و مفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک
لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن اہ وقلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع
الجنازۃ وان کان معہا نساء ونائحات تامل انتہی ان عبارات فقہا کا سے واضح ولائح ہے کہ سنت بلکہ ترک مستحب بہی اقتران بدعت
ومنکر و مفسدہ کے سبب سے نہین ہے چنانچہ نماز جنازہ و اتباع و ساتھ جانا جنازہ کا عورتین رونے والی اور اوسکے ہمراہ ہوویں تو ترک اوسکا نہین ہی اور
اور زیارت قبور جو مستحب و مندوب ہے وہان بہی منکرات و مفاسد مانند اختلاط نساء و رجال کے ہووے تو اوسکا بہی ترک نہین ہے ہان اگر
امور منع کرنا چاہئے اگر منع نکر سکے تو ان کے ترک کا حکم علما محققین نہین دیتے ہین اور ان قربات کو اقتران منکر و غیرہ کے سبب سے نہین ترک کرتے مین اور
ولیکن بہی مقتدی کیواسطے چلا آنا فرماتے ہین وہ شین فی الدین کے سبب سے اور ظاہر اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص مقتدی ہو کر ایسے محل مین بیٹہا اسکو
تو لوگ یہ جانینگے کہ پیٹ کو واسطے یہ ذلت اس نے اختیار کی اور دنیا کی لالچ سے یہ نا او ٹہا اور یہ چلا آنا ہر ایک کو واسطے نہین فرماتے ہین اور نہ یہ حکم
دیتے ہین کہ اس دعوت ولیمہ کو منع کرنا چاہئے جیسا کہ گنگوہی مجلس میلاد مین جانا اور جا کر و ہان سے اس سبب سے چلا آنا کہ وہان لباس غیر شرع
و وا ہی منشر ہو لوگ ہوتے ہین ہر ایک کے واسطے کہتا ہے پس اس عبارت سے ہرگز مقصود گنگوہی پر دلالت نہین ہے پس ترک مستحب کرنا اس
سبب مذکور سے ضرور ہونا اور ضیافت کا حال جو اس گنگوہی نے لکہا تہا سب کا معلوم ہوا کہ ضیافت کو ترک کا سب کو حکم نہین ہے اور یہ مستحب کا
کسی عبارت منقول سے ضرور معلوم ہوتا ہے فقط گنگوہی دہوکہ دیتا ہے بلکہ عبارت فقہا سے جو ہم نے نقل کی عدم ترک مستحب کا ان منکرات کے
سبب سے واضح ہے اور کذب گنگوہی کا واضح ہے **مولف** انوار نے بطور اعتراض کے ذکر کیا تہا کہ رات کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہے اور سامعین بیدار
رات گئی فارغ ہو کر سوتے ہین صبح کی نماز کو دیر ہو جاتی ہے کسی کو یا سو مین ایک نماز قضا ہو جاوے تو دلیل عدم مذمت محفل میلاد قرار دیتے ہین تہا
مولف انوار نے جواب مین کہا اور عدم تمامیت دلیل کی اسطرح بیان او تخلف دلیل کا مدلول سے اسطرح بنایا نکاح اہتمام اور سحری کہا کر
سو جانیمین بہی کبہی ایسا ہو جاتا ہے پس نکاح و سحری کو بہی حرام ہو جانا چاہئے گنگوہی نے پہر بیان عیب انی و کذب کو کام فرمایا چنانچہ صفحہ
مین کہتا ہے کہ بر خشک جو محافل تصنیف سیوطی مین شب کو ہوتی ہین تو صبح کی جماعت اکثر کیجاتی ہے اور بعض بعض کی نماز بہی قضا ہو جاتی ہے لہو
جس امر مندوب سے ایسا ہو وے تو اوسکا کرنا منع ہے اسکی دلیل بخاری سے وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا نقل کر کے قسطلانی کی عبارت
والسمر بعدہا قد یودی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر یضرب الناس علی ذلک
ویقول السمر اول اللیل ونوما آخرہ پہر کہا دیکہو کہ خدشہ فوت وقت مختار و تہجد مین حدیث صحیح سے مسامرۃ مکروہ ہے اور حضرت
عمر کا مارنا اس پر ثابت ہوا پہر شرح منیہ سے نقل کیا منہا ان فی الصلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفجر پہر کہا

جب ترک سنت اسفار سے یہ نماز مکروہ ہوئی محفل میلاد و لجب کے ترک مین تو حرام ہی ہونا چاہئے پہر کہا اگر اتمام شادی و نکاح مین
نماز با جماعت فوت ہووے تو وہ حرام ہے اور ایسا کام کرنا بہی حرام اگر سحر کے کہانیکے سبب سے جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سمجہ بہی حرام ہے قول
ملا علی قاری شرح مناسک سے نقل کیا ثم اعلم انہ قیل یشترط ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی وجہ المعہود فی
الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ یفوت بہ فرض آخر پہر اسی کتاب سے حوالہ نقل کی ویؤید الاول
ایضا ما قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ واخرجہا عن وقتہا الاجل فریضۃ الحج لا یجوز اجماعا وقد قال علماؤنا
فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی پہر کہا خدشۂ فوت ایک صلوۃ مین
حج بہی ساقط ہوتا ہے چہ جائیکہ سحور مستحب کا کہانا حلال یا نکاح کو سامان کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کے شرکت درست ہو چہ جائیکہ مولود
بدعت کی پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ گنگوہی قصبہ رامپور کے محافل کے حق مین
وشک کر یہ کہتا ہے کہ صبح کی جماعت اکثر اور بعض کے نماز بہی قضا ہو جاتی ہے الٹی گنگوہی نے یہ کسطرح جانا کہ جمیع محافل قصبہ مذکور کے ایسے ہین اور
یہ تفصیل کہ اکثر جماعت جاتی رہتی ہے اور بعض قضا بہی ہو جاتی ہے یہ گنگوہ مین رات کو خراٹے بہرتا ہے جسوقت محبان آنحضرت
صلعم کی محافل انوار و برکات سے فیضیاب ہوتے ہین اور اسکا شاگرد رشید جسکے نام پر یہ قاطعہ لکہی اسکی بڑی تعریف تقریظ مین
اینٹہ رہتا ہے پس یہ حال ان دونو کو کیونکر بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے باوجودیکہ یہ دونون وہان رہتے تب بہی محافل میلاد کے عناد
قلبی کے باعث وہان نہین جاتے ہین اور نہ تمام مساجد کی محافظت فجر کیوقت یہ دونون کر سکتے کہ کسی مسجد مین ان محافل
کے لوگ فجر کی نماز کیواسطے اکثر نہ پاتے ہون دیکہہ سکین اور انکے چیلون چانٹون مین سے ایسے محافل مین گہسنے پاتا ہے اور نہ وہ اہل محافل
انکی بد اعتقادیکی باعث انکے پاس جاتے ہین پس حال بالتفصیل انکو معلوم ہو جانا بعید ہے یا تو گنگوہی دعوی غیب کا کرتا ہے یا خلاف واقع
کہتا ہے پس بیشک یہ قول گنگوہی کا جہوٹ ہے اور ہو لف انوا کسی ایک کو دیر ہو جانا یا اسکی نماز قضا ہو جانا کہا تو اس سے یہ ثابت نہین
ہوتا ہے جو گنگوہی نے کہا ہے اور ایک دو سے ایسا ہو جاوے تو علی العموم تمام محافل کا یہ حکم عدم جواز کا دینا سراسر سفاہت و حماقت ہے لیلۃ
التعریس مین آنحضرت و تمام صحابہ رضہ کے تمام قضا ہوئی فجر کی تو اسکے سبب سے رات کا چلنا ممنوع و حرام نہوا اور کبہی ایسا ہو جانے سے یہ حکم عام
بلکہ خاص بہی آنحضرت صلعم نے نفرمایا اور رات کو چلنا کچہہ فرض و واجب و سنت موکدہ بہی نہین ہے اور بعد ہا کی فرضیت ماسکی مقتضی
نہین کہ رات کو بہی چلنا واجب یا سنت موکدہ ہو جاوے اور خندق کہودنے کے سبب سے چار نمازین آنحضرت صلعم کی مع صحابہ رضہ کے قضا تو
خندق کہودنا حرام نہوتا اور خندق کہودنا لوازم جہاد سے نہین ہے اگر مناسبات سے ہو لیس شاذ و نادر کوئی امر پایا جاوے تو اس پر
ترتیب حکم کا ہونا عقل و نقل سے ثابت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس امر مندوب ایسی علت کے سبب سے ممنوع و حرام
نہین ہو جاتا ہے اور یہ گنگوہی اپنی زبان سے بہی اس تحریم کا قائل ہے مانند رہبان کے کسی قصہ معتبر کے تصریح اسنا رہ مین پیش نہین
کر سکتا ہے اور حدیث بخاری و نقل قسطلانی یہ مدعی گنگوہی ہرگز حاصل نہین ہے یہ گنگوہی اپنی بے علمی و فساد عقیدہ کے باعث سے اس حدیث

وعبارت قسطلانی سے یہ سمجھا گیا ہے کہ مسامرہ کرنا بعد عشا کی امر خیر میں بھی جائز نہیں ہے اور حال آنکہ یہ غلط محض ہے بلکہ حدیث میں
باتیں و قصہ بیان کرنا بعد نماز عشا کے جو مکروہ ہے تو وہ مکروہ ہے جو امر خیر نہووے اور امر خیر اگر ہووے مانند قراءۃ قرآن و ذکر و حکایت صالحین
و فقہ یا مہمان کے ساتھ باتیں کرنا یا کوئی حاجت ہو تو مکروہ نہیں اگرچہ خوف فوت ہونے صبح کا ہووے نوم میں تفریط نہیں ہے بیداری میں
اس شخص پر تفریط جو نماز کو وقت سے خارج کر دے ہاں ظن غالب تفویت کا ہووے تو حلال نہیں ہے، قال رد المحتار قال الزیلعی
وانما کرہ الحدیث بعدها لانه ربما یؤدی الی اللغو او الی تفویت الصبح او قیام اللیل لمن له عادة به واذا کان لحاجة
مهمة فلا باس وكذا قراءة القرآن والذكر وحكايات الصالحين والفقه والحديث مع الضيف اه والمعنى فيه ان يكون
اختتام الصحيفة بالعبادة كما جعل ابتداءها بها ليمحى ما بينهما من الزلات ولذا اكره الكلام قبل صلوة الفجر و
تمامه في الامداد ويؤخذ من كلام الزيلعي انه لو كان لحاجة لا يكره وان خشي فوت الصبح لانه ليس في النوم تفريط
وانما التفريط على من اخرج الصلوة عن وقتها كما في حديث مسلم نعم لو غلب على ظنه تفويت الصبح لا يحل لانه
يكون تفريطا تامل انتهى اور امام عینی نے بھی شرح ہدایہ میں بھی فرماتے ہیں کہ باتیں و مسامرہ خیر کا بعد عشا کے علما نے جائز کہا ہے اور حدیث
بخاری و مسلم سے دلیل پکڑی ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد نماز عشا کے اپنی آخر حیات میں باتیں کیں اور حدیث ترمذی و نسائی سے
حجت پکڑی ہے کہ حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم حضرت ابی بکر رضہ کے ساتھ رات کو مسامرہ کرتے تھے تو میں ان کے ہمراہ تھا چنانچہ
عبارت یہ ہے وقد اجاز العلماء السمر بعد العشاء في الخير واستدلوا في ذلك بما اخرجه البخاري ومسلم عن سالم عن ابن
عمر رض قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة صلوة العشاء في آخر حياته فلما سلم قال ارأيتكم ليلتكم
هذه فان على راس مائة سنة لا يبقى ممن هو على ظهر الارض وروى الترمذي في الصلوة والنسائي في المناقب
عن ابراهيم عن علقمة عن عمر رضي الله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمر عند ابي بكر رض الليلة
في الامر من امر المسلمين وانا معهما انتهى اور امام ابن الہمام نے بھی فتح القدیر میں یہی لکھا ہے کہ علما نے بعد عشا مسامرہ
و حدیث خیر کو جائز کہا ہے اور وہ بھی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہے اور ترمذی کے حدیث کو حسن کہا ہے بھی
لکھا ہے اور اس قدر اور زیادہ لکھا ہے وروی الامام احمد عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سمر
بعد الصلوة يعني العشاء الآخرة الا لاحد رجلين مصل او مسافر وفي رواية او عروس حديث
من خاف لا يقوم رواه مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و عروس کا مستثنیٰ ہونا حدیث نبوی سے بھی واضح ہے
علمائے حنفیہ کے نزدیک مسامرہ کا مکروہ نہونا امر خیر و حاجت مصلحت وغیرہ میں تو معلوم ہو لیا اب شافعیہ کے علما سے بھی کچھ تھوڑا سا
نقل کیا جاتا ہے قال الامام النووي في شرح مسلم قال العلماء والمكروه من الحديث بعد العشاء هو ما كان في الامور التي لا
مصلحة فيها واما ما فيه مصلحة وخير فلا كراهة فيه وذلك كمدارسة العلم وحكايات الصالحين ومحادثة الضيف

والعروس للتأنيس ومحادثة الرجل اهله واولاده للملاطفة والحاجة ومحادثة المسافرين بحفظ متاعهم وانفسهم والحديث
في الاصلاح بين الناس والشفاعة اليهم في خير والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والارشاد الى مصلحة ونحو ذلك
فكل هذا لا كراهة فيه وقد جاءت احاديث صحيحة ببعضه والباقي في معناه وقد تقدم كثير منها في هذا الابواب
والباقي مشهور ثم كراهة الحديث بعد العشاء المراد بها بعد صلوة العشاء لا بعد دخول وقتها واتفق العلماء على
كراهة الحديث بعدها الا ما كان في خير كما ذكرناه انتهى اس سے واضح ہو کہ تمام علما متفق ہیں کہ خیر و مصلحت میں
کراہت نہیں علم کا درس و حکایات باتیں کرنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا ارشاد طرف مصلحت کے کرنا و مانند اسکے کچھ مکروہ
نہیں ہے پس مراد حدیث بخاری اور اس عبارت قسطلانی سے جو گنگوہی نے نقل کی ہے یہی ہو کہ مکروہ وہ ہو جسمین کوئی خیر و مصلحت
نہووے پس امر مندوب کے ممنوعیت کو جو گنگوہی کراہت سامرہ پر مبنی کیا تہا اُسکا بطلان بخوبی ظاہر ہو گیا اور جہالت و مخالفت اُسکی
مسئلہ متفق علیہا علما کی سے واضح ہو گئی اور حضرت عمر رضا کا مارنا بھی اُس حالت میں ہو کہ سامرہ خیر و مصلحت کا نہووے اور کلام امام سلیمی سے واضح
ہو گیا کہ خوف فوت نماز کا ہووے تب بھی مصلحت و خیر حاجت کا سامرہ مکروہ نہیں ہو اب یہ گنگوہی جو خدشہ فوت وقت مختار سے جو سامرہ
خیر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہو یہ نئی شریعت خلاف علماء دین کی اس نے بنائی ہے ہان اُس شخص کو ظن غالب تفویت نماز کا ہووے تو
حلال نہیں ہو مسامرہ اس سے یہ ثابت نہوا کہ تمام محافل ہی امنع ہو جاوین اور عبارت شرح منیہ صلوٰۃ رغائب کے بارہ میں جو ہو اُس سے
حجت اسپر لانا جہالت صرف ہو وہ مجموعہ مکروہات کا ہو وہ امر مندوب کہان ہو دوسرے کیون نہیں جائز ہے کہ اس صلوٰۃ کو عاملین نے
اپنے اوپر بھی لازم کیا ہووے کہ تعجیل صلوٰۃ میں عمدًا باوجود بیداری کی اُس وقت میں تاخیر کرتے ہوون اور دوسری وجوہ
کراہت و حرمت کی اسمین موجود ہین اسکی تائید اس سے بھی ہو سکتی ہو پس عبارت ہرگز حجت نہیں اور اس پر قیاس اسکا ہرگز صحیح
نہیں اور نکاح و شادی مین ایک دو کی نماز یا جماعت قضا ہو جاوے اور سحری کہا کر کوئی سو جاوے اگر غالب ظن بیداری کا ہووے وقت
نماز کے تو اُن نکاح و سحری کو حرام کہدینا جہالت صرف ہو آنحضرت صلعم نماز میں تفریط نہونا ایسی حالت میں اور نائم کا مرفوع القلم
فرماتے ہین اور یہ ناواقف نکاح و شادی و سحری کو حرام بتاتا ہو کہین آنحضرت صلعم کی سفر اُنکو جس میں آپ سو گئے تھے اور خندق
کہودنیکو جسمین آپکی چار نمازین قضا ہو گئی حرام بتا کر خارج الایمان بخوبی نہو جاوے اس تمیز پر یہ معاملہ کہان سے کہانتک پہونچا
ہو اور بالغرض سحری و نکاح و شادی کے سبب سے جسکی نماز یا جماعت قضا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اُسی شخص کو لازم
آئی کہ جسکی قضا ہوئی تمام محافل نکاح و تمام لوگونکی سحری تمام حرام نہو گئی اور مولف انوار تو اسی اعتراض وہابیہ کے جواب میں کہ
کسی شخص کی نماز و جماعت قضا ہو جانے سے عام محفل میلاد شریف کو مذموم و حرام بتاتے ہین یہ نقص ساتھ نکاح و سحری کے کرتا ہو
اب گنگوہی کے قول سے تو اسیقدر معلوم ہوتا ہو کہ نکاح و سحری کی باعث اُس شخص کے اوپر حرمت آتی ہو جسکی نماز قضا ہوئی یا
جماعت گئی اور عام سحور و انکحہ کے حرمت و مذمت کی تصریح گنگوہی نے نہیں کی پس یہ جواب مولف انوار کا نہوا ان عام نکاح و سحری کو

حرام کہتا تو یون حرام کہنا باطل وحرام بلکہ قریب کفر کے ہوتا لیکن جواب سے کچھ علاقہ ہوتا اب جواب سے کچھ علاقہ اسکو نہین ہے اور
شرح مناسک سے جو نقل کیا اُس سے سراسر جہالت وضلالت گنگوہی کی ظاہر ہے کیونکہ شرح مناسک کے اول عبارت سے یہ ثابت ہی
نہین کہ نماز کے ترک کا خدشہ ہووے تو حج کرنا حرام ہے بلکہ اُسکی عبارت مین تو یہ الفاظ موجود ہین اما علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ
اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ اور علم کے معنے اہل شرع یقین کے لیتے ہین خود یہ گنگوہی طریق علم ذکر کر لیا ہے جو حواس وعقل
وخبر صادق کی جگہ خبر رسول کہچکا ہے اور خبر سے مراد متواتر ہے یا آنحضرت صلعم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی ہووے اور یہ تینون موجب
یقین ہین پس علم سے مراد یقین ہے وہان بھی جس جگہ طریق علم کی بتائی ہین اور اگر یقین مراد نہووے بلکہ عام مراد ہووے کہ ظن و
اعتقاد جازم ممکن الزوال کو بھی شامل ہووے تو خبر واحد وتقلید مجتہد طریق علم ہین اور حصر تین مین باطل ہے یہی شرح عقائد
مین لکہا ہے عبارت یہ ہے واما خبر الواحد العدل وتقلید المجتہد فقد یفیدان الظن والاعتقاد الجازم
یقبل الزوال فکانہ اراد بالعلم ما یشملہا والا فلا وجہ لحصر الاسباب فی ثلثہ انتہی اس کو تسلیم یہان موجود ہے جس سے
یہ مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت شرح مناسک مین علم معنی یقین ہے پس جب کوئی صارف نہین تو یہان علم اپنے معنے
بمعنی یقین کے ہے اور جب یقین کے معنے علم کے اس محل مین ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہو جاوے کسیکو
فوت ہونے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کو تو حج ساقط اُس شخص سے جسکو یقین ہووے اور گنگوہی کہتا ہے کہ خدشہ فوت ایک
نماز کا ہووے تو حج ساقط ہے اور خدشہ کے معنے خراش کے ہین مجازاً بمعنے شک وشبہ کے بھی آتے ہین چنانچہ غیاث اللغات مین موجود
ہے خدشہ بالفتح بمعنی خراش ومجازاً بمعنی شک وشبہ از منتخب وصراح انتہی اور اس قول گنگوہی مین خدشہ بمعنے خراش کے تو مراد
ہرگز نہین ہو سکتا ہے معنے مجازی شک وشبہ کے ہی یہان ہو سکتے ہین پس قول گنگوہی کے یہ معنے ہوئے کہ شک وشبہ فوت نماز کا ہووے
حج کو جانے سے تو حج ساقط ہے پس یہ قول گنگوہی کا مخالف ہے عبارت ملا علی قاری کی اور تمام جہان کی بھی کہ آجتک کوئی اس امر کا قائل نہین
ہوا ہے کہ فقط خدشہ وشبہ وشک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے ایسے اعتقاد کو کفر کہا جاوے تو بجا ہے اور سفاہت
گنگوہی کی دیکہو کہ دعوی تو ثبوت کراہت وحرمت کا تہا خدشہ فوت ہو جانے نماز کے اور اسی بنا پر حج کو کہا تہا اس گنگوہی نے حرام بتایا تہا
اپنی نادانی سے اور ثبوت حرمت کیواسطے عبارت وہ پیش کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز مین ثابت ہووے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی کے زعم فاسد مین یہ ہے کہ سقوط فرضیت حج بھی حرمت وکراہت ہے یا اسکو حرمت وکراہت فعل حج کی
لازم ہے پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو چیز فرض نہووے اور اسکی فرضیت ذمہ مکلف سے ساقط ہووے تو وہ مکروہ وحرام ہووے پس واجب وسنت
ومستحب ومباح ان تمام کا حرام ومکروہ ہونا لازم آویگا اسکا قائل تو کوئی مجنون یا زندیق ہی ہوگا نہ عاقل ومسلمان ایسے لغویات
وزٹلیات سے حلال کو یہ گنگوہی حرام ومکروہ بناتا ہے ایسے عقل وایمان پر افسوس کرنا چاہیے اور اس گنگوہی کو اتنا بھی خیال نہین
کہ خدشہ فوت صلوۃ واحدہ سے ساقط ہونا حج کا جو بتاتا ہے تو اس سے یہ باب حج کا مسدود ہونا اکثر لوگون زمانہ کے حق مین لازم آتا ہے کیونکہ

خدشہ وشبہ اسکا آجکل کے لوگونکو بہت ہو سکتا ہو بلکہ یہ محبت اہل دول طالب آرام کو واسطے خوب ہاتھ آئی کہ اس خیال سے کہ کہین
نماز فوت نہو جاوے حج کو جانا ہی اور یہ فرض نجانینگے اور تارک حج بنینگے اسکا وبال گنگوہی کی جان پر ہی رہیگا کہ ایسا غلط مسئلہ بتا کر حج
کو ساقط کراتا ہو خدا تعالی کا خوف جسکو ہو وہ تو ایسا نہین کہسکتا ہو جسکو ایمان کی بھی پرواہ نہین ہے اسکو اسکا کیا خوف ہو اور جو عبارت
شرح مناسک کا مطلب ہو وہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ فوت ہونے نماز کا علم یعنے یقین ہووے اسوقت مین یہ حکم ہو نہ فقط خدشہ سے یہ حکم ہو جیسا
گنگوہی نے بیان کیا ہی اور یہ ساقط ہونا حج کا بحالت یقین فوت نماز واحدہ کے کتب معتبرہ ہدایہ وعینی وفتح القدیر وشامی ودر مختار وغیرہ
مین جن پر فتوی دیا جاتا ہو موجود نہین اور شرح مناسک اسوقت حاضر نہین ہی اور گنگوہی کے خیانت عبارت کتب مین کرنا اوپر معلوم
ہو چکا ہے پس اس نقل گنگوہی پر یقین وظن غالب نہین ہو کیا عجب ہو کہ یہان بھی تصرف کیا ہووے اور بالفرض اگر شرح مناسک مین
یہہ ہووے تب بھی تو روایت مفتی بہا ہونا مسلم نہین ہو اور اسکا معمول بہا ہونا ہم تسلیم نہین کرتے ہین ورنہ کتب متداولہ معتبرہ قدیمہ
وجدیدہ متون وشروح وفتاوی مین اس پر فتوی ہوا کیون نہین مذکور ہوتا ایسے روایت شاذہ کی جہت سے کیون سقوط فرض
کا کہ حج ہی حکم دیا جاوے بلکہ در مختار مین مصرح ہو کہ ضاق وقت العشاء والوقوف یدع الصلوۃ ویذہب لعرفۃ للحج انتہی
یعنے وقت عشا کا اور وقوف کا تنگ ہووے تو نماز چھوڑ دے اور عرفات کو چلا جاوے یعنے اگر نماز عشا کو راستہ مین پڑھتا ہو تو عرفات کو پہونچنے سے
پہلے ہی فجر طلوع ہوئی جاتی ہے اور اگر عرفات کو جاتا ہو تو نماز عشا کی ہاتھ سے جاتی ہو اسقدر وقت نہین ہو کہ دونون ہو سکین تو نماز چھوڑ
دینا جائز ہو اور حج کیواسطے عرفات پر جانا چاہئے اس قول کے تحت مین رد المحتار مین ہو کہ سراج مین بھی ایسا ہی پرمشی کی ہو اور شرح لباب مین اسکے عکس کو
اختیار کیا ہو یعنے عرفات کو نہ جاوے اور نماز پڑھے اسلئے کہ تاخیر وقوف کیلئے عذر کی با وجود امکان تدارک کے سال آئندہ مین جائز ہو اور نہین
فرض حاضر کا ترک واسطے دوسرے فرض کی تحصیل کیواسطے نہین اور یہی ظاہر ہو اعتبار ادلہ نقلیہ وعقلیہ سے ہو اور مختار رافعی کا بھی ہو بخلاف امام نووی
کے اور صاحب نخبہ نے لکھا کہ حالت چلنے مین اشارہ سے پڑھلے پھر قضا پڑھے احتیاطاً یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہے عبارت رد المحتار کی یہ ہو قولہ یدع الصلوۃ الخ مشی
علیہ فی السراج واختار فی شرح اللباب عکسہ لان تاخیر الوقوف مع امکان تدارکہ فی العام القابل جائز
ولیس فی الشرع ترک فرض حاضر لتحصیل فرض آخر قال وہذا ہو الظاہر اعتبارا من الادلۃ النقلیۃ والعقلیۃ
وہو مختار الرافعی خلافا للنووی من الائمۃ الشافعیۃ وقال صاحب النخبۃ یصلی ماشیا مومیا علی قول من جوز
ثم یقضیہ احتیاطا قال وہذا قول حسن وجمع مستحسن انتہی دیکھو عبارت در مختار سے واضح ہو کہ حج کیواسطے ترک نماز کرے
اور وقوف عرفات حاصل کرے اور سراج مین بھی یہی ہی ہو اور شرح لباب مین اگرچہ تاخیر وقوف کرنیکو کہا ہو عذر کے سبب سے لیکن ساقط ہونا
حج کا ترک وقت نماز کی سبب سے نہین کہا اور صاحب نخبہ نے تو وقوف عرفات وحج کو ملحوظ رکھ کر نماز راستہ مین اشارہ سے پڑھلینا اور پھر قضا کرنا فرمایا ہو سقوط حج کا قول کسی نے
فوت نماز کی سبب سے نہین فرمایا اور علامہ شامی صاحب المحتار متاخرین مین شرح مناسک وغیرہ کے قول بھی بعض مواضع مین نقل کر رد المحتار مین نقل کرتے ہین اگر سقوط
حج کا قول بسبب فوت نماز کے معتبر اور مختار ہوتا تو شامی ضرور نقل کرتے پس واضح ہو کہ یا تو یہ قول شرح مناسک مین موجود ہی نہین ہے یا ہو تو مختار و معتمد نہین ہے الغرض قول

بھی کتب میں بعضے ہوتے ہیں کہ وہ مستند ہیں اگرچہ کسی کے نزدیک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ طالب علم غنی کو بھی زکوٰۃ لینا درست ہے جبکہ علم پڑھنے
سے انہیں فرصت کو نہ ہو کیونکہ اسلئے کہ وہ کسب سے شغل کے حاجتمند ہو اور حاجت ضرورت کی طرف داعی ہے چنانچہ عبارت درمختار کی ہے و ان طالب العلم
یجوز له اخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی ما لا بد منه
کذا ذکره المصنف انتہی اس عبارت سے یہ مسئلہ ظاہر ہے کہ طالب علم غنی کیواسطے لینا زکوٰۃ کا حرام فرماتے ہیں اور اس پر اعتماد کسی نے نہیں کیا ہے
چنانچہ عبارت علامہ شامی کی یہ ہے وهذا الفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد قلت وهو کذلك
والاوجه تقییده بالفقیر ویکون طالب العلم مرخصا لجواز سواله من الزکوة وغیرها وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونه
لا یحل له السوال کما سیاتی ومذهب الشافعیة والحنابلة ان القدرة علی الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل له الاخذ
فضلا عن السوال اذا اشتغل عنه بالعلم الشرعی انتہی پس کیوں نہیں جائز ہو کہ مسئلہ سقوط حج کا بھی ایک غلط القیناہو تو
ہونیکو سبب سے ایسا ہی ہووے کہ کسی نے اس پر اعتماد نکیا ہو مانند اس مسئلہ زکوٰۃ طالب غنی کی اگر گنگوہی یا کسی دوسرے کو ادعا اس امر کا
ہے کہ یہ مسئلہ معتمد علیہا فقہا کا ہے تو اسکی تصریح دکھاوے کہ اس مسئلہ پر فقہائے معتبرین نے اعتماد کیا ہے ورنہ ایسے مسائل بیان کر کے جہلا کا اعتقاد خراب
کرنے سے توبہ کرے اور مسائل اہل سنت و جماعت کو قبول کرے ورنہ استحقاق عذاب نار اوسکے لئے ثابت ہے یہ تھوڑی سی اغلاط براہین قاطعہ
سے اظہار کیا ہے تب بھی اسقدر اخبار اس رسالہ کی ہو گئی ہیں اگر جمیع اغلاط کا اظہار کیا جاوے اور ہر غلطی کا تفصیل سے بیان کیا جاوے اور تناقض
وتدافع اقوال صاحب براہین کا ہر موقع و ہر محل میں ثابت کیا جاوے اور ترک دیانت اور خیانت کا اظہار کیا جاوے اور ہر مسئلہ کا ثبوت جیسا کہ یہ وہابیہ منکر ہیں دلائل
متعددہ و اقوال کثیرہ علما سے دیا جاوے اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جاوے تو دفاتر ہو جاویں کہ اسکا طبع ہونا اور لوگوں کو مطالعہ کل کا کرنا مشکل
ہو جاوے اسواسطے ان چند اغلاط کی اظہار پر اور ثبوت مسائل پر بطور اجمال و اختصار اور بعض جگہ بیان اور باقی کی ترک پر اکتفا کیا گیا کہ
اہل انصاف اسی قدر حال کتاب براہین قاطعہ اور اسکے مولف و مقرظ کی مذہب و اعتقاد و علم و فہم پر واقف ہو جاوینگے اور جسطرح اقوال صاحب براہین کا بطلان
واضح ہو گیا ہے اسی پر قیاس کر کے باقی اقوالکو بھی جو ہمنے نہیں لکھے ہیں انکا بھی باطل و غلط ہونا جانلینگے پس اسی قدر پر یہ رسالہ ختم کیا جاتا ہے
اس رسالہ میں مخاطب کی تفہیم زیادہ مد نظر ہے لہذا عام کسان اور اوسیکا لہجہ تکلف اختیار کیا اور چونکہ اس عاجز کو اس لہجہ میں پوری مہارت
نہیں ہے اور نیز احقر کی زبان اس سے آشنا اور ظاہر ہے کہ زبان غیر معتاد میں عبارت نا مربوط رہجاتی ہے علی الخصوص جبکہ اسمیں مہارت کامل نہو
لہذا منصفین سے امید ہے کہ فقط مطالب پر نظر رکھیں کیونکہ ایسے مقام پر قصدا بھی عبارت نادرست کہی جاتی ہے کہ کسطرح مخاطب کی سمجھ میں آجاوے مثلا اگر کسی
ایک شخص سے گاؤں کا رہنے والا اور معلوم ہے کہ اگر اس سے کہا جائیگا کہ فلاں چیز اٹھا دو تو وہ یہ سمجھیگا اور دو کو صیغہ امر کا اسم عدد مراد لیگا یعنی دو اسمیں بعد حرف علت
اسکی تفہیم کیواسطے کہا جائیگا کہ فلاں چیز اٹھا دیو تا کہ وہ سمجھے انکے بعد کہا ما کہا جائیگا احقر نے بقدر ہمہ واقف ہونیکی سند خلل و عفو زلل فرمائیگا اور قول مطابق واقع
مطلع ہو کر دعائے خیر سے یاد فرمایا کرینگے اور حاسدین کو حسد کے خاصی و شواہر ہے سو اسلئے انکا خیال موجب ملال نہ جانا چاہیے کہ انکو حق میں اللہ تعالی ہی کو کافی سمجھنا چاہیے حسبنا الله
ونعم الوکیل نعم المولی نعم النصیر آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وازواجه وذریاته اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین تمت تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب لاجواب ہادی شیخ وشاب براہ صدق وصواب مسمی بہ بوارق لامعہ حارق براہین قاطعہ تصنیف شمس سمای معقول ومنقول مہر سپہر فروع واصول خورشید فلک علوم وعقول منور چشمان کوران جہول جناب مولنا مولوی نذیر احمد خانصاحب حنفی مذہب نقشبندی مشرب آونکل اللہ فیوضہ من العجم الی العرب بصرف مال فراوان ازان عمدۃ التجار نامی زبدۂ ناموران گرامی معدن فتوت ومروت مخزن سعادت وسخاوت سرگروہ سیٹھان معاون خاص وعام رئیس بے نظیر مجد الدین جناب محمد بدر الدین صاحب ابن فضیلت شعار شریعت آثار مجتمع صفات جناب محمد عبد اللہ صاحب نور زاد اللہ حسناتہما متوطن جزیرۂ معمورۂ بمبئی ورئیس نامی وامیر گرامی مجمع اخلاق حمیدہ منبع اوصاف حمیدہ وسراپا حلم وحیا چشمۂ جود والاحسان الی رحمۃ ربہ الالہ جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نکواری بلطفہ العمیم اسکنہم اللہ فی جنات نعیم سے جہان فانی مثل قطرات شبنم کے بھی قیام نہیں انیواقعہ وحشت خیز کہ جامع محاسن وعلامہ صوری ومعنوی جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور کہ قبل اتمام طبع کتاب ہذا کے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے پیک اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس سدہارے بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول بروز یکشنبہ بعد الظہر سنہ ۱۳۰۹ ہجریہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ۔ **قطعہ تاریخ وفات محمد عبد اللہ صاحب مرحوم نکوری**

وفات نکواری قاضی عبد اللہ چو شہرت گشت	دل ہر اہل دین از صاعقہ این محو حسرت گشت
چو فکر آشفتہ کردم بہر تاریخ سن ہجری +	ندا آمد ز فردوس بریں مہمان جنت گشت

وبسعی وکوشش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری وجناب حافظ علی محمد صاحب وجناب حکیم عبد الکریم صاحب در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی مین بماہ جمادی الاخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ع کامل الطبع ہوکر مطبوع واہلے اہلسنت ہوئی اور ہرچند کہ بسبب کثرت کارہاے مطبع وعجلت کارپردازان طبع کے کتاب ہذا کی تصحیح کامل طور پر نہو سکی بلکہ بعض بعض مقام پر مقابلہ ہو اصل کتاب سے رہگیا معہذا جو کہ طالبان حق ہیں وہ ایک حرف سے بھی مطلب پاسکتے ہیں مقصود حاصل کرسکتے ہین اور جو شخص کہ نادان اور نا انصاف ہو تو اسکے وہ تو سو دفترون مین سے ایک حرف کو بھی نہین سمجھتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے ۔

از طبع جناب مولوی محمد اسحاق صاحب راحت پوری متخلص بہ آشفتہ

بگویند از سر بازیچہ حرفے
کزان پند نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

بہر کیف ہر اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا بہ ضرورۃ رہی کیونکہ یہ کتاب سیف مسلول و قاطع خرعبلات ہر بو الفضول ہے اہل سنت کے نزدیک اس متہیا کا ہونا نہایت مفید ہی اور کیا عجب ہی کہ ہادی مطلق کی ہدایت سے اہل غوایت کو بہی فائدہ مند ہو جاوے اسکے مطالعہ سے راہ راست پر آجاوین تعصب کو چہوڑ دین تو مذہب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت مین داخل ہو جاوین سواد اعظم اہل حق مین شامل ہو جاوین آمین یا رب العالمین۔

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحجم ہے یعنی ۴۴ جز ہے اور مبلغ خطیر اسکے طبع مین صرف ہوا ہے لیکن چونکہ اس کے طبع سے خلق اللہ کی ہدایت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا ہدیہ بہت ہی کم رکہا ہے یعنی ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ر تاکہ قلیل البضاعت بہی اسکے فیض سے محروم نرہے کم مایہ بہی اس سے استفادہ کر سکے افسوس یہ ہے کہ تہوڑے ہی نسخے اسکے طبع ہوئے ہین جو صاحب کہ خواہان ہون بہت جلد بارسال ہدیہ مذکورہ اسکو طلب کرلین ورنہ خیال اسکا ہے کہ ایک نسخہ بہی اس کتاب کا باقی نرہے سب دست بدست اوڑہ جاوین کیونکہ شائقین چہار طرف سے ہجوم لا رہے ہین اور جو لوگ کہ دور رہتے ہین وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب مین روانہ فرما رہے ہین جو صاحب کتاب موصوف کے خواستگار ہون وہ پوست کارڈ یا خط مع ٹکٹ جوابی قاضی عبد الشکور صاحب کی خدمت مین مع ہدیہ مسطورہ و محصول ڈاک روانہ فرماوین فورًا کتاب مرسل ہو گی لیکن اپنا نام اور نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہین ہوتے تو معلوم نہین ہوتے اور اگر لکہین گے کہ بذریعہ ویلو کتاب بہیجدو ہم ڈاک کے اہل کار کو قیمت دیکر کتاب لیلین گے تو اسطرح بہی کتاب روانہ کر دیجاوے گی لیکن اسصورت مین شرط یہ ہے کہ واپس نکرنیکا وعدہ کرین اور پہلے قیمت کی تدبیر کرلین بعد ازان خط کتاب کے طلب مین روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین ویلو کی ذریعہ سے بہی روانہ کر دیجاوینگی اور ۲ر صرف ویلو ذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ جلدون کیواسطے قیمت مع محصول ڈاک پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہو گی نشان ارسال خط یہ ہے دربہنی بہنڈی بازار دوکان کتب نمبر ۱۰۱ رسیدہ بخدمت قاضی عبد الشکور و علی میان تاجر کتب برسد یا جناب قاضی عبد الکریم قاضی

رحمۃ اللہ صاحب کے دوکان سے طلب کریں نشان یہ ہے شہر بمبئی ناگہ کولسہ محلہ قریب باہی دہونی
دوکان نمبر ۵۹ متعلق پوسٹ آفس مانڈوی بر سد یا جمنا داس کی دوکان سے طلب کریں پتا یہ ہے
جمنا داس بہگوداس اینڈ کمپنی واقع شہر بمبئی بہنڈی بازار دوکان نمبر ۱۰۴ پر سد یا مہتمم کے پاس
سے طلب کریں تو بنام جناب محمد بدرالدین صاحب کے خط تحریر کریں نشان یہ ہے شہر بمبئی جاکلی محلہ
بہ مکان محمد بدرالدین صاحب بن جناب محمد عبد اللہ صاحب قور بر سد۔ اب ارباب تجارت اور اصحاب
صناعت کیخدمت مین گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چھاپنا یا چھپوانا بہ نیت تجارت یا بغرض ہدایت
اہل ضلالت منظور ہو تو مصنف دام المقام و نیز جملہ اہل اہتمام کیطرف سے اجازت عام ہے جب چاہیں
اور جہان چاہیں چھاپیں یا چھپوائیں کسیکو کسی قسم کا تعرض نہوگا پھر خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع فرماویں
اور خواہ بدون اطلاع دہی مصنف موصوف کے چھاپیں یا چھپوائیں ہر نوع کا آپکو اختیار دیا گیا ہے ہان
اگر اطلاع دیکر چھاپینگے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف بپاس خاطر اونکی گوارا فرماوینگے اور اگر
بغیر اطلاع کے چھاپیں اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی مین مدد لیں اسکا بھی اختیار ہے اور
اگر کوئی صاحب اہل حق مین سے یہ چاہیں کہ ہمارے نام کتاب کر دیجاوے تو اوسکو بار دیگر طبع کراوین تو
مصنف علام کیطرف سے اسکی بھی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چھپوائیں کیونکہ اہل الحق
کنفس واحدۃ بزرگونکا قول ہے بلکہ متحالفین بہدایت رب العالمین اگر قول حق قبول کرلیں اور اون مین
سے کوئی صاحب بطریق مسطور چھپوانیکا ارادہ کریں تو اونکو بھی اجازت ہے کیونکہ جب اونہون نے
قول حق قبول کرلیا تو اون پر بھی بزرگونکا قول مذکور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان
قاطع ہے اس مدعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہ کو اس کتاب کی تصنیف سے
فقط ہدایت انام مقصود ہے نہ نام مطلوب ہے اور نہ دام سے غرض ہے ہان اگر کوئی خود
کام بار دیگر تضلیل انام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
کمر باندہی اور دشنام دہی پیش آیا تو قاطع نظر الحق والا یعلی علیہ سے
مصنف کے ہاتھ مین سیف قلم بتوفیق خالق عالم
ہنوز مسلول ہی ہے دیکھیے کہانتک منحرف نقطہ
والسلام علی من اتبع الہدی
تمام شد